تذکرہ مشائخ نقشبند

انوارِ لاثانی کامل

ناشران

سید علی حسنین عابد　　سید علی حسن عابد

رحمۃ اللہ علیہ
دربار حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی
علی پور سیداں شریف ضلع نارووال

تذکرہ مشائخ نقشبند دامت برکاتہم

سیرتِ طیبہ
حضرت قبلہ الحاج پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قبلہ الحاج پیر سید علی حسین شاہ نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ
حضرت قبلہ الحاج الحافظ پیر سید عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

انوارِ لاثانی کامل

حسب الارشاد

حضرت پیر سید محمد ظفر اقبال شاہ صاحب دامت برکاتہم
سجادہ نشین دربار شاہِ لاثانی و نقشِ لاثانی علی پور سیداں شریف

کاوش

ادارہ تحریر و تالیف بزم لاثانی پاکستان

ناشران

صاحبزادگان والا شان
سید علی حسنین عابد سید علی حسن عابد

دربار حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیداں شریف ضلع نارووال

کتاب	انوار لاثانی کامل
مؤلفین	مفتی بشیر احمد مجدّدی، رانا جماعت علی خاں، علامہ محمد نعیم نگوروی علامہ محمد علی نقشبندی، محمد عمر فاروق (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)
مشاورت	چوہدری امیر علی منہاس، پروفیسر ممتاز چوہدری، چوہدری عبدالحق
ناشران	صاجبزادہ سیّد علی حسنین عابد، صاجبزادہ سیّد علی حسن عابد
کمپوزنگ	احمد حسن نقشبندی، مکتبہ انوارِ لاثانی، لاثانی قرآن محل، لاہور
مطبع	سید محمد شاہ پرنٹر، نزد داتا دربار، لاہور
اشاعت اوّل	اکتوبر 2009ء
تعداد	2000
صفحات	856
ہدیہ	500روپے

ملنے کے پتے

- ☆ دربارشاہِ لاثانی و نقشِ لاثانی، علی پور سیّداں شریف ضلع نارووال
- ☆ لاثانی قرآن محل، مخدوم بہاءالدین نگر، دلاور روڈ، چاہ میراں۔لاہور
- ☆ مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور
- ☆ مکتبہ ضیاءالقرآن، گنج بخش روڈ، لاہور
- ☆ مکتبہ جمالِ کرم، گنج بخش روڈ لاہور
- ☆ مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، لاہور

فہرست مضامین

باب اوّل: شریعت و طریقت

باب دوم: مشائخ نقشبند

باب سوم: حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

باب پنجم: حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

حمدِ باری تعالیٰ

ہے ذکر ترا گلشن گلشن سبحان اللہ سبحان اللہ
مصروف ثنا ہیں سرو و سمن سبحان اللہ سبحان اللہ

غنچوں کی چٹک شبنم کی ضیاء پھولوں کی مہک بلبل کی نوا
قائم ہے تجھی سے حُسنِ چمن سبحان اللہ سبحان اللہ

کیا دیکھے کوئی وسعت تیری ہو کیسے بیاں عظمت تیری
عاجز ہے نظر قاصر ہے دہن سبحان اللہ سبحان اللہ

مطلوب بھی تو مقصود بھی تو، مسجود بھی تو معبود بھی تو
تو روحِ صبا تو جانِ چمن سبحان اللہ سبحان اللہ

ہر نقش تری قدرت کا نشاں، ہر نقش کے لب پر تیرا بیاں
ہر بزم میں تو موضوعِ سخن سبحان اللہ سبحان اللہ

میں نے جو کہا میں نے جو سنا کچھ بھی نہ کہا کچھ بھی نہ سنا
ہے اس سے ورا تیرا مسکن سبحان اللہ سبحان اللہ

مٹی کو زباں دے کر اُس کو اعجازِ بیاں دینے والے
اعظم کو بھی دے توفیق سخن سبحان اللہ سبحان اللہ

﴿محمد اعظم چشتی﴾

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کہیں جس کو دوائے دردِ ہجراں یارسول اللہ
دکھانا مجھ کو بھی وہ روئے تاباں یا رسول اللہ

کرم یا رحمۃ للعالمیں یا شافعِ محشر
کہ ہے خالی عمل سے میرا داماں یارسول اللہ

سنا ہے آپ ہر عاشق کے گھر تشریف لاتے ہیں
مرے گھر میں بھی ہو جائے چراغاں یارسول اللہ

کبھی تو رحم آ جائے مری آشفتہ حالی پر
کبھی تو ہو گذر سوئے غریباں یارسول اللہ

دکھاتا پھر رہا ہوں کب سے ان سینے کے داغوں کو
سِلے گا کب مرا چاکِ گریباں یارسول اللہ

تمہارا ذکر کرتا جاؤں گا میدانِ محشر میں
یہی تو ہے مری بخشش کا ساماں یارسول اللہ

کیا ہے نام لیواؤں میں شامل اپنے اعظم کو
نہ بھولوں گا قیامت تک یہ احساں یارسول اللہ

﴾محمد اعظم چشتی﴿

انتساب

نورانی جماعت کے ذکرِ خیر کے سدا بہار پھول سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اہل بیت اطہار، آل پاک، خلفائے راشدین اور جملہ صحابہء کرام علیہم الرضوان کی خدمت اقدس میں بطورِ عاجزانہ وغلامانہ نذرانہء عقیدت حاضر ہے۔

گر قبول اُفتد زہے عزوشرف

ناچیز
بشیر احمد مجددی و
اراکین ادارہ تحریر و تالیف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گذارش احوال واقعی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ. اَمَّا بَعْدُ

اولیائے کاملین کی حیات طیبہ کا ہر گوشہ اہل ایمان کے لئے پرکشش اور مینارۂ نور ہوتا ہے۔ ان نورانی ستاروں اور قیمتی موتیوں کو جمع کرنا اور لوگوں کے سامنے پیش کرنا اگرچہ بڑا دشوار اور وقت طلب کام ہوتا ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے کوشش کر کے کچھ گوہر نایاب نکال ہی لاتے ہیں جن سے ان گنت لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ اس عظیم کام کے لئے ہمارے اکابرین نے بڑی محنت و جانفشانی اور دلچسپی سے حصہ لیا اور بے شمار نایاب گوہر پیش فرمائے۔ ایسے ہی موتیوں پر مشتمل ایک دلکش لڑی وہ نورانی کتاب ''انوار لاثانی'' ہے جو حضرت قبلہ عالم پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح حیات اور سیرت طیبہ پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو ہمارے جد امجد حضرت قبلہ عالم پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہات ظاہری و باطنی سے جناب محترم صوفی محمد رفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ نے بڑی عقیدت و کاوش سے مرتب کیا۔ اس کتاب کے متعلق حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

''میں نے اس کتاب کو دوبار مکمل پڑھا ہے۔ تمام واقعات بالکل صحیح و درست اور کمی بیشی سے پاک ہیں۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ العزیز حضور کے عقیدت مند بالخصوص اور تمام مسلمان بالعموم اس کتاب کے مطالعہ سے بے انتہا فیوض و برکات حاصل کریں گے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزی محمد رفیق کی ان مساعیٔ جمیلہ کو قبول

فرمائے اور اسے حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فیوضات سے مالا مال فرمائے‘‘۔

وہ عظیم الشان کتاب نایاب ہوگئی، جو نہایت آسان فہم، سادہ اور پُرخلوص تحقیق کا نچوڑ اور باعث فلاح تھی۔ اس کے بعد دربار شاہ لاثانی کے متعلقین و مریدین اور عقیدتمندوں کے مطالبہ اور خواہش پر ہم نے بزم لاثانی کے اجلاس میں فیصلہ کیا کہ اس کتاب کو موجودہ حالات کے مطابق ضروری تبدیلیوں کے ساتھ دوبارہ شائع کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ حضور قبلہ پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور والد گرامی حضرت قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح حیات بھی اس میں شامل کی جائے تاکہ خلق خدا اس کے مطالعہ سے اپنے عقائد و اعمال کی اصلاح کر کے اپنے دینی و دنیاوی معاملات کو سنوار سکیں۔ اولیائے کاملین کی سیرت مطہرہ حقیقت میں امام الانبیاء، سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مطہرہ کا مظہر ہوتی ہے۔ اس سلسلہ میں پہلی کتاب اور دیگر قابل اعتماد وسائل سے معلومات اکٹھی کر کے جامع کتاب شائع کرنے کے بہت اہم کام کے لئے بزم لاثانی پاکستان کے مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل ’’تحریر و تالیف کمیٹی‘‘ تشکیل دی گئی۔

۱۔ جناب علامہ صوفی محمد علی نقشبندی صاحب (سیالکوٹ)

۲۔ جناب چوہدری عبدالحق صاحب (لاہور)

۳۔ جناب چوہدری امیر علی منہاس صاحب (گجرات)

۴۔ جناب پروفیسر ممتاز احمد چوہدری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (لاہور)

۵۔ جناب الحاج رانا جماعت خاں صاحب (لاہور)

۶۔ جناب مولانا محمد نعیم تگوروی (سیالکوٹ)

۷۔ جناب علامہ مفتی بشیر احمد نقشبندی (لاہور)

۸۔ جناب محمد عمر فاروق (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ) لاہور

ان حضرات کو باہمی مشاورت سے مختلف ذمہ داریاں دی گئیں اورانہوں نے نہایت محنت وعقیدت سے اپنی ذمہ داریوں کوسرانجام دیا۔اس سلسلہ میں دیگرمریدین ومتعلقین کی ذاتی یاداشتوں ومستندروایات کواکٹھا کرنے کے ساتھ ساتھ مستند تفاسیر وکتب احادیث وتصوف سے استفادہ کیا گیا۔اس محنت وتحقیق کا نچوڑ ''انوارلاثانی کامل'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔اب فیصلہ قارئین نے کرنا ہے کہ ہماری کوششیں کس قدرکامیاب اورمقبول ہوئی ہیں۔

خالق کائنات جل شانہٗ کی بارگاہ عالیہ میں عاجزانہ دُعا ہے کہ وہ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ہمارے آباء واجداد، اولیاء کرام کے صدقے اس کاوش کوشرف قبولیت عطا فرمائے، اس کے قارئین کو بے انتہا فیوض وبرکات سے نوازے اوراس کے جملہ معاونین کوسعادت وفلاحِ دارین سے مالا مال فرمائے۔

ایں دعا ازمن واز جملہ جہاں آمین باد

سیّدمحمدظفراقبال

(سجادہ نشین دربارشاہ لاثانی،علی پورسیّداں شریف)

تقریظ

آفتاب طریقت، ماہتاب شریعت، واقف رموز حقیقت
حضرت قبلہ پیر آفتاب احمد صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ چورہ شریف ضلع اٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انوارِلاثانی کامل نئے ایڈیشن کے مسودہ کو جستہ جستہ دیکھنے کا موقع ملا۔ نہایت آسان پیرایہ میں طریقت وتصوف کی مسلمہ جہتیں اجاگر کی گئیں ہیں جو خاصی متاثر کن ہیں۔عموماً خانقاہوں سے متعلقہ حضرات کے حوالہ زندگی سے منسوب کتب میں کرامات کو ہی زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔کرامت اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے عطا کردہ امتیاز ہے لیکن کسی کامل کی جستجو نہیں۔کاملین کا سفر رب العلمین اور اس کے حبیب رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کی جانب ہوتا ہے۔خواہ وہ مخلوق کی رہنمائی اور خدمت ہو یا عبادت اور ذکر خداوندی دونوں صورتوں میں منزل ایک ہوا کرتی ہے۔

خواجگان چورہ شریف کی تربیت میں متذکرہ بالا امور کو خصوصی اہمیت حاصل ہے جس کا اظہار اُن کے تربیت یافتہ حضرات خصوصاً حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کی اولاد بالخصوص حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں نمایاں ہے۔اس کتاب مستطاب میں ان تینوں عظیم ہستیوں کے حالات وواقعات بڑے محتاط انداز میں کافی شرح وبسط کے ساتھ ذکر کردیئے گئے ہیں۔

"انوارِلاثانی کامل" کے اس ایڈیشن میں جہاں بزرگوں کے تذکار ہیں

وہاں طریقت اور تصوف کے اغراض و مقاصد اور راہِ سلوک کی وہ منازل جو سالک کو واصل باللہ کرتی ہیں اور قلب کو غبارِ دنیا سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ کے نور سے روشن کرتی ہیں اُن پر خاصی سہل اور آسان بحث کی گئی ہے۔ بقول اقبالؒ

سمجھ میں نقطۂ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بتخانہ ہو تو کیا کہیے
مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے

اللہ تبارک وتعالیٰ سے التجا ہے کہ فیض کا وہ چشمہ جو سرزمین پاک سرہند سے ہمارے مربی و محسن حضرت امام ربانی مجدّد الف ثانی دامت فیوضہم کی نگاہِ روشن سے جاری ہوا تھا پیاسی روحیں ہمیشہ اس سے سیراب ہوتی رہیں اور جن مراکز نے اُس فیض کو عام کرنے میں اپنا حقیقی کردار ادا کیا ان کی روشنی مزید عام ہو۔ بالخصوص صاحبزادہ پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب سجادہ نشین دربارشاہِ لاثانی و نقش لاثانی اور اُن کے خدّام نے جس دلجمعی اور باریکی کے ساتھ انوارِ لاثانی کامل کو مرتب و مدوّن کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب کو اجرِ عظیم عطا فرمائے اور اس کتاب کو جملہ متعلقین کے لئے دونوں جہاں میں سرفرازی کا باعث بنائے۔ آمین یارب العالمین

(آفتاب احمد، چورہ شریف)

تقریظ

محترم المقام جناب صاحبزادہ پروفیسر ڈاکٹر محمد ساجد الرحمٰن صاحب

انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد، سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ بگھار شریف، کہوٹہ ضلع راولپنڈی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بجا ارشاد فرمایا:

حِکَایَاتُ الْمَشَائِخِ جُنْدٌ مِنْ جُنُوْدِ اللّٰہِ۔

(مشائخ کی باتیں اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے)

چنانچہ صوفیہ کے تذکرے، اُن کے ملفوظات اور مکتوبات مرتب اور مدون کرکے منظرِ عام پر لانے سے یہی مقصود ہوتا ہے کہ قاری قربِ خداوندی کی منازل کو طے کرنے والے ان بندگانِ خدا کی پاکیزہ زندگیوں کے شب و روز دیکھے، اُن کی خلوت و جلوت کو اُن کے آئینہ زندگی میں دیکھے اور اُن کے نطق سے گرنے والے جواہرات کو سمیٹے اور اپنی منزل کا تعین کرے۔

بعض دانشورانِ حاضر کا صوفیہ کی زندگیوں، اُن کے زہد و ورع کے اسلوب اور اُن کے ملفوظات و فرمودات پر انگشت نمائی کرنے کے سبب پہلے سے کہیں زیادہ اس جانب متوجہ ہونے کی ضرورت ہے کہ اُمت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس جلیل القدر طبقہ کے احوال اور تعلیمات کو نکھار کر پیش کیا جائے تاکہ اُن پر کیے جانے والے بے بنیاد اعتراضات کی اصل سامنے آئے اور شکوک و شبہات کا ازالہ بھی ممکن ہو۔

صوفیانہ تعلیمات کی نمائندہ کتب "قوت القلوب"، "الرسالۃ القشیریہ"، "کتاب اللمع"، "التعرف"، "المنقذ من الضلال" اور "مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی" کا ایک ایک حرف پورے آہنگ کے ساتھ صوفیہ کی توحید پرستی کا اعلان کر رہا

ہے اور واضح ہدایات دے رہا ہے کہ اس راہ کا مسافر جب تک خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کو چوم کر اپنے سفر کا آغاز نہ کرے وہ زندقہ کا شکار تو ہو سکتا ہے قربِ الٰہی کی منزلیں طے نہیں کر سکتا۔

حضرت خاتم الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد بعثت پر غور کیا جائے تو اُن کا مرکزی نقطہ تزکیۂ نفوس ہے۔ ایک ایسے انسان کو وجود میں لانا مقصود ہے جو صفاتِ حسنہ کا مظہر ہو۔ صوفیہ نے اسی مقصد بعثت پر ارتکاز فرمایا اور متعلقین و متوسلین کے قلوب واذہان کے تزکیہ اور تصفیہ کو اپنی تمام تر کوششوں کا مرکز ومحور ٹھہرایا۔

یہ سراسر ایک مغالطہ ہے یا مغالطے میں ڈالنے کی ایک سوچی سمجھی کوشش ہے کہ تصوف شریعت اسلامیہ سے کوئی جدا چیز ہے۔ تصوف کیا ہے؟ کسی دوسرے کے دروازے پر دستک دینے کی بجائے خود صوفیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر استفسار کرنا چاہیے۔ چنانچہ کسی بھی سلسلہ تصوف سے تعلق رکھنے والے حقیقی صوفی کے سامنے جب سوال پیش کیا جائے گا تو بلا تامل بول اُٹھے گا کہ شریعت اسلامیہ پر عمل کرنا ہی طریقت کہلاتا ہے جسے عرفِ عام میں تصوف کہا جاتا ہے۔ عبادت، ریاضت، تسبیح وتہلیل سے جو کیف وسرور کی کیفیت حاصل ہوتی ہے، جو روح کو بالیدگی ملتی ہے، جو دل کو آشنائی ملتی ہے، اُس کا دوسرا نام تصوف ہے۔ نماز ہر مومن پڑھتا ہے لیکن ہر نماز پڑھنے والے کی کیفیت جدا ہوتی ہے۔ اسی تفاوتِ کیفیت کو روحانی مدارج کا نام دیا گیا ہے۔ ایک شخص نماز پڑھتا ہے، تلاوت آیات بینات کرتا ہے، رکوع وسجود بجا لاتا ہے لیکن کیف وسرور کی لذتوں سے محروم رہتا ہے۔ اسے لذت آشنائی میسر نہیں آتی اور دوسری طرف ایک دوسرا شخص کھڑا ہوتا ہے۔ اللہ اکبر کہہ کر جب بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوتا ہے تو دنیا کے خوف وغم سے آزاد اور حرص وہوس سے بے نیاز اپنے رب سے لو لگا لیتا ہے اور بقول اقبال حجابات اُٹھ جاتے ہیں۔

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر اُٹھتے ہیں حجاب آخر

زیرِ نظر کتاب ''انوارلاثانی کامل'' حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانحی خاکے، فضائل ومناقب اور ملفوظات پر مشتمل ہے۔ کتاب کے باب اوّل میں تصوف کی حقیقت واہمیت شرح وبسط کے ساتھ مرقوم ہے۔ اس میں تصوف اور اصحابِ تصوف سے متعلق ہر اعتراض کا جواب اجمال مگر جامعیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں بیعت کی ضرورت واہمیت پر روشنی ڈالی گئی اور ساتھ ہی ساتھ معمولاتِ نقشبندیہ بھی منقول ہیں۔

باب دوم میں حضور شافع یوم النشور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت طیبہ کا اجمالی خاکہ اور پھر دیگر بزرگان ومشائخ سلسلہ کے مختصر حالات زندگی نے کتاب کو مزید جامع بنادیا۔ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ پر لکھی جانے والی یہ تصنیف لطیف ادبِ تصوف میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ اس کی ہر سطر ایک حقیقی صوفی کی کیفیات کی مظہر ہے اور قاری کی توجہ اس جانب مبذول کرانے کی ایک کامیاب کوشش ہے کہ مسافرِ طریقت کو کن کٹھن منزلوں کو سَر کرنا ہوتا ہے اور پھر اُسے کس طرح قبولیت کی خلعت سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ تصوف سے تعلق رکھنے والے دانشوروں اور اصحابِ قلم کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خانقاہی نظام کی شوکتِ رفتہ کی بازیابی کے لئے اپنی کوششوں کو بروئے کار لائیں اور اس ضمن میں صرف صوفیائے متقدمین ہی نہیں بلکہ عصرِ حاضر کے اہل اللہ کے احوال کو بھی منظرِ عام پر لایا جائے۔ اس سے اس تاثر کی نفی ہوگی کہ خانقاہیں اصحاب قلب ونظر سے یکسر خالی ہوگئی ہیں۔

میں اپنے مخلص ومحترم چوہدری امیر علی منہاس صاحب (ناظم اعلیٰ، ...

لاثانی پاکستان) کا شکر گذار ہوں کہ اُن کی وساطت سے برصغیر کے عظیم اولیاء کاملین کے حالات و واقعات پڑھنے کا موقع ملا اور یہ چند سطور نظرِ شیخ کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ عزت مآب صاحبزادہ پیر سیّد محمد ظفر اقبال عابد شاہ، سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں کہ انتہائی حسن ترتیب کے ساتھ اپنے بزرگوں کے حالات و واقعات منظر عام پر لا رہے ہیں۔ آپ کے وہ مخلص خادمین بالخصوص علامہ مفتی بشیر احمد نقشبندی مجددی اور کمیٹی کے دیگر ارکان بھی لائق صد تحسین ہیں جنہوں نے اس کی ترتیب و تیاری میں پُر خلوص محنت و کاوش کی اور یہ نسخہ کیمیا تیار کیا۔ دعا ہے اللہ جل شانہٗ ہمیں قلب و نظر کی صفائی سے بہرہ مند فرمائے اور اپنے مقربین کے نقوشِ پا چوم کر اپنی حیاتِ مستعار کا سفر طے کرنا نصیب فرمائے۔

(ساجد الرحمٰن بگھار شریف)

تقریظ

محترم المقام جناب پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی صاحب
صدر مرکز تحقیق فیصل آباد۔ وائس چانسلر گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد
سابق وائس چانسلر محی الدین اسلامک یونیورسٹی نیریاں شریف

''انوارِ لاثانی کامل'' پر ایک نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام ایک روحانی و معاشرتی دین ہے۔ اس میں مخلوق کا خالق سے تعلق بھی اہمیت رکھتا ہے اور مخلوق کا مخلوق سے رابطہ بھی ضروری قرار پاتا ہے۔ تبلیغ کا مقصود یہ ہے کہ خالق کی معرفت حاصل ہو اور اس کا موضوع مخلوق کی اصلاح و فلاح ہے جو معرفت کا لازمی نتیجہ ہے۔ رسولان گرامی علیہم السلام کا وجود حصول معرفت کا ذریعہ بھی ہے اور اصلاحِ خلق کا وسیلہ بھی ہے۔ یہی نسبت رسالت کے مقام کی رفعتوں کی امین ہے۔ شہید نے کہا تھا

اُدھر اللہ سے واصل اِدھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدّد کا

حرف مشدد ایک حرف ہوتے ہوئے بھی دو جہتیں رکھتا ہے۔ پہلی جہت انفعالی ہے کہ ماقبل کی حرکت کا اثر قبول کرتی ہے۔ دوسری جہت فعالی کہ مابعد پر اثر انداز ہوتی ہے۔ رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ان ہر دو جہتوں کی شاہکار مثال ہے کہ فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔

میں تو قاسم ہوں کہ تقسیم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔ یہ اخذ و تفویض (لینے اور دینے) کا سنگھم بڑی منزلتوں والا ہے۔ صوفیاء کرام بھی انہیں جہتوں کے پاسدار ہیں جو عقیدت مند پر کرم کی بارش فرماتے ہیں اور اُسے طہارت و نجاست کی منزلت سے آشنا کر کے دربار رسالت کا راہی بنا دیتے ہیں۔ لاہور ہو یا اجمیر، کلیر ہو یا دہلی، بغداد ہو یا بصریٰ، سرہند ہو یا ملتان، چورہ شریف ہو یا علی پور سیّداں شریف یہ سب پاکیزگی کے حصول کے مراکز ہیں۔ عقیدت مندان مقامات پر عملی تطہیر و تزکیہ سے گزرتے ہیں اور پاک و مصفیٰ ہو کر راہی طیبہ بن جاتے ہیں۔ ان مراکز سے اس قدر لوگ فیض پا چکے ہیں کہ شمار ممکن نہیں۔ تمام سلاسل صوفیاء اس مشن پر کاربند ہیں۔ ہر درگاہ سے پاکیزہ نفسوں کی قطاریں دربار رسالت کا رُخ کرتی ہیں کہ منزل وہی ہے اس لئے ہر درد مند وجود اس دعوت کو پھیلانے پر معمور ہے اور جو اس راہِ نجات کا سرگرم مسافر بنتا ہے وہی کامرانیوں کا حوالہ ٹھہرتا ہے۔ کیا خوب کہا گیا:

حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم
شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم

جو راہنمائی کے مشن پر مامور ہوتا ہے وہ ہمہ وقت اس راہ پر عقیدت کے فانوس جلاتا رہتا ہے تاکہ بے درمان قافلے بھٹک نہ جائیں۔ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسا محدث بھی اسی نشاندہی پر اصرار کرتا ہے۔

فَـاِنْ قَـنَـطَـتْ مِـنَ الْعِصْيَـانِ نَـفْـسٌ
فَبَـــابُ مُـحَـمَّـدٍ بَـابُ الـرَّجَــاءِ

''اگر گناہوں کا اس قدر ہجوم ہے کہ نفس مایوس ہوگیا ہے تو پھر بھی دراحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیدوں کا دروازہ ہے''۔

سلاسل اولیاء میں ہر سلسلہ اپنی اپنی پیش بندیوں کے ساتھ جانب کرم رواں

دواں ہے۔ سلسلہ نقشبندیہ ان سلاسل میں اس تگ و دو میں نمایاں ہے کہ اس کا تمام نظام ہی اتباع سنت پر قائم ہے۔ شریعت کی پاسداری اس سلسلہ کی اساس ہے اور خلاف سنت اعمال کی تردید میں نقشبندیہ بزرگ بڑے ثابت قدم ہیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فیضان سے عزم سفر باندھنے والے گروہ سے اتباعِ رسالت سے انحراف کیونکر ممکن ہے اُن کا یہ عقیدہ ہے

؎ صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

یہ یک بستگی اس قدر قوی ہے کہ خیال غیر بھی معدوم ہو گیا ہے۔ یہاں تو چہرۂ رسالت کی ہمہ وقت قبلہ نمائی معراجِ عظمت ہے۔ خوشی ہوئی کہ مرتبین کتاب علامہ مفتی بشیر احمد نقشبندی مجددی اور ان کے معاونین نے اس سلک مروارید کی عظمت شماری کو اپنی تحریر کا موضوع بنایا۔ وہ کس حد تک اس کا حق ادا کر سکے۔ یہ تو قاری فیصلہ کرے گا۔ مجھے تو اس قدر اطمینان ہے کہ انہوں نے اللہ والوں کے نام کی مشق کو وظیفہ حیات بنایا ہے۔ ابتداء اُسی نام سے ہوئی جو کتاب زندگی کا نقطہ آغاز ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے چیدہ چیدہ دلنواز منظر سامنے لائے گئے۔ یہ کوئی تحقیقی مقالہ نہیں کہ حوالہ جات کی جودت و اندراج کا بالیقیں اہتمام ہو مگر پھر بھی قرآن مجید کی آیات کا حوالہ اور احادیث مبارکہ کا ماخذ درج ہو جائے تو عقیدت تحقیق کا سایہ بھی اوڑھ لیتی ہے۔ مرتبین نے اس کا بھی کافی اہتمام کیا ہے۔

سلسلہ نقشبندیہ کا طویل تذکرہ حالات و کوائف سے لبریز ہے۔ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار کو بڑے احسن انداز میں پیش کیا گیا۔ آخر میں حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر ہے جن کی زیارت کا راقم الحروف کو بھی شرف حاصل ہے۔ پہلی نظر ہی ذہن کے کئی دریچے کھول گئی۔ نہ جبہ، نہ عصا، نہ ظاہری طمطراق، نہ خدام کی

فوج ظفر موج، ایک سادہ سا وجود جو ہمہ تن انکسار تھا۔ صرف گدی نشین نہ تھا عالم باعمل بھی تھا۔ حضرت شیخ الحدیث علیہ الرحمۃ کے جامعہ رضویہ فیصل آباد کے ایک طالب علم کو کس قدر باشریعت ہونا چاہیے یہ آپ کے وجود سے عیاں تھا۔ دیکھتے ہی خیال آتا تھا اگر سب درگاہیں ایسے ہی بزرگوں کی زیرِ قیادت ہوں تو نفاذِ شریعت کی تحریک کو کس قدر طاقت، حوصلہ اور آداب شناسی نصیب ہوگی۔ مجھے خوشی ہے کہ اس گھرانے کا تذکرہ مرتب ہوا ہے۔ ہوسکتا ہے بعض کوتاہیاں بھی رہ گئی ہوں مگر یہ بھی تو حقیقت ہے کہ کوئی تحریر حرفِ آخر نہیں ہوتی۔ آغاز اچھا ہے، بہتری خود بخود نمودار ہوتی جائے گی۔

اس کاوش پر مرتبین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ ان کا قلم مستقبل میں بھی روایت خیر کی ذرداری نبھاتا رہے گا۔

مولای صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبك خیر الخلق کلهم

ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

تمہید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ. اَمَّا بَعْدُ

خالق کائنات سبحانہ نے جہاں کائنات کی ظاہری نشو ونما اور عروج وافزائش کا مناسب اور اعلیٰ انتظام فرمایا ہے وہاں ضرورت کے مطابق اشرف المخلوقات حضرت انسان کی باطنی تعلیم وتربیت کا بھی مکمل اور اعلیٰ اہتمام کیا ہے۔ اس کی خلاّقی ورزّاقی میں کہیں بھی کسی قسم کی کمی وکوتاہی نہیں۔ اس نے انسانوں کی رشد وہدایت کے لئے اپنے پیارے نبی اور رسول مبعوث فرمائے اور ان کے ذریعے اپنی کتابیں، شریعتیں اور احکامات بھیجے۔ اس طرح انسانوں کی جسمانی وروحانی تربیت کا بہترین انتظام فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام تشریف لائے اور اپنے اپنے زمانہ اور علاقہ میں تعلیم وتربیت کا فریضہ بڑے احسن طریقہ سے سرانجام دیتے رہے۔ جب انبیاء کرام علیہم السلام اپنے اپنے دور میں اپنے فرائض ادا کر کے رخصت ہو جاتے تو دوسرے نبیوں کو بھیج دیا جاتا۔ سب سے آخر میں جب خاتم النبیین حضور رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں بھیج کر اس سلسلہ تبلیغ وارشاد کی تکمیل فرمادی گئی تو دیگر انبیاء کے آنے کی ضرورت باقی نہ رہی۔ ہمارے آقا کریم علیہ السلام قیامت تک کیلئے تمام مخلوقات کے نبی اور رہبر ورہنما بن کر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حکومت کی زمان ومکان میں وسعتوں کے پیش نظر اپنے وزراء اور نائبین مقرر فرمائے اور ان کو ضرورت کے مطابق اہلیت وعظمت سے نوازا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ظاہر وباطن کی تربیت کے لئے کتاب ربانی، شریعت اور طریقت کی تعلیمات کے ساتھ ہماری اصلاح اور صفائی کے

لئے تشریف لائے جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے "یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ" (الجمعہ:۲) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو آیات بھی سناتے ہیں، نظر کرم سے ان کے ظاہر و باطن کو پاک بھی کرتے ہیں اور کتاب وشریعت کی جامع تعلیمات بھی دیتے ہیں۔ حضور کے نائبین اور خلفاء بھی ان سب امور کے حامل اور عامل ہیں۔ البتہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان متفرق امور کی ذمہ داری مختلف افراد کو دے دی جاتی ہے کہ انسانوں کی ظاہری اور جسمانی اصلاح کے لئے شریعت مطہرہ کی ضرورت ہے جس کے لئے علماء حق کو مقرر فرمایا گیا اور روحانی اور باطنی ضروریات پوری کرنے کی ذمہ دری اولیاء کرام کو سونپی گئی۔ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت وطریقت دو الگ الگ راستے ہیں، ان کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ لیکن یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شریعت بنیاد، جڑ اور تنا ہے جبکہ طریقت اس کا پھل اور پھول ہیں۔ یہ سمجھنا کہ بنیاد کے بغیر کوئی عمارت قائم رہے یا جڑ اور تنا کے بغیر کسی درخت کے پھل اور پھول پتے سر سبز وشاداب ہو سکتے ہیں یا رہ سکتے ہیں، خلاف عقل ودانش ہے۔ حق یہ ہے کہ علماء حق انسانوں کی ظاہری اور بنیادی ضروریات پوری کرتے ہیں اور اولیاء کاملین جو علماء کرام میں سے ہی مخصوص اور برگزیدہ افراد ہوتے ہیں ہماری باطنی اور روحانی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

ان اولیاء کاملین، نائبین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عارفین حق کے درمیان ایک درخشندہ آفتاب حضرت قبلہ عالم پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات ہے۔ آپ نے عرصہ دراز تک بے شمار افراد کو راہ راست پر لا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سچا محبّ اور اللہ کریم جل جلالہ کا مقرب بنایا۔ آپ اپنے دور کے اولیائے کاملین میں ممتاز اور لاجواب ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کے مرشد کریم قطب زماں حضور باوا جی [illegible] لقب اب دنیا بھر میں

مشہور ہے۔ آپ کا نام نامی اسم گرامی "جماعت علی" اس بات کی نشاندہی کر رہا ہے کہ آپ اکیلے ہی ایک ایسی بڑی جماعت کے برابر عظمت وشان اور ہمت والے ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ نسبت رکھتی ہے اور مشکل کشا بھی ہے۔ آپ کا لقب اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ آپ کی ذات مبارک خصوصی صفات کی حامل اور اپنے ہم عصروں میں ممتاز مقام کی حامل ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ کا ہر ہر گوشہ تمام کائنات بالخصوص اہل ایمان کے لئے مشعل راہ اور چراغ ہدایت ہے۔ ہم پر لازم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں اور اسے اپنے لئے حرز جاں بنائیں۔ حضور علیہ السلام کے عظیم نائبین وہ ہیں جنہوں نے اپنی زندگیاں اپنے آقا و مربی حضور جان کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ اور سنت مطہرہ کے مطابق بسر کر کے یہ ثابت کیا کہ یہی ایک راستہ ہے جو دونوں جہان میں ہماری کامیابی کا ضامن ہے۔ مزید یہ کہ اس راہ پر چلنے والے ہی عظیم اور مقرب بارگاہ الٰہی ہوتے ہیں۔ ان کی سوانح عمریاں عوام وخواص کے لئے نصاب حیات ہوتی ہیں۔

سید الکاملین، عمدۃ الواصلین، سند الاولیاء، سیّد الاصفیاء حضور قبلہ عالم پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہ النورانی کی سیرت مطہرہ بھی راہ حق کے مسافروں کے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔ فخر الاولیاء، غوث زماں حضور سیدنا پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مقرب خاص اور واقف اسرار جناب صوفی محمد رفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آف کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ کو یہ سعادت بخشی کہ وہ حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت مطہرہ بعنوان "انوار لاثانی" لکھ کر عوام وخواص کو اس سے مستفید فرمائیں۔ انہوں نے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیر نگرانی اور آپ کی ظاہری وباطنی توجہات سے اس کام کو نہایت بلند ہمتی، محنت، کاوش اور جذبہ عقیدت سے پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس کتاب

سے ایک عرصہ تک اہل حق استفادہ کرتے رہے اور اپنے قلوب و اذہان کو منور کرتے رہے۔ اس کتاب کے کئی ایڈیشن چھپے اور ختم ہو گئے مگر اس کی طلب اور مقبولیت دن بدن بڑھتی رہی۔ کتاب خلوص و عقیدت کا مرقع، شریعت و طریقت کا سرچشمہ اور فیوضاتِ لاثانی کا منبع تھی۔ سب سے بڑھ کر کمال یہ تھا کہ اس کی زبان نہایت سادہ، آسان اور عام فہم تھی۔ انداز نہایت دلکش اور مسحور کن تھا۔ بعد ازاں اس کتاب مستطاب کو جدید بنانے کا کام بھی شروع ہوا۔ حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت سے جناب پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے معاونین بالخصوص علامہ صوفی محمد علی نقشبندی، پروفیسر محمد اجمل، الحاج رانا جماعت علی خاں اور الحاج شیخ ذوالفقار علی صاحبان نے اس کام کو نہایت حسن و بخوبی سے تکمیل تک پہنچایا۔ اس کاوش کو "جدید ایڈیشن" کا نام دیا گیا۔ یہ کتاب بھی کئی بار چھپ کر قلوب و اذہان کو منور کرتی رہی۔

اکثر احباب کا مطالبہ رہا کہ پہلی کتاب جو حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اولین رفیق جناب صوفی محمد رفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحریر ہے اس کو دوبارہ شائع کیا جائے۔ جبکہ یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت و سوانح پر بھی کتاب جلد منظر عام پر آنی چاہیے۔ حضور قبلہ عالم جناب علامہ الحافظ القاری پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مصلحت کے تحت اس کام کو مؤخر رکھا۔ آخر نومبر 1999ء میں آپ بھی وصال فرما گئے۔ اب یہ مطالبہ بھی شروع ہوا کہ حضور قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح حیات بھی کتابی صورت میں شائع کی جائے۔ اس طرح اب ضرورت اس بات کی تھی کہ یا تو تین چار کتابیں چھپوائی جائیں یا ایک ایسی جامع کتاب مرتب کی جائے جس سے یہ سارے مقاصد پورے ہو سکیں۔

آخر کار بزم لاثانی پاکستان کی مجلس شوریٰ کے ایک اہم اجلاس منعقدہ دربار

شاہ لاثانی علی پور سیّداں شریف جنوری 2005 میں ان عظیم ہستیوں کے جانشین اور بزم لاثانی پاکستان کے سرپرست اعلیٰ حضرت قبلہ پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب مدظلہ العالی نے احباب کی مشاورت سے فیصلہ فرمایا کہ ایک ایسی جامع کتاب ترتیب دی جائے جو سادہ الفاظ میں اور عام فہم ہو۔ اس میں پہلی کتاب سے بھی بھرپور استفادہ کیا جائے۔ البتہ نئی کتاب میں حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات بھی ہوں، تصوف و طریقت کے متعلق اہم و ضروری معلومات بھی ہوں اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شجرہ کے بزرگوں کے مختصر حالات بھی ہوں۔ یہ بھی طے پایا کہ یہ کتاب عام آدمی کی رسائی اور پہنچ میں ہوتا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے استفادہ کر سکیں۔ اس طرح ''انوار لاثانی کامل'' کی تدوین و ترتیب کا فیصلہ ہوا۔ اس سلسلہ میں آپ نے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ایک ''ادارہ تحریر و تالیف'' تشکیل دیا جو اس نہایت اہم کام کو باہم مشاورت اور تعاون سے سرانجام دے۔

☆ جناب علامہ صوفی محمد علی نقشبندی ☆ بشیر احمد نقشبندی (راقم) ☆ جناب چوہدری عبدالحق ☆ جناب چوہدری امیر علی منہاس ☆ جناب پروفیسر چوہدری ممتاز احمد ☆ جناب الحاج رانا جماعت علی خاں ☆ جناب مولانا محمد نعیم نگوروی ☆ محمد عمر فاروق نقشبندی (ایڈووکیٹ)۔ ان تمام حضرات نے اپنی بساط اور ہمت کے مطابق مختلف خدمات سرانجام دیں۔ اس دوران جناب پروفیسر چوہدری ممتاز احمد صاحب علیل ہوئے اور پھر ان کا انتقال ہو گیا (انا للہ وانا الیہ راجعون)۔ اللہ کریم ان کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔

باہم مشاورت سے کتاب کی ترتیب و تدوین کے متعلق ''لاثانی قرآن محل'' لاہور میں متعدد اجلاس ہوئے۔ اس کے علاوہ بوقت ضرورت دربار شاہ لاثانی علی پور

سیّداں شریف، علامہ صوفی محمد علی صاحب کی رہائش گاہ (سیالکوٹ)، پروفیسر ممتاز احمد چوہدری صاحب کی رہائش گاہ (گارڈن ٹاؤن لاہور)، ایم آر روحانی صاحب کی رہائش گاہ (علامہ اقبال ٹاؤن لاہور) اور الحاج چوہدری عبدالحق صاحب کی رہائش گاہ (ٹاؤن شپ لاہور) میں بھی اجلاس منعقد کیے گئے۔ معزز اراکین مجلس مؤلفین میں سے کسی نے مضامین جمع کیے، کسی نے پروف ریڈنگ کا کام کیا، کسی نے نئے مضامین تیار کیے۔ کسی نے مفید مشوروں سے نوازا۔ بالخصوص جناب علامہ صوفی محمد علی نقشبندی مدظلہ نے اپنی بصیرت افروز رہنمائی سے نوازتے ہوئے بھرپور تعاون کیا۔ جناب چوہدری امیر علی منہاس (ناظم اعلیٰ بزم لاثانی) احباب کو دعوت دے کر کام کرواتے رہے۔ جناب الحاج رانا جماعت علی خان صاحب نے طریقت، سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور بزرگان چورہ شریف کے حوالہ سے مضامین کی تیاری میں خصوصی مدد کے ساتھ ساتھ دیگر مضامین کی تیاری میں اہم کردار ادا کیا۔ صاحب تصانیف کثیرہ جناب مولانا محمد نعیم نگوروی صاحب نے مضامین کی ترتیب وتدوین میں خصوصی کاوش فرمائی جبکہ جناب محمد عمر فاروق نقشبندی (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ) نے مضامین کی پروف ریڈنگ اور نظر ثانی میں اہم کردار کیا۔ ان احباب کا تعاون بھی شامل حال رہا جنہوں نے ان عظیم ہستیوں کے متعلق اپنے اپنے علم ومطالعہ کے مطابق کوئی واقعہ، کرامت یا مضمون مہیا کیے۔ بالخصوص عزیزم احمد حسن نقشبندی کی کاوشیں بھی قابل قدر ہیں جنہوں نے کتاب کی کمپوزنگ، درستگی اور ڈیزائننگ وغیرہ میں محنت، شوق، لگن اور عقیدت سے کام کر کے اشاعت کو بہتر اور آسان بنایا۔

بندہء ناچیز (بشیر احمد نقشبندی) نے قرآن کریم، مستند تفاسیر، کتب احادیث سابقہ کتب ''انوار لاثانی''، دیگر کتب تصوف اور مذکورہ بالا احباب کی مدد سے یہ جامع اور مفید نسخہ ''انوار لاثانی کامل'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ کتاب ھٰذا کے پانچ باب

بنائے گئے ہیں۔

☆ پہلے باب میں شریعت وطریقت کی اہمیت وضرورت اوران کے متعلقات پر سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔

☆ دوسرے باب میں شجرہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ عظام کے مختصر سوانحی حالات اور سیرت کا خلاصہ ہے، جن میں سب سے مقدم حضور نبی کریم رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ ہے کیونکہ شریعت وطریقت کا سرچشمہ آپ ہی کی ذات پاک ہے۔

☆ تیسرے باب میں قطب زمان حضور قبلہ عالم پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہ النورانی کی سیرت مطہرہ ہے۔

☆ چوتھے باب میں سیّدی ومرشدی فخر الاولیاء، عمدۃ الاصفیاء قطب العصر حضور قبلہ پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت طیبہ ہے۔

☆ پانچویں باب میں فخر الاماثل عمدۃ العلماء والصلحاء حضرت قبلہ علامہ الحافظ پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت مطہرہ کے کچھ گلہائے تر ہیں۔

بہت اختصار اور ایجاز کے باوجود انشاء اللہ تعالیٰ یہ نسخہ کیمیا تصوف و طریقت کا ذوق سلیم رکھنے والوں کے لئے عظیم تحفہ وتبرک اور راہ سلوک کا ایک جدید نصاب ثابت ہوگا۔ اللہ کریم جل شانہ کی بارگاہ عظمت میں عاجزانہ عرض ہے کہ اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے اور ہمارے مربی اور مرشد کامل حضور نقش لاثانی زاداللہ شرفہ کے تصدق اس کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کی نجات اخروی اور دوجہاں میں سرخروئی کا سبب بنائے۔ آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ادنیٰ ترین غلام حضور نقشِ لاثانی دامت فیوضہم

بشیر احمد نقشبندی مدیر اعلیٰ ''ماہنامہ انوار لاثانی''

صاحب طرز ادیب، محقق صحافی، کہنہ مشق قلمکار، دینی صحافت کے امین

حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی دامت برکاتہم العالیہ

مدیر اعلیٰ ماہنامہ جہانِ رضا، لاہور کے قلم سے

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

بانی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ خواجۂ خواجگان حضرت بہاؤالدین نقشبند قدس سرہٗ (۷۱۸ھ.....۷۹۱ھ) نے قصر عارفاں سے جن فرزندان روحانیت کی تربیت کی وہ آگے چل کر اطراف عالم میں نکلے اور اپنی روحانی و اخلاقی عظمت کے جھنڈے گاڑتے گئے۔ انہوں نے مشرق ومغرب میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خانقاہیں قائم کیں اور رشد وہدایت سے دلوں کو منور کرتے چلے گئے۔ اگرچہ تصوف کے دوسرے عالی قدر سلسلوں نے بھی راہِ سلوک پر چلنے والوں کی راہنمائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا مگر جو نقش دوام ان نقشبندی بزرگان دین نے ثبت کیے ان کی مثال نہیں ملتی

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ برند ز رہِ پنہاں بحرم قافلہ را

(نقشبندی عجیب رہنما ہیں کہ اپنے کارواں کو خفیہ راستوں سے حرم پاک تک پہنچادیتے ہیں)

سلسلہ عالیہ کی وہ شخصیتیں جنہوں نے قصر عارفاں سے اٹھ کر مشرق کا رخ کیا ان میں خواجہ ناصرالدین عبیداللہ احرار (۸۹۵ھ)، مولانا محمد زاہد وخشی

(م ۹۳۶ھ)، مولانا درویش محمد (۹۷۰ھ) مولانا خواجہ امکنگی (۱۰۰۸ھ)، حضرت خواجہ باقی باللہ (۱۰۱۲ھ) قدس سرھم کے اسمائے گرامی جریدہ روحانیت پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نقش رہیں گے۔ یہ وہی خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جن کی نگاہِ انتخاب نے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے گوہر نایاب کو اپنی خصوصی تربیت سے سرمایہء ملت کا نگہبان بنایا۔ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو صرف تزکیہء نفس اور سلوک وطریقت کے معمولات تک ہی محدود نہ رہنے دیا بلکہ اسے شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پُر زور ترجمان اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بلند آہنگ مبلغ بنا کر پیش کیا۔

دربار شہنشاہِ لاثانی کے روحانی مربی ومنبع خانوادۂ چوراہی نے پنجاب کے بیشتر علاقوں اور صوبہ سرحد کے وسیع حلقوں میں سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کی تعلیمات کو عام کرنے میں بے مثال کردار ادا کیا۔ اس خانوادہ کے تربیت یافتہ بزرگانِ دین نے برصغیر کے اکثر گوشوں اور سرزمین پاکستان کے بیشتر حصوں میں روحانی تعلیمات کو عام کیا۔ اس خانوادہ عالیہ میں بالخصوص آفتاب ولایت حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی المعروف بہ حضرت باواجی قدس سرہٗ (جو حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیرومرشد تھے) نے بڑا نام پایا۔ علماء، فضلاء، فقراء اور دیگر عوام وخواص نے آپ کی بارگاہ سے بہت فیض حاصل کیا۔ آپ کے خلفاء میں علی پور سیّداں کی نہایت عظیم ہستی حضور پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حضرت امیر ملت حافظ سیّد جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، قبلہ حافظ عبدالکریم صاحب عیدگاہ شریف راولپنڈی، مولانا غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھگوی (سابقہ خطیب شاہی مسجد)، مولانا محمد حسن گجراتی اور مولانا غلام نبی قریشی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اہل علم وفضل اور صاحب شریعت وطریقت حضرات شامل تھے جنہوں نے آفتاب چورہ شریف کی روحانی ونورانی شعاعیں برصغیر کے طول وعرض

تک پہنچائیں اور خوابِ غفلت میں مدہوش ملت اسلامیہ کو ولولہ تازہ بخشا۔ آپ کے خلفاء اور معاصرین میں جو اثرات حضور پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے جانشین حضرت قبلہ پیر سیّد علی حسین شاہ المعروف نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے چھوڑے ان کی مثال نہیں ملتی۔

حضور شاہِ لاثانی رضی اللہ عنہ کا زمانہ حیات ظاہری ۱۲۷۶ھ بمطابق ۱۸۶۰ء سے ۱۳۵۸ھ بمطابق ۱۹۳۹ء تھا۔ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سکھوں کی لوٹ مار اور انگریزوں کی غلامی سے تباہ حال ملت اسلامیہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا اور لوگوں کو اپنے کریم آقا و مولیٰ حضور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کے لئے تیار کیا۔ ایسے حالات میں جب کہ نماز، روزہ کا ادا کرنا بھی بڑی بات ہو لوگوں کو شریعت و طریقت کے مراحل سے گزار کر حرم کی راہ دکھانا کتنا بڑا کام ہے۔ آپ نے اپنی نگاہ حق آشنا سے دلوں کے حجابات دور کئے اور فسق و فجور میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو اتباع سنت و شریعت کے ساحل عافیت تک پہنچایا۔ حضور شاہِ لاثانی رضی اللہ عنہ و نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کے غیر معروف دیہات میں قدم رنجہ فرمایا اور عام لوگوں کو ہمدوش ثریا کر دیا۔ ان بزرگوں کے کمالات میں یہ بات خصوصیت سے دکھائی دیتی ہے کہ ان کی غلامی سے پہلے انہیں کوئی نہیں جانتا تھا وہ ان کے دامن سے وابستہ ہوئے تو لوگوں نے انہیں آنکھوں پہ بٹھایا۔

جب تک بکے نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا
تو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

اپنے وقت کے جید علماء کرام ان کے حلقہ بگوش رہے اور بے شمار صوفیاء کرام ان کے خوان نعمت کے ریزہ چین ہیں۔ ان بزرگوں نے اکابرین کے نقش قدم پر چل کر اپنی تبلیغی مساعی کے لئے دن رات ایک کیا اور شہروں، دیہاتوں، قصبوں میں جا کر

گمنامی کی زندگی گزارنے والوں کو آسمانِ شہرت پر پہنچا کر آفتاب و ماہتاب کی طرح چمکایا۔

بے شمار پڑھے لکھے مسلمان جو فکری طور پر جدید فلسفہ اور سائنس کے زیر اثر مذہب کی پابندیوں سے آزاد ہو کر شکوک وشبہات کے جال میں پھنس رہے تھے اور عملی طور پر بے حسی اور مایوسی کا شکار ہو کر شریعت اسلامیہ کے احکامات کو پس پشت ڈال رہے تھے، حضور شاہِ لاثانی و نقش لاثانی و فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہم نے ماہر طبیبوں کی طرح ایسے ہر مرض کی تشخیص کی اور انتہائی بصیرت سے کام لیتے ہوئے اس کا مداوا بھی کیا۔ مرتبین کتاب ''مفتی بشیر احمد نقشبندی مجددی اور ان کے جملہ معاونین'' نے اپنے بزرگوں سے عقیدت ومحبت کا حق ادا کیا ہے اور ان کے عہد طفولیت، شباب مقدس، مابعد سیرت کے شریعت وطریقت میں مقامات اور حالات کا ایسا نقشہ پیش کیا ہے کہ اس دور میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ ان کی زندگی کے لمحات دور حاضر کے سالکین کے لئے ازحد سبق آموز، دلآویز، دلکشا اور سرمایہ ہدایت ہیں۔ گویا مصنفین نے دور حاضر کے مسائل کا حل ان عارفانِ کاملین کی سیرت کے حوالے سے پیش کرنے کی گراں قدر کوشش کی ہے۔

دور حاضر میں تبلیغ کرنے والے اکثر و بیشتر حضرات ماحول کے تقاضوں سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ آجکل پڑھے لکھے ذہین نوجوان جو سائنس اور فلسفہ کے مطالعہ سے دین و مذہب کو شک کی نظر سے دیکھتے ہیں انہیں کس قسم کے دلائل اور مسائل کی ضرورت ہے۔ انہیں نہیں معلوم کہ موجودہ زمانہ میں عالمگیر بدامنی سے نکلنے کے لئے اسلام اور حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستور رحمت کس قدر اہم اور ضروری ہے۔ کتاب ھٰذا میں ان فتنوں سے آگاہی اور اسکا حل سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیرت اولیاء کے حوالے سے [illegible]

ایسا تجزیہ جوانوکھا نظر آنے کے باوجود انوکھا نہیں مثلاً بزرگوں کی کرامات کا مسئلہ ایسے ناصحانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ اُسے توحید و رسالت اور عظمت انسان کی دلیل ٹھہرا کر تقویٰ اور طہارت کا ثمرہ قرار دیا ہے۔ کلمات سے واضح ہوتا ہے کہ جو لوگ کرامت کے منکر ہیں وہ عظمت انسانی کا اسلامی تصور نہیں سمجھ سکے نیز وہ دلائل توحید و رسالت سے بے خبر اور ایمان و تقویٰ کے اثرات و ثمرات سے بے بہرہ ہیں۔ علاوہ ازیں مختلف مسائل مثلاً بیعت، خلافت، مزارات کی حاضری اور تصوف و طریقت کو ایسے مثبت اور محققانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے کہ عقلِ سلیم رکھنے والے اہل علم و عمل انکار نہیں کر سکتے۔

یہ کتاب مجموعی طور پر دینی ادب میں ایک حسین و جمیل اضافہ بھی ہے اور شریعت و طریقت اور تصوف سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے مشعل راہ بھی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کرم سے یہ کتاب واقعی لاثانی ثابت ہوگی۔ دعا ہے کہ دربارِ شہنشاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بہاریں قائم و دائم رہیں اور ان کے موجودہ وارث حضرت قبلہ صاحبزادہ پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب اپنے علم و عمل اور خلوص و جدوجہد سے اس کی آبیاری کرتے رہیں۔ اللہ کریم ان کے فیوض و برکات میں دن دُگنی، رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور یہ کتاب جملہ متعلقین، متوسلین اور معتقدین کے لئے توشہءِ آخرت بنے بلکہ سب قارئین و معاونین بھی اس سے مستفید ہوں۔ آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

خاکپائے بزرگاں
اقبال احمد فاروقی

باب اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شریعت وطریقت

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ٥ (الجاثیہ:۱۸)

ترجمہ= پھر ہم نے اس کام کے عمدہ راستہ پر تمھیں کیا۔تو اسی راہ پر چلواور ناد انوں کی خواہشوں کا ساتھ نہ دو۔(کنزالایمان)

لغت کے اعتبار سے شریعت کا ماخذ شرعٌ یا شریعۃٌ ہے۔شرعٌ یا شریعۃٌ اس گھاٹ کو کہتے ہیں جو سمندر یا دریا کے کنارے واقع ہو یا پہاڑی اور میدانی علاقہ میں رواں صاف وشفاف پانی کا چشمہ جو ایسی موزوں اور نمایاں جگہ واقع ہو جہاں سے پیاسے انسان اور حیوان بلا روک ٹوک وبے خوف وخطر پہنچ کر اپنی ضرورت کے مطابق پانی استعمال کرسکیں۔(لسان العرب،تاج العروس)۔

گویا شریعت اسلامیہ اس سمندر،دریا یا چشمہ کے گھاٹ کی طرح ہے جو امن وسلامتی اور فلاح دارین کی برکتوں سے سیراب کرنے کے لئے بنی نوع انسان کے لئے ہر وقت کھلا ہے۔

فقہی اصطلاح میں ''شریعت'' دین اسلام کے اس ضابطہ اور اصول کا نام ہے جس پر چلنے اور قائم رہنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا [illegible]

اسیر اور دیگر علماء محققین کے نزدیک فلاح دارین اسی شریعت مطہرہ پر چلنے کا ثمر ہے۔امام جرجانی کہتے ہیں کہ شریعت سیدھے، کھلے اور واضح راستے یعنی دین مبین کا نام ہے۔

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (النحل:۴۳)

ترجمہ۔اہل علم وعمل سے پوچھ لو اگر تمہیں علم نہ ہو۔

اس آیت کریمہ سے یہ حکم واضح ہوتا ہے کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں اس کے متعلق اہل علم وعرفان کی صحبت اختیار کر کے دریافت کرو۔اہل علم وعرفان درحقیقت اہل معرفت ہیں جو اولیاء کاملین ہوتے ہیں۔اولیاء کرام کو صوفی بھی کہا جاتا ہے یعنی اہل تصوف۔علماء کرام نے تصوف اور طریقت کی تحقیق اور تشریحات لکھی ہیں۔ان میں سے کچھ اہم اور مفید معلومات درج ذیل ہیں۔

تصوف کا مفہوم

تصوف کے معنی تزکیہ نفس اور صفائے قلب کے ہیں اور اگر کلام پاک کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ نتیجہ باآسانی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ انبیاء کرام علیھم السلام کی بعثت کا مقصد ہی نفوسِ انسانی کا تزکیہ اور تصفیہ کرنا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے لئے جو دعا فرمائی تھی اس کا مقصد بھی یہی ہے "اے ہمارے رب! تو ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان کو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ نفس کرے بے شک تو غالب حکمت والا ہے"۔(البقرۃ:۱۲۹)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئی اور حضور نبی کریم یم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی کی حیثیت سے اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی غرض وغایت بھی اللہ ﷻ نے یہی بیان فرمائی۔ ’’اور جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول معظم تمہی میں سے بھیجے جو تم کو ہماری آیتیں سناتے ہیں اور تمہارا تزکیہ نفس کرتے ہیں‘‘۔

اسی طرح سورۃ جمعہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی غرض وغایت بیان فرماتے ہوئے اللہ ﷻ نے بنی اسماعیل پر ان الفاظ میں احسان کا اظہار فرمایا ہے ’’وہ خدا ہے جس نے امیوں یعنی بنی اسماعیل میں انہیں میں سے ایک رسول معظم کو بھیجا جو ان کو اس کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کا تزکیہ کرتے ہیں‘‘۔ (الجمعہ:۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا اصل مدعیٰ اسی چیز کو قرار دیا گیا ہے ’’فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہو گیا ہے اور اس سے کہو کہ ہے تیرے اندر کچھ رغبت کہ تو تزکیہ حاصل کرلے‘‘۔

نیز قرآن مجید اس بات پر شاہد ہے کہ آخرت میں انسان کی نجات وفلاح کا انحصار تزکیہ نفس پر ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ترجمہ ’’اُس نے فلاح پائی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور وہ نامراد ہوا جس نے اس کو معصیت میں چھپایا‘‘۔ (الشمس:۹،۱۰)

اسی طرح دوسری جگہ فرمانِ خداوندی ہے۔ ترجمہ ’’اس نے فلاح پائی جس نے تزکیہ حاصل کیا‘‘۔ (الاعلیٰ:۱۴)

اسی تزکیہءِ نفس کے متعلق حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ’’خبردار انسان کے جسم میں ایک لوتھڑا ہے، اگر اس کی اصلاح ہو گئی تو تمام جسم کی اصلاح ہو گئی، اگر وہ خراب ہو گیا تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے اور خبردار وہ لوتھڑا دل ہے‘‘ (الحدیث)

یہ حدیث پاک ہمیں بتاتی ہے کہ انسان کی اصلاح کا دارومدار دل کی پاکیزگی پر ہے اور دل کی پاکیزگی اللہ تعالیٰ کے احکامات وہدایات پر اسوۂ حسنہ کی

روشنی میں عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔دل کی پاکیزگی یہ ہے کہ مومن کی تمام حرکات وسکنات اللہ ﷻ کی مرضی اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق ہوں۔

عبادت کا جامع مفہوم بھی یہی ہے کہ پوری زندگی اللہ ﷻ کے حکم کی تعمیل میں بسر کی جائے۔دراصل عبادت کا مقصد تزکیہ نفس اور تطہیر قلب ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اے لوگو!اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے گزرے ہیں پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔(   )۔

مندرجہ بالا آیات مقدسہ اور احادیث سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ تزکیہ نفس جو تصوف یا طریقت کی اصل روح ہے۔یہی تمام شریعتوں کی غایت اور تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا حقیقی مقصود ہے اور دین میں جو اہمیت اسے حاصل ہے کسی اور شے کو نہیں۔دوسری اشیاء محض ذرائع اور وسائل کی حیثیت رکھتی ہیں اور تزکیہ نفس غایت و مقصد ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسے شریعت کہیں یا تصوف وطریقت یا تزکیہ نفس اس کا سرچشمہ اور منبع ومصدر کتاب اللہ ﷻ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔شریعت مطہرہ کی تعلیم وپیروی سے تزکیہ کا آغاز ہوتا ہے اور پھر اس کے حقائق و دقائق اور اسرار ورموز سے واسطہ پڑتا ہے جو نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی کامل اتباع سے تزکیہ کی تکمیل کا باعث بنتے ہیں۔

سرورِ کائنات،فخر موجودات نبی کریم ﷺ غارِ حرا میں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہا کرتے تھے۔غارِ حرا میں تصوف کا جو مقدس پودا آپ ﷺ نے لگایا تھا وہ حضور ﷺ کی متبرک تعلیمات کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتا رہا اور ایک تناور درخت بن کر صبر وشکر،عزیمت اور استقامت،اخلاص نیت،اطاعتِ الٰہی اور اتباع

سنت کی صورت میں برگ وبار لایا اور اس عظیم الشان درخت کی ٹھنڈی اور گھنی چھاؤں میں اربوں کھربوں انسانوں کو سکونِ دل اور اطمینان قلبی میسر آیا۔

شیخ سراج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ''کتاب اللمع'' میں ظاہری اور باطنی علوم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

علم کی دو قسمیں ہیں۔ ظاہری اور باطنی۔ جب تک اس علم کا تعلق زبان و اعضا سے ہوتا ہے اسے علم ظاہر سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کا نام شریعت ہے مثلاً عبادات میں طہارت، نماز، روزہ، زکوۃ، حج وغیرہ یا احکام میں طلاق، فرائض اور قصاص وغیرہ۔

جب شریعت پر اخلاص کے ساتھ عمل کا اثر ظاہر سے گذر کر قلب و نظر کا احاطہ کر لیتا ہے تو اس کو علم باطن کہتے ہیں یا طریقت سے موسوم کرتے ہیں۔ یہاں عبادات واحکام کی بجائے مقامات واحوال کی اصطلاحات رائج ہیں مثلاً تصدیق قلبی، اخلاص، صبر، تقویٰ، توکل، محبت اور عشق وغیرہ اور اس تفریق کی سند قرآن مجید سے ملتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ''وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً'' ۔ پھر تمہیں اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے نوازا۔ (لقمٰن: ۲۰)

حدیث جبریل علیہ السلام سے طریقت کی اصل ثابت ہے جو بخاری اور مسلم کی روایت سے مشکوٰۃ شریف کے شروع میں کتاب الایمان میں منقول ہے جس کے ایک حصہ کے مبارک الفاظ یہ ہیں۔

.... قَالَ اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ قَالَ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان، ملخصا)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ایمان واسلام کی بابت سوال کرنے کے بعد عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسان

کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اس کو نہیں دیکھ رہا تو کم از کم یہ بات ذہن نشین رہے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں "شریعت اور طریقت بالکل ایک ہی ہیں۔ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ فرق صرف اجمال و تفصیل اور استدلال اور کشف کا ہے۔ ظاہری علومِ شرعیہ اجمال اور استدلال پر مبنی ہیں جبکہ طریقت کا دارومدار مشاہدہ اور کشف پر ہے۔ ان باطنی علوم کا تعلق تفصیلی علوم سے ہے۔(جلد اوّل، مکتوب ۸۴)

ایک شخص نے خواجہءِ خواجگان حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا کہ سیر و سلوک سے کیا مراد ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا "یہ کہ اجمالی معرفت تفصیلی ہو جائے اور جو اَمر عقلی یا نقلی دلیل سے سمجھا جائے وہ کشف و مشاہدہ میں آ جائے"۔ ایک دوسرے مقام پر آپ نے فرمایا علماء اور صوفیہ کے درمیان اتنا ہی فرق ہے کہ علماء استدلال اور علم سے جانتے ہیں اور صوفیہ کشف اور ذوق سے پا لیتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ہمارا سارا طریقہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پابند ہے۔ جو شخص کلامِ الٰہی اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم نہیں طریقت میں اس کی تقلید درست نہیں۔ کیونکہ علمِ سلوک کا ماخذ قرآن و حدیث ہیں"۔

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں فرماتے ہیں "تصوف نام ہے قولاً و فعلاً ہر حیثیت سے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اس پر مداومت سے جب اہل تصوف کے نفوس مقدس ہو جاتے ہیں، حجابات اُٹھ ... اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے لگتا ہے تو حق تعالیٰ جل جلالہ ان

سے محبت کرنے لگتا ہے“۔

حضرت شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”صوفی وہ ہے جو اپنے نفس سے فانی ہوکر حق میں زندہ اور باقی ہوجائے اور مادیت سے گزر کر حقیقت تک رسائی حاصل کرلے“۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے دل میں خواہشات پیدانہیں ہوتیں؟۔آپ نے فرمایا کہ میری سب سے بڑی خواہش یہ ہوتی ہے کہ رات ہونے تک دن خیر سے گزر جائے۔لوگوں نے کہا کہ دن تو خیریت سے گذرتے ہی رہتے ہیں۔فرمایا کہ ”میں خیریت اسے کہتا ہوں کہ اس روز معاصی کا ارتکاب نہ ہو“۔

غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”صوفی وہ ہے جو اپنے مقصد کی ناکامی کو خدا تعالیٰ کا مقصد جانے ،جو اپنی مراد کو مرادِ حق کے تابع کردے اور ترکِ آلائشِ دنیا کر کے مقدرات کی موافقت کرنے لگے یہاں تک کہ وہ خادم بنے اور آخرت سے پہلے دنیا ہی میں وہ فائز المرام ہوجائے تو ایسے شخص پر خدا کی جانب سے سلام آنے لگے گا اور اُس پر سلامتی نازل ہونے لگتی ہے“۔

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصوف کی تعریف یوں بیان فرمائی ہے۔

”اعتقادات صحیحہ اور فرائض وسنن کی پابندی کے ساتھ ساتھ تمام اخلاقِ رذیلہ سے اجتناب اور جملہ اخلاقِ فاضلہ سے متصف ہونے کو تصوف کہتے ہیں“۔

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تمام نفسانی تعلقات سے الگ تھلگ ہوکر اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر رہنے کو تصوف کہتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ نفس کو لوازم عبودیت کی مشق کرانا ہی تصوف ہے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ”اخلاقِ حسنہ کا نام تصوف ہے“۔

حضرت ابو حفص مدار نیشا پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ ظاہر و باطن میں آدابِ شرعیہ پر کار بند ہونے کو تصوف کہتے ہیں۔

سیّد الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق اخلاق و معاملات کو مہذب بنانے اور اپنے باطن کو شرک و کفر کی آلودگیوں اور نجاستوں سے پاک کرنے کا نام تصوف ہے۔

لفظ صوفی کے ماخذ کے متعلق بھی اولیاء کرام کے نظریات مختلف ہیں۔ چنانچہ بشر بن الحارث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "صوفی وہ ہے جس کا دل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خاطر پاک و صاف ہو"۔ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ صوفی اس وجہ سے صوفی کہلاتے ہیں کہ ان کے اوصاف اہل صفہ کے اوصاف سے ملتے جلتے ہیں جو عہدِ رسالت میں تھے۔ یہ تعریف زیادہ موزوں ہے۔

کسی نے اس کو صفا یعنی صفائی سے مشتق کہا ہے تو کسی نے اس کا تعلق یونانی لفظ صوف سے جوڑا ہے جس کے معنی حکمت و دانش کے ہیں۔ ایک گروہ بشمول ابن خلدون اس رائے کے حامی ہیں کہ انہیں صوف پہننے کی وجہ سے صوفی کہا گیا ہے۔ چونکہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اون کا موٹا کھردرا کمل اوڑھتے تھے اس لئے عاشقانِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی اسی لباس کو اختیار کیا ہے۔

لفظ صوفی اور تصوف کی اصطلاح کے متعلق بھی مختلف اقوال ملتے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ اسلام میں تصوف ایک زائدہ لفظ ہے اور صوفی کا لقب اہل بغداد کی ایجاد ہے مگر علامہ ابو نصر عبداللہ بن علی السراج الطوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس لقب کو اہل بغداد کی ایجاد نہیں سمجھتے۔ موصوف اپنی تصنیف "کتاب اللمع" میں لکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانہ میں یہ نام مشہور تھا۔ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اصحاب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک جماعت کا زمانہ مبارک پایا تھا۔ موصوف یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ

میں نے طواف کے دوران ایک صوفی کو دیکھا اور ان کو کچھ دینا چاہا مگر انہوں نے نہیں لیا۔ نیز موصوف بیان کرتے ہیں کہ ایک کتاب جس میں اخبارِ مکہ جمع کیے گئے ہیں محمد بن اسحاق بن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے لوگوں سے روایت ہے کہ اسلام سے پہلے کسی وقت میں مکہ خالی ہو گیا تھا یہاں تک کہ کوئی شخص خانہ کعبہ کا طواف نہیں کرتا تھا۔ اُس وقت کسی دور دراز ملک سے صرف ایک صوفی آتا تھا اور طواف کر کے واپس چلا جاتا تھا۔ پس اگر یہ روایت صحیح ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قبل از اسلام یہ نام مشہور تھا اور اس سے مراد اہل اصلاح تھے۔ لیکن اسلامی تاریخی روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ سب سے پہلے صوفی کا لقب ابو ہاشم کو ملا جنہوں نے ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔

امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ کے زمانہ میں اصحاب رسول کو صحابہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ کیونکہ امتی کے لئے صحبتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر اور کوئی شرف نہیں ہو سکتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فقرا، صوفیا، اہل رضا، اہل صبر اور اہل تواضع کے امام ہیں اور ان کو یہ رتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے فیض صحبت سے حاصل ہوا، اس لئے مؤمن کے لئے صحابی سے زیادہ افضل کوئی لفظ نہیں ہو سکتا تھا۔ ان صحابیوں سے صحبت یافتہ حضرات کے لئے تابعین کی اصطلاح وضع کی گئی اور تابعین کی صحبت پانے والے تبع تابعین کہلائے۔

اگر لفظ و اصطلاح کی بحث سے گزر کر نفسِ حقیقت اور اصل مدعا پر پہنچنا مقصود ہے تو جس طرح صحابی رضی اللہ عنہ یا بزم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا صحبت یافتہ اور دربارِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا حاضر باش اپنی اپنی جگہ اور اپنے اپنے درجہ ظرف و بساط اور استعداد کے موافق مفسر، محدث، فقیہ اور متکلم تھا اسی طرح اور اسی نسبت سے صوفی اور سالک بھی تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مریدین و مسترشدین تھے اور ان سب کے شیخ اور مرشد وہی جو ساری دنیا کے لئے معلم و مزکی و مطہر بن کر تشریف لائے تھے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔

بہرحال لغت کے اعتبار سے تصوف کی اصل خواہ صوف ہو اور حقیقت کے لحاظ سے اس کا رشتہ چاہے صفا سے ملتا ہو اِس میں شک نہیں کہ یہ دین کا ایک اہم جزو ہے جس کی اساس خلوص فی العمل اور خلوص فی النّیت پر ہے اور جس کی غایت تعلق مع اللہ اور حصولِ رضائے الٰہی ہے۔

شریعت کی تعلیم کے ساتھ تزکیہ نفس (سلوک ومعرفت) کی تعلیم بھی نہایت ضروری اور لازمی ہے۔ اسی بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے تزکیہ نفس کی تعلیم کا خاص طور پر انتظام فرمایا۔ چنانچہ مسجد نبوی سے متصل ایک وسیع دالان اس کام کے لئے مخصوص فرمایا گیا اور چند وہ لوگ منتخب کئے گئے جن میں طلب صادق کے ساتھ ذوق بھی تھا اور یہ جماعت درس قرآن کے ساتھ ساتھ اصلاحِ باطن میں مصروف رہتی تھی۔ جو لوگ قرآن مجید کے مفہوم ومعانی کو حضور پاک علیہ السلام سے سمجھ لیتے اور کتاب اللہ کے مطالب وحقائق سے آگاہ ہو جاتے اور مجاہدات وریاضت کے مراحل طے کر کے تعلیمات اسلامی کا کامل نمونہ بن جاتے وہ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کہلاتے تھے۔

اُس زمانہ باسعادت میں چار سو اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم نے فراغت حاصل کی۔ ان میں سے اکثر کی میزبانی خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے۔ بعض اصحابِ ثروت واستطاعت بھی ان کی ضیافت کیا کرتے تھے۔

انہیں اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے سپرد یہ کام تھا کہ جو امداد ان لوگوں کے لئے آتی اس کی حفاظت اور تقسیم کا انتظام فرماتے۔ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم کی زندگی عبادت، تعلیم قرآن وحدیث اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تربیت حاصل کرنے کے لئے وقف تھی۔ اُن کا سرمایہ حیات صبر وتحمل، عزتِ نفس، ریاضت ومجاہدہ اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر فدا ہو جانا تھا۔ اس خوش قسمتی کا کیا کہنا کہ انہیں اپنا بیشتر وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت میں گزارنے کا شرف حاصل ہوتا تھا۔

امام ابوبکر بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ انہیں اصحابِ صفہ کے متعلق فرماتے ہیں "یہ لوگ بظاہر اجسام ہیں مگر روحانی ہیں۔زمین پر ہیں مگر آسمانی ہیں۔یہ مخلوق کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی ربانی ہیں۔خاموش ہیں مگر سب کچھ دیکھتے ہیں۔غائب ہیں مگر بارگاہِ رب العزت میں حاضر ہیں۔ان کے باطن صاف ہیں۔صاحب صفا ہیں۔صوفی ہیں۔نوری ہیں۔برگزیدہ اور مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔یہی لوگ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاۃ طیبہ میں ان کے اہل صفہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے بہترین لوگ" قرار پائے۔

اکثر اہل صفہ صوف یعنی اون سے بنا ہوا چوغہ نما لباس پہنتے تھے اس لئے بعض محققین کا خیال ہے کہ صوف کی طرف نسبت سے ان کو صوفیہ کہا گیا۔اور بعد ازاں جس نے بھی اصحابِ صفہ کی روش اختیار کی اس کو صوفی کہا جانے لگا۔تصوف کے علم وعمل کو اس لئے اختیار کیا گیا کہ اس سے نفس میں تزکیہ اور قلب میں جلا پیدا ہوتی ہے اور اخلاقِ عالیہ حمیدہ مثلاً ارادہ ونیت، اخلاص، اُنس، تبلیغ، تفکر، تفویض، تقویٰ، تواضع، توحید، توکل، خشوع، خوف، دعا، رجا، رضا، زہد، شکر، شوق، صبر، صدق اور محبت کی حقیقتوں سے آگاہی اور اخلاقِ مذمومہ مثلاً آفات لسان، کِذب، غیبت، اسراف، بخل، بغض، تکبر، حُبِّ جاہ، حُبِّ دنیا، حرص، حسد، ریا، شہوت، عُجب اور غضب سے نجات حاصل ہوتی ہے۔یہ مقاصد نہ تو صرف تفسیر وحدیث پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں اور نہ ہی رسمی طور پر اوامر ونواہی کی پابندی سے میسر آسکتے ہیں۔یہ مقصد کسی شیخ کامل کی صحبت اور اس کی رشد وہدایت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔جب ایک سالک تمام آدابِ سلوک کا عملی طور پر پابند ہو کر مجاہدہ اور ریاضت میں اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ صرف کرتا ہے تو شیخ طریقت کے فیضان سے اس کا دل پاکیزہ ہو جاتا ہے۔اسرارِ غیب اُس پر منکشف ہو جاتے ہیں اور زبان حقائق عِلمیہ کی ترجمانی کرتی ہے۔

صاحب کتاب اللمع لکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں مقربین، صادقین، متوکلین، مخلصین، سارعین الی الخیرات، اولیاء، ابرار اور شاہدین سے صوفیہ ہی مراد ہیں اور اہل طریقت کی حقانیت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جناب خضر علیہ السلام سے یوں فرمانا۔ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا (الکہف:٦٦)

ترجمہ: ''کیا میں آپ کی پیروی اس شرط پر کروں کہ آپ اپنے خداداد علم سے مجھے اصلاح وتقویٰ کی تعلیم دیں''۔

یہ کسی دنیاوی غرض پر مبنی نہ تھا لہٰذا جس طرح علم شریعت کا حاصل کرنا فرض ہے اسی طرح علم حقیقت ومعرفت کا حاصل کرنا بھی فرض ہے۔

صوفیا، اولیاء اللہ، ابدال واقطاب کا وجود موجب برکات اور ان کا وسیلہ نجات ہونا مندرجہ ذیل حدیث پاک سے ثابت ہے۔

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ عُبَيْدٍ رضی الله عنه قَالَ ذُكِرَ اَهْلُ الشَّامِ عِنْدَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقِيْلَ الْعَنْهُمْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ لَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْاَبْدَالُ يَكُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَهُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهٗ رَجُلًا يُسْقٰى بِهِمُ الْغَيْثُ وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْاَعْدَآءِ وَيُصْرَفُ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ۔

(رواہ احمد ومشکوٰۃ، صفحہ ۵۷۵)

ترجمہ: حضرت شریح بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا۔ کسی نے کہا اے امیر المومنین! ان پر لعنت فرمائیں۔ فرمایا نہیں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابدال (جو ایک قسم ہے اولیاء اللہ کی) شام میں رہتے ہیں اور ان کی تعداد چالیس ہے، جب کوئی شخص ان میں سے وفات پا جاتا ہے تو اس کی جگہ دوسرا شخص لے لیتا ہے۔ فرمایا اُن کی برکت سے بارش ہوتی ہے، دشمنوں پر

غلبہ حاصل ہوتا ہے اور اہل شام سے عذاب ہٹ جاتا ہے۔

اس حدیث شریف کی تشریح میں سیّد الاولیاء، حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ ﷻ نے ان پاک ہستیوں کو اپنی دوستی اور ولایت کے لئے مخصوص کر لیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی مِلک کے والی بنائے گئے ہیں اور اُن کو اپنے افعال وقوت کا مظہر بنایا ہے اور انواع واقسام کی کرامتیں اُن کی ذات کے ساتھ مخصوص کی ہیں اور نفسانی خواہشات کی آفاتِ سے اُن کو پاک کر دیا ہے اور نفس کی پیروی سے اُنہیں آزاد کر دیا ہے۔ ان کی ہمت اور ارادے سوائے معیت قوتِ الٰہی کے ظہور میں نہیں آتے اور اُن کے انس ومحبت کا رابطہ سوائے اللہ تعالیٰ کے جو فاعل حقیقی ہے کسی کے ساتھ نہیں ہوتا۔

وہ فرامین مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر اتنی محبت وخلوص کے ساتھ عامل ہیں کہ متابعتِ نفس کی راہ ان پر بند ہے۔ان کی برکات بے حد ہیں حتیٰ کہ بارانِ رحمت جو آسمان سے نازل ہوتی ہے وہ ان کے دم قدم سے ہے، زمین سے سبزہ ان کی برکت سے اُگ رہا ہے اور کافر پر مومن کا غلبہ انہیں کی ہمت سے حاصل ہوتا ہے۔

اس قسم کے اولیاء کرام چار ہزار کی تعداد میں لوگوں سے مختوم ومخفی ہیں، ایک دوسرے کو نہیں پہچانتے اور خود اپنے جمال وحال بھی سے بے خبر ہیں۔ وہ اپنے تمام احوال میں خود سے اور مخلوق سے مستور ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت مرحومہ کو یہ شرف عطا فرمایا ہے اور اس امت کی شرافت کو تمام اُمتوں پر فائق کر کے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ شریعت مطہرہ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی نگرانی فرمائے گا۔

جب براہین حدیث اور عقلی حجتیں آج تک موجود ہیں اور علماء میں وہ عام طور پر شائع ہیں تو یہ بھی ضروری ہے کہ یہ آیات عین بھی موجود ہوں جو اولیاء کرام میں ...

خاصانِ بارگاہ میں مخصوص ہوتے ہیں۔

لیکن ان چار ہزار اولیاء کرام میں جو اربابِ حل وعقد ہیں وہ تین سو نفوس قدسی ہیں جنہیں اصطلاحِ تصوف میں اخیار کہتے ہیں اور چالیس ہستیاں ہیں جنہیں ابدال کہتے ہیں اور سات وہ ہیں جنہیں ابرار کہتے ہیں چار وہ ہیں جنہیں اوتاد کہتے ہیں تین وہ ہیں جنہیں نقیب کہتے ہیں۔ ایک وہ ہے جو قطب کہلاتا ہے اور اسے غوث بھی کہتے ہیں اور یہ تمام ایک دوسرے کو جانتے اور پہچانتے ہیں اور نظام معاملات وامورِ تصرف میں ایک دوسرے کے اذن واجازت کے محتاج ہیں اور اس پر احادیث ناطق ہیں اور اربابِ حقیقت اس بات کی صحت پر متفق ہیں۔

(کشف المحجوب، چودھواں باب بعنوان اثباتِ ولایت، صفحہ ۳۹۲، مطبع اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور)
(مترجم مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمہ اللہ تعالیٰ)

قیومِ اوّل حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا:

''اولیاء اللہ کے منصب یہ ہیں۔ اوّل قطب الاقطاب، دوسرے درجہ پر فرد، تیسرے درجہ پر غوث اور پھر قطبِ مدار لیکن غوث اور قطب مدار کو ایک ہی جانتے ہیں۔ چار اوتاد ہیں چالیس ابدال، ان کے بعد نجبا، نقبا، شرفا اور رجال الغیب کا درجہ ہے''۔ (روضۃ القیومیہ مؤلفہ حضرت خواجہ محمد احسان مجددی سرہندی، صفحہ ٦٠ مکتبہ نبویہ، لاہور)

حدیث قدسی میں اللہ ﷻ نے اپنے محبوب بندوں یعنی اولیاء اللہ کی شان و عظمت، اُن کی رفعت وعلوِ مرتبت کے متعلق فرمایا ''میرے قرب کا ذریعہ فرائض سے کی ادائیگی سے بڑھ کر نہیں اس کے بعد میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میری طرف ہمیشہ نزدیکی حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے اپنا محبوب بندہ بنالیتا ہوں اور جب میں اسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اُس کے کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے

اور میں اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔
اس طرح بندہ صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جاتا ہے۔وہ اللہ تعالیٰ کے نورِ سمع سے سنتا ہے۔ اسی کے نورِ بصر سے دیکھتا ہے۔اُسی کے نورِ قدرت سے تصرف کرتا ہے اور مظہر نورِ خدا ہو جاتا ہے۔اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ خدا ہو جاتا ہے بلکہ اللہ ﷻ کی صفاتِ نوری کا پَرتو اور مظہر ہو کر کمالِ بندگی کے اس مقام پر فائز ہوتا ہے جس کے لئے اس کی تخلیق ہوئی ہے۔بندہ اپنی انانیت کو اپنے رب ﷻ کی بارگاہ میں ریاضت ومجاہدہ کے ذریعہ فنا کر دیتا ہے اور صفاتِ الٰہیہ سے منور ہو کر مظہرِ صفات ہو جاتا ہے۔

معجزات انبیاء اور کراماتِ اولیاء قرآن مجید میں کئی مقامات پر مذکور ہیں۔ سورۃ النمل میں ''تختِ بلقیس'' لانے کا ذکر،حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کو زندہ کرنا،مٹی کا پرندہ بنا کر اسے اڑا دینا،مادر زاد اندھے کو بینا کر دینا،حضرت خضر علیہ السلام کا کشتی توڑنا اور اس میں پانی نہ آنا،ہاتھ لگا کر دیوار سیدھا کر دینا وغیرہ مذکور ہیں۔

پس مختصر یہ ہے کہ اوامر ونواہی کا پابند ہونا شریعت ہے اور اوامر ونواہی کی روشنی میں ضمیر کی صفائی،اخلاق کی تطہیر اور نفس کے تزکیہ کا نام طریقت ہے اور ماسوی اللہ تعالیٰ سے منقطع ہو کر رُوح میں تجلی پیدا کرنا حقیقت ہے اس طرح شریعت سے طریقت اور طریقت سے حقیقت حاصل ہوتی ہے۔

از طاعتِ الٰہی دیدم جمالِ احمد
و زِ حُبِّ مصطفائی دریافتم خدارا

ترجمہ:اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے جمال مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کرتا ہوں اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سچی محبت سے اللہ تعالیٰ کو پہچانتا ہوں۔

بیعت کی ضرورت واہمیت

بیعت کا ایک لغوی معنٰے فرمانبرداری کا عہد و پیان باندھنا یا اطاعت قبول کرنا ہے۔عرفِ عام میں بیعت سے مراد کسی ولی کامل کا مرید ہونا ہے۔ بیعت کے دو بڑے مقاصد ہیں۔ایک تو اصولاً کسی عقیدے سے وابستہ ہو کر کسی شخص کی تعلیم کو قبول کرنا اور دوسرے کسی کی حاکمیت کو تسلیم کرنا۔اولیائے کرام کے ہاں جو بیعت کا مفہوم لیا جاتا ہے وہ بھی دو قسم کا ہے۔ایک بیعتِ طریقت اور دوسری بیعتِ ارشاد۔

وہ اُمور جن کا تعلق تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب سے ہے بیعتِ طریقت میں شامل ہیں اور یہی امور تقرب الی اللہ کا ذریعہ بنتے ہیں۔صوفیا جب اپنے کسی مرید میں منازلِ سلوک طے کرنے کی صلاحیت دیکھتے اور اسے تیز رفتاری سے منازل سلوک طے کرتا ہوا پاتے ہیں تو اس مرید سے بیعتِ ارشاد لیتے ہیں۔

سلاسلِ طریقت اور خانقاہی نظامِ تبلیغ میں بیعت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔بیعت قرآن وحدیث سے بھی ثابت ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡهِمۡ (الفتح۔۱۰)

یعنی: جولوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں، وہ در اصل اللہ تعالیٰ کے ساتھ بیعت کرتے ہیں۔ان لوگوں کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

اس آیتِ مبارکہ سے نہ صرف انسانِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرنا ثابت ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ مبارک کو اپنا ہاتھ بھی قرار دیا ہے۔

ایک اعتبار سے بیعت بیع سے مشتق ہے جس کے معنے فروخت کرنے یا ہونے کے بھی ہیں۔یعنی اپنے آپ کو کسی مردِ کامل کے ساتھ کامل طور پر وابستہ کر لینا بیعت طریقت کہلاتا ہے۔قرآنِ حکیم فرقانِ حمید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبۃ۔۱۱۱)

یعنی: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانیں اور مال جنت کے عوض خرید لئے ہیں۔

اس سے مراد اشاعتِ اسلام اور ترویجِ دین کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دینا بھی ہے۔ایک دوسری جگہ ارشادِ باری تعالیٰ اس طرح وارد ہوا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ (المائدہ۔۳۵)

یعنی: اے ایمان والو! اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ قدس میں خشیت اختیار کرو اور تقرب الی اللہ کے لیے وسیلہ تلاش کرو۔

نیز فرمایا:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ . (بنی اسرائیل۔۵۷)

ترجمہ۔وہ مقبول بندے جنہیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ آپ ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں۔

اکابرینِ امت اور مفسرینِ متقدمین کے نزدیک وسیلہ سے مراد توسلِ مرشد ہے۔نیز دیگر اکابرین امت کی طرح شاہ عبدالعزیز،شاہ عبدالرحیم اور شاہ ولی

اللہ رحمہم اللہ نے بھی وسیلہ کے یہی معنی مراد لیے ہیں۔

قرآن وحدیث کی دلیل کی بنا پر بعض حضرات نے بیعت کو واجب قرار دیا ہے مگر علمائے حق کی اکثریت بیعت کو سنت قرار دیتی ہے اور یہی حق بھی ہے کیونکہ حضور نبی اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد مبارک سے لیکر تا حال تواتر کے ساتھ بیعتِ طریقت کا سلسلہ جاری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیامِ قیامت جاری وساری رہے گا۔

رؤف ورحیم آقا علیہ التحیۃ والثنا نے امتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رہبری و رہنمائی کے لیے کارِ نبوت کو دو طبقوں کے سپرد فرمایا ہے۔دین حق کے ظاہری علوم کی تعلیم علمائے کرام کو تفویض فرمائی ہے اور باطنی اصلاح وتزکیہ وتصفیہ کا فریضہ اولیائے کرام کے سپرد فرمایا۔گویا یہ دو طبقات ایمان واعمال کے دو بازو ہیں۔یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام ابتدا میں ظاہری علوم کی تحصیل کے لیے علمائے کرام کے سامنے زانوئے تلمذتہ کرتے ہیں اور علمائے کرام ظاہری علومِ دین کی تکمیل کے بعد باطنی علوم کے حصول کے لیے اولیائے کرام کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے ان کی نیاز مندی حاصل کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جس طرح جسمانی بیماریوں کے لیے اطبا وحکما کی ضرورت پیش آتی ہے اسی طرح روحانی بیماریوں کے علاج کے لیے اولیائے کرام کی نگاہ وتوجہ درکار ہوتی ہے۔لہٰذا قرب الٰہی کا مستحق بننے کے لیے کسی مردِ حق آگاہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے طریقت کے سلاسلِ اربعہ میں سے کسی ایک طریقہ میں داخل ہونا ضروری ہے اور اکتسابِ فیض کے لیے اولیائے کرام کے درِ اقدس کی حاضری کو لازم پکڑنا بھی ضروری ہے۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء

ترجمہ: اولیاء کرام کی ایک پل کی صحبت سو سالہ بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

امامِ ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی کا ارشاد ہے کہ:

''اولیاء اللہ کا کلام دوا اور ان کی نظر شفا ہے۔''

سلاسلِ طریقت میں بیعت لینے کا جو سلسلہ پایا جاتا ہے وہ درحقیقت سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ اس کا مقصد گناہوں سے توبہ کرنا، آئندہ گناہوں سے بچنے اور ایمان واعمال صالحہ کی پابندی ہوتا ہے۔ سب سے اولین عہد جو ربِ ذوالجلال نے انسانوں کی ارواح سے لیا وہ میثاقِ الست کے نام سے معروف ہے۔ سورہ اعراف میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ''کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔'' جواب ملا ''بَلٰی. (ہاں ہم اقرار کرتے ہیں کہ تو ہی ہمارا رب ہے)۔'' اسی طرح اہلِ کتاب سے عہد لیا گیا کہ وہ کتاب کی تعلیم کو بیان کریں گے، اسے چھپائیں گے نہیں یعنی وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ لَتُبَیِّنُنَّہٗ لِلنَّاسِ وَلَا تَکْتُمُوْنَہٗ ......

(آل عمران:۱۸۷)

اور یاد کرو جب اللہ نے عہد لیا ان سے جنہیں کتاب عطا ہوئی کہ تم ضرور اسے لوگوں سے بیان کر دینا اور اسے نہ چھپانا۔

بعینہٖ بنی اسرائیل سے بھی عہد لیا گیا جس پر قرآنِ حکیم کی یہ آیت مبارک شاہد ہے وَ اِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ (البقرۃ:۸۳)

یعنی جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہیں کرو گے۔

پھر انبیاء علیہم السلام سے نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے کا عہد لیا گیا۔ وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ... الخ (آلِ عمران:۸۱)

یہ وہ عہد و پیمان تھے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے بنی آدم کی روحوں، اہلِ کتاب، بنی اسرائیل اور انبیاء علیہم السلام سے مختلف امور پر لیے۔ اسی طرح سنتِ الٰہیہ کے اتباع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بہت سے معاملات میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بیعت لی۔ جن میں بیعتِ عقبیٰ اولیٰ، بیعتِ عقبیٰ ثانیہ، بیعتِ رضوان وغیرہم شامل ہیں۔ عورتوں سے چوری نہ کرنے، زنا سے بچنے، مرنے والوں پر نوحہ نہ کرنے اور اپنے خاوندوں کی تابعداری کرنے کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیعت لی۔ اس کے علاوہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت، جہاد، اقامت ارکانِ اسلام (صوم وصلوٰۃ، حج، زکوٰۃ وغیرہ) کی ادائیگی پر بیعت لی۔ لہٰذا جو فعل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب وحکمت کی تعلیم، تزکیۂ نفوس، تصفیۂ قلب کے لیے کیا، وہ علمائے راسخین کے لیے سنت ٹھہرا۔ بدیں وجوہات بیعت کے مسنون ہونے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہ رہی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رحلت فرمانے کے بعد خلفاء راشدین، اولیائے عظام، مشائخِ کرام، علمائے راسخین اور بزرگانِ دین جن کا علم زہد وتقویٰ سے بھرپور اور شک وشبہ سے بالاتر ہے، اسی سنت پر عمل پیرا چلے آرہے ہیں۔

المختصر یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سینوں کو نورِ معرفت و حقیقت سے منور فرمایا جن کی اک صحبت سے تواتر کے ساتھ (مسلسل) اولیائے کرام نے فیض حاصل کیا اور اب تک صوفیائے کرام اپنے اپنے سلسلہ کے مشائخ متقدمین (پہلے بزرگوں) کی صحبتوں سے اس نورِ معرفت کو حاصل کرکے اپنے سینوں کو منور فرماتے چلے آرہے ہیں۔ گویا اصحابِ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین جو انوارِ نبوت ورسالت کے مخزن ہیں، سے اکتسابِ فیض کرکے

کرنا دراصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی بیعت کرنے کے قائم مقام ہے۔ دوسرے لفظوں میں کسی پیرِ کامل کی بیعت کرنا حقیقت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرنا ہے۔ مرشدِ کامل صرف وسیلہ ہوتا ہے کیونکہ مرشد کا ہاتھ اپنے پیشواؤں کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس تک پہنچتا ہے۔

قرآن حکیم کی یہ آیت بھی اس امر کی تائید کرتی ہے:

اِنَّ الَّذِینَ یُبَایِعُونَکَ ... یَدُاللّٰہِ فَوقَ اَیدِیھِم (الفتح:۱۰)

لہٰذا پیرِ کامل کا دامن تھامنا حقیقت میں دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وابستہ ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان نیک وصالحین مرشدانِ باصفا کو ہمارے لیے مخزنِ انوارِ نبوت بنا دیا ہے جو مردہ قلوب پر توجہ فرما کر نورٌ علیٰ نور بنا دیتے ہیں۔ اسی کو بیعتِ طریقت کہتے ہیں اور یہی بیعت، بیعتِ تقویٰ کہلاتی ہے اور یہ تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب (نفس اور دل کی صفائی اور ستھرائی) کا اہم ذریعہ ہے۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ ـــــ خصائص وامتیازات

تصوف کے تمام طریقوں کا واحد مقصد قربِ الٰہی کا حصول ہے۔ اکثر سلاسل طریقت حق ہیں اور مختلف خصائص کے حامل ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے چند منفرد خصائص وامتیازات ہیں جن کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

نسبت صدیقی

طریقہ نقشبندیہ کا پہلا امتیاز یہ ہے کہ یہ طریقہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ چونکہ آپ افضل البشر بعد از انبیا علیہم السلام ہیں اس لئے آپ کی نسبت بھی تمام نسبتوں سے بلند و بالا ہے۔ چونکہ طریقہ نقشبندیہ آپ سے منسوب ہوا لہٰذا اس کی نسبت تمام نسبتوں پر فوقیت حاصل کر گئی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیض دو طرح کا ہے۔ فیض نبوت اور فیض ولایت۔ فیض نبوت کے مظہر اتم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور فیض ولایت کے مظہر اتم سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں۔ جس طرح نبوت ولایت سے افضل و برتر ہے اسی طرح فیض ولایت سے فیض نبوت افضل و برتر ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منسوب ہونے کی وجہ سے اس طریقہ میں نبوت کے فیض کا غلبہ ہے۔ اسی بنا پر یہ طریقہ دوسرے طریقوں سے افضل و برتر ہے۔

اتباع سنت

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا دوسرا امتیاز یہ ہے کہ اس طریقہ عالیہ میں اتباع سنت

اور بدعت سے اجتناب کا نہایت درجہ اہتمام والتزام کیا جاتا ہے حتیٰ کہ ذکر جہر بھی اس میں جائز نہیں رکھا گیا۔ واضح رہے کہ اس طریقہ میں اتباع سنت زیادہ ہونے کی وجہ سے اس میں انوار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان بھی زیادہ ہے کیونکہ جس قدر کسی طریقہ و نسبت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار زیادہ ہونگے اسی قدر وہ نسبت فضیلت والی اور ممتاز ہوگی۔

امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

"طریقہ عالیہ نقشبندیہ قریب ترین، سبقت والا، سنت کے زیادہ موافق، زیادہ مضبوط، مبنی بر صداقت، ذیشان، ارفع واعلیٰ اور کامل ترین ہے۔ اس طریقہ کی یہ تمام بزرگی اور اس سلسلے کے بزرگوں کی بلند شان سنت مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کی اتباع اور بدعت سیئہ (بری) سے اجتناب کی وجہ سے ہے۔ اسی وجہ سے ان کے حضور وآگہی میں دوام ہے۔ اسی حضور وآگہی (پیش نظر رہنا) کے دوام کی وجہ سے یہ سلسلہ عالیہ دوسرے سلاسل طریقت پر فوقیت لے گیا"

"ہمارا طریقہ نادر اور عروۃ الوثقیٰ ہے۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدرجہ کمال اقتدا کرنا اور آثار صحابہ علیہم الرضوان کی پیروی کرنا اس کا طرہ امتیاز ہے۔"

عزیمت

عزیمت (زیادہ افضل) پر عمل کرنا اور حتی الامکان رخصت (کمی کی اجازت) سے گریز کرنا بھی اس طریقہ کے امتیازی خصائص میں سے ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

"اکابر نقشبندیہ نے عزیمت کو اپنایا اور معمول بنایا ہے اور رخصت سے حتی الوسع اجتناب کیا ہے۔"

اندراج النہایت فی البدایت

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بارگاہ رب العزت میں دعا کی تھی کہ مجھے ایسا طریقہ عطا فرمایا جائے جو اقرب (زیادہ قریب) اور موصل (ملانے والا) ہو تو اللہ جل مجدہٗ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ دعا قبول فرمائی اور ان کو سلوک پر جذبہ کی تقدیم وفوقیت (محبت میں ڈوب جانا فہم وفراست سے افضل واعلیٰ ہے) کا الہام کیا۔ دوسرے سلاسل میں سلوک جذبہ پر مقدم ہے۔ یعنی ان سلاسل میں پیر کامل اپنے مرید کو پہلے ریاضت ومجاہدے کا حکم دیتا ہے اور ان ریاضتوں اور مجاہدوں سے مرید کا تزکیہ وتصفیہ کرتا ہے۔ اسی کو سلوک کہتے ہیں۔ اس کے برعکس طریقہ نقشبندیہ میں جذبہ کو سلوک پر مقدم کرتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سیر وسلوک اور جذبہ وتصفیہ سے مقصود نفس کا اخلاق رذیلہ (بُری عادات) سے پاک کرنا ہے۔ نفس کے تعلقات بتدریج قطع کرنا، اپنے نفس میں سیر کرنا ہے (نفس پر خصوصی توجہ دینا اور اس کے حملوں سے بچنا)، جسے سیرِ انفسی کہتے ہیں اور آفاق (بیرونی دنیا) کے تعلقات کا قطع کرنا سیر آفاقی کہلاتا ہے۔ اس سلسلہ کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا مندرج ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ مزید فرماتے ہیں کہ طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مشائخ نے اس سیر کی ابتدا عالم امر سے کی ہے اور عالم خلق کو بھی اسی سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں۔ بخلاف دوسرے طریقوں کے نقشبندی بزرگوں کا طریقہ بعینہٖ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے کیونکہ صحابہ کرام کو خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پہلی صحبت میں ہی بطریق اندراج النہایت در بدایت (ابتدا میں انتہا کا درجہ) میں وہ کچھ میسر آ گیا جو کامل اولیائے امت کو نہایت پر پہنچ کر بھی بہت کم ہی میسر آتا ہے۔ لہٰذا وحشی بن حرب جو سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں کو

صرف ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میسر آئی اور وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے جو خیر التابعین ہیں افضل قرار پائے۔

تدوین وتالیف

اس سلسلے کے مشائخ نے طریقہ کو تدوین وتالیف کی صورت میں پیش کیا ہے (یعنی اس کے قواعد وضوابط تحریری طور پر مرتب کیے ہیں) اور طریقہ کا باقاعدہ نصاب مرتب کیا ہے مثلاً لطائف عشرہ، ذکرِ نفی واثبات، مراقبات، اور ذکر اسم ذات ''اللہ'' جب کہ دیگر سلاسل نے اسے باقاعدہ تدوین کی صورت میں پیش نہیں کیا۔

مشائخِ نقشبندیہ کی تعلیمات شریعت مطہرہ کے عین مطابق ہیں۔وہ شریعت مطہرہ کے امور بجالانے میں سرِ موانحراف نہیں کرتے اور ہر اس امر سے گریز کرتے ہیں جو ظاہر شریعت کے خلاف ہو۔

شرطِ افادہ واستفادہ

اس طریقہ میں شیخ کی صحبت ومحبت شرط افادہ واستفادہ قرار پائی ہے یعنی جس کو جس قدر پیر طریقت سے محبت وصحبت حاصل ہوگی اسی قدر اس کو پیر کے فیوض و برکات زیادہ حاصل ہوں گے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معاملہ بھی اسی طرح تھا۔فنافی الشیخ فنائے حقیقی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ہر چند کہ ذکر وصل کا سبب ہے مگر رابطہ شیخ کے بغیر تنہا ذکر موصل الی اللہ (اللہ سے ملانے والا) نہیں ہوتا۔دوسرے طریقوں میں وظائف واوراد اور ریاضت پر انحصار زیادہ ہے لیکن اس طریقہ میں صحابہ کرام کے طریق کے مطابق افادہ واستفادہ انعکاسی (زیارت اور توجہ کا اثر) زیادہ ہے۔چنانچہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت بشرط ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حصول کمالات کے لئے کافی تھی۔اسی طرح مرید کو شیخ طریقت کی محبت و

صحبت فائدہ دیتی ہے۔جس قدر شیخ کی صحبت میسر آئے گی اسی قدر وصول الی اللہ میں جلد ترقی نصیب ہوگی۔

کمالاتِ نبوت

چونکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو کمالات نبوت سے وافر حصہ ملا تھا اور یہ طریقہ آپ سے شروع ہوتا ہے اس لئے اس طریقہ سے کمالات نبوت کی جانب راستہ ملتا ہے۔جبکہ بعض دیگر طریقوں کی انتہا کمالات ولایت تک محدود ہے۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند

کہ برند ز رہ پنہاں بہ حرم قافلہ را

سلب نسبت

یہ بزرگوار جس طرح نسبت کے عطا کرنے میں کامل قدرت رکھتے ہیں اور طالب صادق کو بہت کم وقت میں حضور و آگہی عطا فرما دیتے ہیں اسی طرح اس نسبت کے سلب کرنے میں بھی پوری قدرت رکھتے ہیں اور غفلت و سستی کا مظاہرہ کرنے والے کو اس نعمت سے محروم بھی کر دیتے ہیں۔یعنی جو دیتے ہیں، وہ لے بھی لیتے ہیں۔

"اللہ سبحانہٗ اپنے غضب سے اور اپنے اولیائے کرام کے غصہ سے بچائے"

سلب نسبت کے طریقہ پر یہ حضرات امراضِ قلبیہ اور امراض جسمانیہ بھی سلب کر لیتے ہیں۔اس طرح ان کی برکت سے جسمانی و روحانی شفا بھی مل جاتی ہے۔

خاموشی

اس طریقہ عالیہ میں افادہ اور استفادہ (فائدہ لینا اور دینا) اکثر خاموشی میں ہے اور یہ بزرگوار فرماتے ہیں کہ "جس کو ہمارے سکوت (خاموشی) سے نفع حاصل نہیں ہوا وہ ہمارے کلام سے کیا فائدہ اٹھائے گا" اس خاموشی کو انہوں نے تکلف کے

طور پر اختیار نہیں کیا ہے بلکہ یہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے خصائص میں سے ہے اور جانتے ہیں کہ توجہ الی اللہ کے مناسب اور اس مقام کے شایان شان سکوت ہے۔

حدیث نبوی مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانَهٗ (جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا اس کی زبان گنگ ہوگئی) اس پر شاہد عادل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکابرین مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم کے معمولات میں خاموشی بہت اہم ہے۔

تسلسلِ سلسلہء نقشبندیہ

طریقہء عالیہ نقشبندیہ کے شجرہ طریقت میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام مبارک آتا ہے۔ اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ ان دونوں بزرگوں کا زمانہ مختلف ہے لہٰذا ان کی آپس میں بیعت ثابت نہیں تو یہ سلسلہ منقطع ہے۔ اس میں اتصال نہیں پایا جاتا۔ دراصل یہ خیال درست نہیں۔ حقیقت حال یہ ہے کہ جس طرح حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روحانی واسطہ اور فیض رسانی مسلمہ، مصدقہ اور معروف ہے ایسے ہی ان دونوں کے درمیان بیعت کا تسلسل بھی مصدقہ و مسلمہ ہے۔ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلف الرشید حضرت خواجہ روز بہان اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے شیخ یعنی خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصیت نامہ کی شرح موسوم بہ شرح وصیت نامہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں نقل فرماتے ہیں:

حَضْرَتْ خَوَاجَه اَبُو الْحَسَن خَرْقَانِيُ كَانَ مُرِيْدُ مَوْلَانَا تُرْك طُوْسِيُ هُوَ مُرِيْدُ خَوَاجَه اِعْرَابِي يَزِيْد عِشْقِي وَهُوَ مُرِيْدُ خَوَاجَه مُحَمَّدْ مَغْرِبِيْ هُوَ مُرِيْدُ خَوَاجَه بَايَزِيْد بُسْطَامِي

یعنی حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرید تھے مولانا ترک طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

وہ مرید تھے خواجہ اعرابی یزید عشقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وہ مرید تھے خواجہ محمد مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور وہ مرید تھے خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے۔

(شرح وصیت نامہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی قلمی نسخہ ص ۷۷،۱ امپیریل لائبریری قازقستان)

مخطوطہ نمبر ۱۸۷۱ لائبریری یونیورسٹی آذربائیجان شعبہ صوفی ازم (عکس)

معلوم ہوا کہ ان بزرگوں کے درمیان سلسلہ بیعت متصل ہے البتہ یہ اعتراض کہ درمیان والے ان مشائخ کا نام شجرہ میں کیوں نہیں آتا۔اس پر عرض ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت اور ان کی سعادت مندی وعظمت کی خبر پہلے ہی دے چکے تھے اور ان کی تربیت ان کے دنیا میں آنے سے پہلے ہی فرمارہے تھے۔ان کا براہ راست رابطہ وخصوصی تعلق تھا۔درمیان والے حضرات اتمام حجت کیلئے تھے۔لہٰذا اگر ان کا نام نہیں آتا تو کوئی حرج نہیں۔

کلماتِ نقشبندیہ

حضراتِ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کی چند اصطلاحات ہیں جن پر ان کے طریقے کی بنیاد ہے۔بعض اصطلاحوں میں اشغال کی طرف اشارہ ہے اور بعض میں ان کی تاثیر کی شرطوں کی طرف اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ہوش در دم ۲۔نظر بر قدم ۳۔سفر در وطن ۴۔خلوت در انجمن
۵۔یاد کرد ۶۔بازگشت ۷۔نگہداشت ۸۔یادداشت

یہ آٹھ کلمات،خواجۂ جہاں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہیں اور تین اصطلاحیں حضرت خواجہ سید بہاؤالدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہیں۔

۱۔وقوف زمانی ۲۔وقوف عددی ۳۔وقوف قلبی

ا۔ہوش در دم

اس سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر سانس کے ساتھ بیداری اور ہوشیاری رکھے۔خواہ ذکرِ لسانی کرے یا قلبی کرے۔ذکر حضور قلب کے ساتھ ہو نہ کہ غفلت سے۔یہ دوام حضورو آگہی حاصل کرنے اور نفس کے تفرقہ کو دور کرنے کا طریقہ ہے۔مبتدی (نئے بندے) کے واسطے اس کی پابندی نہایت ضروری اور از حد مفید ہے۔چنانچہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس طریقہ میں دم (سانس) کی نگہبانی از حد ضروری ہے اور جو شخص دم کی نگہبانی نہیں کرتا گویا وہ طریقہ شریفہ بھول گیا اور حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس طریقہ کا دارومدار ہی دم پر ہے۔کوئی دم (سانس) اندر آئے یا باہر جائے خدا کی یاد کے بغیر نہ گزرے۔

دم بدم دم راغنیمت داں و ہمدم شو بدم　　واقفِ دم باش در دم ہیچ دم بے جا مدم

ترجمہ۔ ''ہر وقت ہر سانس کو غنیمت جان اور دم کے ساتھ ہمدم ہو جا، دم کا واقف رہ اور کوئی سانس بے جا مت لے''

۲۔نظر بر قدم

سالک کے لئے ضروری ہے کہ چلتے پھرتے سوائے قدم کی پشت کے کسی چیز پر نظر نہ ڈالے تا کہ کسی نامحرم پر اس کی نظر نہ پڑے اور وہ دوسری چیزوں کی طرف مشغول ہونے سے محفوظ رہے کیونکہ مختلف نفوس اور متفرق محسوسات کی طرف لگ جانا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے۔چلنے پھرنے کے وقت نظر کو پشتِ قدم پر لگانا اور بیٹھنے کی حالت میں اپنے آگے کی طرف نظر کرنا جمعیتِ قلب کے زیادہ قریب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (نور:۳۰)

''اے حبیب ﷺ مومنین سے کہہ دو کہ وہ اپنی نگاہ نیچی رکھیں''۔۔نیز فرمایا:

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا (الاسراء:۳۷)

''اور زمین پر اکڑ کر مت چل''

ان آیات میں یہی راز ہے کیونکہ اکڑ کر متکبرانہ چلنے میں نظر اوپر رہتی ہے جو جمعیت (یکسوئی) اور بندگی سے دور اور تکبر کا باعث ہوتی ہے۔

دراصل انسان کو اس راستے میں دو بڑی رکاوٹوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ایک آفاق یعنی دنیا اور جو کچھ اس میں ہے۔انسان ان کی لذت اور طلب میں مبتلا ہو کر یاد الٰہی سے غافل ہو جاتا ہے اور دوسرا نفس یعنی انسان اپنے نفس کی رضا جوئی اور اس کی موافقت میں پڑ کر رضائے مولیٰ سے دور ہو جاتا ہے اور کلمہ ہوش در دم نفس (اندر) کے تفرقہ کو دور کرتا ہے اور نظر بر قدم آفاق (باہر) کے تفرقہ سے محفوظ رکھتا ہے۔اس سے یہ بھی مراد ہے کہ نظر ہمیشہ قدم سے بلندی کی طرف چڑھے اور قدم کو اپنا ہمسفر بنائے۔قدم نظر سے کسی وقت بھی پیچھے نہ رہے تو نیک ہے کیونکہ نظر کا قدم سے پیچھے رہ جانا ترقی سے روکتا ہے۔

۳۔سفر در وطن

اس کا مفہوم ہے ایک مقام پر رہ کر اپنے خیالات وتصورات میں اپنے اندر کا سفر جاری رکھنا۔اس سے ناپسندیدہ صفات مثل حسد، تکبر، غیبت، ریا، سُمعہ، بغض و عناد، غصہ، شہوات نفسانی وغیرہ سے نجات حاصل کرکے پسندیدہ صفاتِ مثل صبر، توکل، شکر، خوف، رجا اور عجز وانکساری وغیرہ کی طرف تبدیلی اور ترقی حاصل کرنا

مقصود ہے۔ طالب صادق جوں جوں مراقبہ، تصورِ شیخ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتا جاتا ہے توں توں اسکی بُری صفات محو ہوتی جاتی ہیں اور وہ صفاتِ حسنہ سے متصف ہوتا جاتا ہے۔ سالک پر واجب ہے کہ وہ ہر وقت اپنے نفس کی دیکھ بھال میں اس طرح لگا رہے کہ اس میں ماسوی اللہ کی محبت کو دخل دینے کا موقع نہ ملے۔

۴۔ خلوت در انجمن

اس کا مفہوم ہے کہ دیگر افراد اور مصروفیات کے باوجود بارگاہ الٰہی میں تنہائی اور خلوت کا احساس رہے۔ اس کا انحصار سفر در وطن پر ہے۔ جب "سفر در وطن" حاصل ہو جاتا ہے تو "خلوت در انجمن" اس کے ضمن میں میسر آ جاتی ہے اور سالک کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں اس طرح مشغول رہنے لگتا ہے کہ مطالعہ وتلاوت، کلام وخاموشی، کھانے پینے، چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے اور سونے جاگنے میں ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہنے لگتا ہے اور ذکر کا خیال ایسا پختہ ہو جاتا ہے کہ خواہ سالک کیسی ہی مجلس اور ہجوم میں ہو اس کا دل اللہ تعالیٰ کی یاد میں مصروف رہتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ (نور:۳۷)

"وہ ایسے لوگ ہیں جن کو سوداگری اور خرید وفروخت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی"

مشائخ کرام نے فرمایا کہ۔

چشم بند و گوش بند و لب ببند ۔۔۔ گر نہ بینی سرِّ حق بر من بخند

"آنکھیں، کان اور لب بند رکھو پھر اگر حق کے راز نظر نہ آئیں تو مجھ پر ہنسنا" باطن خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ پس بندوں سے تین حصے حق تعالیٰ کے لئے ہیں۔ باطن سب کا سب اور ظاہر کا نصف حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ظاہر کا دوسرا

نصف حصہ مخلوق کے حقوق ادا کرنے کے لئے رہا اور چونکہ ان حقوق کے ادا کرنے میں بھی حق تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے اس لئے ظاہر کا یہ حصہ بھی حق تعالیٰ کی طرف لوٹتا ہے۔

وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ (ہود:۱۲۳)

''اور کام تمام تر حق تعالیٰ ہی کی طرف لوٹتا ہے پس اسی کی عبادت کر''

۵۔ یادکرد

اس سے مراد لسانی و قلبی ذکر، نفی اثبات اور ذکر اسمِ ذات کرنا ہے۔ سالک اپنے مرشد سے جو ذکر کی تعلیم و تلقین حاصل کرتا ہے ہر وقت اس کی تکرار میں دل کی محبت کے ساتھ بلا ناغہ بیدار اور ہشیار رہتے ہوئے کرے تاکہ حق جل شانہ کا حضور حاصل ہو جائے۔ دراصل یہ حضور و آگہی کے حصول میں مستقیم رہنے کا طریقہ ہے۔

۶۔ بازگشت

جب ذاکر خیال و تصور سے نفی اثبات (کلمہ طیبہ) کو طاق عدد کی رعایت کرتے ہوئے چند بار کہے تو اس کے بعد دل کی زبان سے مناجات کرے کہ ''خدا وندا! مقصودِ من توئی و رضائے تو مرا محبت و معرفت خود بدہ۔ (یعنی اے خدا میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا ہے، مجھ کو اپنی محبت و معرفت عطا فرما) اور کمالِ عاجزی اور انکساری سے کہے تاکہ اگر غرور و فخر یا گرفتاری لذت کا وسوسہ آئے تو اس دعا کی برکت سے نکل جائے۔

۷۔ نگہداشت

نفس کی باتوں اور وسوسوں کو اپنے دل سے دور کرنے کا نام نگہداشت

ہے۔ جب دل میں وسوسہ ظاہر ہو فوراً اس کو دور کرنا چاہئے اور اس کو دل میں جگہ نہ بنانے دے ورنہ اس کا دور کرنا دشوار ہو جائے گا۔ اس وسوسے کا علاج فوراً ذکر اللہ میں محو ہو جانا ہے۔ اگر پھر بھی وسوسہ جان نہ چھوڑے تو تصور شیخ اس کا شافی وکافی علاج ہے۔

۸۔ یادداشت

اس سے مراد ہر وقت کی آگہی حاصل کرنا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (الحدید:۴)

''وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں کہ تم ہو''

اس آیت مبارکہ کو ہر وقت نگاہ میں رکھے۔ حق بات یہ ہے کہ دوام حضور وآگہی ہی مطلوب ومقصود ہے لیکن اس کا حصول فنائے حقیقی اور بقائے کامل کے بغیر ناممکن ہے۔ پس یادکرد اور نگہداشت کو ملحوظ خاطر رکھنا مبتدیوں اور متوسطوں (درمیان والوں) کے لئے ضروری ہے اور یادداشت جس کا تعلق حقیقت سے ہے وہ منتہیوں (اگلے درجہ والے تجربہ کار) کے لئے لازمی ہے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یادداشت سے آگے پنداشت و وہم ہے اور دوام آگہی بھی اس یادداشت ہی کو کہتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یادداشت کے متعلق ارشاد ہے کہ اگر انسان کو ایک ہزار برس عمر مل جائے تو پھر بھی اللہ کا ماسویٰ یاد نہ آئے۔ یہی یادداشت ہے۔

۹۔ وقوف زمانی

ہر وقت اپنے حال سے واقف رہنا وقوف زمانی ہے۔ ہر ساعت کے بعد دیکھے کہ غفلت تو نہیں آئی اور غفلت کی صورت میں استغفار کرنا اور آئندہ اس کے

چھوڑنے پر کمر ہمت باندھنی چاہیئے۔

۱۰۔وقوف عددی

ذکرِ نفی اثبات میں طاق عدد کی رعایت رکھنا بہتر ہے۔حدیث شریف میں ہے:

اَللّٰہُ وِتْرٌ وَّیُحِبُّ الْوِتْرَ

''اللہ تعالیٰ طاق (ایک) ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے''

۱۱۔وقوف قلبی

ہر وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مستغرق رہنا وقوف قلبی کہلاتا ہے۔خصوصاً ذکر اذکار کے وقت ماسویٰ اللہ کی طرف کسی قسم کی توجہ باقی نہ رہے اور بیرونی خطرات دل میں داخل نہ ہونے پائیں تاکہ آہستہ آہستہ صرف ذاتِ الٰہی پر توجہ مرکوز ہو جائے۔ حضرت خواجہ نقشبند بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حبسِ دم اور رعایت طاق عدد کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا مگر وقوفِ قلبی کو اثنائے ذکر میں لازم فرمایا ہے جیسا کہ رابطۂ مرشد اور مراقبہ لازم ہے کیونکہ ذکر سے مقصود غفلت کا دور کرنا ہے اور یہ بغیر وقوفِ قلبی کے حاصل نہیں ہوتا۔بقول مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

برزباں تسبیح و در دل گاؤخر ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

(زبان پر تسبیح ہو اور دل میں بیل اور گدھا یعنی دنیوی خیالات آتے ہوں تو ایسی تسبیح سے کیا فائدہ؟)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ جس شخص پر ذکرِ قلبی اثر نہ کرے اس کو ذکر سے روک کر صرف وقوفِ قلبی کا حکم کیا جائے اور اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے تاکہ ذکر اثر کرے اور قرآن شریف کی آیت مبارکہ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًاۙ (الاحزاب:۴۱)

(اے ایمان والو! اللہ کو بہت ہی زیادہ یاد کیا کرو)

اور فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًاؕ (مزمل:۸)

(اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور یکسوئی سے اسی کے ہو رہو)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل مبارک بھی ذکر قلبی پر موئید ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَآئِمَ الذِّكْرِ اَیْ بِاَعْتِبَارِ الْقَلْبِ۔ "رسول اللہ ﷺ دوام ذکر کرنے والے تھے، اس اعتبار سے وقوفِ قلبی دوام ذکر ہوا"۔ طریقت وحقیقت کا مقصود ومطلوب بھی ذات حق کے ماسوا کا نسیان ہے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ

طریقہ مجددیہ

دس لطائف

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انسان کے جسم کو دس لطائف میں تقسیم فرمایا ہے۔ پانچ کا تعلق عالم امر سے ہے اور پانچ کا تعلق عالم خلق سے۔ جو چیز محض امر کن سے پیدا ہوئیں وہ عالم امر ہے اور جو بتدریج معرضِ وجود میں آئیں وہ عالم خلق ہے۔ عالم امر عرش مجید کے اوپر ہے اور عالم خلق عرش کے نیچے ہے۔ قلب، روح، سر، خفی اور اخفی کا تعلق عالم امر سے ہے جبکہ نفس، خاک، باد، آب اور آتش کا تعلق عالم خلق سے ہے۔

عالم امر کے لطائف کے اصول عرش مجید پر ہیں اور لامکان سے تعلق رکھتے

ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان جواہر مجردہ کوانسانی جسم میں چند مقامات پر بطور امانت رکھا ہے۔دنیاوی تعلقات ومشغولیت اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے یہ لطائف اپنے اصول یعنی اصلی وطن کو بھول جاتے ہیں اور ظلمانی حجابات کی وجہ سے ان کی اصلیت بالکل زائل ہو جاتی ہے۔لیکن جب کسی پر اللہ رب العزت کی رحمت ہوتی ہے اور اس کے فضل وکرم سے کسی شیخ کامل کی توجہ میسر آجاتی ہے تو ان لطائف کا میلان اپنے اصل کی طرف ہو جاتا ہے۔موجودہ دورِ ظلمت میں طالبین کی ہمتیں نہایت پست ہوگئی ہیں اس لئے حضرات نقشبندیہ نے بجائے بڑی بڑی ریاضتوں کٹھن مشقتوں اور سخت مجاہدوں کے ذکر پر مداومت کی تعلیم دی ہے اور اتباع سنت اور بدعت سے اجتناب کرنے اور اوامر ونواہی کی پابندی کا حکم دیا ہے اور خود اپنی خصوصی توجہ اور فیض سے سالک کی مدد فرماتے ہیں۔شیخ کی توجہ سے ہزاروں سال کی مسافت لمحوں میں طے ہو جاتی ہے۔قلب انسانی جو کہ گناہوں کی کثرت اور ماسویٰ کے تعلق کی وجہ سے سیاہ ہو جاتا ہے وہ ذکر اور شیخ کی توجہ سے روشن ہو جاتا ہے۔جب تمام قلب منور ہو جاتا ہے تو اس کو اپنے اصلی وطن جس کو وہ اس ظلمانی جسم میں آکر بھول گیا تھا یاد آتا ہے اور فوق العرش اپنے وطن کی جانب پرواز کرتا ہے اور رفتہ رفتہ اپنی اصل میں جاکر ضم ہو جاتا ہے۔یہی کیفیت دوسرے لطائف کی ہوتی ہے۔

ان لطائف میں سے ہر لطیفہ کا نور الگ ہے چنانچہ لطیفہ قلبی کا نور زرد ہے، لطیفہ روح کا نور سرخ ہے، لطیفہ سر کا نور سفید، لطیفہ خفی کا نور سیاہ اور اخفیٰ کا نور سبز ہے۔تزکیہ کے بعد لطیفہ نفس کا نور بے رنگ ہو جاتا ہے۔

مقامات لطائف

لطیفہ قلب بائیں پستان کے نیچے بقدر دو انگشت کے فاصلہ پر واقع ہے اور

لطیفہ روح لطیفہ قلب کے بالمقابل دائیں پستان سے دو انگشت نیچے واقع ہے۔ لطیفہ سر بائیں پستان کے دو انگشت اوپر واقع ہے جو کہ ذرا سا وسط سینہ کی طرف جھکا ہوا ہے۔ لطیفہ خفی دائیں پستان کے دو انگشت اوپر اور لطیفہ اخفی کا مقام وسط سینہ ہے جہاں پر گڑھا سا ہوتا ہے۔ چونکہ ان لطائف کا تعلق کشف سے ہوتا ہے اس لئے مختلف بزرگوں نے ان لطائف کے رنگ اور مقام کے متعلق اختلاف فرمایا ہے۔ تاہم ان سے مقصود ذکر کے ذریعے صرف سینہ کو اخلاق رذیلہ سے پاک کرنا ہے۔ ان کے مقامات کے تعین میں معمولی اختلاف ہو سکتا ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ عنہ

امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے:۔ ''یہ راہ جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں انسان کے سات لطیفوں کے مطابق سات قدم ہیں۔ دو قدم عالم خلق سے متعلق ہیں۔ جن کا تعلق قالب یعنی جسم عنصری اور نفس کے ساتھ ہے۔ اور پانچ قدم عالم امر سے وابستہ ہیں۔ جو کہ لطائف خمسہ (قلب، روح، سر، خفی اور اخفی) کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پردے حائل ہیں جن کو طے کرنا پڑتا ہے۔ خواہ وہ پردے نورانی ہوں یا ظلمانی۔

''ہر گھڑی محبوب کے چہرے پر ایک اور نقاب ہوتا ہے۔ اور جب تو ایک پردہ کو طے کر لیتا ہے تو ایک اور پردہ سے دوچار ہو جاتا ہے۔''

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ رب العزت نے میرے سینے میں کوئی ایسی شے القا نہیں فرمائی کہ میں نے اسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سینے میں القا نہ کیا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے جمیع فیوض و برکات، نتائج وثمرات اور حقائق و معارف کی روح رواں ہے۔ حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''طریقہ ما بعینہ طریقہ اصحاب کرام است''۔ یعنی میرا طریقہ عین صحابہ کرام کا طریقہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے

قلب وروح میں انوار وتجلیات مصطفویہ کو جذب کرتے تھے۔کسب فیض کے اس انداز و صحبت ہی نے انہیں تا قیامت آنے والے تمام اولیاء اللہ سے سربلند وسرفراز کر دیا ہے۔ معارف نقشبندیہ مجددیہ اسی کرم کے تسلسل سے عبارت ہیں۔

وصول الی اللہ کے طریقے

حضرت عارفِ صمدانی، قطب ربانی، امامِ طریقت، پیشوائے حقیقت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ عالیہ میں اللہ کریم تک پہنچنے کے تین طریق ہیں۔

اول۔ رابطہ شیخ دوم۔ ذکر سوم۔ مراقبہ

ا۔ رابطہ شیخ

طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ کے نزدیک طریقت دوام حضور و آگہی کا نام ہے۔دوام حضور وآگہی کا حصول سوائے رابطہ شیخ کے ممکن نہیں۔رابطہ کے معنے روحانی اور باطنی نسبت اور تعلق کے ہیں۔اور یہ تعلق پیر طریقت کی صحبت اور ہم نشینی سے حاصل ہوتا ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی باخدا او نشیند در حضورِ اولیا

(جو اللہ تعالیٰ کا قرب چاہے وہ اولیاء اللہ کی صحبت میں حاضری دیا کرے)

شیخ کی صورت کو اپنے خیال یا دل میں رکھنا یا اپنی صورت کو شیخ کی صورت تصور کرنا رابطہ یا تصورِ شیخ کہلاتا ہے۔جب یہ رابطہ مضبوط ہو جاتا ہے تو ہر ایک چیز شیخ کی صورت میں نظر آتی ہے۔اسی کو فنافی الشیخ کہتے ہیں۔مشائخ طریقت نے فرمایا ہے کہ رابطہ کا طریقہ قریب ترین راستہ ہے اور اسی لئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھو اور اگر تم سے یہ نہ ہو سکے تو ان لوگوں کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ

کے ساتھ صحبت رکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ "تنہا ذکر رابطہ شیخ کے بغیر موصل (ملانے والا) نہیں ہے جبکہ رابطہٗ شیخ ذکر کے بغیر تنہا بھی موصل ہے"۔

فنافی الشیخ کے بعد فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی منزل آتی ہے جب کہ سالک اپنی ذات کو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس سے والہانہ محبت میں جذب کرنے کا شرف حاصل کرتا ہے اور اس ذات سے شیر و شکر ہو جاتا ہے تو اس منزل کے بعد فنافی اللہ کی منزل آتی ہے۔

نیک و صالح لوگوں اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا اور ان کی باتیں سننا انتہائی سعادت اور برکت کا باعث ہے۔ اللہ والوں کی مجالس میں بیٹھنے اور صحبت اختیار کرنے سے خیر و نیکی کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ قرآن پاک سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ط (التوبہ:۱۱۹)۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ"

یہاں صادقین سے وہ مخلص مؤمنین مراد ہیں جنکا ذکر اس آیت میں ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ (الاحزاب:۲۳)

"اہل ایمان میں سے کچھ وہ جواں مرد ہیں جنہوں نے جو وعدہ اللہ سے کیا تھا سچ کر دکھایا"

صحبت کا انسان کی شخصیت، طرزِ عمل اور اخلاق پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ صحبت اختیار کرنے والا روحانی اثر اور عملی اتباع سے اپنے صاحب کی صفات کو اخذ کرتا ہے۔ برے اور فاسق و فاجر لوگوں کی صحبت سے انسان اخلاقی انحطاط کا شکار ہو جاتا ہے اور

اس کی اچھی صفات بتدریج ختم ہو جاتی ہیں مگر اسے شعور تک بھی نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے برے دوستوں کی طرح ذلت کی انتہائی پستی میں گر جاتا ہے۔ اسی طرح اگر انسان کسی صاحب ایمان، متقی اور عارف باللہ کی صحبت کو اختیار کرتا ہے تو جلد ہی وہ بلندیوں کے اعلیٰ مقام پر پہنچ جاتا ہے اور اس سے عمدہ اخلاق، پختہ ایمان، صفاتِ عالیہ اور معارفِ الٰہیہ حاصل کرتا ہے اور اپنے نفس کے عیوب اور برے اخلاق سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

اللہ کی محبت اہل اللہ کی محبت اور صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک مخلص ولی اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہوتا ہے۔ وہ دلوں کی کدورت اور عقل وسمجھ کی گمراہی کو دور کر کے بندگانِ خدا کو راہِ مستقیم پر لے آتا ہے۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیا

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

”اولیا کرام کی صحبت میں گھڑی بھر بیٹھنا سو سال کی بے ریا نفلی عبادت سے بہتر ہے“

حضرت ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول کس قدر جامع ہے اِصْبَحُوا مَعَ اللّٰہِ فَاِنْ لَّمْ تُطِیْقُوْا فَاصْبَحُوا مَعَ الصَّحِبِ مَعَ اللّٰہِ ”یعنی اللہ کی صحبت اختیار کرو۔ اگر اللہ کی صحبت میسر نہ آئے تو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جسے اللہ تعالیٰ کی صحبت میسر ہو۔“ راہِ حق پر چلنے کے لئے کسی مردِ کامل کی صحبت بہت ضروری ہے ورنہ راہِ مستقیم سے بھٹک جانے کا اندیشہ ہے۔ امامِ طریقت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے: ”ناآشنا کی صحبت سے اس طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو“

یہی وجہ ہے کہ اہل اللہ صحبت ناآشنا سے پرہیز کی تاکید کرتے ہیں کیونکہ بد

انسان کی صحبت گمراہی اور قعرِ مذلت میں گرا سکتی ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

''نیک کی صحبت تجھے نیک کرتی ہے اور برے کی صحبت تجھے برا بناتی ہے''

صحبت کی برکات

رب ذوالجلال کے ایسے ہی برگزیدہ بندوں کی صحبت اختیار کرنے کے سلسلے میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں۔ آپ رقمطراز ہیں کہ ''فرصت بہت تھوڑی ہے اور اسے اعلیٰ ترین مقصد میں صرف کرنا ضروری ہے اور وہ ہے ارباب جمعیت کی صحبت۔ کیونکہ صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب صحبت ہی کے باعث انبیاء علیہم السلام کے سوا سب غیر صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔ اگرچہ اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عمر مروانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہی کیوں نہ ہوں حالانکہ دونوں حضرات سوائے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت کے درجات کی انتہائی بلندیوں اور کمالات کی آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے۔''

صحابہ کرام کو یہ بلند مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت وہم نشینی سے ہی حاصل ہوا۔ یہی وہ پاک ہستیاں ہیں جن کا ہم نشین کبھی بد بخت نہیں ہوتا۔ ان کی صحبت اصلاح نفوس، تہذیب اخلاق، عقیدہ کی پختگی اور پختہ ایمان کے لئے مؤثر عملی علاج ہے۔ یہی وہ عملی اور وجدانی خصال ہیں جنہیں اتباع، پیروی، قلبی تعلق اور روحانی تاثیر سے حاصل کیا جاتا ہے۔

۲۔ ذِکرِ الٰہی

ذکر الٰہی دنیا و مافیہا کے تفکرات سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور خواہشات نفسانی

اور دنیا کی حرص وہوا سے نجات دے کر بارگاہ خداوندی میں مقبول ومنظور بنا دیتا ہے۔

ذکر کی لذت قلب کو دونوں جہاں سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

عجب چیز ہے لذت آشنائی

اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:۲۸)

"خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے ہی اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔"

مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم نے قرب الٰہی کے حصول کے بعد ذکر الٰہی کو وصول الی اللہ کا دوسرا اہم رُکن قرار دیا ہے۔ اُن کے نزدیک ذکر کی مداومت سے جذب وشوق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ محبت اور عشق خداوندی کا نور اس کے باطن کو منور کرنے لگتا ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے۔

فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ ۝ (البقرہ:۱۵۲)

"پس تم مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کرونگا۔ میرا شکر ادا کرتے رہو اور میری ناشکری نہ کرو"

اور

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا ۝ وَّ سَبِّحُوْہُ بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا (الاحزاب:۴۱،۴۲)

"اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو۔"

فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (المومن:۱۴)

"اللہ کی بندگی کرو خالص کرتے ہوئے اس کے دین کو"

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً (الاعراف:۵۵)

''اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ''

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (مزمل:۸)

''اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اس وقت تک بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ مجھ کو یاد کرتا ہے۔ اور اس کے ہونٹ ہلتے رہیں۔ (بخاری)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا مِنْ ذِكْرِ اللهِ

''تیری زبان ہر وقت اللہ کے ذکر سے تر رہے۔'' (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور نہ کرنے والا مردہ ہے۔ (بخاری)

عبادت کا مقصود ذکر الٰہی ہے۔ صبح وشام، رات دن، اٹھتے، بیٹھتے، لیٹے ہوئے، کام کاج کرتے، تجارت اور کاروبار کرتے ہوئے گویا انسان کو ہمہ وقت اللہ کی یاد میں مصروف رہنا چاہیے۔ کسی قسم کا مال واولاد اور کاروبار اللہ کے ذکر میں حائل نہیں ہونے چاہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ اس پر شاہد ہے۔

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللهِ۔ (النور:۳۷)

''وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غفلت میں ڈالتی ہے اور نہ خرید وفروخت۔'' (سورۃ نور)

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔

''اے ایمان والو! تمہارے مال اور اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے اور اس کی

یاد سے غافل نہ کر دیں اور جولوگ ایسا کریں گے وہی خسارے والے ہیں۔'' (المنافقون:۹)

ذکر سے ریا، نفاق، غرور، حسد، انانیت، حبِ شہرت، خود پسندی اور بخل ایسی امراضِ قلبیہ سے نجات ملتی ہے۔ اگران صفات رزیلہ سے نجات نہیں ملتی تو وہ ذکر ناقص ہے۔

ایک مومن کے لئے ایک مخلص اور ناصح مومن کی ضرورت ہے جس کا حال اس سے اچھا، اخلاق بلند اور ایمان قوی ہو۔ وہ اس کی صحبت اختیار کرے تا کہ وہ اس کے نفسانی عیوب اور پوشیدہ قلبی امراض کو اپنے قال یا حال سے دفع کرے۔ اس لئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ (ابوداؤد)

''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے آئینہ ہے''

مگر کامل مومن وہ مرشد صادق ہوتا ہے جو اپنے آئینہ دل کو کسی مرشد کامل کی صحبت سے صیقل کر چکا ہو۔ اسی طرح یہ سلسلہ بتدریج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ جاتا ہے اور آپ کی ذات وہ آئینہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انسانیت کے لئے نمونہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۱)

''بے شک تمہاری راہنمائی کے لئے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں کامل نمونہ ہے''

تزکیۂ نفوس اور اخلاقی کمالات سے مزین ہونے کا عملی طریقہ مرشد کامل کی صحبت اختیار کرنا ہے، جس سے مرید کے ایمان، تقویٰ اور اخلاق میں اضافہ ہوتا ہے۔ مرشد کی مجلس میں حاضری سے قلبی امراض سے شفا حاصل ہوتی ہے اور مرید کی شخصیت اپنے مرشد کامل کی شخصیت سے اثر قبول کرتی ہے جو کہ حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شخصیت کا مثالی عکس ہوتا ہے۔

ذکر کی حقیقت

ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ تمام چیزوں سے دل کو موڑ لیا جائے، اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنے قلب پر غالب کر لیا جائے اور ہر طرح کے خیالات و وساوس سے ذہن و قلب کو خالی کر لیا جائے تاکہ دوسرا کوئی معبود تصور میں بھی نہ آسکے۔

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (المزمل:۸) "اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے الگ ہو کر اسی کے ہو رہو" اس پر شاہد عادل ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عرفِ عام میں ذکر شریف کا اطلاق تلاوت قرآن مجید، اوراد و وظائف اور درود و اذکار پر ہوتا ہے لیکن ہمارے مشائخ نقشبندیہ قدس اللہ اسرارہم کی اصطلاح میں ذکر شریف کا اطلاق اسم ذات "اللہ" اور نفی و اثبات (لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه) پر ہوتا ہے۔ ابتدا اسم ذات "اللہ" کے ذکر سے کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہئے کہ رات دن ذکر نفی اثبات میں مستغرق رہے۔ اپنا سونا جاگنا اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا سب اسی اللہ سبحانہ کی طرف لگا دے۔

اقسام ذکر

ذکر الٰہی کی دو بڑی اقسام جہری اور خفی ہیں۔

ذکر جہری

ذکر جہری سے مراد وہ ذکر ہے جس میں اللہ تعالیٰ کو بلند آواز سے یاد کیا جائے اسے تنہا یا اجتماعی طور پر بھی کیا جاسکتا ہے۔ اسے لسانی یا زبانی ذکر بھی کہتے ہیں۔ ذکر جہری

کے لئے ضروری ہے کہ وہ ریاکاری، سمعہ اور عجب سے پاک ہو۔ ذکر لسانی کی پھر دو اقسام ہیں۔

۱۔ ذکر انفرادی ۲۔ ذکر اجتماعی

اجتماعی ذکر کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی یاد کا ماحول پیدا ہو جاتا ہے، دوسروں کو ذکر الٰہی کی رغبت پیدا ہوتی ہے اور اس کے شوق اور رجحان میں اضافہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجتماعی ذکر کو بہت پسند فرمایا ہے۔ مشائخ نقشبندیہ نے اجتماعی ذکر کو بھی خفی کیا ہے۔ حلقہ بنا کر مراقبہ کی صورت میں خفی ذکر کرتے ہیں تا کہ کراماً کاتبین کو بھی آگاہی نہ ہو مگر مالک و مولیٰ کا ذکر جاری ہو جو دلوں کے راز بھی جانتا ہے۔

ذکر خفی

ذکر خفی سے مراد وہ ذکر ہے جو مخفی اور پوشیدہ ہو۔ اس ذکر میں زبان بالکل خاموش اور ساکت رہتی ہے اور صرف دل کی گہرائیوں سے اللہ کو یاد کیا جاتا ہے۔ اس لئے اسے ذکر قلبی بھی کہا جاتا ہے۔ مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ اسے وقوف قلبی کہتے ہیں۔ خصوصاً امام طریقہ نقشبندیہ حضرت خواجہ سیّد بہاؤالدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے وقوفِ قلبی پر بہت زور دیا ہے اور ذکرِ خفی کو طریقہ نقشبندیہ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔ لیکن ذکر اس وقت تک فائدہ مند ثابت نہیں ہوتا جب تک دل کو ماسویٰ اللہ کے علائق سے پاک نہ کیا جائے اور سینہ مکمل طور پر اخلاق رذیلہ، حسد، بغض، عناد، کینہ، اور غصہ وغیرہ جیسی کدورتوں سے پاک نہ ہو جائے۔

ذکر خفی کے سلسلے میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيفَةً وَدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ (الاعراف:۲۰۵)

''اپنے رب کا ذکر کر دل میں زاری اور خوف کے ساتھ بے آواز صبح وشام اور غافلوں میں نہ ہونا۔''

آیت مبارکہ میں رب کریم خود فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے دل میں یاد کرو نہایت عاجزی کے ساتھ اور ڈرتے ہوئے اور زبان کو ہلائے بغیر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ خَيْرَ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ وَخَيْرَ الرِّزْقِ مَا يَكْفِيْ یعنی بہترین ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو کافی ہو جائے (ضرورت سے نہ گھٹے اور نہ بڑھے۔قرطبی)۔

بزرگان طریقت کا ارشاد ہے کہ اگر دل کو ہر قسم کے دنیاوی خیالات سے پاک رکھا جائے تو ذکر کرنے والا ذکر کے انوار وتجلیات سے بہت جلد مستفید ہونے لگتا ہے لیکن اگر دل بجائے خالق کے مخلوق کے خیالات میں ملوث رہے تو ذکر کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

''زبان پر تو تسبیح ہو لیکن دل میں گائے اور گدھے (یعنی دنیاوی خیال) بسے ہوئے ہوں تو ایسی تسبیح کا اثر کیا ہوگا''۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ ذکر خفی جس کو فرشتے نہ سن سکیں دوسرے ذکر پر ستر درجے فضیلت رکھتا ہے۔

شہنشاہ نقشبند حضرت بہاؤالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ ذکر غفلت کے دور کرنے کو کہتے ہیں [illegible]

ہے خواہ خاموش رہے۔

ذکر کلمہ طیبہ

کلمہ توحید عبودیت کی روح رواں اور اسلام کی جان ہے۔ دین اسلام کی پوری عمارت کی بنیاد اسی کلمہ پر قائم ہے۔ جملہ انبیائے کرام اسی توحید کی تعلیم کیلئے مبعوث کئے گئے۔ صوفیائے کرام، عارفین اور بزرگان دین بھی اسی کلمہ کے ذکر کا اہتمام کرتے ہیں اور تمام اذکار پر اس کو ترجیح دیتے ہیں۔

نقشبندی مشائخ طریقت قدس سرہم نے اس کلمہ لا اِلٰـہَ اِلَّا اللہ کے ذکر کو اپنے طریقہ کی اساس بنایا ہے۔

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اذکار میں افضل الذکر لا الــہ الا اللہ ہے اور دعاؤں میں افضل دعا الحمد للہ ہے''۔

ذکر دوام

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشائخ کرام دوام ذکر کو وصول الی اللہ کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اکثر مکتوبات شریف میں دوام ذکر کو لازم پکڑنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

اے فرزند! فرصت، صحت اور فراغت کو غنیمت جاننا چاہیے اور ہمیشہ اپنے اوقات کو ذکر الٰہی جل شانہٗ کرتے ہوئے گزارنا چاہیے۔ ہر وہ عمل جو روشن شریعت کے مطابق کیا جائے ذکر میں داخل ہے اگرچہ وہ خرید و فروخت ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا تمام حرکات و سکنات میں احکامِ شریعہ کی رعایت کرنی چاہیے تاکہ سب کام ذکر ہو جائیں۔ مطلب یہ کہ ہمہ وقت دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہے۔ اسی کو دوام ذکر

کہتے ہیں۔اسی کے متعلق کہا گیا ہے ''ہتھ کار ول ، دل یار ول''۔

ذکرنفی اثبات

مشائخ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کا کہنا ہے کہ کلمہ طیبہ کے ذکر کی ایک صورت نفی واثبات ہے۔ذکر کی یہی صورت متقدمین مشائخ نقشبندیہ سے منقول ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ توجہ کو منتشر کرنے والی بیرونی چیزوں کو اپنے دل سے نکال کر خالی الذہن ہوجائے۔بھوک،غصہ،حسد،عناد،کینہ،مال واولاد ہر قسم کی رکاوٹوں کو دور کرکے ذکر نفی اثبات میں مشغول ہونا چاہیے۔اپنے دونوں لب اور آنکھیں بند کر لے اور لا کو اپنی ناف کے داھنی طرف سے نکال کر کھینچتا ہوا کندھے تک لے جائے۔ پھر سر کو بائیں کندھے کی طرف جھکا کر الٰہ کہے پھر الا اللہ کی ضرب دل پر لگائے۔ طاق عدد کا لحاظ رکھا جائے۔

ذکراسم ذات''اللہ''

طالب راہ حقیقت کو چاہیے کہ مرشد کے ارشاد کے مطابق ذکر اسم ذات ''اللہ'' میں مشغول ہونے سے قبل قلب صنوبری کی طرف پوری ہمت کے ساتھ متوجہ ہو کر تصور شیخ میں محو ہو جائے اور پھر اسم ذات ''اللہ'' کے ذکر میں مشغول ہو۔مشائخ نقشبندیہ علیہم الرحمہ کے نزدیک ذکر اسم ذات ''اللہ'' ہمہ وقت کرنا چاہیے۔اسے خواجہ نقشبند علیہ الرحمہ نے وقوف قلبی سے تعبیر فرمایا ہے۔سالک کا کوئی سانس غافل نہیں جانا چاہیے۔سانس اندر جائے تو اللہ اور باہر نکالے تو اللہ۔یہی وہ ذکر ہے جو ہمہ وقت کیا جاسکتا ہے۔اسی کو اکابرین سلسلہ عالیہ نقشبندیہ حضور و آگاہی کا نام دیتے ہیں۔ یہی ذکر دُوْنَ الْجَھْرِ مِنَ الْقَوْلِ پر عمل کا موئید ہے۔

۳۔ مراقبہ

مراقبہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں وصول الی اللہ کا تیسرا اہم رکن ہے۔

مراقبہ کے معنے حفاظت کرنے کے ہیں یعنی دل کی نگہبانی کرنا تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ کے غیر کا خیال داخل نہ ہو اور دل کی توجہ حق سبحانہٗ کی طرف رہے۔ مراقبہ کے معنے انتظار کے بھی ہیں یعنی طالبِ صادق تمام اشیا بلکہ اپنے وجود سے قطع تعلق کر کے حق سبحانہٗ کے حضور میں فیوضِ الٰہی اور جذباتِ غیبی کا منتظر رہتا ہے۔

مراقبہ ایک ایسی کیفیت کا نام ہے جس میں انسانی شعور آہستہ آہستہ لاشعوری کیفیات سے مغلوب ہو جاتا ہے اور اس کی روحانی پرواز متحرک ہو جاتی ہے۔ اس میں زمان ومکان کی حدود بھی قائم نہیں رہتیں۔

مراقبے کا طریقہ کار یہ ہے کہ انتہائی نیازمندی اور عاجزی کے ساتھ متوجہ الی اللہ ہو اور ہر وقت یہ کیفیت پیدا کرے تاکہ توجہ الی اللہ سالک کی عادت ثانیہ بن جائے۔ اس کیفیت کو حضور بھی کہتے ہیں اور ذکر کا مقصد بھی یہی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ آنکھیں، کان اور زبان بند کر کے ماسویٰ اللہ کا عرفان حاصل کرے۔

لب بند آنکھیں بند ہیں پھیلی ہیں جھولیاں
کتنے مزے کی بھیک تیرے پاک در کی ہے

اشغال کی اقسام

توجہ

توجہ کی کیفیت ذکر اسم ذات ودیگر اشغال میں ایک ہی ہے اور اس بارے

میں بہتر یہ ہے کہ توجہ کرنے والا شخص وحدانی التوجہ (یکسو) ہو جائے اور جس امر کی طرف توجہ مقصود ہے اس کو اپنا مطمع نظر بنائے اور یہی طریقہ امراض و تکالیف کو دفع کرنے اور مراد کے حصول کا ہے۔ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف سالک کی ترقی میں توجہ کرنا یہ ہے کہ مذکورہ طریقہ کے ساتھ سالک اپنے قیام پذیر مقام کو اس مقام کی طرف کھینچے جو سالک کا مطلوبہ مقام ہے اور اگر اس سے اوپر ترقی چاہے لیکن کوئی معین مقام ملحوظ نہ ہو تو اس کو اوپر (عروج) کی طرف کھینچے اور اسی طرح اموات کی طرف توجہ کرے اور اگر ان کی ترقی چاہے تو ان کو بھی اسی طرح عروج کی جانب کھینچے۔البتہ طالبین کی صلاحیتوں کا پہچاننا اور یہ پہچاننا کہ ہر کسی کی استعداد کو ذکر و شغل وغیرہ میں سے کونسی قسم کے ساتھ مناسبت ہے تو ان امور کا تفصیلی علم اور ان میں تمیز کرنا بلاشبہ صرف اسی صاحب علم ہی کی شان ہے جس کو اپنے احوال اور اپنے مریدوں کے احوال کا تفصیل کے ساتھ علم دیا گیا ہو۔لیکن اجمالی علم والا یا جس کو بالکل علم نہیں ہے تو اس کے حال کے مناسب اس طریقہ پر ذکر کی تعلیم دینا چاہیے جو اس نے اپنے شیخ سے سنا ہے اور اپنے شیخ کے طریقوں سے سمجھا ہے۔

طریقہ ذکر اسم ذات ونفی اثبات

طریقہ عالیہ نقشبندیہ میں اکثر حالات میں اسم ذات ''اللہ'' کو طالب کے قلب میں راسخ کرنا ہے۔پس اگر طالب اس سے متاثر نہیں تو اس کو محض وقوف قلبی کا امر کرتے ہوئے اس کی قلب کی طرف توجہ کی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اثر قبول کر لیتا ہے۔پھر نفی واثبات اور تمام اشغال (مراقبات وغیرہ) بتاتے ہیں۔جو سالک اشغال (مراقبات) کا طریقہ سیکھ لے تو اس کو کہہ دیا جاتا ہے کہ تجھ کو ان (مراقبات) میں اختیار ہے۔پس جس شغل سے تجھے تفرقہ سے دوری اور

دلجمعی ونزدیکی حاصل ہوتی ہے تو اس میں مشغول ہوجا لیکن نفی واثبات میں مشغول ہونا ترقی میں زیادہ مدد ومعاون ہوتا ہے اور باطن کو منور کرنے اور خیالات ووساوس سے رہائی دلانے کے زیادہ قریب ہے اور جب سالک پر حضور واستغراق کا غلبہ آجاتا ہے تو جب تک وہ اس حالت میں رہے اس کو اس کی حفاظت کرنے کا امر کیا جاتا ہے اور جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہمارے شیخ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے اگرچہ اپنے کسی رسالہ میں تحریر فرمایا ہے کہ شیخ کو چاہئے کہ طالب کو ذکر وشغل کے طریقوں میں سے وہ طریقہ سکھائے جو اس کے حال کے مناسب اور اس کی استعداد وقابلیت کے لائق ہو، لیکن آخری زمانہ میں ان (قدس سرہٗ) کا طریقہ تمام طالبین کے لئے اسم ذات کی تعلیم کا مقدم کرنا تھا۔ ان کی صلاحیتوں کے اختلاف کے باوجود ان میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے الا ماشاء اللہ اور اس میں راز یہ تھا جو کسی مکتوب میں لکھا جا چکا ہے کہ آپ (قدس سرہٗ) کے ابتدائے حال میں آپ کی سیر اطوار ولایت میں تھی۔ اس لئے کہ ولایت کا کمال جذبہ وسلوک کے ساتھ وابستہ ہے اور یہ دونوں ولایت کے دو رُکن ہیں۔ ولایت ان دونوں کے بغیر متحقق نہیں ہوتی۔ پس کمالاتِ ولایت میں شیخ کے لئے ضروری ہے کہ مرید کے حال کا لحاظ رکھے اور اس کو اس کی استعداد کے مناسب طریقہ سکھائے اور جو طریقہ اس کی استعداد کے خلاف ہو وہ نہ سکھائے۔ اس کے لئے سلوک کو آسان کرتے ہیں تاکہ اس کے کام میں خلل نہ پڑے۔ مثلاً جب کسی کی استعداد جذبہ کے مناسب ہو تو اس کو وہ طریقہ سکھائے جو جذبہ کے مناسب ہو اور اگر وہ اس کو ایسا طریقہ سکھائے گا جو سلوک کے مناسب ہوگا تو اس کے کام میں خلل واقع ہوگا اور دیر لگے گی یا سلوک میں دشواری پیش آئے گی اور شیخ وسالک دونوں کو اس سالک کی اصلاح میں مشقت اٹھانی پڑے گی۔

کرامات وتصرفات

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نظر میں

خوارق وکرامات کا ظاہر ہونا ولایت کے ارکان میں سے نہیں اور نہ ہی اس کی شرائط میں سے ہے۔ برخلاف معجزہ کے جو مقام نبوت کی شرائط میں سے ہے لیکن خوارق کا ظہور جو اولیاء اللہ سے ظاہر ہوتا ہے بہت کم خلاف واقع ہوتا ہے۔ البتہ خوارق کا کثرت سے ظاہر ہونا کسی ولی کے افضل ہونے پر دلالت نہیں کرتا۔ ولی کی فضیلت قرب الٰہی کے درجات کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ بالعموم ولی قریب سے خوارق وتصرفات ظاہر ہونے کا بہت کم امکان ہے بہ نسبت ولی بعید کے۔

وہ خوارق جو اس امت کے بعض اولیاء سے ظاہر ہوئے ہیں اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ان کا سواں حصہ بھی ظہور میں نہیں آیا حالانکہ اولیاء میں سے افضل ترین ولی بھی ایک ادنیٰ صحابی کے درجے کو نہیں پہنچتا۔ خوارق کے ظہور پر نظر رکھنا کوتاہ نظری ہے اور تقلیدی استعداد کے کم ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ نبوت و ولایت کے فیض کو قبول کرنے کے لائق وہ لوگ ہیں جن میں تقلیدی استعداد ان کی قوت نظری پر غالب ہو۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تقلیدی استعداد کے قوی ہونے کے باعث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے میں ہرگز کسی بھی قسم کی دلیل کے محتاج نہ ہوئے اور ابوجہل لعین اسی استعداد کے کم ہونے کے باعث اس قدر کثرت سے آیات ظاہرہ

اور معجزات غالبہ ظاہر ہونے کے باوجود نبوت کی دولت کے اقرار سے مشرف نہ ہوا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ ان بدنصیبوں کے حق میں فرماتا ہے۔

وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْكَ يُجَادِلُوْنَكَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ. (الانعام:۲۵)

''اور اگر ساری نشانیاں دیکھیں تو بھی ان پر ایمان نہ لائیں گے۔ یہاں تک کہ جب تمہارے حضور تم سے جھگڑتے حاضر ہوں تو کافر کہیں یہ تو نہیں مگر اگلوں کی داستانیں۔

اکثر متقدمین سے ساری عمر میں پانچ یا چھ خوارق سے زیادہ ثابت نہیں ہوئے۔حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو سید الطائفہ ہیں معلوم نہیں ان سے دس خوارق بھی سرزد ہوئے ہوں اور حق تعالیٰ نے اپنے کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو صرف نو روشن معجزے عطا فرمائے ہیں۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ. (بنی اسرائیل:۱۰۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے موسیٰ کو نو روشن نشانیاں دیں۔

واضح رہے کہ خوارق وکرامات کا ظاہر ہونا ولایت کی شرط نہیں۔جس طرح علماء خوارق کے حاصل کرنے کے لئے مکلّف نہیں ہیں اسی طرح اولیاء بھی خوارق کے ظہور پر مکلف نہیں ہیں۔کیونکہ ولایت سے مراد قرب الٰہی ہے۔اللہ تعالیٰ ماسوی اللہ کو اپنے دل سے بھلانے والے بندوں کو ولایت عطا فرماتا ہے۔افراد تین قسم کے ہیں۔

اوّل جن کو اللہ تعالیٰ قرب عطا فرماتا ہے لیکن غائبانہ حالات پر اطلاع نہیں بخشتا

دوم جن کو قرب بھی عطا فرماتا ہے اور غائبانہ اشیاء کے حقائق کی اطلاع بھی بخشتا ہے

سوم جن کو قرب نہیں بخشتا لیکن غائبانہ حالات پر اطلاع دے دیتا ہے۔

تیسری قسم کے لوگ اہل استدراج ہیں۔نفس کی صفائی نے ان کو غائبانہ

کشف میں مبتلا کر کے گمراہی میں ڈالا ہے۔ یہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے نامراد ہیں۔

وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ ط اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ o اِسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطٰنُ فَاَنْسٰهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ الشَّيْطٰنِ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ. (مجادلہ:۱۸۔۱۹)

''اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کچھ کیا (وہ کچھ حق پر ہیں)، سنتے ہو بے شک وہی جھوٹے ہیں ان پر شیطان غالب آ گیا تو انہیں اللہ کی یاد بھلا دی وہ شیطان کے گروہ ہیں۔ خبردار شیطان کا گروہ ہی خسارے میں ہے''۔

پہلی اور دوسری قسم کے لوگ جو دولت قرب سے مشرف ہیں وہ اولیاء اللہ ہیں۔ نہ غائبانہ امور کا کشف ان کی ولایت کو بڑھاتا ہے نہ عدم کشف ان کی ولایت کو گھٹاتا ہے۔ ان کے درمیان فرق درجات قرب کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ عدم کشف والا قرب الٰہی میں افضل ہونے کی وجہ سے کشف والے شخص سے افضل و پیش قدم ہوتا ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف عوارف المعارف میں کرامات و خوارق کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ کرامات و خوارق اللہ تعالیٰ کی بخشش ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک شخص زیادہ اعلیٰ رتبہ رکھتا ہے لیکن اس کو خوارق و کرامات حاصل نہیں ہوتے۔ کیونکہ کرامات یقین کو مزید تقویت کے لئے عطا فرماتے ہیں اور جب کسی کو حتمی یقین حاصل ہو چکا ہو تو اس کو کرامات کی کیا حاجت ہے؟۔

ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا بھی ضروری نہیں۔ بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ اپنی ولایت کا علم نہیں رکھتے تو پھر دوسروں کو ان کی ولایت کا علم کس طرح ہوگا؟۔

نبی کے لئے خوارق (معجزات) کا ہونا ضروری ہے تا کہ نبی اور غیر نبی میں تمیز ہو

سکے۔اسی طرح نبی کے لئے اپنی نبوت کا علم ہونا ضروری ہے اور ولی چونکہ نبی کی شریعت کے موافق دعوت وارشاد کرتا ہے اس لئے نبی کا معجزہ ہی اس کے لئے کافی ہے۔اس کے لئے خوارق کی حاجت نہیں۔علماء کرام صرف ظاہر شریعت کے موافق دعوت دیتے ہیں اور اولیاء شریعت کے ظاہر اور باطن کے موافق دعوت وارشاد کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔اوّل مریدوں اور طالبوں کی توبہ وانابت کی طرف راہنمائی کرتے ہیں اور احکام شرعیہ کے بجالانے کی ترغیب دیتے ہیں پھر ذکر الٰہی بتاتے ہیں اور تاکید کرتے ہیں کہ تمام اوقات ذکر میں مشغول رہیں تاکہ ذکر غالب آجائے اور مذکور کے سوادل میں کچھ نہ رہے۔

ولی کو اس دعوت وارشاد کے لئے جو شریعت کے ظاہر و باطن سے تعلق رکھتی ہے خوارق کی کیا ضرورت ہے۔پیری و مریدی اس دعوت سے عبارت ہے جس کا خوارق وکرامات سے کوئی تعلق واسطہ نہیں۔اس کے علاوہ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ مرید رشید اور طالب مستعد ہر گھڑی طریق سلوک میں اپنے پیر سے خوارق وکرامات کی خواہش نہ کرے اور معاملہ غیبی میں اس سے مدد لیتا رہے۔دوسرے لوگوں کی نسبت خوارق کا ظاہر ہونا ضروری نہیں لیکن مریدوں کی نسبت کرامات ہی کرامات اور خوارق ہی خوارق ہیں۔مرید کسی طرح بھی اپنے پیر سے خوارق کے ظہور کی رغبت نہ کرے جبکہ پیر نے مرید کے مردہ دل کو زندہ کردیا ہے اور مشاہدہ ومکاشفہ تک پہنچادیا ہے۔عوام کے نزدیک بدنوں کا زندہ کرنا عظیم الشان ہے اور خواص کے نزدیک قلب وروح کا زندہ کرنا اعلیٰ درجہ کی برہان ہے۔

خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ رسالہ ''قدسیہ'' میں فرماتے ہیں کہ جسم کا زندہ کرنا چونکہ اکثر لوگوں کے نزدیک بڑا اعتبار رکھتا ہے۔اس لئے اہل اللہ اس طرف سے منہ پھیر کر روح وقلب کے زندہ کرنے میں مشغول ہوئے ہیں۔واقعی جسدی زندگی قلبی و

روحانی زندگی کے مقابلے میں راستہ میں پھینکے ہوئے کوڑا کرکٹ کی طرح ہے اور اس کی طرف نظر کرنا عبث و بے فائدہ ہے۔ کیونکہ جسدی زندگی چندروزہ زندگی کا باعث ہے اور روحانی وقلبی زندگی دائمی حیات کا موجب ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ درحقیقت اہل اللہ کا وجود ہی کرامت ہے اور خلق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک رحمت ہے اور مردہ دلوں کا زندہ کرنا اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے آیت عظمٰی ہے۔ یہی لوگ اہل زمین کا امن اور غنیمت روزگار ہیں۔ بِهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ يُمْطَرُوْنَ (الحدیث)۔ (انہی کے طفیل لوگوں پر بارش اترتی ہے اور انہی کے طفیل ان کو رزق ملتا ہے) انہی اولیاء کرام کی شان میں وارد ہوا ہے۔ ان کا کلام دوا ہے اور ان کی نظر شفا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہمنشین بدبخت نہیں ہوتا اور ان کا دوست رحمت حق سے ناامید نہیں ہوتا۔

وہ علامت جس سے اس گروہ کے جھوٹے اور سچے ہونے میں تمیز ہو سکے یہ ہے کہ جو شخص شریعت پر استقامت رکھتا ہو اور اس کی مجلس میں دل کو حق تعالیٰ کی طرف رغبت وتوجہ پیدا ہو جائے اور ماسویٰ کی طرف سے اس کا دل بیزار ہو وہ شخص سچا ہے۔ وہ درجات کے مطابق اولیاء کے شمار میں ہے مگر یہ بھی ان لوگوں کے لئے ہے جو اس گروہ کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور جن کو اس گروہ کے ساتھ مناسبت نہیں وہ محروم مطلق ہیں۔

آداب المریدین

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَدَّبَنَا بِالْاٰدَابِ النَّبَوِیَّةِ وَهَدَانَا بِالْاَخْلَاقِ الْمُصْطَفَوِیَّةِ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ اَتَمَّهَا وَاَکْمَلَهَا۔

''تمام تعریفوں کی سزاوار صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس نے ہم کو آداب نبوی کے ساتھ مؤدّب بننے کی تعلیم دی اور ہم کو نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق حسنہ کے ساتھ ہدایت دی۔''

ہمارے دین کی اساس محبت اور ادب پر ہے۔ اس پر قرآن حکیم کی آیات بینات شاہد ہیں۔ طریقت شریعت کی خادم ہے۔ جب تک مرید کے دل میں اپنے پیر سے بے لوث محبت جاگزیں نہ ہو اور اسے پیر کے آداب کا لحاظ نہ ہو اس وقت تک مرید طریقت کی منازل طے کرنے کا اہل نہیں بنتا۔ ہمارے ہادی اور مرشد طریقہ مجددیہ کے بانی محبوب سبحانی، غواص بحرِ عرفانی، امام ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی نے مریدوں کے لیے بعض ضروری آداب اپنے مکتوبات شریف میں نقل فرمائے ہیں۔ اہل طریقت کے استفادہ کے لیے ان آداب کو عام فہم اور آسان زبان میں بیان کیا جارہا ہے۔

(مکتوب نمبر ۹۲ جلد دوم)

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں ''اَلطَّرِیْقُ کُلُّهٗ اَدَبٌ''

یعنی طریقت تمام کی تمام ادب ہے۔ اگر مرید بعض آداب کے بجالانے میں اپنے

آپ کو قصوروار جانے اور ان کو کماحقہٗ ادا نہ کرسکے اور کوشش کرنے کے باوجود بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہوسکے تو معاف ہے لیکن اس کو اپنے قصور کا اقرار کرنا ضروری ہے اور اگر نعوذ باللہ آداب کی رعایت بھی نہ کرے اور اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ ٹھہرائے تو وہ بزرگوں کی برکات سے محروم رہتا ہے"

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ آگے چل کر فرماتے ہیں:

"پس خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت کی توفیق حاصل ہوئی اور ان کی تقلید سے مشرف ہوا اور ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مخالفت کی اور ان سے الگ ہوگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصول سے منہ پھیرا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گروہ سے نکل گیا۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوا اور اس نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا"

"طریقت کے راستے کا سالک دو حال سے خالی نہیں ہوتا۔ یا تو وہ مرید ہے یا مراد ہے۔ اگر مراد ہے تو مبارک باد کا مستحق ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو جذبہ اور محبت کی راہ سے منازل سلوک طے کرادے گا اور اعلیٰ مقصد تک پہنچادے گا اور جو آداب درکار ہونگے وہ بوسیلہ یا بے وسیلہ اس کو سکھا دیئے جائیں گے۔ اگر اس سے کسی قسم کی لغزش سرزد ہوجائے گی تو جلد ہی آگاہی بخشی جائے گی اور اس پر گرفت بھی نہیں ہوگی۔ اگر اسے ظاہری پیر کی ضرورت ہوگی تو اس کی کوشش کے بغیر اس دولت کے حصول کے لئے اس کی رہنمائی فرمادی جائے گی۔ قصہ مختصر حق تعالیٰ کی عنایت ازلی ان بزرگواروں کے شامل حال ہوتی ہے۔ اسباب مہیا کرکے یا بغیر اسباب کے ان کا کام بنادیا جاتا ہے۔ اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بنالیتا ہے"۔

سالک اگر مرید ہے تو کامل پیر کے وسیلہ کے بغیر اس کے کام کی تکمیل انتہائی

مشکل ہے۔ پیر ایسا ہونا چاہیئے جو جذبہ اور سلوک کی منازل طے کر چکا ہو، فنا اور بقا کی سعادت سے بہرور ہو، جو سیر الی اللہ، سیر فی اللہ، سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیا باللہ کی تکمیل کر چکا ہو۔ اور اگر اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہے اور مرادوں کی تربیت سے بہرہ ور ہے تو سونے پر سہاگہ ہے۔ "ان کا کلام دوا ہے اور ان کی نظر شفا ہے"۔

مردہ دل ان کی توجہ سے زندگی پاتے ہیں۔ مردہ جانیں ان کے الطاف و التفات سے تازگی حاصل کرتی ہیں۔ تاہم اگر اس قسم کا صاحب دولت پیر نہ مل سکے تو سالک مجذوب بھی غنیمت ہے۔ وہ بھی ناقصوں کی تربیت کرنے کا اہل ہوتا ہے اور فنا و بقا کی دولت تک پہنچانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اگر اللہ تبارک و تعالیٰ کی خصوصی عنایت سے کسی طالب حق کو اس قسم کی صفات کا حامل پیر مل جائے تو اسے چاہیئے کہ اس کے وجود شریف کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو ہمہ تن پیر کے حوالہ کر دے اور اپنی سعادت اس کی رضامندی میں جانے اور اس کی ناراضگی کو اپنی بدبختی سمجھے۔ غرض یہ کہ اپنی ہر خواہش کو اپنے پیر کی رضامندی کے تابع کر دے۔ بالفاظِ دیگر "مردہ بدستِ غسال" یعنی غسل دینے والے کے ہاتھ میں مردہ کی مانند ہو جائے۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے:

لَنْ یُّؤْمِنَ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

(مکتوب ۹۲ جلد دوم)

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنی ہر خواہش نفس کو اس امر کے تابع نہ کر دے جس کو میں لایا ہوں"

مریدین کے علم میں ہونا چاہیئے کہ آداب صحبت اور جملہ شرائطِ طریقت کو ملحوظ خاطر رکھنا بھی اس راہ کی ضروریات میں سے ہے تاکہ پیر سے افادہ اور استفادہ کا

راستہ کھل سکے۔ اگر مریدین آدابِ شیخ اور شرائطِ طریقت کو نظر انداز کریں گے تو پیر کی صحبت نتیجہ خیز نہیں ثابت ہوگی اور نہ ہی اس کی مجلس سے کسی قسم کا فائدہ حاصل ہوگا۔

اب بعض ضروری آداب و شرائط ضبطِ تحریر میں لائے جاتے ہیں۔

۱۔ مرید کو چاہئے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر شیخ کی طرف متوجہ ہو حتیٰ کہ پیر کی خدمت میں اس کی اجازت اور رضامندی کے بغیر نوافل، اوراد و وظائف اور اشغال و اذکار میں بھی مشغول نہ ہو۔ اپنے پیر کے حضور میں سوائے پیر کے کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور کلی طور پر اس کی طرف ہی متوجہ ہو کر بیٹھے حتیٰ کہ جب تک پیر اجازت نہ دے ذکر میں بھی مشغول نہ ہو۔ بلکہ پیر کے حضور فرض و سنت کے سوا دیگر عبادات ادا نہ کرے۔

۲۔ جہاں تک ہو سکے مرید ایسی جگہ کھڑا نہ ہو کہ اس کا سایہ شیخ کامل کے کپڑے یا سائے پر پڑتا ہو۔

۳۔ پیر کے مصلّے پر پاؤں نہ رکھے اور اس کے وضو کی جگہ طہارت نہ کرے۔

۴۔ پیر کے مخصوص برتنوں کو استعمال نہ کرے اور اس کے حضور میں پانی نہ پیئے، کھانا نہ کھائے اور کسی سے گفتگو نہ کرے بلکہ کسی اور کی طرف توجہ بھی نہ کرے جب تک خود پیر ارشاد نہ فرمائے۔

۵۔ پیر کی عدم موجودگی میں بھی جس طرف وہ رہتا ہے اس طرف پاؤں دراز نہ کرے اور نہ ہی اس طرف تھوک پھینکے۔

۶۔ جو کچھ پیر سے صادر ہو اس کو درست اور بہتر جانے اگرچہ ظاہری طور پر اس میں بہتری نظر نہ آئے کیونکہ پیر کامل جو کچھ کرتا ہے الہام سے کرتا ہے اور ہر

کام اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہے۔لہٰذا اس پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں اگر چہ بعض صورتوں میں اسکے الہام میں خطا کا ہونا ممکن ہے جس پر ملامت واعتراض جائز نہیں کیونکہ خطائے الہامی خطائے اجتہادی کی طرح ہے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ جب مرید کو اپنے پیر سے محبت ہے تو محبت کا تقاضا ہے کہ جو کچھ محبوب سے صادر ہوتا ہے محبّ کی نظروں میں درست ہی ہونا چاہیئے۔پھر اعتراض کی گنجائش کہاں رہی۔

۷۔ کھانے پینے، پہننے، سونے اور اطاعت کے چھوٹے بڑے کاموں میں پیر ہی کی پیروی کرنی چاہیے۔نماز بھی پیر کی طرح ادا کرنی چاہیئے اور فقہ کے مسائل بھی اپنے پیر کے طریق عمل سے سیکھنے چاہئیں۔

۸۔ شیخ کامل کی حرکات وسکنات میں کسی قسم کا اعتراض رائی کے دانہ برابر بھی نہ کرے۔کیونکہ اعتراض سے سوائے مایوسی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔تمام مخلوقات میں سے بد بخت وہ شخص ہے جو اس بزرگ گروہ کا عیب بین ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بلائے عظیم سے بچائے۔آمین ثم آمین۔

۹۔ اپنے مرشد سے خوارق وکرامات طلب نہ کرے اگر چہ وہ طلب خطرات اور وساوس کے طریق پر ہو۔مرید کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کسی مومن نے اپنے نبی سے معجزہ طلب نہیں کیا۔معجزہ طلب کرنا کافروں اور منکروں کا کام ہے۔

اگر دل میں کسی قسم کا شبہ پیدا ہو جائے تو بلا تاخیر پیر کی خدمت میں عرض کر دے۔اگر حل نہ ہو تو اپنی تقصیر سمجھے اور پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی اور عیب منسوب نہ کرے۔جو بھی واقع یا قلبی واردات ظاہر ہو اسے اپنے پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات و واردات کی تعبیر پیر سے دریافت کرے اور جو تعبیر طالب پر ظاہر ہو وہ بھی

عرض کردے۔اپنے کشف پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔کیونکہ اس جہاں میں حق باطل کے ساتھ اور خطا صواب کے ساتھ ملا ہوا ہے۔

۱۰۔ بلاضرورت اور بغیر اجازت اپنے پیر سے جدا نہ ہو کیونکہ اس کے غیر کو اس کے بجائے اختیار کرنا ارادت کے منافی ہے۔

۱۱۔ اپنی آواز کو پیر کی آواز سے بلند نہ کرے اور نہ بلند آواز سے اسکے ساتھ گفتگو کرے کیونکہ یہ بے ادبی میں داخل ہے اور بے ادبی سے عمل ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔

۱۲۔ جو فیض اور فتوح اس کو حاصل ہو اس کو اپنے پیر ہی کے وسیلہ سے جانے حتیٰ کہ اگر واقع میں دیکھے کہ فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے تو اس کو بھی اپنے پیر ہی کا فیض سمجھے۔

اولیاء اللہ کی شان وعظمت

اولیاء اللہ یعنی اللہ ﷻ کے دوستوں کی عظمت ورفعت اور اُن کی شان و شوکت خود خداوند قدوس ﷻ نے اپنے کلامِ مقدس میں اس طرح بیان فرمائی ہے۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (یونس:۶۲-۶۴)

ترجمہ: سُن لو! بیشک اللہ کے ولیوں کو نہ کچھ خوف ہے نہ غم۔ یہ وہ لوگ ہیں جو صاحب ایمان اور متقی ہیں۔ ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔ اللہ ﷻ کے کلمات بدل نہیں سکتے۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔

جس مضمون کے منکرین موجود ہوں اس کو قرآنِ مجید میں تاکیدی حروف سے شروع کیا جاتا ہے۔ مثلاً اَلآ اور اِنَّ۔ جس درجہ کا انکار ہو اسی درجہ کی تاکید کی جاتی ہے۔ یہ مضمون بھی اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت اہم ہے۔ چونکہ کوئی فرقہ اولیاء اللہ کی ذات کا منکر ہے، کوئی اُن کی صفات کا، کوئی اُن کی کرامات کا اور کوئی اُن کے فیوض و برکات کا تو کوئی ان کے عُلوم باطنی کا انکاری ہے۔ اس وجہ سے اللہ ﷻ نے اس مضمون کو اَلآ اور اِنَّ کی دوہری تاکید سے شروع فرمایا ہے۔

اللہ ﷻ نے اِس نورانی اور روحانی جماعت کو اولیاء اللہ کے پیارے لقب سے نوازا ہے اور پھر اِس مقدس جماعت کو کبھی صالحین کے خطاب سے پکارا ہے تو کبھی متقین فرمایا اور کہیں مخلصین۔ کہیں عبادُ الرحمٰن اور کہیں حزب اللہ کا لقب عطا فرمایا ہے جیسا کہ قرآن مجید کے مختلف مقامات سے ظاہر ہے۔

وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ (......) وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ (......) وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (   )۔ قرآن پاک میں ان خطابات سے اولیاء اللہ کا یہی گروہ مراد ہے اور سورۃ الانفال آیت ۳۴ میں واضح طور پر فرما دیا اِنْ اَوْلِيَآءُهٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ یعنی یہ متقین ہی اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔

اس گروہ کی شان و عظمت اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۢ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ ؕ (الزخرف:٦٧) یعنی قیامت کے دن میدانِ حشر کی ہیبت و ہولناکی سے گھبرا کر جب مخلوق خدا ایک دوسرے کا ساتھ چھوڑ دے گی۔ جب کوئی دوست کسی دوست کے کام نہیں آئے گا۔ باپ اپنے بیٹے سے اور

بیٹا اپنے باپ سے بھاگے گا۔ بھائی اپنے بھائی کے کسی کام نہ آئے گا۔ جب تمام دنیاوی رشتے ٹوٹ جائیں گے تو یہی اولیاء اللہ اور متقین بے سہاروں کا سہارا، بے چاروں کا چارہ، دکھیوں کے دستگیر بن کر گنہگاروں کی شفاعت کریں گے جو قبول ہوگی۔ اس طرح وہ بے یاروں اور بے مددگاروں کی امداد کریں گے۔

(مشکوٰۃ، صفحہ ۲۹۴، ایچ، ایم، سعید کمپنی، کراچی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حساب وکتاب کے بعد جب اللہ عزوجل مخلوق کے حق میں فیصلہ فرما دے گا اور جنتیوں اور دوزخیوں کی پشت پر مہریں لگادی جائیں گی تو فرشتوں کو حکم فرمائے گا کہ پہلے جنتیوں کو جنت میں لے جاؤ۔ چنانچہ جنتی انتہائی خوشی اور مسرت کے ساتھ جنت میں چلے جائیں گے اور دوزخی شرمندگی اور رسوائی اور حسرت ویاس سے دیکھتے ہوں گے اور پھر جب اولیاء اللہ کی صف دوزخیوں کے پاس سے گزرے گی تو ایک دوزخی جس کی پشت پر دوزخیوں کی مہر لگی ہوگی دوڑ کر اللہ عزوجل کے ایک ولی کے پاؤں پکڑ لے گا اور عرض کرے گا۔ اَمَا تَعْرِفُنِی کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے اور پھر خود ہی کہے گا۔ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُكَ شَرْبَةً میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک دفعہ پانی پلایا تھا وَقَالَ بَعْضُهُمْ اَنَا الَّذِیْ وَهَبْتُ لَكَ وَضُوْءً اور کوئی کسی ولی سے کہے گا کہ میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک دفعہ وضو کرایا تھا فَیَشْفَعُ لَهٗ فَیُدْخِلُهُ الْجَنَّةَ یعنی وہ اللہ عزوجل کے ولی دوزخیوں کی شفاعت کریں گے اور وہ گنہگار اولیاء کرام کی شفاعت اور مدد کے صدقے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب رحمت میں تبدیل ہو جائے گا۔ ان کی مشکل آسان ہو جائے گی۔ ان کے دکھ دور ہو جائیں گے۔ ان کی بگڑی بن جائے گی۔ نیز اس حدیث شریف سے یہ بات بھی ثابت ہوئی کہ اولیاء اللہ کی تھوڑی سی کی گئی خدمت بھی ضائع نہیں جاتی۔ ایک نے پانی پلایا تھا اور دوسرے

نے صرف وضو کرایا تھا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے ننانوے قتل کیے پھر وہ توبہ کرنے کے ارادہ سے گھر سے چلا۔ اس نے ایک راہب سے پوچھا کہ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں اور اگر اب میں توبہ کروں تو کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرلے گا؟ اس نے کہا نہیں۔ تو اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور آگے جا کر کسی اور اہل علم سے پوچھا اور حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں ثُمَّ سَأَلَ اَعْلَمَ اَهْلِ الْاَرْضِ یعنی اس نے روئے زمین کے سب سے بڑے عالم سے دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ اِنْطَلِقْ اِلَى الْاَرْضِ كَذَا وَ كَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسٌ يَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ یعنی فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے یعنی اولیاء اللہ رہتے ہیں اور جب وہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی طرف جا رہا تھا تو راستہ میں اُس کا انتقال ہو گیا۔ فَاخْتَصَمَتْ فِيْهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ یعنی رحمت اور عذاب کے فرشتے آپس میں جھگڑنے لگے۔ عذاب کے فرشتے کہتے تھے یہ سو آدمیوں کا قاتل ہے اس لئے یہ جہنمی ہے اور رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ اب یہ اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی طرف توبہ کرنے جا رہا تھا اس لئے جنتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ جاؤ یہ گنہگار جہاں سے چلا ہے وہاں تک اور جہاں اس نے جانا تھا وہاں تک کا فاصلہ ناپ لو۔ اگر اگلا حصہ کم ہے تو یہ جنتی ہے اور اگر پچھلا حصہ کم ہے تو یہ دوزخی ہے۔ جب فرشتے وہ فاصلہ ناپنے لگے فَاَوْحَى اللّٰهُ الْاَرْضَ اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِيْ یعنی اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ آگے سے سمٹ جا پس وہ زمین آگے سے سمٹ گئی اور فاصلہ کم ہو گیا یا وہ بستی قریب ہو گئی فغفر له پس خدا کی رحمت اور بخشش کا دریا جوش میں آ گیا اور سو انسانوں کے اس قاتل کو بخش [illegible] (مشکوٰۃ ص ۲۰۳ [illegible] ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

اب غور کرنے کی بات یہ ہے کہ ایک سو انسانوں کا قاتل ابھی اللہ ﷻ کے ولیوں کے پاس پہنچا بھی نہیں تھا بلکہ ابھی اس بستی کی طرف جا رہا تھا جس میں اولیاء اللہ رہتے ہیں تو خداوند تعالیٰ نے اس قاتل گنہگار کو بخش دیا صرف اس لئے کہ توبہ کے ارادہ سے میرے دوستوں کی طرف جا رہا ہے۔

اللہ ﷻ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ۔ ''بے شک اللہ ﷻ اولیاء اللہ کو محبوب رکھتا ہے''۔ ان سے محبت کرتا ہے۔ اِنْ اَوْلِیَآءُ ہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ''یہ اولیاء اللہ متقین ہی تو ہیں'' اور جب اللہ ﷻ اپنے کسی مقبول بندے سے محبت کرتا ہے تو پھر ساری کائنات اس سے محبت کرنے لگتی ہے اور وہ ساری مخلوق کا محبوب بن جاتا ہے جیسا کہ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (مشکوٰۃ، ص ۴۲۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرَائِیْلَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّہٗ قَالَ فَیُحِبُّہٗ جِبْرَائِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِی السَّمَآءِ فَیَقُوْلُ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ۔ اللہ ﷻ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پھر جبرائیل علیہ السلام بھی اس بندہ سے محبت کرنے لگتے ہیں بعد ازاں آسمانوں میں منادی کرا دی جاتی ہے کہ اے آسمان والو! اللہ ﷻ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمانوں کے تمام فرشتے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور اس کے بعد اللہ ﷻ زمین والوں کے دلوں میں بھی اپنے مقبول اور محبوب بندہ کی محبت پیدا فرما دیا ہے۔

اولیاءِ کرام کی اسی شان وفضیلت کی وجہ سے مقبولانِ بارگاہ الٰہی کے آستانوں پر مخلوقِ خدا کا ہجوم رہتا ہے۔ ان کے دروازوں پر حاجت مندوں کا میلہ لگا

رہتا ہے اور اِن خرقہ پوشوں کی بارگاہوں پر بادشاہانِ وقت کاسہءگدائی لئے پھرتے ہیں اور اُن کی چوکھٹوں پر تاجداروں کی جبینِ نیاز بھی جھک جاتی ہے اور اُن کے چشمہء روحانیت سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے تشنگانِ معرفت کا ہجوم رہتا ہے اور اُن کے میخانہءعرفان سے شرابِ عشق و مستی پینے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے اور اُن کے چراغ رشد و ہدایت کے گرد حق و صداقت کے متلاشی پروانوں کا اژدھام رہتا ہے۔ان اولیاء اللہ کی عظمت و رفعت اور جلال و جمال کی شان دلربائی روزِ محشر دیدنی ہوگی۔حدیث پاک میں اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

عَنْ عُمَرَ ابْنِ خَطَّابٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَاُنَاسًا مَاھُمْ بِاَنْبِیَاءِ وَالشُّھَدَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِمَکَانِھِمْ مِنَ اللّٰہِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ تُخْبِرُنَا مَنْ ھُمْ؟ قَالَ ھُمْ قَوْمٌ تَحَابُوْا بِرُوْحِ اللّٰہِ عَلٰی غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَھُمْ وَلَا اَمْوَالٍ ثُمَّ قَالَ فَوَاللّٰہِ اِنَّ وُجُوْھَھُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّھُمْ لَعَلٰی نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَزَنَ النَّاسُ وَقَرَاَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" (یونس:۶۲)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ عزوجل کے بندوں میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو انبیاء ہیں نہ شہداء لیکن بارگاہِ خداوندی میں قیامت کے روز ان کے مقام و عظمت کو دیکھ کر لوگ اُن پر رشک کریں گے۔دریافت کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں خبر دیجئے وہ کون لوگ ہیں۔فرمایا وہ ایسے لوگ ہوں گے جو رشتوں اور مالی لین دین کی بجائے محض رضائے الٰہی کے لئے آپس میں محبت رکھیں گے۔ پھر فرمایا خدا کی قسم اُن کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور کے تختوں پر جلوہ افروز ہوں گے۔جب لوگ خوفزدہ ہوں گے تو ان کو کوئی خوف نہیں ہوگا اور جب لوگ غمگین ہوں گے تو وہ غمزدہ نہیں ہوں گے۔اس کے بعد آپ نے یہ آیہ مقدسہ تلاوت

فرمائی "اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" (یونس:۶۲)

جب بندہ خدائی صفات کا مظہر بن جائے اور اس کے ہاتھ، پاؤں، آنکھ اور کان خدائی طاقت کے حامل ہو جائیں تو اس کی طاقت وعظمت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔خدائی قدرت وطاقت کی کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق جب اولیاء اللہ کا دیکھنا خاص نور خدا سے دیکھنا ہے تو پھر اس کے دیکھنے کی بھی کوئی حد نہیں ہوتی۔وہ اپنے مصلّے پر بیٹھ کر ساری کائنات کو دیکھ سکتا ہے۔اسی لئے تو عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لوحِ محفوظ است پیشِ اولیاء

"لوحِ محفوظ بھی اولیاء اللہ کے پیشِ نظر ہوتی ہے"

مردِ کامل کی سماعت میں جب وہ خاص نور خدا جلوہ گر ہو جائے تو اس کے سننے کی بھی کوئی حد نہیں ہوگی۔وہ اپنے حجرے میں بیٹھ کر مشرق ومغرب کی آوازیں سن سکتا ہے اور اپنے مریدوں کی جہاں کہیں بھی وہ ہوں فریادیں سُن سکتا ہے۔جب اس کا ہاتھ خدائی صفات کا مظہر ہوگا تو پھر اس کی دستگیری کی وسعت بھی بے انتہا ہوگی۔چونکہ اس کے ہاتھ نور خدا کے مظہر ہیں۔علامہ اقبال کہتے ہیں:۔

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب وکار آفریں، کار کشا و کار ساز

لہٰذا حدیث شریف کی روشنی میں اولیاء اللہ کا بولنا بھی گویا خدائی بولنا ہوگا جیسا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں

فرماتے ہیں "اَلْعَبْدُ اِذَا وَاظَبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ اِلَى الْمَقَامِ الَّذِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ كُنْتُ لَهٗ سَمْعًا وَ بَصَرًا فَاِذَا صَارَ نُوْرُ جَلَالِ اللّٰهِ سَمْعًا لَهٗ سَمِعَ قَرِيْبًا وَّبَعِيْدًا وَاِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ بَصَرًا لَهٗ رَئَى الْقَرِيْبَ وَالْبَعِيْدَ وَاِذَا صَارَ ذَالِكَ النُّوْرُ يَدًا لَهٗ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيْدِ وَالْقَرِيْبِ" (تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی، جز ۲۱، صفحہ ۹۱)

ترجمہ: جب بندہ اللہ ﷻ کی طاعت پر استقامت اختیار کر لیتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جہاں اللہ ﷻ اپنے فرمان کے مطابق اس کی سمع اور بصر ہو جاتا ہے۔ تو جب اللہ ﷻ کے جمال کا نور اس کی سمع بن جاتا ہے تو وہ بندہ قریب اور دور سے یکساں سنتا ہے اور جب یہی نور اس کی بصر ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور دور سے برابر دیکھتا ہے اور جب یہی اللہ ﷻ کا نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان اور قریب و بعید میں یکساں طور پر تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "اَلْكَمَالُ الْمُطْلَقُ عِبَارَةٌ مِنْ مَقَامِ وَلِيِّ فِيْهِ يُعْطَى الْكَامِلُ حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ حَقَّهَا بِالتَّمَامِ وَالْكَمَالِ فَيَتَّصِفُ بِسَائِرِ صِفَاتِ الرَّبُوْبِيَّتِ وَبِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْعَبُوْدِيَّةِ فِيْ آنٍ وَاحِدٍ" (انفاس العارفین فارسی، صفحہ ۱۵۱)

ترجمہ: کمال مطلق کو ولی اللہ کے اس مقام سے تعبیر کیا جاتا ہے جس میں ولی کامل کو تمام اشیاء کی حقیقت سے کامل طور پر آگہی دی جاتی ہے۔ پس وہ ولی اللہ ایک ہی وقت میں ربوبیت وعبودیت کی تمام صفات سے متصف ہوتا ہے۔

غوثِ اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ، فتوح الغیب مقالہ نمبر ۱۶، بعنوان منزلِ توکل صفحہ نمبر ۳۵ میں فرماتے ہیں "اس مقام پر پہنچ کر تمہیں تکوینی نظام یعنی کائنات کا نظم ونسق سونپ دیا جائے گا اور تم خدا کے ایسے واضح اور صریح حکم اور

روشن دلیلوں کے ذریعہ جیسے سورج روشن ہوتا ہے کائنات کا نظم ونسق چلا سکو گے اور لذیذ شے سے زیادہ لذیذ کلام اور ایسے صادق الہام سے جس میں کسی قسم کا التباس نہ ہو اور جو مقتضائے قلبی اور وسواسِ شیطانی سے مبرا ہو تمہیں نواز دیا جائے گا۔ جیسا کہ باری تعالیٰ نے اپنی بعض کتابوں میں فرمایا ہے کہ اے اولادِ آدم میں ہی وہ خدا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جب میں کسی چیز کے متعلق کہہ دیتا ہوں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جب تم خدا کی اطاعت کرتے رہو گے تو تمہیں ایسا بنا دیا جائے گا کہ جب تم کسی شے کے متعلق کہو گے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی بلاشبہ بہت سے انبیاء اور اولیاء کے ساتھ یہی معاملہ رہا ہے''۔(فتوح الغیب مترجم اُردو مصنفہ غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

اللہ تعالیٰ نے اولیاء اللہ کے صرف فضائل اور اُن کی شان وعظمت بیان فرمانے ہی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اولیاء اللہ کا دامن تھامنے اور ان سے وابستہ ہو جانے کا حکم دیا ہے اور ارشاد فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ.(التوبہ:۱۱۹).

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں (اولیاء) کی معیت اختیار کرو۔ اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ جل شانہ نے ایمان اور تقویٰ کی دولت کے باوجود اپنے محبوبوں کا ساتھ اپنانے کا حکم دیا ہے تاکہ ان کی برکات سے وہ دولت محفوظ رہے اور انجام اچھا ہو۔

عشق دے مرشد کا مجھ کو یا اللہ العالمین
انبیاء و اولیاء و اصفیاء کے واسطے

☆☆☆☆

باب دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشائخِ نقشبند

اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملا دیتے ہیں اللہ اللہ کیے جانے سے اللہ نہ ملے

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند

کہ برند ازرہِ پنہاں بحرم قافلہ را

”سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کے رہنما ایسے ہیں کہ اپنے قافلہ کو خفیہ راہوں سے حرم شریف تک پہنچا دیتے ہیں“۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیضان حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وساطت سے دیگر مشائخ عظام کے ذریعے ہم تک پہنچتا ہے۔ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر سیّد عابد حسین فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی لکھنے سے پہلے مناسب ہے کہ اس سلسلہء عالیہ کے بزرگوں کے بھی کچھ حالات بطور تبرک و برائے استفادہ درج کیے جائیں۔ تمام سلاسل طریقت و شریعت کا منبع و مخزن حضور نبی کریم رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات با برکات ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت مطہرہ کے کچھ اوراق بطور تبرک پیش کیے جا رہے ہیں۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا سَیِّدِیْ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ، خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ،
رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْنَ،

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پس منظر

سرورانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا زمانہ دور جاہلیت سے موسوم ہے۔
اس وقت جزیرہ نمائے عرب جنوبی، شمالی اور وسطی عرب کے حصوں میں تقسیم تھا۔اس کی آبادی مختلف قبائل میں تقسیم تھی۔ ہر قبیلہ اپنے سردار کے ماتحت خودمختار تھا۔ یہ قبائل عام طور پر آپس میں برسرپیکار رہتے تھے اور لڑائیوں کا یہ سلسلہ پشت ہا پشت تک جاری رہتا تھا۔عرب لوگ فہم وفراست، ذکاوت وذہانت، قوت حافظہ، سخاوت، شجاعت،

غیرت وحمیت اورامانت ووقار ایسی خوبیوں کے باوجود قتل وغارت گری، شراب نوشی، سود خوری، بے حیائی، زنا، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، بت پرستی، راہزنی، جواء، حرام کاری، عورتوں کا اغواء، عیاشی، فحش گوئی، قبائلی عصبیت جیسی برائیوں اور عیوب نے ان کی خوبیوں کو گہنا دیا تھا۔علاوہ ازیں بت پرستی کا مرض اس قدر عام تھا کہ ہر قبیلہ نے اپنا اپنا الگ بت تراش رکھا تھا۔صرف خانہ کعبہ میں 360 بت موجود تھے۔لات و منات، عزیٰ اور ہبل جیسے اہم ترین اور مشہور زمانہ بت الگ الگ جگہوں پر نصب تھے۔اس کے علاوہ ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر ناموں والے بتوں کا ذکر قرآن حکیم میں آیا ہے۔عرب کے دوسرے مذاہب میں مجوسیت (آتش پرستی) الحاد و زندیقی (منکرین خدا) صائبین (اجرام فلکی کی پرستش کرنے والے) عیسائیت اور یہودیت قابل ذکر ہیں۔

خانہ کعبہ کی مرکزیت

یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ خانہ کعبہ کو تمام عرب میں مرکزی حیثیت حاصل تھی۔لوگ حج کے لئے آتے تھے اور حج کے مہینوں میں ہر قسم کی جنگ وجدال اور قتل وغارت ممنوع تھی۔

فضائل خاندان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاندان حسب ونسب اور نجابت وشرافت میں دنیا کے تمام خاندانوں سے اشرف واعلیٰ ہے۔حقیقت یہ ہے کہ آپ کے بدترین دشمن بھی کبھی اس کا انکار نہ کرسکے۔چنانچہ ابوسفیان نے جب وہ کفر کی حالت میں تھا، بادشاہ روم ہرقل کے بھرے دربار میں اس حقیقت کا اقرار کیا کہ ''هُوَ فِينَا ذُونَسَبٍ'' نبی

کریم ﷺ نجیب الطرفین "عالی خاندان" ہیں (بخاری، جلد ا، ص ۴)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے "کنانہ" کو برگزیدہ بنایا اور "کنانہ" میں سے "قریش" کو چنا اور "قریش" میں سے "بنی ہاشم" کو منتخب فرمایا اور "بنی ہاشم" میں سے مجھے چن لیا۔

(مشکوٰۃ، باب فضائل سید المرسلین)

حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فرزند "قیدار" کی اولاد خاص مکہ میں آباد رہی۔ یہ لوگ اپنے باپ کی طرح ہمیشہ خانہ کعبہ کی خدمت کرتے رہے جس کو دنیا میں ہمیشہ سے توحید کی پہلی درسگاہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

قیدار کی اولاد میں عدنان، قصی، عبد مناف، ہاشم اور عبدالمطلب یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے جانشین ہوتے رہے۔ حضرت عبدالمطلب کے فرزند حضرت عبداللہ کے ہاں حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

نسب نامہ

حضور نبی کریم ﷺ کا حسب ونسب والد ماجد کی طرف سے اس طرح ہے۔ محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

(بخاری شریف، باب مبعث النبی ﷺ، جلد ا)

والدہ ماجدہ کی طرف سے شجرہ نسب یہ ہے۔ محمد ﷺ بن آمنہ بنت

وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا نسب نامہ "کلاب بن مرہ" کے بعد ایک ہی ہو جاتا ہے۔ "عدنان" تک آپ کا نسب نامہ صحیح سندوں کے ساتھ باتفاق مؤرخین ثابت ہے۔ اس کے بعد ناموں میں بہت اختلاف ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بھی اپنا نسب نامہ بیان فرماتے تھے تو "عدنان" تک ہی فرماتے تھے۔

(کرمانی بحوالہ حاشیہ بخاری، جلد ا، ص ۵۴۳)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ عبدالمطلب کے تمام بیٹوں میں سب سے زیادہ لاڈلے اور پیارے تھے۔ چونکہ ان کی پیشانی میں نور محمدی اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر تھا اس لئے حسن وخوبی کے پیکر اور جمالِ صورت وکمالِ سیرت کے آئینہ دار اور عفت و پارسائی میں یکتائے روزگار تھے۔ قبیلہ قریش کی بڑی بڑی حسین عورتیں ان کے حسن و جمال پر فریفتہ اور ان سے شادی کی خواہاں تھیں۔ ملک شام کے یہودی چند علامتوں سے پہچان چکے تھے کہ نبی آخر الزمان کے والد ماجد یہی ہیں۔ چنانچہ ان یہودیوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بارہا قتل کرنے کی کوشش کی۔ ایک مرتبہ یہودیوں کی ایک بہت بڑی جماعت مسلح ہو کر اس نیت سے جنگل میں گئی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں دھوکہ سے قتل کر دیا جائے مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت نے اس مرتبہ بھی اپنے فضل وکرم سے بچالیا۔ عالم غیب سے چند ایسے سوار اچانک نمودار ہوئے جو اس دنیا کے لوگوں سے کوئی مشابہت نہیں رکھتے تھے، ان سواروں نے آکر یہودیوں کو مار بھگایا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو بحفاظت ان کے مکان تک پہنچا دیا۔ "وہب بن مناف" بھی اس دن جنگل میں تھے اور انہوں نے اپنی

آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا۔ ان کے دل میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بے انتہا محبت وعقیدت پیدا ہوگئی اور گھر آ کر یہ عزم کرلیا کہ میں اپنی نورِ نظر "آمنہ" کی شادی عبداللہ ہی سے کروں گا۔ چنانچہ اپنی اس دلی تمنا کو اپنے چند دوستوں کے ذریعہ انہوں نے عبدالمطلب تک پہنچا دیا۔ خدا کی شان کہ عبدالمطب اپنے نورِ نظر عبداللہ کے لئے جیسی دلہن کی تلاش میں تھے وہ ساری خوبیاں "حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا" بنت وہب میں موجود تھیں۔ عبدالمطلب نے اس رشتہ کو خوشی خوشی منظور کرلیا۔ چنانچہ چوبیس سال کی عمر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوگیا اور نورِ محمدی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منتقل ہو کر حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ اطہر میں جلوہ گر ہوگیا۔ جب حمل شریف کو دو مہینے پورے ہوگئے تو حضرت عبداللہ تجارت کے لئے ملک شام روانہ ہوئے۔ ملک شام سے واپسی پر مدینہ (یثرب) میں اپنے والد کے ننہال "بنوعدی بن نجار" کے ہاں قیام فرمایا۔ وہاں ایک ماہ بیمار رہ کر پچیس برس کی عمر میں وفات پاگئے اور وہیں "دارِ نابغہ" میں مدفون ہوئے۔

(زرقانی علی المواہب، جلد۱، ص ۱۰۱، مدارج النبوۃ، جلد۲، ص ۱۴)

نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کون سی شے پیدا کی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرما کر اس میں ہر خیر پیدا کی۔ اس کے بعد ہر شے پیدا کی۔ جب اس نور کو پیدا فرمایا تو اسے بارہ ہزار سال تک مقامِ قرب پر اپنے قرب میں رکھا۔ پھر اس کے چار حصے کئے۔ ایک حصہ

سے عرش وکرسی، دوسرے حصہ سے حاملین عرش اور خازنین کرسی پیدا کیے۔ پھر چوتھے حصے کو مقام محبت پر بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر اسے چار حصوں میں تقسیم کیا۔ ایک سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے جنت، پھر چوتھے کو مقام خوف پر بارہ ہزار سال رکھا۔ پھر اس کے چار اجزاء کیے۔ ایک جز سے ملائکہ، دوسرے سے شمس، تیسرے سے قمر اور ستارے بنائے پھر چوتھے جز کو مقام رجا پر بارہ ہزار سال تک رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے اس پر نظرم کرم فرمائی تو اس نور کو پسینہ آیا، جس سے ایک لاکھ چوبیس ہزار نور کے قطرے جھڑے تو اللہ تعالیٰ نے ہر قطرہ سے نبی کی روح یا رسول کی روح پیدا کی۔ پھر ارواح انبیاء نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان انفاس سے تا قیامت اولیاء، شہداء، سعداء، اور فرمانبرداروں کو پیدا فرمایا۔ عرش وکرسی میرے نور سے پیدا فرمائے۔ کروبیون میرے نور سے، روحانیون میرے نور سے، ملائکہ میرے نور سے، جنت اور اس کی تمام نعمتیں میرے نور سے، ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے، شمس وقمر اور ستارے میرے نور سے، عقل وتوفیق میرے نور سے، ارواح رسل وانبیاء میرے نور سے، شہداء وسعدا اور صالحین میرے نور کے فیض سے، پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے پیدا فرمائے تو اللہ تعالیٰ نے میرے نور کے جز رابع کو ہر پردہ میں ہزار سال رکھا اور یہ مقامات عبودیت، سکینہ، اور صدق ویقین تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہزار سال تک اس پردہ میں غوطہ زن رکھا جب اسے اس پردہ سے نکالا اور اسے زمین پر متمکن کیا تو اسے مشرق ومغرب یوں روشن ہوئے جیسے اندھیری رات میں چراغ، پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پیشانی میں نور رکھا، پھر اسے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل کیا، پھر وہ طاہر سے طیب اور طیب سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا ہوا عبداللہ بن عبدالمطلب کی پشت میں اور آمنہ بنت وھب کے شکم میں آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں پیدا فرما کر اس کا سردار آخری نبی رحمۃ للعالمین

اور روشن اعضاء والوں کا قائد بنایا۔ تو جابر! یوں تیرے نبی کی تخلیق کی ابتدا ہوتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یارسول اللہ! آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہو چکی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس وقت جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسد کے درمیان تھے یعنی ابھی ان کے تن میں جان نہیں آئی تھی۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے حسن کا درجہ دیا ہے۔ (نشر الطیب)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے یعنی ابھی ان کا پتلا بھی تیار نہ ہوا تھا۔ (اس روایت کو امام بیہقی، احمد اور حاکم نے صحیح الاسناد کہا ہے)

احکام بن القطان میں حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ اپنے والد امام حسین رضی اللہ عنہ اور وہ اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نور تھا۔ (نشر الطیب از شیخ تھانوی، ص۶)

ظہور قدسی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف پایا جاتا ہے مگر مشہور قول یہی ہے کہ ''اصحاب فیل'' کے واقعہ سے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء ولادت باسعادت ہوئی۔ اہل مکہ کا بھی اس پر عمل رہا ہے کہ وہ لوگ

بارھویں ربیع الاوّل کو کاشانہء نبوت کی زیارت کیلئے جاتے تھے اور وہاں میلاد شریف کی محفلیں منعقد کرتے تھے۔ (مدراج النبوۃ، جلد ۲، ص ۱۴)

اشرف الانبیاء، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا میں رونق افروز ہوئے۔ بوقت ولادت آپ پاکیزہ بدن، ناف بریدہ، ختنہ شدہ خوشبو میں بسے ہوئے بحالت سجدہ، مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ولادت باسعادت سے چھ ماہ قبل ہی وفات پاچکے تھے۔ دادا حضرت عبدالمطلب اس وقت طواف کعبہ میں مشغول تھے۔ ولادت پاک کی خوشخبری سن کر دادا ''عبدالمطلب'' خوش خوش حرم کعبہ سے اپنے گھر آئے اور والہانہ طور پر اپنے پوتے کو کلیجے سے لگالیا اور کعبہ میں لے جا کر خیر و برکت کی دعا مانگی اور ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نام رکھا۔ آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی ''ثویبہ'' نے ''ابولہب'' کو بھتیجے کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو اس نے نوزائیدہ کی خوشی میں شہادت کی انگلی کے اشارے سے ''ثویبہ'' کو آزاد کردیا جس کا ثمرہ ابولہب کو یہ ملا کہ اس کی موت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت پر خوشی منانے اور ''ثویبہ'' کو آزاد کرنے کی وجہ سے اس کے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

''اس سے میلاد منانے والوں کو ایک سند حاصل ہوگئی کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرتے ہیں، وہ کتنے خوش نصیب ہیں جبکہ ابولہب جو کافروں کا سردار تھا اور جس کی مذمت میں قرآن پاک کی سورۃ اللہب نازل ہوئی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کی خوشی منانے پر اس کے عذاب میں بروز پیر تخفیف کردی جاتی ہے۔ تو وہ مسلمان کس قدر اعلیٰ اجر کا مستحق ٹھہرایا جائے گا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں سرشار ہوکر خوشی مناتا ہے اور اپنا مال خرچ کرتا ہے''۔

(مدارج النبوۃ، جلد ۲، ص ۱۹)

مولدالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس مقدس مکان میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی تاریخ اسلام میں اس مقام کا نام ''مولدالنبی'' (نبی کی جائے پیدائش) ہے۔ یہ بہت ہی متبرک مقام ہے۔ سلاطین اسلام نے اس مبارک یادگار پر بہت ہی شاندار عمارت بنادی تھی، جہاں اہل حرمین شریفین اور تمام دنیا سے آنے والے مسلمان دن رات محفل میلاد شریف منعقد کرتے اور صلوٰۃ وسلام پڑھتے رہتے تھے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''فیوض الحرمین'' میں تحریر فرمایا ہے کہ میں ایک مرتبہ اس محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا جو مکہ مکرمہ میں بارھویں ربیع الاوّل کو ''مولدالنبی'' میں منعقد ہوئی تھی۔ جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جارہا تھا تو میں نے دیکھا کہ یکبارگی اس مجلس سے انوار بلند ہوئے میں ان انوار پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رحمت الٰہی اور ان فرشتوں کے انوار تھے جو ایسی محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔

(فیوض الحرمین)

زمانہء رضاعت

ولادت باسعادت سے لے کر سات یوم تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا۔ بعدازاں ابولہب کی لونڈی حضرت ثویبہ نے پلایا۔ بعدازاں عرب کے رواج کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابتدائی پرورش اور دودھ پلانے کی سعادت حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے حصہ میں آئی۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گود لینے سے قبل نہایت کسمپرسی اور تنگدستی کی زندگی گزار رہی تھی مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کا ستارہ اوج ثریا پر پہنچادیا

تھا۔اس لئے آپ ﷺ کے قدم مبارک کی وجہ سے اس کے گھر میں اتنی خوشحالی آئی کہ دوسری دائیاں رشک کرنے لگیں۔

اللہ تعالیٰ نے عدل وانصاف آپ کی جبلت میں ودیعت فرمایا ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ زمانہ شیرخوارگی میں بھی آپ نے ہمیشہ دائیں طرف سے دودھ پیا اور بائیں طرف کا دودھ اپنے رضاعی بھائی کے لئے چھوڑ دیتے تھے۔عمر مبارک دو برس کی ہوئی تو حضرت حلیمہ سعدیہ کے لڑکوں کے ہمراہ چراگاہ جہاں ان کی بکریاں اور اونٹ چرتے تھے تشریف لے جانے لگے۔

اسی دوران ایک دن دو فرشتے انسانی شکل میں آپ ﷺ کے پاس آئے اور ناف تک آپ کا سینہ مبارک چاک کر کے آپ ﷺ کے قلب اطہر کو نکال کر دھویا اور پھر واپس اسی جگہ رکھ کر سینہ پاک سی دیا۔سینہ مبارک کے اس چاک سے آپ ﷺ کو ذرا بھر بھی تکلیف کا احساس نہیں ہوا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا نے شق صدر کے واقعہ سے پریشان ہو کر آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچا دیا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سورۃ ''الم نشرح'' کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ چار مرتبہ آپ ﷺ کا مقدس سینہ چاک کیا گیا اور اس میں نور و رحمت کا خزینہ بھرا گیا۔پہلی مرتبہ جب آپ ﷺ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے،جس کا ذکر ہو چکا اس کی حکمت یہ تھی کہ حضور ﷺ ان وسوسوں اور خیالات سے محفوظ رہیں جن میں بچے مبتلا ہو کر کھیل کود،اور شرارتوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔دوسری بار دس سال کی عمر میں ہوا،تاکہ جوانی کی خطرناک شہوتوں کے خطرات سے آپ ﷺ بے خوف ہو جائیں۔تیسری بار غار حرا میں شق صدر ہوا اور آپ ﷺ کے قلب میں نور سکینہ بھر دیا گیا تاکہ آپ ﷺ وحی الٰہی کے عظیم اور گراں

بار بوجھ کو برداشت کرسکیں۔ چوتھی مرتبہ شب معراج میں آپ ﷺ کا مبارک سینہ چاک کر کے نور و حکمت کے خزانوں سے معمور کیا گیا تا کہ آپ ﷺ کے قلب مبارک میں مزید وسعت اور صلاحیت پیدا ہو جائے کہ آپ دیدارِ الٰہی کی تجلیات اور عظمتوں کے متحمل ہوسکیں۔

جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ برس کی ہوئی تو والدہ ماجدہ کا سایہ بھی سر سے اُٹھ گیا۔ اب آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی پرورش کا ذمہ لے لیا۔ دو سال بعد دادا کا بھی انتقال ہوگیا تو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب نے اپنی کفالت میں لے لیا اور نہایت محبت اور تعظیم کے ساتھ آپ ﷺ کی پرورش کی اور ہر مشکل وقت میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔

عالمِ شباب

بچپن کی طرح حضور ﷺ کی جوانی بھی عام لوگوں سے منفرد تھی۔ آپ ﷺ کا شباب (جوانی) مجسم حیاء اور چال چلن عصمت و وقار، حکمت و دانائی کا کامل نمونہ تھا۔ اعلان نبوت سے قبل بھی حضور ﷺ کی تمام زندگی بہترین اخلاق و عادات کا نمونہ تھی۔ سچائی، دیانتداری، وفاداری، عہد کی پابندی، بزرگوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت، رشتہ داروں سے محبت، رحم و سخاوت، قوم کی خدمت، دوستوں سے ہمدردی، عزیزوں کی غمخواری، غریبوں اور مفلسوں کی خبر گیری، دشمنوں کے ساتھ نیک برتاؤ، مخلوق خدا کی خیر خواہی، غرض تمام نیک عادات و خصائل میں آپ اتنی بلند منزل پر پہنچے ہوئے تھے کہ دنیا کے بڑے سے بڑے انسانوں کے لئے اس کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔

کم بولنا، دوستوں اور دشمنوں کو خندہ پیشانی کے ساتھ ملنا، فضول گفتگو سے

پرہیز، سچائی سادگی اور دیانت وامانت حضور ﷺ کا خاص شیوہ تھا۔ مکہ کے ہر چھوٹے بڑے کے دل میں حضور ﷺ کے برگزیدہ اخلاق کا اعتبار اور سب کی نظروں میں آپ کا ایک خاص وقار تھا۔

زمانۂ جاہلیت کے ماحول میں رہنے کے باوجود تمام مشرکانہ رسوم، اور جاہلانہ اطوار سے ہمیشہ آپ کا دامن عصمت پاک ہی رہا۔

غرض نزولِ وحی اور اعلان نبوت سے پہلے بھی حضور ﷺ کی مقدس زندگی، اخلاق حسنہ، اور محاسن افعال کا مجسمہ، اور تمام عیوب ونقائص سے پاک و صاف رہی۔ لہٰذا ہر انسان اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے کہ بلاشبہ حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ قبل از نبوت بھی تمام بنی نوع انسانوں کے لئے کامل ترین نمونہ تھا۔

پیشۂ تجارت

حضور ﷺ کا آبائی پیشہ تجارت تھا۔ ذریعہ معاش کے لئے آپ ﷺ نے بھی تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا اور تجارت کی غرض سے شام وبصریٰ اور یمن کا سفر فرمایا۔

ایک صحابی حضرت سائب رضی اللہ عنہ جب مسلمان ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور لوگوں نے ان سے حضور ﷺ کے "خلق عظیم" کا تذکرہ کرنا شروع کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کو تم لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں، اعلان نبوت سے پہلے آپ میرے شریک تجارت تھے لیکن حضور ﷺ نے ہمیشہ معاملہ اتنا صاف اور ستھرا رکھا کہ کبھی بھی کوئی تکرار یا بحث کی نوبت نہیں آئی۔

(سنن ابوداؤد، باب الکراھیۃ، جلد۲، ص ۳۷۱)

نکاح مبارک

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پچیس سال کے ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیانت و امانت اور صداقت کی شہرت سن کر مکہ کی ایک مالدار خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا تجارتی سامان دے کر ملک شام کی طرف روانہ کیا۔ اس سفر میں آپ کو بہت سا نفع حاصل ہوا۔ جب آپ واپس تشریف لائے تو آپ کی سچائی ور امانت و دیانتداری دیکھ کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بہت متاثر ہوئیں۔ علاوہ ازیں ان کے غلام میسرہ نے جو اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھا۔ آپ کے معجزات جو اس نے دوران سفر دیکھے تھے اور آپ کے اخلاقِ حسنہ کی تعریف و توصیف بیان کی۔ اس پر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنی رضا و رغبت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیجا جسے آپ نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورہ سے شرف قبولیت بخشا اور ۵۹۵ء میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجیت میں قبول فرمالیا۔

بعثت

خلوت نشینی

بعثت سے کچھ عرصہ قبل تلاش حق کی جستجو میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت بے چین رہنے لگی تو آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور تنہائی میں عبادت و ذکر و فکر میں محو رہتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر کئی کئی دنوں کا کھانا پانی ساتھ لے کر اس غار کے پرسکون ماحول کے اندر خدا کی عبادت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ جب کھانا پانی ختم ہو جاتا تو کبھی خود گھر پر آکر لے جاتے اور کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کھانا پانی غار

میں پہنچا دیا کرتی تھیں۔ آج بھی جبل نور پر یہ نورانی غار اپنی اصلی حالت میں موجود، اور زیارت گاہِ خلائق ہے۔

پہلی وحی

ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "غار حرا" کے اندر عبادت میں مشغول تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک فرشتہ ظاہر ہوا۔ یہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے۔ فرشتے نے کہا کہ "پڑھیے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں "پڑھنے والا نہیں ہوں"۔ فرشتہ نے آپ کو پکڑا اور نہایت گرمجوشی کے ساتھ آپ سے زوردار معانقہ کیا پھر چھوڑ کر کہا کہ "پڑھیے"۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ "میں پڑھنے والا نہیں ہوں"۔ فرشتہ نے دوسری مرتبہ پھر آپ کو اپنے سینے سے چمٹایا اور چھوڑ کر کہا کہ "پڑھیے" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا کہ "میں پڑھنے والا نہیں ہوں"۔ تیسری مرتبہ فرشتہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت زور کے ساتھ بھینچ کر کہا کہ

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۝

یہ سب سے پہلی وحی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر تشریف لائے اور گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے کملی اڑھاؤ، مجھے کملی اڑھاؤ۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھبراہٹ دور ہوئی اور قلب اطہر پُرسکون ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے غار میں پیش آنے والا واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ "مجھے اپنی جان کا ڈر ہے"۔ یہ سن کر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں، ہرگز نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے، خدا کی قسم اللہ تعالیٰ کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رشتہ داروں کے ساتھ

بہترین سلوک کرتے ہیں، دوسروں کا بار خود اٹھاتے ہیں، خود کما کر مفلسوں اور محتاجوں کو عطا فرماتے ہیں، مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق وانصاف کی خاطر سب کی مصیبتوں اور مشکلات میں کام آتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ''ورقہ بن نوفل'' کے پاس لے گئیں۔ ورقہ ان لوگوں میں سے تھے جو ''موحد'' تھے اور سابقہ آسمانی کتب کے عالم تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غارِ حراء کا پورا واقعہ ان کے سامنے بیان فرمایا۔ یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا۔ پھر ورقہ بن نوفل کہنے لگے کہ کاش! میں اس وقت تک زندہ رہتا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم آپ کو مکہ سے باہر نکالے گی۔

اس کے بعد کچھ دنوں تک وحی اترنے کا سلسلہ بند ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحی کے انتظار میں مضطرب اور بے قرار رہنے لگے یہاں تک کہ آپ پر ''سورۃ مدثر'' کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔

يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝

یعنی اے بالاپوش اوڑھنے والے! کھڑے ہو جاؤ، پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بولو اور اپنے کپڑے پاک رکھو اور بتوں سے دور رہو۔

ان آیات کے نزول کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خداوند قدوس نے دعوت اسلام پر مامور فرما دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دعوت حق اور تبلیغ اسلام کے لئے کمر بستہ ہو گئے۔

تبلیغِ اسلام

تین برس تک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت راز داری کے ساتھ تبلیغ اسلام کا فرض ادا فرماتے رہے اور اس دوران عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور آزاد مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، بچوں میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور غلاموں میں سب سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایمان لائے، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت و تبلیغ سے حضرت عثمان، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہم بھی دامن اسلام میں آ گئے۔

تین برس کی اس خفیہ دعوت اسلام میں مسلمانوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سورۃ ''شعراء'' کی آیت ''وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ '' کے ذریعے اپنے عزیز و اقارب کو تبلیغ کا حکم صادر فرمایا جس کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن کوہِ صفا کی چوٹی پر چڑھ کر ''یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ '' کہہ کر قبیلہ قریش کو پکارا۔ جب سب قریش جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اے میری قوم! اگر میں تم لوگوں سے یہ کہہ دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر چھپا ہوا ہے جو تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ تو کیا تم لوگ میری بات کا یقین کر لو گے؟۔ تو سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہاں، ہاں ہم یقیناً آپ کی بات کا یقین کر لیں گے۔ کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا اور امین ہی پایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا تو پھر میں یہ کہتا ہوں کہ میں تم لوگوں کو عذابِ الٰہی سے ڈرا رہا ہوں اور اگر تم لوگ ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر عذاب الٰہی اتر پڑے گا۔ یہ سن کر تمام قریش جن میں آپ کا چچا ابولہب بھی تھا، سخت ناراض ہو کر سب کے سب چلے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اول فول

بکنے لگے۔ (بخاری شریف، جلد۲، ص۷۰۲)

اعلان نبوت کے چوتھے سال سورۃ حجر کی آیت "فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ" نازل فرمائی اور حضرت حق جل شانہٗ نے یہ حکم فرمایا کہ اے محبوب! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو علی الاعلان بیان فرمائے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ اعلانیہ طور پر دین اسلام کی تبلیغ فرمانے لگے اور شرک و بت پرستی کی کھلم کھلا برائی بیان فرمانے لگے اور تمام قریش، بلکہ تمام اہل مکہ بلکہ پورا عرب آپ کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا، اور حضور ﷺ اور مسلمانوں کو ایذائیں دینے کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔

خُلقِ عظیم

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی ذات کریم میں مکارم اخلاق، محامد صفات کے لحاظ سے قرآن کریم میں مدح وثناء فرمائی اور ارشاد ہے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۔ (سورۃ ن:۲۹)

بلاشبہ آپ بڑے ہی صاحب اخلاق ہیں۔ اور فرمایا

کَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا۔ (النساء:۱۱۳)

آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اور خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاقِ۔

یعنی مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی ذات مقدس میں تمام محاسن ومکارم اخلاق جمع تھے اور کیوں نہ ہوں جب کہ آپ ﷺ کا معلم حق تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔

سیدنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ۔ آپ کا اخلاق قرآن تھا۔

اس کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ جو کچھ قرآن کریم میں اخلاق وصفات محمودہ مذکور ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب سے متصف تھے۔

کتاب الشفاء میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید ذکر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی قرآن کی خوشنودی کے ساتھ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناراضگی قرآن کی ناراضگی کے ساتھ تھی۔ مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا امر الٰہی کی بجا آوری میں اور آپ کی ناراضگی حکم الٰہی کی خلاف ورزی میں اور ارتکاب معاصی میں تھی۔

حلم وبردباری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صبر، بردباری اور درگزر کرنے کی صفات نبوت کی عظیم ترین صفتوں میں سے ہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی اپنے ذاتی معاملے اور مال و دولت کے سلسلہ میں کسی سے انتقام نہیں لیا مگر اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے بدلہ لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے زیادہ اشد وسخت صبر غزوۂ اُحد میں تھا کہ کفار نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ ومقابلہ کیا اور آپ کو شدید ترین رنج والم پہنچایا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر نہ صرف صبر وعفو پر ہی اکتفا فرمایا بلکہ ان پر شفقت ورحم فرماتے ہوئے ان کو اس ظلم وجہل میں معذور گردانا اور فرمایا

اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِىْ اِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔

(یعنی اے اللہ میری قوم کوراہ راست پر لا کیونکہ وہ جانتے نہیں)۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوعلم ہوا تو یہ اُن پر بہت شاق گزرا تو کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش ان پر بددعا فرماتے کہ وہ ہلاک ہوجاتے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں لعنت کے لئے مبعوث نہیں ہوا ہوں بلکہ میں حق کی دعوت اور جہان کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوا ہوں۔

صبرواستقامت

بقول حضرت انس رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا کہ کسی اورکو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے اتنا ستایا گیا کہ کسی اورکو اتنا نہیں ستایا گیا۔ایک دفعہ تیس رات دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کے کھانے کی کوئی چیز ایسی نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھاسکے سوائے اس کے جو بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی بغل کے اندر چھپا رکھا تھا۔

(معارف الحدیث،شمائل ترمذی)

سفرطائف

حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر پاپیادہ طائف پہنچے اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت دی جس سے وہ سب برافروختہ ہوکر درپے آزار ہوگئے۔طائف کے سرداروں نے اپنے شہر کے اوباش لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگایا جنہوں نے وعظ کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتنے پتھر پھینکے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہو میں تر بہ تر ہوگئے۔خون بہہ بہہ کر نعلین مبارک میں جم گیا اور وضو کے لئے پاؤں سے جوتے اتارنا مشکل ہوگئے۔ایک دفعہ

بدمعاشوں اور اوباشوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر گالیاں دیں، تالیاں بجائیں، چیخیں ماریں کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک مکان کے احاطے میں جانے پر مجبور ہو گئے۔

ایک دفعہ وعظ فرماتے ہوئے خدا کے محبوب رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو لوگوں نے اتنا مارا کہ آپ کو بہت چوٹیں آئیں یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اپنی پیٹھ پر اٹھایا آبادی سے باہر لے گئے اور پانی کے چھینٹے دینے سے ہوش آیا۔

اس سفر میں تکلیفوں اور ایذاؤں کے باوجود جب ایک شخص تک بھی مسلمان نہ ہوا تو اس رنج وصدمہ کے وقت بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے لبریز تھا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو دعا مانگی اس کے معنی یہ ہیں

''اے اللہ! میں اپنے ضعف، بے بسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی تحقیر اور بے سروسامانی کی فریاد تجھ ہی سے کرتا ہوں، اے ارحم الراحمین، اے درماندہ ناتوانوں کے مالک! تو ہی میرا رب ہے، اے میرے آقا تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے؟ بیگانوں کے جو ترش رُو ہوں گے یا دشمن کے جو میرے نیک وبد پر قابو رکھے گا لیکن جب تو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ تیری عافیت اور بخشش میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیری ذات پاک کے نور کی پناہ چاہتا ہوں جس سے آسمان روشن ہو جائے اور جس سے تاریکیاں دور ہوئیں اور دنیا و آخرت کے کام ٹھیک ہو جائیں تجھ سے اس بات کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھ پر غضب نازل کرے یا تیری ناخوشی مجھ پر وارد ہو عتاب کرنے کا تجھی کو حق ہے حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے اور تیری مدد اور تائید کے بغیر کسی کو کوئی قدرت نہیں'' (طبری، جلد۲/۸۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے۔ وہاں کے لوگوں

نے آپ ﷺ کو جو سخت جسمانی و روحانی اذیتیں پہنچائیں۔ ایک بھی شخص مسلمان نہ ہوا۔ تاہم حضور ﷺ کا صبر تحمل دیکھئے کہ واپسی پر فرمایا:

"میں ان لوگوں کی تباہی کے لئے کیوں دعا کروں۔ اگر یہ لوگ خدا پر ایمان نہیں لاتے تو کیا ہوا، امید ہے کہ ان کی آئندہ نسلیں ضرور اللہ واحد پر ایمان لانے والی ہوں گی"۔ (عن عائشۃ، صحیح مسلم، کتاب رحمۃ للعالمین)

عفوو کرم

کفار مکہ اکیس سال تک رسول اکرم ﷺ اور آپ کے نام لیواؤں کو ستاتے رہے۔ ظلم وستم کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے خدائے واحد کے پرستاروں پر نہ آزمایا ہو حتیٰ کہ گھر بار اور وطن تک چھوڑنے پر مجبور ہو گئے لیکن جب مکہ فتح ہوا تو اسلام کے یہ بدترین دشمن مکمل طور پر رسول اکرم ﷺ کے رحم وکرم پر تھے اور آپ ﷺ کا ایک اشارہ ان سب کو خاک وخون میں ملا سکتا تھا۔ لیکن ان سے آپ ﷺ نے پوچھا:

"تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والوں ہوں؟

انہوں نے دبی زبان سے جواب دیا:

"اے صادق! اے امین! تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر زادے ہو، ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو میرے بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا "تم پر کچھ الزام نہیں، جاؤ آج تم سب آزاد ہو"۔ (کتاب الشفاء۔ ابن ہشام)

فطرتِ سلیمہ

محققین کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام احوال واقوال وافعال میں کبائر اور صغائر سے بھی معصوم تھے اور آپ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے اعراض کا صدور ممکن ہی نہ تھا، نہ قصداً نہ سہواً، صحت میں نہ مرض میں، نہ واقعی مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں، نہ خوشی میں نہ غضب میں۔

ایفائے عہد

جنگ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اور مسلمانوں کو ایک ایک آدمی کی اشد ضرورت تھی۔ خذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور ابوحُسیل رضی اللہ عنہ دو صحابی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم مکہ سے آرہے تھے کہ راستے میں کفار نے ہم کو گرفتار کرلیا اور اس شرط پر رہا کیا کہ ہم لڑائی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہ دیں گے لیکن یہ مجبوری کا عہد تھا ہم ضرور کافروں کے خلاف لڑیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے۔ ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے"۔ (صحیح مسلم باب الوفاء بالعہد ص ۸۹، جلد ۲)

حضرت عبداللہ بن ابی الحماد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بعثت سے پہلے میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی چیز خریدی۔ کچھ رقم باقی رہ گئی۔ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ کیا کہ اسی جگہ لے کر حاضر ہوتا ہوں پھر میں بھول گیا تین دن کے بعد مجھے یاد آیا۔ میں وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی جگہ تشریف فرما ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے مجھے مشقت میں ڈال دیا اور تین دن

سے اسی جگہ تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔(سنن ابی داؤد)

شجاعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی ہے۔سخاوت،شجاعت،قوت مردی اور مد مقابل پر غلبہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبوت سے قبل بھی اور بعد یعنی زمانہ نبوت میں بھی صاحب وجاہت تھے۔(نشر الطیب)

غزوۂ حنین کے موقع پر کفار کے تیروں کی بوچھاڑ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ایک قسم کا ہیجان و پریشانی پیدا ہو گئی تھی مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ فرمائی حالانکہ گھوڑے پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے۔کفار چاہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حملہ کردیں چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑے سے اترے اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی اور زمین سے ایک مشت خاک لے کر دشمنوں کی طرف پھینکی تو کوئی کافر ایسا نہ تھا۔جس کی آنکھ اس خاک سے نہ بھر گئی۔

غزوۂ حنین کے روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کو بہادر،شجاع اور دلیر نہ دیکھا گیا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ دوسرے اخلاق کے اعتبار سے پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا تھا جو میدان جنگ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نزدیک رہتا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دشمن کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس صورت میں

اس شخص کو بھی دشمن کے قریب رہنا پڑتا تھا۔

جود وسخا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا۔ کہ خود فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے اور عطاؤں میں بادشاہوں کو شرمندہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ نہایت سخت احتیاج کی حالت میں ایک عورت نے چادر پیش کی اور سخت ضرورت کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنی۔ اسی وقت ایک شخص نے مانگ لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ مرحمت فرما دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرض لے کر ضرورت مندوں کی ضرورت کو پورا فرماتے تھے۔ اگر کچھ آ گیا اور ادائے قرض کے بعد بچ گیا تو جب تک وہ تقسیم نہ ہو جاتا گھر میں تشریف نہ لے جاتے تھے۔ بالخصوص رمضان المبارک کے مہینہ میں اخیر تک بہت ہی فیاض رہتے (کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گیارہ ماہ کی فیاضی بھی اس مہینہ کی فیاضی کے برابر نہ ہوتی تھی) اور اس مہینہ میں جب بھی حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لاتے اور آپ کو کلام اللہ سناتے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھلائی اور نفع رسانی میں تیز بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے۔ (خصائل نبوی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مانگا گیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو میں نہیں دیتا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کے لئے کوئی چیز نہ اٹھا رکھتے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے خاص کر ماہ رمضان میں تو بہت ہی سخی ہو جاتے تھے۔ (صحیح بخاری، باب بدء الوحی)

ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اے ابوذر مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس کوہِ احد کے برابر سونا ہو اور تیسرے دن تک اس میں سے میرے پاس ایک اشرفی بھی بچ رہے سوائے اس کے جو ادائے قرض کے لئے ہو۔تو اے ابوذر! میں اس مال کو دونوں ہاتھوں سے خدا کی مخلوق میں تقسیم کر کے اٹھوں گا''۔

ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چھ اشرفیاں تھیں، چار تو آپ نے خرچ کر دیں اور دو آپ کے پاس بچ رہیں، ان کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام رات نیند نہ آئی، ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: معمولی بات ہے صبح ان کو خیرات کر دیجئے گا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اے حمیرا (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لقب ہے) کیا خبر ہے میں صبح تک زندہ رہوں یا نہیں''۔(مشکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں کہیں سے کوئی صدقہ وغیرہ کی رقم آتی تو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو غریبوں اور مستحقین میں تقسیم نہ فرما دیتے گھر کے اندر تشریف نہ لے جاتے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی ضرورت مند محتاج کو دیکھتے تو اپنا کھانا پینا تک اٹھا کر عنایت فرما دیتے حالانکہ اس کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ضرورت ہوتی۔

آپ کی عطا اور سخاوت مختلف صورتوں سے ہوتی تھی، کسی کو کوئی چیز ہبہ فرما دیتے، کسی کو اس کا حق دیتے، کسی کو کوئی ہدیہ دیتے، کبھی کپڑا خریدتے اور اس کی قیمت ادا کر کے اس کپڑے والے کو وہی کپڑا بخش دیتے اور کبھی قرض لیتے اور اس سے زیادہ عطا فرما دیتے اور کبھی کپڑا خرید کر اس سے زیادہ رقم عطا فرما دیتے اور کبھی ہدیہ قبول فرماتے اور اس سے کئی گنا زیادہ اس کو انعام عطا فرما دیتے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی شخص سے کوئی چیز مانگنے پر انکار نہیں فرمایا

(اگراس وقت موجود ہوتی تو عطا فرمادیتے ورنہ دوسرے وقت کا وعدہ فرمالیتے یا اس کے حق میں دعا فرماتے کہ حق تعالیٰ اس کو کسی اور طریقے سے عطا فرمادے)۔
(شمائل ترمذی)

قناعت وتوکل

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسرے دن کے واسطے کسی چیز کا ذخیرہ بنا کر نہیں رکھتے تھے۔(شمائل ترمذی)

انکسار

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت گو نہ تھے اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے اور برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیتے تھے بلکہ معاف فرمادیتے تھے۔غایتِ حیا سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ کسی شخص کے چہرے پر نہ ٹھہرتی تھی اور کسی نامناسب بات کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھ کر دل کے کشادہ تھے۔بات کے سچے تھے۔طبیعت کے نرم تھے۔معاشرت میں نہایت کریم تھے اور جو شخص آپ کی دعوت کرتا اس کی دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے، اگرچہ (وہ ہدیہ یا طعام دعوت) گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرمالیتے اور مدینہ کی انتہائے آبادی پر بھی اگر مریض ہوتا اس کی عیادت فرماتے ور معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتدا مصافحہ سے فرماتے اور کبھی اپنے

اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہیں دیکھے گئے۔ جس سے اوروں پر جگہ تنگ ہو جائے اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا اس کی خاطر کرتے اور بعض اوقات اپنا کپڑا اس کے بیٹھنے کے لئے بچھا دیتے اور گدہ تکیہ خود چھوڑ کر اس کو دے دیتے اور کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے۔

امانت و دیانت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعوت حق کا آغاز فرمایا تو ساری قوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمن بن گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستانے میں کسر نہ اٹھا رکھی۔ لیکن اس حالت میں بھی کوئی مشرک ایسا نہ تھا جو آپ کی دیانت و امانت پر شک کرتا ہو بلکہ یہ لوگ اپنا روپیہ پیسہ وغیرہ لاکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے اور مکہ میں کسی دوسرے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر امین نہیں سمجھتے تھے۔ ہجرت کے موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو پیچھے چھوڑنے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ تمام لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ آئیں۔ (مدارج النبوۃ)

تواضع

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مسلمانو! میری تعریف حد سے زیادہ نہ کرو جس طرح عیسائیوں نے ابن مریم کی تعریف کی ہے کیونکہ میں خدا کا بندہ ہوں۔ بس تم میری نسبت اتنا ہی کہہ سکتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

(مدارج النبوۃ، شمائل ترمذی)

حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ ایک سفر میں چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک بکری

ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا اور اس کا کام تقسیم فرمالیا۔ ایک نے اپنے ذمہ ذبح کرنا لیا۔ دوسرے نے کھال نکالنا، کسی نے پکانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پکانے کیلئے لکڑی اکٹھی کرنا میرے ذمہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کام ہم خود کرلیں گے، آپ نے فرمایا یہ تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ تم لوگ اس کو بخوشی کرلوگے لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں مجمع میں ممتاز ہوں اور اللہ تعالیٰ بھی اس کو ناپسند فرماتا ہے۔ (خصائل نبوی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پرانے پالان پر حج کیا اُس پر ایک کپڑا پڑا ہوا تھا جو چار درہم کا بھی نہ ہوگا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا مانگ رہے تھے یا اللہ اس حج کو ایسا حج فرمائیو جس میں ریا اور شہرت نہ ہو۔ (شمائل ترمذی)

جب مکہ فتح ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ اس میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عاجزی اور تواضع سے سر کو پالان پر جھکا دیا تھا یہاں تک کہ قریب تھا کہ اس کے اگلی لکڑی کے سرے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر لگ جائے۔ (کتاب الشفاء)

صاف دلی

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی تاکید فرمائی کہ میرے صحابہ میں سے مجھ سے کوئی شخص کسی کی کوئی بات نہ پہنچایا کرے کیونکہ میرا دل چاہتا ہے کہ جب میں تمہارے پاس آؤں تو میرا دل تم سب کی طرف سے صاف ہو۔

نرمی اور شفقت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے خوش اخلاق تھے ایک روز مجھے کسی ضرورت کے لئے بھیجا، میں نے کہا خدا کی قسم میں نہ جاؤں گا اور میرے دل میں یہ تھا کہ جو حکم مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیا ہے اس کے لئے ضرور جاؤں گا پھر میں نکلا اور میرا گزر کچھ بچوں پر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے اتنے میں ناگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر کے بال پیچھے سے پکڑے جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہنستا پایا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انس تم وہاں گئے تھے جہاں میں نے تم کو بھیجا تھا۔میں نے کہا ہاں جاؤں گا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔(مشکوٰۃ۔حیاۃ المسلمین)

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اس وقت سے کی جب کہ میں آٹھ برس کا تھا۔میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت دس برس تک کی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بات پر جو میرے ہاتھ سے ہوئی مجھے ملامت نہیں کی۔اگر اہل بیت میں سے کسی نے بھی ملامت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اگر تقدیر میں کوئی بات ہوتی ہے تو ہو کر رہتی ہے۔(مشکوٰۃ)

ایثار و تحمل

ایک روایت میں ہے کہ زید بن شعنہ جو پہلے یہودی تھے ایک مرتبہ کہنے لگے کہ نبوت کی علامتوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں رہی جس کو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ دیکھ لیا ہو بجز دو علامتوں کے جس کے تجربہ کی اب تک نوبت نہیں آئی تھی۔ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غصہ پر غالب ہوگا۔دوسرے یہ کہ آپ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی جتنا بھی جہالت کا برتاؤ کرے گا اسی قدر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحمل زیادہ ہوگا۔ میں ان دونوں کے امتحان کا موقع تلاش کرتا رہا اور آمدورفت بڑھاتا رہا۔ ایک دن آپ حجرے سے باہر تشریف لائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ایک بدوی جیسا شخص آیا اور عرض کیا یارسول اللہ میری قوم مسلمان ہوچکی ہے اور میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ مسلمان ہوجاؤ گے تو بھرپور رزق تم کو ملے گا۔ اور اب حالت یہ ہے کہ قحط پڑ گیا مجھے ڈر ہے کہ وہ اسلام سے نہ نکل جائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ اعانت ان کی فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کی طرف جو غالباً حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔ دیکھا تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) موجود تو کچھ نہیں رہا، زید (جو اس وقت تک یہودی تھے، اس منظر کو دیکھ رہے تھے) کہنے لگے کہ اے محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کرسکیں کہ فلاں کے شخص کے باغ کی اتنی کھجوریں وقت معین پر مجھے دے دیں تو میں قیمت پیشگی دے دوں اور وقت معین پر کھجوریں لے لوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تو نہیں ہوسکتا۔ البتہ اگر باغ کی تعیین نہ کرو تو میں معاملہ کرسکتا ہوں۔ میں نے اس کو قبول کرلیا اور کھجوروں کی قیمت اسی مثقال سونا (ایک مثقال مشہور قول کے موافق 4.5 ماشہ کا ہوتا ہے) دے دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ سونا اس بدوی کے حوالے کردیا اور فرمایا کہ انصاف کی رعایت رکھنا اور اس سے ان کی ضرورت پوری کرلو۔ زید کہتے ہیں کہ جب کھجوروں کی ادائیگی کے وقت میں دو تین دن باقی رہ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ جن میں ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے، کسی جنازہ کی نماز سے فارغ ہوکر ایک دیوار کے قریب تشریف فرما تھے۔ میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرتے اور چادر کے پلو کو پکڑ کر نہایت ترش روئی سے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ میرا قرضہ ادا نہیں کرتے، خدا کی قسم میں تم سب اولاد عبدالمطلب کو خوب جانتا ہوں کہ بڑے نادہند ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے غصہ سے مجھے گھورا اور کہا کہ اے خدا کے دشمن یہ کیا بک رہے ہو۔ خدا کی قسم اگر مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ڈر نہ ہوتا تو تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہایت سکون سے مجھے دیکھ رہے تھے اور تبسم کے لہجہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ عمر! میں اور یہ ایک اور چیز کے زیادہ محتاج تھے وہ یہ کہ مجھے حق ادا کرنے میں خوبی برتنے کو کہتے اور اس کو مطالبہ کرنے میں بہتر طریقہ کی نصیحت کرتے۔ جاؤ اس کو لے جاؤ، اس کا حق ادا کرو اور تم نے جو اسے ڈانٹا ہے اس کے بدلہ میں بیس صاع (تقریباً دو من کھجوریں) زیادہ دے دینا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے لے گئے اور پورا مطالبہ اور بیس صاع کھجوریں زیادہ دیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ بیس صاع کیسے؟۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی حکم ہے۔ زید نے کہا کہ عمر تم مجھ کو پہچانتے ہو؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں! میں نے کہا کہ میں زید بن شعنہ ہوں!۔ انہوں نے فرمایا کہ جو یہود کا بڑا علامہ ہے؟۔ میں نے کہا ہاں وہی ہوں!۔ انہوں نے فرمایا کہ اتنا بڑا آدمی ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تم نے یہ کیسا برتاؤ کیا؟ میں نے کہا کہ علامات نبوت میں سے دو علامتیں ایسی رہ گئی تھیں جن کا مجھ کو تجربہ کرنے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ ایک یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غصہ پر غالب ہوگا اور دوسرے یہ کہ ان کے ساتھ سخت جہالت کا برتاؤ ان کے حلم کو بڑھائے گا۔ اب ان دونوں کا بھی امتحان کر لیا، اب میں تم کو اپنے اسلام کا گواہ بناتا ہوں اور میرا آدھا مال امت محمدیہ پر صدقہ ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں واپس آئے اور اسلام لے آئے اس کے بعد بہت سے غزوات میں شریک ہوئے اور تبوک کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔

(جمع الفوائد، خصائل نبوی)

ایک دفعہ مکہ میں قحط پڑا، لوگوں نے ہڈیاں اور مردار بھی کھانے شروع کر دیئے، ابوسفیان ... حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...

کی خدمت میں آئے اور کہا:

''محمد! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم لوگوں کو صلہ رحمی کی تعلیم دیتے ہو۔تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے۔اپنے خدا سے دعا کیوں نہیں کرتے''۔

گو قریش کی ایذا رسانی اور شرارتیں انسانیت کی حدود کو بھی پھاند گئی تھیں لیکن ابوسفیان کی بات سن کر فوراً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ مبارک دعا کیلئے اٹھ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قدر مینہ برسایا کہ جل تھل ہو گیا اور قحط دور ہو گیا۔(صحیح بخاری)

زہد و تقویٰ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔(جامع ترمذی، بیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل مجلس ایک مرتبہ دولت مندی اور دنیاوی خوش حالی کا کچھ تذکرہ کرنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سلسلہ میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے اس کے لئے مالداری میں کوئی مضائقہ نہیں اور کوئی حرج نہیں اور صحت صاحب تقویٰ کے لئے دولت سے بھی بہتر ہے اور خوش دلی بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ہے جس پر شکر واجب ہے۔(مسند احمد، معارف الحدیث)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے حال میں وفات پائی کہ آپ کی زرہ تیس صاع جو کے بدلہ ایک یہودی کے پاس رہن رکھی ہوئی تھی۔(بخاری، معارف الحدیث)

رقت قلبی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک نواسی قریب الوفات تھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو گود میں اٹھالیا اور اپنے سامنے رکھ لیا۔ حضور کے سامنے رکھے رکھے ان کی وفات ہوگئی، ام ایمن (جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک کنیز تھیں) چلا کر رونے لگیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اللہ کے نبی کے سامنے بھی رونا شروع کر دیا (چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی آنسو ٹپک رہے تھے اس لئے) انہوں نے عرض کیا حضور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تو رو رہے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ رونا ممنوع نہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ بندوں کے قلوب کو نرم فرمادیں اور ان میں شفقت و رحمت کا مادہ عطا فرمادیں۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن ہر حال میں خیر ہی میں رہتا ہے حتیٰ کہ خود اس کی روح کو نکالا جاتا ہے اور وہ حق تعالیٰ شانہ کی حمد کرتا ہے۔ (شمائل ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عثمان بن مظعون کی پیشانی کو ان کی وفات کے بعد بوسہ دیا اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو ٹپک رہے تھے۔ (شمائل ترمذی)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قرآن مجید سناؤ، میں نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی پر تو نازل ہوا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کو سناؤں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ دوسرے سے سنوں، میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی جب میں اس آیت پر پہنچا۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ

شَهِيْدًا۔ (النساء:۴۱)

ترجمہ: سو اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ ہر ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سب پر گواہی دینے کیلئے حاضر لاویں گے۔

تو میں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا کہ دونوں آنکھیں گریہ کی وجہ سے بہہ رہی تھیں۔ (شمائل ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی صاحبزادی (ام کلثوم) کی قبر پر تشریف فرما تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو جاری تھے۔ (شمائل ترمذی)

رحم وکرم

ایک دفعہ ایک صحابی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ہاتھ میں کسی پرندہ کے بچے تھے وہ چیں چیں کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا یہ بچے کیسے ہیں؟۔ صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جھاڑی کے قریب سے گزرا تو ان بچوں کی آواز آ رہی تھی۔ میں ان کو نکال لایا۔ ان کی ماں نے دیکھا تو بیتاب ہو کر سر پر چکر کاٹنے لگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فوراً جاؤ اور ان بچوں کو وہیں رکھ آؤ جہاں سے لائے ہو۔

(مشکوٰۃ بحوالہ ابوداؤد باب الرحمۃ والشفقۃ علی الخلق۔ معارف الحدیث)

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک اونٹ بھوک سے بلبلاتا ہوا ادھر آیا۔ صحابہ کرام دیکھ کر ادھر ادھر ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما رہے۔ اونٹ نے آکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گردن جھکا دی۔ پھر اپنی زبان میں بڑبڑایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا مالک کہاں ہے۔ پیچھے پیچھے اس کا مالک بھی آ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مالک کو

فرمایا یہ اونٹ تیری شکایت کررہا ہے۔تو اس سے کام زیادہ لیتا ہے اور چارہ کم دیتا ہے۔اس نے آپ کی اس بات کو تسلیم کیا اور معذرت کی۔

ایک دفعہ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ اپنے غلام کو پیٹ رہے تھے اتفاق سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس موقع پر تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رنجیدہ ہوکر فرمایا: ''ابومسعود اس غلام پر تمہیں جس قدر اختیار ہے، اللہ تعالیٰ کو تم پر اس سے زیادہ اختیار ہے''۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک سن کر تھرا اُٹھے اور عرض کیا ''یارسول اللہ میں اس غلام کو اللہ کی راہ میں آزاد کرتا ہوں''۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اگر تم ایسا نہ کرتے تو دوزخ کی آگ تم کو چھو لیتی''۔(ابوداؤد، کتاب الادب باب حق المملوک)

مقام عبدیت

حضرت فضل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخار چڑھ رہا ہے اور سر مبارک پر پٹی باندھ رکھی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا ہاتھ پکڑ لے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر بیٹھ کر ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو آواز دے کر جمع کرلو، میں نے لوگوں کو جمع کرلیا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد یہ مضمون ارشاد فرمایا:

''میرا تم لوگوں کے پاس سے چلے جانے کا زمانہ قریب آگیا ہے، اس لئے جس کی کمر پر میں نے مارا ہو میری کمر موجود ہے بدلہ لے لے اور جس کی آبرو پر میں نے حملہ کیا ہو میری آبرو سے بدلہ لے لے، جس کا کوئی مالی مطالبہ مجھ پر ہو وہ مال سے

بدلہ لے لے، کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ مجھ سے بدلہ لینے سے میرے دل میں بغض پیدا ہونے کا ڈر ہے کہ بغض رکھنا نہ میری طبیعت میں ہے نہ میرے لئے موزوں ہے۔ خوب سمجھ لو کہ مجھے بہت محبوب ہے وہ شخص جو اپنا حق مجھ سے وصول کر لے یا معاف کر دے کہ میں اللہ جل شانہٗ کے یہاں بشاشت قلب کے ساتھ جاؤں۔ میں اپنے اس اعلان کو ایک دفعہ کہہ دینے پر اکتفا نہیں کرنا چاہتا۔ پھر بھی اس کا اعلان کروں گا۔ چنانچہ اس کے بعد منبر سے اتر آئے اور ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد پھر منبر پر تشریف لے گئے اور وہی اعلان فرمایا، نیز بغض کے متعلق بھی مذکورہ بالا مضمون کا اعادہ فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس کے ذمہ کوئی حق ہو وہ بھی ادا کر دے اور دنیا کی رسوائی کا خیال نہ کرے کہ دنیا کی رسوائی آخرت کی رسوائی سے بہت کم ہے"۔

ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ میرے تین درہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں کسی مطالبہ کرنے والے کی نہ تکذیب کرتا ہوں نہ اس کو قسم دیتا ہوں لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ (یہ درہم) کیسے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ایک دن ایک سائل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا تھا تو آپ نے مجھ سے فرما دیا تھا کہ تین درہم اس کو دے دو۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح عورتوں کے مجمع میں بھی اعلان فرمایا اور جو ارشادات مردوں کے مجمع میں فرمائے تھے یہاں بھی ان کا اعادہ فرمایا۔

معیت الٰہیہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ کا ذکر ہر لمحہ اور تمام اوقات میں کرتے تھے اور ہمیشہ یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور کوئی

چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذکر الٰہی سے باز نہ رکھتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات، یادِ حق، حمد وثنا، توحید وتمجید، تسبیح وتقدیس اور تکبیر وتہلیل میں ہوتی تھی اور اسماء وصفات الٰہی، وعدہ وعید، امر ونہی، احکام شرع کی تعلیم، ذکر جنت ودوزخ اور ترغیب وترہیب کا بیان یہ سب ذکر حق تھا اور خاموشی کے وقت اللہ تعالیٰ کی یاد قلب اطہر میں رہتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر سانس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب وزبان اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا، لیٹنا، کھانا پینا، سونگھنا، آنا جانا، سفر واقامت، پیدل وسواری غرض کہ کسی حالت میں بھی ذکر حق جدا نہ تھا۔ جو بھی صورت یاد کرنے کی ہوتی، خواہ دل میں یا زبان سے ہر فعل میں یا شان میں ذکر الٰہی جاری ہوتا۔

فتح الباری میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اپنی جان پر سختیاں اس لئے نہیں تھیں کہ درحقیقت آپ حضرات نان شبینہ سے بھی محتاج اور عاجز و درماندہ تھے۔ ایسے صحابہ کی تعداد کم تھی جو واقعی انتہائی عسرت اور تنگدستی میں زندگی بسر کرتے تھے اصل میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھوکا پیاسا رہنا، اچھے کھانوں سے گریز کرنا کبھی کبھی مجبوری کی وجہ سے بھی ہوا ورنہ عام طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھی بھوک پیاس کی سختیاں بہ اختیار خود اس لئے برداشت کرتے تھے کہ دوسروں کے لئے ایثار اور جانثاری کا جذبہ پیدا ہو۔ دنیاوی مال ومنال سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا جائے کیونکہ دنیاوی ساز وسامان اور عیش وعشرت انسان کو خدا کی یاد اور حق کی حمایت سے غافل بنا دیتی ہے۔ (فتح الباری)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اکثر جب تک مکہ میں رہتے تھے تنگدست تھے، جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے وہاں انصار نے ہر طرح ان کے ساتھ تعاون کیا، انہیں اپنے گھروں میں ٹھہرایا، کاروبار میں شریک کیا، جہاد کا آغاز ہوا، دوسرے علاقے فتح ہوئے اور مال غنیمت آنا

شروع ہوا تو تقریباً تمام صحابہ وسعت اور خوشحالی سے آسودہ ہو گئے لیکن اس کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنا مال و دولت اپنی ذاتی عیش سامانی پر خرچ نہیں کرتے تھے ان کے تمام مالی ذرائع اور وسائل عام مسلمانوں کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتے تھے۔

ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا: میرے رب نے مجھ سے کہا کہ اے نبی اگر تم چاہو تو تمہارے لئے وادی مکہ سونے کی بنا دی جائے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں پروردگار، میں تو یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن بھوکا رہوں اور ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں۔ جس دن بھوکا رہوں تیرے حضور گریہ وزاری کروں اور تیری یاد میں مصروف رہوں اور جس دن سیر ہو کر کھانا کھاؤں دل کی گہرائی سے تیرا شکر اور تیری تعریف کروں۔ (فتح الباری، مدارج النبوۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں نبی علیہ السلام کبھی بھی سیر ہو کر کھانا نہیں کھاتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی سے اس بات کا ذکر بھی نہیں کیا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فقر، غنا سے اور بھوک پیٹ بھر کر کھانے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھوک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگلے روز روزہ رکھنے سے نہ روک سکتی، رات کو کچھ کھائے پئے بغیر ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روزہ رکھ لیتے حالانکہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تو اللہ رب العزت سے دنیا کے تمام خزانے اور ہر قسم کی نعمتیں مانگ سکتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر کو ہی پسند فرمایا۔ میں حضور اقدس کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگتی اور خود میری اپنی یہ حالت ہوتی کہ بھوک سے برُا حال ہوتا اور میں پیٹ پر ہاتھ پھیرنے لگتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنے لگتی: کاش ہمیں صرف گزر بسر ہی کی حد تک کھانے پینے کا سامان میسر ہوتا۔ میری یہ بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عائشہ! ہمیں دنیا سے کیا غرض؟ مجھ سے پہلے میرے بہت سے بھائی جو جلیل القدر پیغمبر تھے اس دنیا میں آئے انہوں نے مجھ سے زیادہ سختیاں برداشت کیں مگر صبر

کیا اور اسی حال میں اپنے خدا سے جا ملے۔ وہاں انہیں بلند مقامات سے نوازا گیا اور طرح طرح کی نعمتیں ان کو عطا کی گئیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ مجھے اس دنیا میں فراخی دے دی جائے اور آخرت کی لازوال نعمتوں میں کمی ہو جائے۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ کوئی بات نہیں کہ میں اپنے دوستوں اور بھائیوں سے اسی حالت میں جا ملوں۔

معمولات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور دریافت فرماتے کہ کیا کوئی مریض ہے جس کی عیادت کروں، کوئی جنازہ ہے کہ اس کی نماز پڑھوں؟ اگر ضرورت ہوتی تو تشریف لے جاتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زمین پر بیٹھتے اور زمین پر ہی بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے اور اکثر زمین ہی پر استراحت فرماتے۔ غریب اور بے سہارا لوگوں کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور خود ان کا کام کاج کرتے، کبھی کسی کو حقیر نہ سمجھتے۔ ہمیشہ غریبوں کے جنازہ میں شریک ہوتے، کمزور، فاقہ مست اور مفلس لوگوں کے پاس خود جاتے اور ان کی اعانت فرماتے۔ غریب سے غریب آدمی کی بھی دعوت قبول فرمالیتے، غریبوں اور تنگدستوں کی مدد کرتے، ان کا بوجھ اٹھاتے، مہمانوں کی مدارت کرتے اور بھلائی کے کاموں میں تعاون فرماتے۔

اپنے ساتھیوں میں سے جب کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں کا حاکم وغیرہ بنا کر بھیجتے تو اس کو یہی نصیحت فرماتے کہ لوگوں کو اچھی باتیں بتانا، ان کے لئے آسانیاں پیدا کرنا، دین کو اس طرح پیش کرنا کہ انہیں اس کی رغبت ہو، انہیں احکام سے مصیبت میں نہ ڈالنا وغیرہ۔

جولوگ اہل علم وفضل ہوتے اور اچھے اخلاق والے ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی عزت و احترام فرماتے اور جولوگ عزت و مرتبہ والے ہوتے ان پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احسان فرماتے۔عزیز و اقارب کی عزت کرتے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتے۔اپنے عزیز و اقارب میں یہ نہ دیکھتے کہ کون افضل ہے اور کون نہیں جس کو زیادہ مستحق سمجھتے اس کی زیادہ مدد کرتے۔جب اپنے ساتھیوں سے ملتے تو پہلے خود سلام کرتے اور بڑی گرمجوشی کے ساتھ مصافحہ کرتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جہاد کا حکم فرماتے تو خود سب سے پہلے جہاد کے لئے تیار ہو جاتے اور جب میدان کارزار گرم ہوتا تو سب سے آگے اور دشمن کے سب سے زیادہ قریب ہوتے۔(ماخوذ از وسائل الوصول الی شمائل الرسول)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اللہ تعالیٰ کے لئے جہاد کے علاوہ کبھی کسی کو نہیں مارا،کبھی کسی خادم کو نہ کسی عورت (بیوی یا باندی) کو مارا۔آپ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی کے ظلم کا بدلہ لیا ہو البتہ اللہ کی حرمتوں میں سے کسی کی توہین ہوتی ہو (مثلاً کسی حرام فعل کا کوئی مرتکب ہوتا ہو) تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ غصہ والا کوئی شخص نہیں ہوتا تھا۔(شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ ایک بدوی آیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر پکڑ کر اس زور سے کھینچی کہ گردن مبارک پر نشان پڑ گیا اور کہا کہ میرے ان اونٹوں پر غلہ لدوا دو۔تم اپنے مال میں سے یا اپنے باپ کے مال میں سے نہیں دیتے ہو (گویا بیت المال کا مال ہم ہی لوگوں کا ہے تمہارا نہیں ہے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تک تو اس چادر کو کھینچنے کا بدلہ نہیں دے گا میں غلہ نہیں دوں گا۔اس نے کہا خدا کی قسم میں بدلہ نہیں دیتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرمارہے تھے اور اس کے اونٹوں پر غلہ لدوا دیا۔(خصائل نبوی)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدمت گار کے ساتھ کھانا کھا لیتے اور اس کے ساتھ آٹا گوندھوا دیتے، اپنا سودا بازار سے خود لے آتے اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے۔(مدارج النبوۃ)

فکر آخرت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ کو دنیا میں مسافر کی طرح سمجھتے تھے، دنیوی عیش و آرام سے تعلق نہ تھا بلکہ "کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل "(دنیا میں غریب الوطن مسافر یا راستہ گزرنے والے کی طرح رہو) کا عملی نمونہ تھے۔

نکاح

اسلام میں نکاح کا اولین مقصد اخلاق اور عصمت کا تحفظ ہے۔نکاح بہت سارے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی فرائض وواجبات ومصالح کی تکمیل کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔یہ فطری جنسی خواہش وضرورت کی تکمیل اور خاندان کی تعمیر وتشکیل کا ذریعہ ہے۔قرآن مجید کی متعدد آیات بینات اور احادیث مبارکہ سے نکاح کی اہمیت اور ضرورت ثابت ہے۔انبیاء کرام کا پاکیزہ اور برگزیدہ طبقہ دیگر تمام انسانوں سے ممتاز واعلیٰ وارفع ہونے کے باوجود چونکہ اپنی نوع کے اعتبار سے بشری صلاحیتوں کا حامل ہوتا ہے لہٰذا ان کی ذوات مقدسہ میں بھی انسانی جذبات واحساسات وخواہشات موجود ہوتی ہیں۔ان کی بعثت کے بنیادی مقاصد میں تمام انسانی امور ومعاملات میں لوگوں کی رہنمائی اور عملی نمونہ پیش کرنا بھی شامل ہوتا ہے۔لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام کھاتے پیتے بھی ہیں، نکاح وکاروبار بھی کرتے ہیں اور دیگر رشتہ داریاں اور معاشرتی ذمہ داریاں بھی ادا کرتے ہیں۔قرآن مجید میں متعدد انبیاء کرام علیہم السلام کے اہل

وعیال، آل اولاد اور خاندان کا ذکر اور بعض جلیل القدر انبیاء کرام کی نیک اولاد کے حصول کے لئے دعائیں بھی موجود ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پیشوا، امام اور افضل ترین نبی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اہل وعیال اور آل واولاد والے تھے۔ اللہ کریم کا ارشاد ہے۔ اور تحقیق ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل (بھی) رسول بھیجے اور ان کے لئے اور ان کے لئے بیبیاں اور بچے (بھی) بنائے (الرعد:۳۸)۔

ازواج مطہرات

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے بعض کا تذکرہ آیات قرآنی میں جبکہ دیگر کا احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات نہایت پاکیزہ الطبع، سلیم الفطرت، پرہیز گار اور عبادت گزار خواتین تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تعلق اور نسبت خصوصی کے باعث ازواج مطہرات دیگر خواتین سے ممتاز ومیز اور قابل عزت واحترام اور مؤمنین کی ماؤں کا درجہ رکھتی ہیں۔ ذیل میں ازواج مطہرات کے اسمائے گرامی درج کیے جارہے ہیں۔

۱۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ (طاہرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۲۔ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ (حمیرہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۴۔ حضرت حفصہ بنت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۵۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۶۔ حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۷۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۸۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۹۔ حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۱۰۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

۱۱۔ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تعدد ازواج کی حکمتیں

قبل از اسلام معاشرے میں عورتوں کی حیثیت انتہائی کمتر سمجھی جاتی تھی۔انہیں جائز حقوق اور عزت واحترام دینے کی بجائے محض ذاتی جائداد و مال سمجھا جاتا تھا۔ایک مرد بیک وقت بے شمار بیویاں رکھ سکتا تھا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں عورتوں کو تمام جائز حقوق اور عزت واحترام دیا۔تعدد ازواج پر پابندی لگا دی گئی۔عورت کو جائداد میں حصہ،نان ونفقہ اور حق مہر وغیرہ جیسے اہم حقوق عطا کئے۔ مردوں کو بیویوں سے محبت،نرمی اور حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔بیک وقت چار سے زیادہ بیویاں رکھنے کی ممانعت کر دی گئی۔ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے والے مردوں پر ان کے حقوق کی ادئیگی کے معاملہ میں کڑی شرائط عائد کر دی گئیں۔

رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قیامت تک کے انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کا فریضہ انجام دینے کے لئے مبعوث فرمائے گئے۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امت کی بہترین تعلیم وتربیت کے لئے زندگی کے ہر پہلو کے بارے میں عملی مثال پیش کی۔اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ خصوصی ذمہ داریاں بھی عائد کی گئیں جن سے امت مسلمہ کو مبرّا قرار دیا گیا جب کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے کچھ خصوصی عنایات وانعامات بھی کیے گئے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی کا حصہ ہیں۔آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے

فرمان کے مطابق ہر نبی کو چالیس مردوں کی طاقت دی جاتی ہے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چالیس نبیوں کے برابر قوت مردمی عطا کی گئی۔ بخاری شریف کی ایک اور روایت کے مطابق ایک جنتی کو ایک سو مردوں کی طاقت دی جائے گی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیس یا چالیس جنتیوں کی طاقت دی گئی ہے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احکامات الٰہی کے مطابق نکاح کئے۔ حدیث مبارکہ ہے کہ ''میں نے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا اور نہ اپنی بیٹیوں سے کسی کا نکاح کر دیا مگر اس وحی کی بنیاد پر جسے جبرائیل امین میرے رب کی طرف سے لے کر آئے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پہلا نکاح حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے ہوا جن کا تعلق قبیلہ بنو عزیٰ سے تھا۔ اس نکاح کا پیغام سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے دیا گیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا ابو طالب کے مشورہ واجازت سے قبول فرمایا۔ نکاح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک ۲۵ برس جبکہ سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا چالیس برس کی تھیں۔ یہ پہلے ابو ہالہ ہند کی زوجہ تھیں۔ ان کے انتقال کے بعد عتیق بن عائذ سے نکاح ہوا۔ اس کا بھی انتقال ہو گیا اور یہ دوسری بار بیوہ ہو گئیں۔ پانچ بچوں کی ماں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ساتھ ۲۵ برس تک رہا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی وفات تک نکاح ثانی نہیں فرمایا۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ۶۵ برس کی عمر میں وفات پا گئیں۔ چار بیٹیوں کی دیکھ بھال اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا فریضہ سرانجام دینے کے لئے آپ کی طرف سے کسی اشارے کے بغیر حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے حاضر خدمت ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح ثانی کے لئے درخواست کی اور ایک عمر رسیدہ خاتون سیّدہ سودہ بنت زمعہ کا نام پیش کیا جن کے پہلے شوہر سکران بن عمر کا انتقال ہو چکا تھا اور خاندان کے باقی لوگ شرک پر قائم تھے۔ وہ لاوارث اور بے سہارا

تھیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سہارا دینے کی غرض سے ان کے ساتھ نکاح کیا۔ سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا پورے چار سال تک تنہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں رہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی کے یہ دونوں ہی واقعات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت، پاکیزگی، صبر وقناعت، ہمدردی اور عظمت کی روشن دلیل ہے۔ حالانکہ اس وقت عرب میں تعدد ازواج اور باندیوں کا عام رواج تھا۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ میں وہ کشش تھی کہ اشراف عرب فخر ومسرت کے ساتھ اپنی بیٹیاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیاہ دیتے۔ اسی دوران کفار مکہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبلیغ سے باز رکھنے کے لئے عرب کی سب سے حسین عورتوں سے نکاح کا لالچ بھی دیا گیا جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٹھکرا دیا۔

تعدد ازواج نبی کا عرصہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ کے ۵۴ سال سے لے کر ۶۰ سال کی عمر تک محیط ہے۔ اس سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں بیک وقت دو خواتین بھی جمع نہیں ہوئیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح مبارک مکہ میں ہوا تاہم رخصتی مدینہ منورہ میں ایک یا دو ہجری میں ہوئی۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے تین ہجری میں نکاح ہوا جو اس وقت بیوہ تھیں۔ ان کے شوہر حضرت خنیس ابن حزافہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں زخمی ہو کر انتقال فرما گئے۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا سے بھی تین ہجری میں نکاح ہوا جن کا شوہر عبداللہ بن جحش جنگ احد میں مارا گیا۔ آپ نکاح کے چند ماہ بعد انتقال فرما گئیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے چار ہجری میں نکاح ہوا جن کے شوہر غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ یہ بھی عمر رسیدہ اور بال بچوں والی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی حوصلہ افزائی اور بچوں کی کفالت کی خاطر ان سے نکاح فرمایا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش سے نکاح پانچ ہجری میں ہوا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بنت حارث سے چھ ہجری میں نکاح ہوا۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

بنت ابی سفیان سے سات ہجری میں نکاح ہوا اور اسی سال غزوہ خیبر کے بعد حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت حیی سے نکاح ہوا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نکاح ہے۔

درحقیقت ان شادیوں کے پس پردہ دینی، دنیاوی، معاشرتی، معاشی، سماجی اور تبلیغی مصلحتیں اور اغراض و مقاصد تھے۔ کبھی کسی بیوہ کی دلجوئی کے لئے، کبھی کسی قبیلہ یا خاندان سے ہمدردی کے لئے اور کبھی دین اسلام کی بہتر تبلیغ و اشاعت کے لئے نکاح فرمائے۔ یہ ازواج مطہرات مختلف مسلم و غیر مسلم قبائل سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان نکاحوں سے اکثر قبائل کو آپس کی دشمنیاں ختم کر کے امن و استحکام کا موقع ملا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کا ایک اہم مقصد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جانثاروں کی عزت افزائی اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قریبی رشتہ داری کا شرف بخشنا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بعض غیر مسلم قبائل کی خواتین اور سرداران قوم کی بیٹیوں سے ان کے بیوہ یا شادی شدہ ہونے کے باوجود نکاح کرنے کا اہم مقصد ان قبائل کی اسلام دشمنی کا زور توڑ کر ان کی عداوت کو محبت میں بدلنا اور ان کی فلاح و بہتری اور اسلام کو پھیلانے کی کوشش بھی ہے۔

عادات مبارکہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بات کے بہت سچے تھے۔ سب باتوں میں آسانی اور سہولت اختیار فرماتے، اپنے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں کا خیال رکھتے اور ان کے حالات کو دریافت کرتے رہتے۔ جب رات کے وقت باہر جانا ہوتا تو آہستہ سے اُٹھتے اور آہستہ سے جوتا پہنتے اور آہستہ سے کواڑ کھولتے اور پھر آہستہ سے باہر چلے جاتے، اسی طرح گھر میں تشریف لاتے تو آہستہ سے آتے اور آہستہ سے سلام کرتے تا کہ سونے

والوں کو تکلیف نہ ہو اور کسی کی نیند خراب نہ ہو جائے۔ (زادالمعاد)

جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو خوش و خرم دیکھتے تو اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے تاکہ اُنسیت ہو جائے۔ (ابن سعد)

جب کوئی (شخص) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مال زکوٰۃ لاتا کہ مستحقین میں تقسیم فرمادیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس لانے والے کو دعا دیتے اے اللہ اس فلاں شخص پر رحم فرما۔ (مسند احمد)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ داہنی یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور گھر والوں کی اطلاع کے لئے فرماتے السلام علیکم۔ (ابوداؤد، زادالمعاد)

رات کو کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو ایسی آواز سے سلام کرتے کہ جاگنے والا سن لیتا اور سونے والا نہ جاگتا۔ (زادالمعاد)

چلتے تو نگاہ زمین کی طرف رکھتے، مجمع کے ساتھ چلتے تو سب سے پیچھے ہوتے اور کوئی سامنے آتا تو سلام پہلے آپ ہی کرتے۔ عاجزانہ صورت سے بیٹھتے، غریبوں مسکینوں کی طرح بیٹھ کر کھانا کھاتے اور خاص مہمانوں کی مہمانی خود بہ نفس نفیس انجام دیتے۔ (زادالمعاد)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اوقات خاموش رہتے اور بلاضرورت کلام نہ فرماتے۔ جب بولتے تو اتنا صاف کہ سننے والا خوب سمجھ لے، نہ اتنا لمبا کلام فرماتے کہ آدمی اکتا جائے نہ اتنا مختصر کہ بات ادھوری رہ جائے، کسی بات میں کسی کام میں سختی نہ فرماتے، نرمی کو پسند فرماتے۔ اپنے پاس آنے والے کی بے قدری نہ فرماتے، نہ کسی کی بات کاٹتے، اگر خلاف شرع ہوتی تو اس کو روک دیتے تھے یا وہاں سے خود اٹھ کر چلے جاتے اور اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت کی بڑی قدر فرماتے۔

کبھی آپ ﷺ نے ذاتی معاملہ میں غصہ نہیں کیا اور نہ اپنے نفس کا کسی سے بدلہ لیا۔ کسی سے ناراضگی کا اظہار فرماتے تو چہرہ کو اس طرف سے پھیر لیتے تھے لیکن زبان سے سخت سست نہیں کہتے۔ جب خوش ہوتے تو نیچی نگاہ کر لیتے، نہایت ہی شرمیلے تھے۔ حضور ﷺ کنواری لڑکی سے جو اپنے پردے میں ہو شرم و حیا میں کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے، شدت حیا کی وجہ سے کسی شخص کے چہرہ پر نظر جما کر نہ دیکھتے، کبھی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر نہ دیکھتے۔ (ابن سعد)

اگر کوئی غریب آتا یا کوئی باندی یا بڑھیا آپ سے بات کرنا چاہتی تو سڑک کے ایک کنارے پر سننے کے لئے کھڑے ہو جاتے یا بیٹھ جاتے۔ بیمار ہوتا تو اس کی بیمار پرسی فرماتے۔ کسی کا جنازہ ہوتا اس میں شریک ہو جاتے۔ (ابن سعد)

آپ ﷺ کے مزاج میں اس قدر تواضع تھی کہ اپنی امت کو اس کی تاکید فرمائی ہے کہ مجھ کو میرے درجہ سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔ (زادالمعاد)

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ملتے تو آپ ان سے مصافحہ کرتے اور دعا فرماتے تھے۔ (نسائی)

جب آپ ﷺ چلتے تو دائیں بائیں نہیں دیکھتے تھے۔ (حاکم۔ ابن سعد)

آپ ﷺ تین دن سے قبل قرآن شریف ختم نہ کرتے۔ (ابن سعد)

حضور ﷺ جائز کام سے منع نہیں فرماتے تھے۔ اگر کوئی آپ ﷺ سے سوال کرتا اور اس کے سوال کو پورا کرنے کا ارادہ ہوتا تو ہاں کہہ دیتے ورنہ خاموش ہو جاتے۔ (ابن سعد)

عموماً عبادت نافلہ چھپ کر ادا فرماتے تاکہ امت پر اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو۔ (زادالمعاد)

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ میں نے معاہدہ کیا

ہے کہ جس شخص کو میں دشنام دوں یا لعنت کروں وہ دشنام اس شخص کے حق میں گناہوں کا کفارہ، رحمت و بخشش اور قرب کا ذریعہ بنا دی جائے۔ (زادالمعاد)

نیک کام کو شروع فرماتے تو پھر اس کو ہمیشہ کیا کرتے۔ (ابوداؤد)

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کھڑے ہوئے غصہ آتا تو بیٹھ جاتے اور بیٹھے بیٹھے غصہ آتا تو لیٹ جاتے تھے (تاکہ غصہ فرو ہو جائے) (زادالمعاد، ابن ابی الدنیا)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا اور وہ ٹھہر جاتا تو اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ٹھہر جاتے اور جب تک وہ خود نہ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ٹھہرے ہی رہتے۔

اور جب کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دینا چاہتا تو آپ اپنا ہاتھ دے دیتے اور جب تک وہ خود ہاتھ نہ چھوڑتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہاتھ نہیں چھڑاتے۔

(ابن سعد)

ایک روایت میں ہے کہ آپ کسی سے اپنا چہرہ نہ پھیرتے جب تک وہ خود نہ پھیرتا اور کوئی چپکے سے بات کہنا چاہتا تو آپ کان اس کی طرف کر دیتے تھے اور جب تک فارغ نہ ہو جاتا آپ کان نہیں ہٹاتے تھے۔ (ابن سعد)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بچوں کے پاس سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے۔

(زادالمعاد)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جو کوئی شخص یکبارگی آجاتا وہ مرعوب ہو جاتا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا تھا۔ میں نے آپ جیسا صاحب جمال و صاحب کمال نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کسی کو دیکھا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو دیکھا۔

خوشی کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نیچی فرما لیتے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی

کے متعلق بری بات معلوم ہوتی تو یوں نہیں فرماتے کہ فلاں شخص کو کیا ہوا۔ ایسا ایسا کرتا ہے۔ بلکہ یوں فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے وہ ایسا ایسا کرتے ہیں۔ (شمائل نبوی)

زبان مبارک سے وہی بات فرماتے جس میں ثواب ملے، کوئی پردیسی آتا تو اس کی خبر گیری کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے جس سے ہر شخص کو یوں محسوس ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میرے ساتھ سب سے زیادہ محبت ہے۔ اگر کوئی شخص بات کرنے بیٹھ جاتا تو جب تک وہ نہ اٹھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ اٹھتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب فکر مند ہوتے تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرماتے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ اور جب گریہ وزاری اور دعا کا انہماک بڑھ جاتا تو فرماتے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ۔ (ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ غم کے وقت اکثر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریش مبارک پر ہاتھ لے جایا کرتے، کبھی انگلیوں سے اس میں خلال فرماتے اور فرماتے

حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

میرے لئے اللہ رب العزت کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

اپنے وصال کا علم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پہلے سے اپنے وصال مبارک کا علم حاصل ہو گیا تھا اور آپ نے مختلف مواقع پر لوگوں کو اس کی خبر بھی دے دی تھی۔ چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے لوگوں کو یہ فرما کر رخصت فرمایا تھا کہ

''شاید اس کے بعد میں تمہارے ساتھ حج نہ کر سکوں گا''۔

اسی طرح ''غدیر خم'' کے خطبہ میں اسی انداز سے کچھ اسی قسم کے الفاظ آپ کی زبانِ اقدس سے ادا ہوئے تھے۔ اگرچہ ان دونوں خطبات میں لفظ لعل (شاید)

فرما کر ذرا پردہ ڈالتے ہوئے اپنی وفات کی خبر دی مگر حجۃ الوداع سے واپس آ کر آپ نے جو خطبات ارشاد فرمائے اس میں لعل (شاید) کا لفظ آپ نے نہیں فرمایا بلکہ صاف صاف اور یقین کے ساتھ اپنی وفات کی خبر سے لوگوں کو آگاہ فرمادیا۔ چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے اور شہداء اُحد کی قبروں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر واپس آ کر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو تم سے پہلے وفات پانے والا ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اور میں خدا کی قسم اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔

(بخاری، کتاب الحوض، جلد۲ ص ۹۷۵)

یہ قصہ مرضِ وفات شروع ہونے سے پہلے کا ہے لیکن اس قصہ کو بیان فرمانے کے وقت آپ کو اس کا یقینی علم حاصل ہو چکا تھا کہ میں کب اور کس وقت دنیا سے جانے والا ہوں اور مرضِ وفات شروع ہونے کے بعد تو اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو صاف صاف لفظوں میں بغیر "شاید" کا لفظ فرماتے ہوئے اپنی وفات کی خبر دے دی چنانچہ بخاری شریف کی روایت ہے کہ

اپنے مرضِ وفات میں آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور چپکے چپکے اس سے کچھ فرمایا تو وہ رو پڑیں پھر بلایا اور چپکے چپکے کچھ فرمایا تو وہ ہنس پڑیں۔ جب ازواج مطہرات نے اس کے بارے میں حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آہستہ آہستہ مجھ سے یہ فرمایا کہ میں اسی بیماری میں وفات پا جاؤں گا تو میں رو پڑی۔ پھر چپکے چپکے مجھ سے فرمایا کہ میرے بعد میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم وفات پا کر میرے پیچھے آ ؤ گی تو میں ہنس پڑی۔

(بخاری، باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد۲، ص ۶۳۸)

وصال شریف

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماہ صفر کے آخری ایام میں علیل ہوئے۔ بخار تیز اور کمزوری کی وجہ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے مقرر فرمایا۔خود بھی ان کے پیچھے نماز ادا فرمائی۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''انبیاء کو اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ چاہے تو دنیا کی زندگی پسند کریں اور چاہیں تو آخرت پسند کریں۔تو وصال سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے تھے الرفیق الاعلیٰ یعنی مجھے رفیق اعلیٰ سے ملنا پسند ہے (جو باری تعالیٰ ہے)۔مشہور قول کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال بارہ ربیع الاول سن گیارہ ہجری بروز پیر ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سینہ پر تکیہ لگائے تھے۔اسی حالت میں وصال ہوا۔آپ کے وصال پر مدینہ منورہ میں کہرام مچ گیا گویا قیامت برپا ہوگئی ہو۔ہر شخص صدمہ سے نڈھال تھا۔

تجہیز وتکفین

چونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصیت فرمادی تھی کہ میری تجہیز وتکفین میرے اہل بیت اور اہل خاندان کریں اس لئے یہ خدمت آپ کے خاندان ہی کے لوگوں نے انجام دی، چنانچہ حضرت فضل بن عباس وحضرت قثم بن عباس وحضرت علی اور حضرت عباس وحضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم نے مل جل کر آپ کو غسل دیا اور ناف مبارک اور پلکوں پر جو پانی کے قطرات اور تری جمع تھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرط محبت سے اس کو زبان سے چاٹ کر پی لیا۔(مدارج النبوۃ، جلد۲،ص ۴۳۸تا۴۳۹)

غسل کے بعد تین سوتی کپڑوں کا جو''سحول'' گاؤں کے بنے ہوئے تھے کفن بنایا گیا ان میں قمیص وعمامہ نہ تھا۔(بخاری، باب الثیاب البیض للکفن، جلد۱)

نماز جنازہ

جنازہ تیار ہوا تو لوگ نمازِ جنازہ کے لئے بے تاب ہو گئے، پہلے مردوں نے، پھر عورتوں نے، پھر بچوں نے نماز جنازہ پڑھی، جنازہ مبارکہ حجرہ مقدسہ کے اندر ہی تھا، باری باری سے تھوڑے تھوڑے لوگ اندر جاتے تھے اور نماز پڑھ کر چلے آتے تھے لیکن کوئی امام نہ تھا۔

(ابن ماجہ، باب ذکر وفاتہ، ص ۱۱۸/ مدارج النبوۃ، جلد ۲، ص ۲۴۰)

نماز جنازہ عام لوگوں کی طرح نہ تھی۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات عالیہ کے مطابق آپ کی تجہیز و تکفین کے بعد حجرہ مبارکہ میں رکھ دیا گیا۔ کچھ وقت انتظار کیا گیا کہ فرشتے سلامی عرض کرلیں۔ پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھوڑے تھوڑے اندر جاتے اور کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کر کے واپس آجاتے۔

قبر انور

حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے قبر شریف تیار کی جو بغلی تھی۔ جسم اطہر کو حضرت علی و حضرت فضل بن عباس و حضرت عباس و حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہم نے قبر منور میں اتارا۔ (مدارج النبوۃ، جلد ۲، ص ۴۴۲)

لیکن ابوداؤد شریف کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسامہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما بھی قبر میں اترے تھے۔

(ابوداؤد، باب کم یدخل القبر، جلد ۲، ص ۴۵۸)

صحابہ کرام میں یہ اختلاف رونما ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں دفن کیا جائے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ مسجد نبوی میں آپ کا مدفن ہونا چاہئے اور کچھ نے یہ رائے

دی کہ آپ کو صحابہ کرام کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے۔اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ ہر نبی اپنی وفات کے بعد اسی جگہ دفن کیا جاتا ہے جس جگہ اس کی وفات ہوئی ہو۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو سن کر لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچھونے کو اٹھایا اور اسی جگہ (حجرۂ عائشہ) میں آپ کی قبر تیار کی اور آپ اسی میں مدفون ہوئے۔(ابن ماجہ، باب ذکر وفاتہ، ص ۱۱۸)

ہتھیار

چونکہ جہاد کی ضرورت ہر وقت درپیش رہتی تھی اس لئے آپ کے سامان میں نو یا دس تلواریں، سات لوہے کی زرہیں، چھ کمانیں، ایک تیردان، ایک ڈھال، پانچ برچھیاں، دو مغفر، تین جبے ایک سیاہ رنگ کا بڑا جھنڈا باقی سفید و زرد رنگ کے چھوٹے چھوٹے جھنڈے اور ایک خیمہ تھا۔

ہتھیاروں میں تلواروں کے بارے میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا کہ اس کا علم نہیں کہ یہ سب تلواریں بیک وقت جمع تھیں یا مختلف اوقات میں آپ کے پاس رہیں۔(مدراج النبوۃ، جلد۲، ص ۵۹۵)

مختلف سامان

ظروف اور برتنوں میں کئی پیالے تھے۔ایک شیشہ کا پیالہ بھی تھا۔ایک پیالہ لکڑی کا تھا جو پھٹ گیا تھا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اس کے شگاف کو بند کرنے کیلئے ایک چاندی کی زنجیر سے اس کو جکڑ دیا تھا۔(بخاری، جلد۱، ص ۴۳۸)

چمڑے کا ایک ڈول، ایک پرانی مشک، ایک پتھر کا تغار، ایک بڑا سا پیالہ

جس کا نام "السعہ" تھا، ایک چمڑے کا تھیلا جس میں آپ آئینہ، قینچی اور مسواک رکھتے تھے، ایک کنگھی ایک سرمہ دانی، ایک بہت بڑا پیالہ جس کا نام "الغراء" تھا صاع اور مد ناپنے کے پیمانے، ان کے علاوہ ایک چارپائی جس کے پائے سیاہ لکڑی کے تھے۔ یہ چارپائی حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے ہدیۃً خدمت اقدس میں پیش کی تھی۔ بچھونا اور تکیہ چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، مقدس پاپوش۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسباب وسامانوں کی ایک فہرست ہے جن کا تذکرہ احادیث میں متفرق طور پر آتا ہے۔

تبرکات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان متروکہ سامانوں کے علاوہ بعض یادگاری تبرکات بھی تھے جن کو عاشقانِ رسول فرط عقیدت سے اپنے اپنے گھروں میں محفوظ کیے ہوئے تھے اور ان کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ موئے مبارک، نعلین شریفین اور ایک لکڑی کا پیالہ جو چاندی کے تاروں سے جوڑا ہوا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان تینوں آثار متبرکہ کو اپنے گھر میں محفوظ رکھا تھا۔ (بخاری، جلد ا، ص ۴۳۸)

اسی طرح ایک موٹا کمبل حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جن کو وہ بطور تبرک اپنے پاس رکھے ہوئے تھیں اور لوگوں کو اس کی زیارت کراتی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگوں کو حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مبارکہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے ایک موٹا کمبل نکالا اور فرمایا کہ یہ وہی کمبل ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی۔

(بخاری، باب ذکر من درع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ا، ص ۴۳۸)

آپ کی انگوٹھی اور عصائے مبارک جانشین ہونے کی بنا پر باری باری

خلفائے کرام حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق وحضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے پاس رہی۔ مگر انگوٹھی مبارک حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے کنویں میں گر گئی اس کنویں کا نام "بیر اریس" ہے جس کو لوگ "بیر خاتم" بھی کہتے ہیں۔

(بخاری، باب خاتم الفضۃ، جلد۲،ص۸۷۲)

اسی قسم کے دوسرے اور بھی تبرکات نبویہ ہیں جو مختلف صحابہ کرام کے پاس محفوظ تھے جن کا تذکرہ احادیث اور سیرت کی کتابوں میں جابجا متفرق طور پر مذکور ہے اوران مقدس تبرکات سے صحابہ کرام اور تابعین عظام کو اس قدر والہانہ محبت تھی کہ وہ ان کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتے تھے۔

حلیہء مبارک

محسن انسانیت باعث تخلیق کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپا اقدس کے متعلق یہ عقیدہ ہونا لازمی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال خُلق کی طرح کمال خلقت میں بھی بے مثل وبے مثال ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے حبیب مکرم کو ایسی صورت میں پیدا فرمایا کہ کسی انسان کو نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کی حیات ظاہری کے بعد قیامت تک ایسا سراپا عطا فرمایا۔

امام قرطبی (م ۶۷۱ھ) نے کسی عارف کا قول نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کامل حسن ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا۔ کیونکہ اگر آپ کا حسن کامل ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں آپ کے جمال جہاں آراء کے دیدار کی تاب نہ لاسکتیں۔

جسم اقدس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کا

رنگ گورا سپید تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ ﷺ کا مقدس بدن چاندی سے ڈھال کر بنایا گیا ہے۔(شمائل ترمذی، ص۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کا جسم مبارک نہایت نرم ونازک تھا میں نے دیبا وحریر (ریشمی کپڑوں) کو بھی آپ کے بدن سے زیادہ نرم ونازک نہیں دیکھا اور آپ کے جسم مبارک کی خوشبو سے زیادہ اچھی کبھی کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔

(بخاری، باب صفۃ النبی، جلد ا، ص ۵۰۳)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ انور اس طرح چمک اٹھتا تھا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے اور ہم لوگ اسی کیفیت سے حضور ﷺ کی شادمانی ومسرت کو پہچان لیتے تھے۔

(بخاری، جلد ا، ص ۵۰۲)

آپ ﷺ کے رخ انور پر پسینہ کے قطرات موتیوں کی طرح ڈھلکتے تھے اور اس میں مشک وعنبر سے بڑھ کر خوشبو رہتی تھی چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت بی بی اُم سلیم رضی اللہ عنہا ایک چمڑے کا بستر حضور ﷺ کے لئے بچھا دیتی تھیں اور آپ اس پر دوپہر کو قیلولہ فرمایا کرتے تھے تو آپ کے جسم اطہر کے پسینے کو وہ ایک شیشی میں جمع فرمالیتی تھیں پھر اس کو اپنی خوشبو میں ملالیا کرتی تھیں۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وصیت کی تھی کہ میری وفات کے بعد میرے بدن اور کفن میں وہی خوشبو لگائی جائے جس میں حضور انور ﷺ کے جسم اطہر کا پسینہ ملا ہوا ہے۔

(بخاری، باب من زار قوما فقال عندھم، جلد ۲، ص ۹۲۹/ بخاری، جلد ا، ص ۳۶۵)

سایہ نہ تھا

آپ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ حکیم ترمذی (م ۲۵۵ھ) نے اپنی کتاب

''نوادرالاصول'' میں حضرت ذکوان تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ سورج کی دھوپ اور چاند کی چاندنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا۔امام ابن سبع کا قول ہے کہ یہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور آپ نور تھے اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔بعض کا قول ہے کہ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں آپ کی اس دعا کا ذکر ہے کہ آپ نے یہ دعا مانگی کہ خداوندا! تو میرے تمام اعضاء کو نور بنادے اور آپ نے اس دعا کو اس قول پر ختم فرمایا کہ ''وَاجْعَلْنِیْ نُوْرًا'' یعنی یا اللہ تو مجھ کو سراپا نور بنادے۔

ظاہر ہے کہ جب آپ سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہاں سے پڑتا؟

اسی طرح عبداللہ بن مبارک اور ابن الجوزی نے بھی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہیں تھا۔

(زرقانی،جلد۵،ص۲۴۹)

مکھی، مچھر سے محفوظ

حضرت امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو نقل فرمایا ہے اور علامہ حجازی وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے کہ بدن تو بدن، آپ کے کپڑوں پر بھی کبھی مکھی نہیں بیٹھی۔نہ کپڑوں میں کبھی جوئیں پڑیں نہ کبھی کھٹمل یا مچھر نے آپ کو کاٹا۔اس مضمون کو ابوالربیع سلیمان بن سبع نے اپنی کتاب ''شفاء الصدور فی اعلام نبوۃ الرسول'' میں بیان فرماتے ہوئے تحریر فرمایا کہ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ آپ نور تھے پھر مکھیوں کی آمد، جوؤں کا پیدا ہونا چونکہ گندگی، بدبو وغیرہ کی وجہ سے ہوا کرتا ہے اور آپ چونکہ ہر قسم کی گندگیوں سے پاک اور آپ کا جسم اطہر خوشبودار تھا۔اس لئے آپ ان چیزوں سے محفوظ رہے۔امام سبتی نے بھی اس مضمون کو ''اعظم الموارد'' میں مفصل لکھا ہے۔ (زرقانی، جلد۵،ص۲۴۹)

مہر نبوت

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کے برابر مہر نبوت تھی، یہ بظاہر سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت تھا چنانچہ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے بیچ میں مہر نبوت کو دیکھا جو کبوتری کے انڈے کی مقدار میں سرخ ابھرا ہوا ایک غدود تھا۔

(شمائل ترمذی، ص ۳، / ترمذی، جلد ۲، ص ۲۰۵)

لیکن ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ مہر نبوت کبوتر کے انڈے کے برابر تھی اور اس پر یہ عبارت لکھی ہوئی تھی کہ

اَللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ بِوَجْہِ حَیْثُ کُنْتَ فَاِنَّکَ مَنْصُوْرٌ۔

یعنی ایک اللہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں (اے رسول) آپ جہاں بھی رہیں گے آپ کی مدد کی جائے گی۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ "کَانَ نُوْرًا یَتَلَألَأُ" یعنی مہر نبوت ایک چمکتا ہوا نور تھا۔ راویوں نے اس کی ظاہری شکل وصورت اور مقدار کو کبوتر کے انڈے سے تشبیہ دی ہے۔ (حاشیہ ترمذی، باب ماجاء فی خاتم النبوۃ۔ جلد ۲، ص ۲۰۵)

قد مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ بہت زیادہ لمبے تھے نہ پستہ قد، بلکہ آپ درمیانے قد والے تھے اور آپ کا مقدس بدن انتہائی خوبصورت تھا۔ جب چلتے تھے تو کچھ خمیدہ ہو کر چلتے تھے۔ (شمائل ترمذی، ص ۱)

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ نہ طویل القامت تھے، نہ پستہ

قد بلکہ آپ میانہ قد تھے، بوقت رفتار ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی بلندی سے اتر رہے ہیں میں نے آپکا مثل نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپکے بعد۔ (شمائل ترمذی، ص ا)

اس پر صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ آپ میانہ قد تھے لیکن یہ آپ کی معجزانہ شان ہے کہ میانہ قد ہونے کے باوجود اگر آپ ہزاروں انسانوں کے مجمع میں کھڑے ہوتے تھے تو آپ کا سر مبارک سب سے زیادہ اونچا نظر آتا تھا۔

سرِ اقدس

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کا حلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "ضَخمُ الرَّاسِ "یعنی آپ کا سر مبارک "بڑا" تھا جو شاندار اور وجیہ ہونے کا نشان ہے۔ (شمائل ترمذی، ص ا)

جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام

بال مبارک

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک نہ گھنگھریالے تھے نہ بالکل سیدھے، بلکہ ان دونوں کیفیتوں کے درمیان تھے۔ آپ کے مقدس بال پہلے کانوں کی لو تک تھے پھر شانوں تک خوبصورت گیسو لٹکتے رہتے تھے مگر حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے اپنے بالوں کو اتروا دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر بالوں میں تیل بھی ڈالتے تھے اور کبھی کبھی کنگھی بھی کرتے تھے اور اخیر زمانہ میں بیچ سر میں مانگ بھی نکالتے تھے۔ آپ کے مقدس بال آخر عمر تک سیاہ رہے سر اور داڑھی شریف میں بیس بالوں سے زیادہ سفید نہیں ہوئے

تھے۔(شمائل ترمذی،ص۴،۵)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جب اپنے مقدس بال اتروائے تو وہ صحابہ کرام میں بطور تبرک تقسیم ہوئے اور صحابہ کرام نے نہایت ہی عقیدت کے ساتھ ان موئے مبارک کو اپنے پاس محفوظ رکھا اور اس کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے۔

حضرت بی بی اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان مقدس بالوں کو ایک شیشی میں رکھ لیا تاکہ کسی انسان کو نظر لگ جاتی یا کوئی مرض ہوتا تو آپ اس شیشی کو پانی میں ڈبو کر دیتی تھیں اور اس پانی سے شفا حاصل ہوتی تھی۔(بخاری،جلد۲،ص۸۷۵)

رُخ انور

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ منور جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار تجلی کا مظہر تھا۔ نہایت ہی وجیہ، پر گوشت اور کسی قدر گولائی لئے ہوئے تھا۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک مرتبہ چاندنی رات میں دیکھا۔میں ایک مرتبہ چاند کی طرف دیکھتا اور ایک مرتبہ آپ کے چہرۂ انور کو دیکھتا تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ خوبصورت نظر آتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ کے حلیہ مبارکہ کو بیان کرتے ہوئے یہ کہا کہ

مَنْ رَاٰهُ بَدَاهَةً هَابَهُ وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً اَحَبَّهُ۔

جو آپ کو اچانک دیکھتا وہ آپ کے رعب داب سے ڈر جاتا اور پہچاننے کے بعد آپ سے ملتا اور وہ آپ سے محبت کرنے لگتا تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبرو اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ (بخاری،جلد۱،ص۵۰۲)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرہ انور کے بارے میں یہ کہا۔

فَلَمَّا تَبَیَّنْتُ وَجْهَهٗ عَرَفْتُ اَنَّ وَجْهَهٗ لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ۔

یعنی میں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کو بغور دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ آپ کا چہرہ کسی جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہوسکتا۔(مشکوٰۃ،جلد ۱،ص ۱۶۸)

ابرو مبارک

آپ کی بھوئیں دراز و باریک اور گھنے بال والی تھیں اور دونوں بھویں اس قدر متصل تھیں کہ دور سے دونوں ملی ہوئی معلوم ہوتی تھیں اور ان دونوں بھوؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو غصہ کے وقت ابھر جاتی تھی۔(شمائل ترمذی،ص ۲)

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ابروئے مبارک کی مدح میں فرماتے ہیں

جن کے سجدہ کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں سلام

چشمان مبارک

آپ کی چشمان مبارک بڑی بڑی اور قدرتی طور پر سرمگیں تھیں۔پلکیں گھنی اور دراز تھیں،پتلی کی سیاہی خوب سیاہ اور آنکھ کی سفیدی خوب سفید تھی جن میں باریک باریک سرخ ڈورے تھے۔(شمائل ترمذی،ص ۲،دلائل النبوۃ،ص ۵۴)

آپ کی مقدس آنکھوں کا یہ اعجاز ہے کہ آپ بہ یک وقت آگے پیچھے،دائیں بائیں،اوپر نیچے،دن رات،اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔

(زرقانی،جلد ۵،ص ۲۴۶/ خصائص کبریٰ،جلد ۱،ص ۶۱)

چنانچہ بخاری و مسلم شریف کی روایات میں آیا ہے کہ

اَقِیْمُوا الرُّکُوْعَ وَالسُّجُوْدَ فَوَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ بَعْدِیْ۔

یعنی اے لوگو! تم رکوع و سجود کو درست طریقے سے ادا کرو، کیونکہ خدا کی قسم میں تم لوگوں کو اپنے پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔ (مشکوٰۃ، باب الرکوع، ص ۸۲)

صاحب مرقاۃ نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ

وَھِیَ مِنَ الْخَوَارِقِ الَّتِیْ اُعْطِیْھَا۔

یعنی یہ باب آپ کے ان معجزات میں سے ہے جو آپ کو عطا کئے گئے ہیں۔

(حاشیہ مشکوٰۃ، باب الرکوع، ص ۸۲)

پھر آپ کی آنکھوں کا دیکھنا محسوسات ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ غیر مرئی وغیر محسوس چیزوں کو بھی جو عام لوگوں کی آنکھوں سے دیکھنے کے لائق ہی نہیں ہیں دیکھ لیا کرتے تھے چنانچہ بخاری شریف کی ایک روایت ہے کہ

وَاللّٰہِ مَا یَخْفٰی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَا خُشُوْعُکُمْ۔

یعنی خدا کی قسم تمہارا رکوع و خشوع میری نگاہوں سے پوشیدہ نہیں رہتا۔

(بخاری، جلد ا، ص ۵۹)

بینی مبارک

آپ کی متبرک ناک خوبصورت دراز اور بلند تھی جس پر ایک نور چمکتا تھا، جو شخص بغور نہیں دیکھتا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ آپ کی مبارک ناک بہت اونچی ہے حالانکہ آپ کی ناک بہت زیادہ اونچی نہ تھی بلکہ بلندی اس نور کی وجہ سے محسوس ہوتی تھی جو آپ کی مقدس ناک کے اوپر جلوہ فگن تھا۔ (شمائل ترمذی، ص ۲)

نیچی نظروں کی شرم و حیا پر درود
اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

مقدس پیشانی

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ آپ کے چہرہ انور کا حلیہ بیان کرتے ہیں کہ
"وَاسِعُ الْجَبِیْنِ" یعنی آپ کی پیشانی مبارک کشادہ اور چوڑی تھی۔
(شمائل ترمذی، ص۲)

قدرتی طور سے آپ کی پیشانی پر ایک نورانی چمک تھی، چنانچہ دربار رسالت کے شاعر مداحِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی حسین وجمیل نورانی منظر کو دیکھ کر یہ کہا ہے کہ

مَتٰی تَبْدُ فِی الدَّاجِی الْبَهِیْمِ جَبِیْنُهٗ!
یَلُحْ مِثْلَ مِصْبَاحِ الدُّجَی الْمُتَوَقِّدِ

یعنی جب اندھیری رات میں آپ کی مقدس پیشانی ظاہر ہوتی ہے تو اس طرح چمکتی ہے، جس طرح رات کی تاریکی میں روشن چراغ چمکتے ہیں۔

گوش مبارک

آپ کی آنکھوں کی طرح آپ کے کان میں بھی معجزانہ شان تھی چنانچہ آپ نے خود اپنی زبان اقدس سے ارشاد فرمایا کہ

اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ۔

یعنی میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم میں سے کوئی نہیں دیکھتا اور میں ان آوازوں کو سنتا ہوں جنکو تم میں سے کوئی نہیں سنتا۔ (خصائص کبریٰ، جلد ا،ص ٦٧)

آپ زمین پر بیٹھے ہوئے آسمانوں کی چر چراہٹ کو سن لیا کرتے تھے، بلکہ عرش کے نیچے چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز کو بھی سن لیا کرتے تھے۔ (خصائص

کبریٰ، جلد۱، ص ۵۳)

دُور و نزدیک کی سننے والے وہ کان
کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

دھن شریف

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ کے رخسار نرم و نازک و ہموار تھے اور آپ کا منہ فراخ، دانت کشادہ اور روشن تھے۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کے دونوں اگلے دانتوں کے درمیان سے ایک نور نکلتا تھا اور جب کبھی اندھیرے میں آپ مسکرا دیتے تو دانداں مبارک کی چمک سے روشنی ہو جاتی تھی۔
(شمائل ترمذی، ص ۲/ خصائص کبریٰ، جلد ۱، ص ۷۴)

آپ کو کبھی جمائی نہیں آئی اور یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے کہ ان کو کبھی جمائی نہیں آتی کیونکہ جمائی شیطان کی طرف سے ہوا کرتی ہے اور حضرات انبیاء علیہم السلام شیطان کے تسلط سے محفوظ و معصوم ہیں۔ (زرقانی، جلد ۵، ص ۲۴۸)

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

زبانِ اقدس

آپ کی زبان اقدس وحی الٰہی کی ترجمان اور سرچشمۂ آیات و مخزن و معجزات ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت اس قدر حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے کہ بڑے بڑے فصحاء و بلغاء آپ کے کلام کو سن کر دنگ رہ جاتے تھے۔

ترے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے

کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

آپ کی مقدس زبان کی حکمرانی اورشان کا یہ اعجاز تھا کہ زبان سے جو فرمادیا وہ ایک آن میں معجزہ بن کر عالم وجود میں آ گیا

وہ زباں جس کو سب کُن کی کُنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

لعاب دھن

آپ کا لعابِ دھن (تھوک مبارک) زخمیوں اور بیماریوں کے لئے شفاء اور زہروں کے لئے تریاق اعظم تھا۔ چنانچہ آپ کے معجزات میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں غار ثور کے اندر سانپ نے کاٹا، اس کا زہر آپ کے لعابِ دہن سے اُتر گیا اور زخم اچھا ہو گیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آشوب چشم کے لئے یہ لعاب دہن ''شفاء العین'' بن گیا، حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ کی آنکھ میں جنگ بدر کے دن تیر لگا اور پھوٹ گئی، مگر آپ کے لعاب دہن سے ایسی شفاء حاصل ہوئی کہ درد بھی جاتا رہا اور آنکھ کی روشنی بھی برقرار رہی۔

(زادالمعاد، باب غزوہ بدر)

حضرت ابوقتادہ کے چہرے پر تیر لگا، آپ نے اس پر اپنا لعاب دہن لگا دیا فوراً ہی خون بند ہو گیا اور پھر زندگی بھر ان کو کبھی تیر وتلوار کا زخم نہ لگا۔ (اصابہ تذکرہ ابوقتادہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے گھر میں ایک کنواں تھا، آپ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا تو اس کا پانی اتنا شریں ہو گیا کہ مدینہ منورہ میں اس سے بڑھ کر کوئی شیریں کنواں نہیں تھا۔ (زرقانی، جلد۵، ص۲۴۶)

جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے
اس زلال حلاوت پہ لاکھوں سلام

امام بیہقی نے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاشوراء کے دن دودھ پیتے بچوں کو بلاتے تھے اور ان کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال دیتے تھے اور ان کی ماؤں کو حکم دیتے تھے کہ وہ رات تک اپنے بچوں کو دودھ نہ پلائیں، آپ کا یہی لعاب دہن ان بچوں کو اس قدر شکم سیر اور سیراب کر دیتا تھا کہ ان بچوں کو دن بھر نہ بھوک لگتی تھی نہ پیاس۔ (زرقانی علی المواہب، جلد ۵، ص ۲۴۶)

آواز مبارک

یہ حضرات انبیاء کرام کے خصائص میں سے ہے کہ وہ خوب صورت اور خوش آواز ہوتے ہیں لیکن حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ خوبرو اور سب سے بڑھ کر خوش گلو، خوش آواز اور خوش کلام تھے۔ خوش آوازی کے ساتھ ساتھ آپ اس قدر بلند آواز بھی تھے کہ خطبوں میں دور اور نزدیک والے سب یکساں اپنی اپنی جگہ پر آپ کا مقدس کلام سن لیا کرتے تھے۔ (زرقانی، جلد ۴، ص ۱۷۸)

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام

پرنور گردن

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک نہایت ہی معتدل، صراحی دار اور سڈول تھی، خوبصورتی اور صفائی میں نہایت ہی بے مثل خوبصورت اور چاندی کی طرح صاف وشفاف تھی۔ (شمائل ترمذی، ص ۲)

دستِ رحمت

آپ کی مقدس ہتھیلیاں چوڑی پُر گوشت، کلائیاں لمبی، بازو دراز اور گوشت سے بھرے ہوئے تھے۔ (شمائل ترمذی، ص ۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی ریشم اور دیبا کو آپ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم و نازک نہیں پایا اور نہ کسی خوشبو کو آپ کی خوشبو سے بہتر اور بڑھ کر خوشبودار پایا۔ (بخاری، باب صفۃ النبی، جلد ۱، ص ۵۰۲/ مسلم، جلد ۲ ص ۲۵۷)

جس شخص سے آپ مصافحہ فرماتے وہ دن بھر اپنے ہاتھوں کو خوشبودار پاتا۔ جس بچے کے سر پر آپ اپنا دست اقدس پھیر دیتے تھے، وہ خوشبو میں تمام بچوں سے ممتاز ہوتا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز ظہر ادا کی، پھر آپ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی نکلا۔ آپ کو دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچے آپ کی طرف دوڑ پڑے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رخسار پر اپنا دست رحمت پھیرنے لگے۔ میں سامنے آیا تو میرے رخسار پر بھی آپ نے اپنا دست مبارک لگا دیا تو میں نے اپنے گالوں پر آپ کے دست مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور ایسی خوشبو آئی گویا آپ نے اپنا ہاتھ کسی عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہے۔ (مسلم، باب طیب ریحہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد ۲، ص ۲۵۶)

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سخاوت پہ لاکھوں سلام
جس کو بار دو عالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں

انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

سینہ وشکم

آپ کا شکم وسینہ اقدس دونوں ہموار اور برابر تھے، نہ سینہ شکم سے اونچا تھا، نہ شکم سینہ سے، آپ کا سینہ چوڑا تھا اور سینہ کے اوپر کے حصہ سے ناف تک مقدس بالوں کی ایک پتلی سی لکیر چلی گئی تھی۔ مقدس چھاتیاں اور پورا شکم بالوں سے خالی تھا، ہاں شانوں اور کلائیوں پر قدرے بال تھے۔ (شمائل ترمذی، ص۲)

آپ کا شکم صبر وقناعت کی ایک دنیا اور آپ کا سینہ معرفت الٰہی کے انوار کا سفینہ اور وحی الٰہی کا گنجینہ تھا

کل جہاں ملک اور جو کی روٹی غذا
اس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

پائے اقدس

آپ کے مقدس پاؤں چوڑے پُرگوشت، ایڑیاں کم گوشت والی، تلوا اونچا جو زمین میں نہ لگتا تھا۔ دونوں پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف وشفاف، پاؤں کی نرمی اور نزاکت کا یہ عالم تھا کہ ان پر پانی ذرا بھی نہیں ٹھہرتا تھا۔ (شمائل ترمذی، ص۲)

آپ چلنے میں بہت ہی وقار وتواضع کے ساتھ قدم شریف کو زمین پر رکھتے تھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ چلنے میں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا گویا زمین آپ کے لئے لپیٹی جاتی تھی، ہم لوگ آپ کے ساتھ دوڑا کرتے تھے اور تیز چلنے سے مشقت میں پڑ جاتے تھے مگر آپ نہایت ہی وقار و سکون کے ساتھ چلتے رہتے تھے مگر پھر بھی ہم سب لوگوں سے آپ آگے ہی رہتے

تھے۔(شمائل ترمذی، ص۲)

ساقِ اصل قدم شاخ نخل کرم
شمع راہِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
کھائی قرآن نے خاک گزر کی قسم
اس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام

لباس

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زیادہ تر سوتی لباس پہنتے تھے، اون اور کتان کا لباس بھی کبھی کبھی آپ نے استعمال فرمایا ہے۔ لباس کے بارے میں کسی خاص پوشاک یا امتیازی لباس کی پابندی نہیں فرماتے تھے۔ جبہ، قبا، پیرہن، تہبند، حلہ، چادر، عمامہ، ٹوپی، موزہ ان سب کو آپ نے زیب تن فرمایا ہے۔ پائجامہ کو آپ نے پسند فرمایا اور منیٰ کے بازار میں ایک پائجامہ خریدا بھی تھا لیکن یہ ثابت نہیں کہ کبھی آپ نے پائجامہ پہنا ہو۔

عمامہ

آپ عمامہ میں شملہ چھوڑتے تھے جو کبھی ایک شانہ پر اور کبھی دونوں شانوں کے درمیان پڑا رہتا تھا۔ آپ کا عمامہ سفید، سبز، زعفرانی یا سیاہ رنگ کا ہوتا تھا۔ فتح مکہ کے دن آپ کالے رنگ کا عمامہ باندھے ہوئے تھے۔ (شمائل ترمذی، ص۹)

عمامہ کے نیچے ٹوپی ضرور ہوتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے عماموں میں یہی فرق و امتیاز ہے کہ ہم ٹوپیوں پر عمامہ باندھتے ہیں۔
(ابوداؤد، باب العمائم مطبع مجتبائی دھلی، جلد۲، ص۲۰۹)

چادر

یمن کی تیارشدہ سوتی دھاری دار چادریں جو عرب میں "حبرۃ" یا بردیمانی کہلاتی تھیں آپ کو بہت زیادہ پسند تھیں اور آپ ان چادروں کو بکثرت استعمال فرماتے تھے۔کبھی کبھی سبز رنگ کی چادر بھی آپ نے استعمال فرمائی ہے۔

(ابوداؤد، باب فی الخضرۃ مطبع مجتبائی دھلی، جلد۲، ص۲۰۷)

معجزات

اللہ تعالیٰ جل شانہ کی قدرت کاملہ سے بہت سارے ایسے معاملات ہوتے ہیں جو لوگوں کی سمجھ اور عقل میں نہ آسکیں۔وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔چاہے تو سورج یا چاند مشرق کی بجائے مغرب، شمال یا جنوب سے نکال دے۔چاہے تو زمین وآسمان، دریا و پہاڑ ایک آن میں ختم کردے یا ان جیسے کئی اور بنادے۔اللہ کریم کے پیدا کردہ ایسے عجیب واقعہ، چیز یا بات کو معجزہ کہتے ہیں جو وہ کسی رسول و نبی کی دعا سے یا اسکی حمایت میں اور اس کی نبوت ورسالت کی تصدیق کے لئے ظاہر فرمائے۔جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے لکڑی کا عصا ایک بڑا سانپ بن جاتا اور آپ کا ہاتھ چمکدار سفید ہوجاتا۔عیسیٰ علیہ السلام کے دست مبارک یا دم سے مردہ زندہ ہوجاتا، بیمار تندرست ہوجاتا، حضرت شعیب علیہ السلام کی دعا سے پہاڑ سے جوان موٹی تازی اونٹنی نکل آئی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آواز سے ذبح شدہ پرندے دوڑتے ہوئے ان کے پاس آ گئے۔تمام نبیوں کو معجزات عطا کئے گئے۔دیگر تمام نبیوں کے معجزات سے زیادہ اور اظہر واکمل معجزات ہمارے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمائے گئے۔ان میں سے چند معجزات بطور نمونہ درج کئے جاتے ہیں۔

قرآن کریم

قرآن کریم ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ایسا عظیم الشان معجزہ ہے جس کے اندر بے شمار معجزات ہیں۔اس کا ہر ہر حرف معجزہ ہے۔منکرین کفار کو کئی بار چیلنج کیا گیا کہ اس پاک کلام کی طرح کوئی کلام، دس سورتیں، ایک سورت یا ایک کلمہ ہی بنا کر دکھادیں۔مگر بہت کوششوں کے باوجود اس عظیم الشان معجزہ کی مثال کوئی نہ بنا سکا۔

اسراء ومعراج

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص معجزات میں سے ایک اسرء ومعراج ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس خاص فضیلت سے نوازا۔اسراء سے مراد خانہ کعبہ سے مسجد اقصیٰ کی رات کی سیر ہے اور معراج سے مراد بیت المقدس سے آسمانوں سے اوپر جانا اور اللہ کریم کی عظیم الشان نشانیوں کا مشاہدہ فرمانا ہے۔

شق القمر

کفار نے مطالبہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اور اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گیا۔اس کا ذکر قرآن کریم کی سورۃ قمر میں ہے اور احادیث مبارکہ میں کئی معروف صحابہ کرام سے بھی منقول ہے۔

ردالشمس

سورج کا لوٹایا جانا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام صہباء میں نماز عصر ادا فرمانے کے بعد تشریف فرما تھے، سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔اسی حال میں وحی کا نزول شروع ہوا۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی نماز عصر ادا نہیں فرمائی تھی۔سورج غروب ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ نماز عصر ادا کر لی ہے یا ابھی نہیں کی۔آپ نے نفی میں جواب دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

عرض کی ''یا اللہ علی تیرے اور تیری نبی کے کام میں مصروف تھا۔اب اس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ پھر آپ نے سورج کی طرف اشارہ کیا تو ڈوبا ہوا سورج واپس باہر نکل آیا۔(شفاء،مواہب،خصائص کبریٰ،طحاوی،طبرانی)

مُردے زندہ کرنا

امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو دعوت اسلام دی۔اس نے جواب دیا کہ میں ایمان نہیں لاتا جب تک کہ میری مری ہوئی بیٹی زندہ نہ ہو جائے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چلو اس کی قبر دکھاؤ۔اس نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی بیٹی کی قبر دکھائی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس لڑکی کو نام لے کر پکارا۔لڑکی نے قبر سے نکل کر کہا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْكَ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تو زندہ رہنا چاہتی ہے؟۔اس نے جواب دیا ''قسم ہے اللہ کی میں نے اللہ کو اپنے والدین سے بہت زیادہ مہربان پایا اور اپنے لئے آخرت کو دنیا سے اچھا پایا۔(شفاء۔طبرانی۔مواہب۔خصائص کبریٰ)۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت میں ایک بکری ذبح کی سینکڑوں صحابہ کرام کھانا کھا چکے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بکری کی ہڈیاں جمع کر کے ان پر ہاتھ رکھ کر کچھ پڑھا تو بکری زندہ ہو گئی۔جیسا کہ قران مجید کے مطابق حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا سو سال بعد زندہ ہو گیا تھا۔(خصائص کبریٰ)۔

جراءت و بہادری

مدینہ منورہ میں ایک رات لوگوں کو کسی آوز نو چونکا دیا اور خیال کرنے لگے کہ کوئی چور ڈاکو آ گئے ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا لیا جو نہایت سست تھا۔اس پر بغیر زین سوار ہو کر مدینہ منورہ کے اطراف کا چکر لگایا۔لوگ ابھی باہر کی طرف جا رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس آ رہے تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

واپس گھروں کو چلے جاؤ خطرے والی کوئی بات نہیں۔ آپ کی سواری بننے پر نہایت سست رفتار گھوڑا بہت تیز رفتار ہوگیا اور پھر زندگی بھر تیز رفتار ہی رہا۔ (بخاری کتاب الجہاد)

لکڑی سے لوہے کی تلوار

جنگ بدر میں حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک لکڑی عطا فرمائی۔ وہ ان کے ہاتھ میں ایک لمبی مظبوط تلوار بن گئی۔ (سیرت ابن ہشام)

جنگ اُحد میں حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو ایک کھجور کی شاخ عطا فرمائی۔ وہ ان کے ہاتھ میں تلوار بن گئی۔ (استیعاب واصابہ)

لکڑی سے روشنی

بارش والی اندھیری رات میں نماز عشاء کے لئے آنے والے صحابی حضرت قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک کھجور کی شاخ عطا کی اور فرمایا یہ شاخ تمھارے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں دس دس قدم تک روشنی کرے گی۔ وہ لے گئے تو ایسا ہی ہوا۔

بیماروں کو شفا

فدیک بن عمرو السلامانی رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں سفید ہوگئیں۔ وہ کچھ نہ دیکھ سکتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دم کر دیا تو وہ ایسے بینا ہوگئے کہ اسی ۸۰ سال کی عمر میں بھی سوئی میں دھاگہ ڈال سکتے تھے۔ (بیہقی۔ خصائص کبریٰ)

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ کی بیوی کو برص ہوگیا۔ وہ ان کو حضور کی خدمت

میں لائے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بدن پر اپنا عصا مبارک پھیر دیا تو فوراً مرض جاتا رہا۔(مواہب لدنیہ۔کتاب فی المعجزات)

حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے دانت میں شدید درد تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درد والے مقام پر رخسار پر ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی۔درد فوراً جاتا رہا۔(خصائص کبریٰ)

کھانے میں برکت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے خندق کے روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی۔خیال فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چند صحابہ کرام آجائیں گے۔لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب صحابہ کو دعوت دے دی اور فرمایا ہنڈیا چولہے سے نہ اتارنا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی ہنڈیا میں اور آٹے میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا۔اس سے اتنی برکت ہوئی کہ ایک ہزار صحابہ کھا چکے مگر کھانا اسی طرح باقی رہا۔(صحیح مسلم باب فی المعجزات)

غزوہ تبوک کے موقعہ پر لشکر اسلام میں خوراک کی کمی ہوگئی۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے بچے کھچے کھانے منگوا کر ایک چمڑے کے دستر خوان پر رکھوائے اور دعا فرمائی۔پھر صحابہ کرام کو فرمایا اس میں سے اپنے اپنے برتن بھر لو۔سب نے اپنے تمام برتن بھر لئے۔تاہم کھانا بہت سا بچ گیا۔(صحیح مسلم۔مشکوۃ باب فی المعجزات)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بدوی سوالی کو آدھا وسق جو عنایت فرمائے۔اس نے وہ جو ایک برتن میں ڈال لئے اور اس میں سے ایک مدت تک اس کے گھر والے اور مہمان کھاتے رہے اور وہ کم نہ ہوئے۔ایک دن اس نے ان کو ماپ لیا تو وہ کم ہونے لگے۔اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ معاملہ عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو ان کو نہ ماپتا تو ساری عمر اس میں سے کھاتا رہتا۔(مواہب لدنیہ۔صحیح مسلم)

علاوہ ازیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان گنت معجزات ہیں جن کو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے ہاتھ کی انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا، اونٹ اور بکری کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرنا اور اپنی مصیبت سے نجات کے لئے فریاد کرنا۔ کافر کے ہاتھ میں کنکریوں کو کلمہ پڑھانا، نومولود بچے کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دینا۔ درختوں اور پتھروں کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرنا۔ لکڑی کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی پر رونا۔ بھیڑیئے کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی گواہی دینا اور اس قبیل کے بے شمار واقعات کتب حدیث وسیرت میں محفوظ ہیں۔

غزوات

اسلام دین فطرت ہے۔ یہ تلوار کے زور پر نہیں پھیلا۔ اسلامی تعلیمات کا حقیقی مقصد انسانی نفوس کی پُرامن طریقہ پر اصلاح وتذکیہ کر کے انہیں کامل انسان بننے کی طرف رغبت دلانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دین اور مسلمانوں کے جان ومال اور عزت کے تحفظ کی خاطر بعض صورتوں میں جہاد لازم قرار پاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلم قوموں کے خلاف جس جنگ میں خود شرکت فرمائی اسے غزوہ کہتے ہیں۔ جس جنگ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف نہ لے گئے بلکہ کسی صحابی کی قیادت میں لشکر بھیجا ہو اسے سریہ کہتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین اسلام کی سربلندی کی خاطر احکامات الٰہی کے تحت عمر بھر ۲۷ غزوات میں بنفس نفیس شرکت فرمائی اور ان میں سے نو غزوات میں تلوار چلائی۔ کل سرایا کی تعداد سینتالیس ۴۷ ہے۔ ان تمام جنگوں میں بہت قلیل تعداد میں انسانی جانوں کا نقصان ہوا اور بہت اہم مقاصد ونتائج حاصل ہوئے۔

جن نو غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تلوار چلائی ان کے نام یہ ہیں۔

بدر۔ اُحد۔ مریسیع۔ خندک۔ قریظہ۔ خیبر۔ فتح مکہ۔ حنین۔ طائف

پیشوائے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ
افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبداللہ، والد محترم کا اسم مبارک ابوقحافہ عثمان بن عامر تھا۔ ''صدیق'' اور ''عتیق'' آپ رضی اللہ عنہ کے القاب ہیں۔ کنیت ''ابوبکر'' رضی اللہ عنہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نرم مزاجی اور رحمدلی کی وجہ سے ''اوّاہ'' کے لقب سے بھی معروف تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ مبارک ہستی ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے بزبان جبریل علیہ السلام اور بزبان سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''صدیق'' رکھا ہے۔ نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اقتدا کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ہمارے دین کے لئے پسند فرمایا ہے تو ہم اپنی دنیا کے لئے بھی اُن سے راضی ہیں''۔ (حاکم مستدرک)

ولادت باسعادت اور شجرہ نسب

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۳ عام الفیل بمطابق ۵۷۴ء میں پیدا ہوئے۔ عمر میں آپ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تقریباً دو سال تین ماہ چھوٹے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے خاندان میں چار پشتوں کو ''صحابی'' ہونے کا شرف حاصل ہے۔ یعنی آپ رضی اللہ عنہ کے والد محترم ابوقحافہ عثمان، خود آپ رضی اللہ عنہ اور آپ رضی اللہ عنہ کی تمام اولاد اور آپ رضی اللہ عنہ کے پوتے محمد بن

عبدالرحمن سب صحابی تھے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اسلام پیش کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے بلا تامل اور بلا توقف اسلام قبول کرلیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کرتے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو تم پر بلا دلیل اسلام قبول کرنے کی بنا پر فضیلت حاصل ہے۔

ابتدائی حالات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لانے سے قبل ہی توحید پرست تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت اعلیٰ صفات واخلاق کے حامل تھے۔ کسب معاش کے لئے آپ نے تجارت کو اختیار فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیاوی مال ودولت کی فراوانی سے نواز رکھا تھا۔ آپ کا شمار اس وقت کے جید علماء وفضلاء میں ہوتا تھا۔

جود وسخا

"جس وقت آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا آپ رضی اللہ عنہ کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو آپ رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیئے"۔ (ابن عساکر)

غزوہ تبوک (۹ ہجری) کے موقع پر آپ رضی اللہ عنہ نے گھر کا سارا ساز وسامان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ابوبکر! مَا اَبْقَيْتَ لِاَهْلِكَ (تو نے اپنے اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا ہے؟) تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "اَبْقَيْتُ لَهُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ" (ان کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ آیا ہوں)۔ (ترمذی ابواب المناقب)

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس

صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ہے خدا ورسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بس

ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف پر مبنی پہلا بیان اُمت مسلمہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے ادا ہوا ''میرے گھر والوں کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافی ہیں'' اس بیان سے صوفیاء کرام نے بڑے لطیف مطالب اخذ کئے ہیں جو تصوف کی بنیاد ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مال نے مجھے جتنا نفع دیا ہے اتنا کسی دوسرے کے مال سے نہیں ہوا۔(ابن کثیر۔ابویعلیٰ وغیرہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے زیادہ سخی تھے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ''وہ پرہیز گار ہے جو اپنا مال (اسلام کے لئے) اس غرض سے دیتا ہے کہ پاکیزہ ہو جائے''۔(الیل:۱۸) یہ آیات مبارکہ بالاتفاق صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئیں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے ابتدائے اسلام میں اپنا مال بہت سے غلاموں اور کنیزوں کو آزاد کروانے پر خرچ کیا۔آپ رضی اللہ عنہ کا تمام مال فی سبیل اللہ خرچ ہو گیا اور آپ رضی اللہ عنہ پر فقر نے غلبہ پالیا۔ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک پرانے کمبل کو اوڑھے حاضر ہوئے۔حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ حال کیسے ہو گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر نے اپنا تمام مال مجھ پر فی سبیل اللہ خرچ کر دیا۔اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سلام بھیجا ہے بلاشبہ یہ خصوصی درجہ ورتبہ بھی آپ رضی اللہ عنہ کا ہی حصہ ہے۔

سادگی

آپ ﷛ خلافت کے بعد بھی اکثر تہبند اور پھٹی پرانی چادر اوڑھتے جبکہ آپ ﷛ تجارت کرتے تھے اور ہر روز خرید وفروخت کے لئے بازار تشریف لے جاتے۔ اپنے بکریوں کے گلے کو بھی بعض اوقات خود ہی چراتے۔

عجز وانکسار

آپ ﷛ منصب خلافت سنبھالنے سے قبل اپنے قبیلہ کی بکریوں کا دودھ دوھا کرتے تھے۔ جب آپ ﷛ مسلمانوں کے خلیفہ مقرر ہوئے تو قبیلہ کی ایک لڑکی نے کہا کہ اب ہماری بکریوں کا دودھ کون دوہے گا۔ آپ ﷛ کو علم ہوا تو فرمانے لگے کہ میں تمہاری بکریوں کا دودھ ضرور دوھ دیا کروں گا۔ چنانچہ آپ ﷛ بدستور یہ خدمت سرانجام دیتے رہے۔

خدمت خلق

آپ ﷛ کے دور خلافت میں حضرت عمر فاروق ﷛ مدینہ کے مضافات میں رہنے والی ایک اندھی بڑھیا کی خدمت کے خیال سے جب بھی تشریف لے جاتے تو معلوم ہوتا کہ اس کے سب کام سرانجام پا چکے ہیں۔ آپ ﷛ نے تحقیق فرمائی تو معلوم ہوا کہ خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق ﷛ یہ خدمت بنفس نفیس سرانجام دے جاتے ہیں۔

قرآن حکیم اور فضائل ابوبکر صدیق ﷛

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" (التوبۃ: ۴۰)

"وہ دوسرے تھے دونوں میں، جب وہ دونوں غار (ثور) میں تھے، جب وہ

اپنے ساتھی (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) سے کہتے تھے گھبراؤ نہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے''۔

تمام علمائے کرام کے متفقہ فیصلے کے مطابق اس آیت مبارکہ میں ''صاحب'' سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی ہیں جیسا کہ نفس مضمون سے بھی ظاہر ہے۔ بارگاہِ الٰہی میں رفاقت ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو مقام یار غار حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔قرآن حکیم میں یہ وہ منقبت ہے جس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں۔ علاوہ ازیں قرآن کریم میں دیگر بہت سی آیات مبارکہ میں بھی آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل کا بیان ہے۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں مناقب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توصیف فرمائی ہے جس کی تائید احادیث مبارکہ سے ہوتی ہے۔مثلاً

☆۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنے پروردگار کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔(صحیح بخاری، مسلم، ترمذی)

☆۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم! پیغمبروں اور رسولوں کے بعد ابوبکر سے بہتر کسی اور شخص پر آفتاب طلوع نہیں ہوا۔(ابوداؤد)

☆۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''مجھ پر کسی کا احسان نہیں جس کا بدلہ میں نے چکا نہ دیا ہو مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کا جو احسان میرے ذمہ ہے اُس کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عطا کرے گا''۔(ترمذی)

☆۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی علیہ السلام کے دو وزیر آسمان میں اور دو

وزیر زمین میں ہوتے ہیں۔آسمان پر میرے دو وزیر جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین میں میرے دو وزیر ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔(ترمذی)

☆۔ اگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا تمام جن وانس کے ایمان کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ایمان کا پلہ بھاری رہے گا۔(سوائے انبیاء علیہم السلام)۔ (بیہقی شعب الایمان)

☆۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔مرضِ وفات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے باپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن کو بلالو تاکہ میں ابوبکر کے حق میں ایک حکم نامہ لکھ دوں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کوئی تمنا کرنے والا تمنا کرلے اور کہنے والا کہے۔کہ میں مستحق (خلافت) ہوں اور اللہ تعالیٰ اور مومنین نہیں چاہتے مگر ابوبکر رضی اللہ عنہ کو“۔(مسلم شریف)

☆۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا: تم غار میں بھی میرے ساتھی تھے اور حوض کوثر پر بھی میرے ساتھ ہوگے۔(ترمذی)

☆۔ فرمایا: انبیاء کرام کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سب آدمیوں سے بہتر ہیں۔ (طبرانی)

محبتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے والدین، اس کی اولاد اور دیگر تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہوجاؤں“۔(بخاری شریف)

اس حدیث مبارکہ سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا دیگر تمام محبتوں پر فائق ہونا ثابت ہے۔شمع رسالت کے پروانے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محبت رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک ایسا نمونہ پیش کیا جس کی مثال قیامت تک پیش نہیں کی جاسکتی۔سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عشق رسول کی تائید قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور تاریخ اسلامی نے کی۔

یہ محبت ہی درحقیقت وہ سرچشمہ تھا جس سے دوسرے کمالات کا ظہور ہوا۔

جب تک رسالت ونبوت کا آفتاب جہاں تاب اس عالم میں ضوفگن رہا آپ اس کی کرن وروشنی بن کر ساتھ رہے اور ایک لمحہ کے لئے بھی جدائی گوارا نہ کی۔آپ رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حد درجہ کی محبت وعقیدت تھی اور تمام معاملات میں آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا پسند فرماتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج سے واپسی ہوئی اور مشرکین مکہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلا جھجک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق فرمائی۔ایک موقع پر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشرکین حملہ آور ہوئے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ فگن ہو کر ان کے راستے کی ڈھال بن گئے۔آپ رضی اللہ عنہ کو بری طرح زدوکوب کیا گیا اور آپ بے ہوش ہوگئے۔ہوش میں آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیسے ہیں مجھے فوراً ان کی خدمت میں لے چلو جب تک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نہیں کروں گا مجھے چین نہیں آئے گا۔اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ کو غار حرا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت کا شرف حاصل ہوا۔جب آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کندھوں پر بٹھا کر پہاڑی پر چڑھے۔غار میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانوئے مبارک پر سر رکھ کر استراحت بھی فرمائی۔اس دوران صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈس لیا مگر آپ نے اُف تک نہ کی۔تکلیف ضبط کرنے کی کوشش میں آپ رضی اللہ عنہ کے آنسو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوگئے اور اپنا لعاب دہن زخم والی جگہ پر لگایا جس سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فوراً شفا نصیب ہوئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ جب بھی زبان پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک آیا اور آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ طبری اور ابن اثیر کی روایت ہے کہ دراصل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا باعث ہی یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کا غم برداشت نہ ہوسکا۔ وہ سوزِ دروں سے اندر ہی اندر پگھلتے رہے اور آخر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جا ملے۔

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کا سانحہ یاد آ گیا اور بلک بلک کر رونے لگے۔ سنبھل کر پھر خطبہ شروع کیا۔ لیکن پھر ہچکی بندھ گئی۔ آخر تیسری بار ضبط سے کام لے کر خطبہ مکمل کیا۔

(مسند امام حنبل، جلد ا، ص ۸)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور تصوف

''حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تصوف صدیقی رضی اللہ عنہ پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ کمالِ طریقت کے لئے جو اعلیٰ اوصاف ضروری ہیں وہ سب اوصاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں بتمام وکمال پائے جاتے تھے۔ اس بناء پر آپ رضی اللہ عنہ طائفہ اصفیاء واہل طریقت کے سرخیل وامام ہیں''۔

حضرت سیّد علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''کشف المحجوب'' میں لکھتے ہیں کہ ''تصوف کی جڑ اور بنیاد صفا'' ہے۔ اس صفت کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اصل ''اغیار سے الگ ہونا'' ہے اور فرع ''دنیا سے دِل کا خالی ہونا'' ہے۔ اس بات کو امام طریقت حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''توڑنے اور جوڑنے'' سے تعبیر کیا ہے۔ اور چونکہ صفاء صدیقیت کی صفت لازمہ ہے اس بناء پر حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ بلاشبہ اس طریقہ کے امام ہیں۔(ازالۃ الخفا، جلد۲، ص ۲۱)

حضرت ابوالعباس بن عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ "کُوْنُوْا رَبّٰنِیّٖنَ" کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا:"اس سے مراد یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح ہو جاؤ۔ ایک ربانی درحقیقت وہی شخص ہے کہ دونوں جہان زیروزبر ہو جائیں لیکن اس میں کوئی تشویش اور اضطراب پیدا نہ ہو' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی شان کے حامل تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مضطرب اور پریشان ہو گئے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مضطرب نہیں ہوئے۔ انہوں نے نہایت ضبط وتحمل کے ساتھ فرمایا:"لوگو! تم میں سے جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عبادت کرتا تھا اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے البتہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے اور اُسے کبھی موت نہیں آئے گی"۔

(صحیح بخاری، کتاب اللمع فی التصوف، ص ۱۲۱ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد ۱، ص ۳۴۴)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ توحید سے متعلق سب اعلیٰ وارفع مقولہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے ادا ہوا اور وہ یہ ہے۔

ترجمہ:"پاک ہے وہ ذات جس نے مخلوق کے لئے اپنی پہچان کا راستہ اس کے سواء اور کچھ بتایا ہی نہیں کہ لوگ اس کی معرفت سے عاجز ہیں"۔

(کتاب اللمع فی التصوف)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ طریقت ومعرفت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہیں اور ارباب تصوف کے امام وپیشوا ہیں۔ صوفیائے کرام کے سب سے بڑے سلسلہء تصوف (نقشبندیہ) کی انتہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہوتی ہے۔

رسول پاک کی صحبت سے تھا دِل مثلِ آئینہ
تجلی گاہِ عرفاں تھا نبی کے فیض سے سینہ

طریقہ نقشبندیہ اور نسبت صدیقی رضی اللہ عنہ

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سلوک فوقانی ہے جو جذبہ کی راہ سے طے کیا جاتا ہے۔اس سلوک کی مثال ایسی ہے جیسے کہ جذب کے گھر میں ایک سوراخ کھود کر ذات غیب تک راہ پہنچائی جائے اور اس سے راستہ طے کیا جائے۔یہ سلوک غلبۂ محبت سے حاصل ہوتا ہے۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سلسلہ ''خواجگان نقشبندیہ'' سے مخصوص ہے۔بقیہ تینوں خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین دوسرے راستوں سے عالم غیب تک واصل ہوئے۔سالکانِ طریقت کا سلوک ان چاروں راستوں سے ہوتا ہے''۔

وصال شریف

۲۱ جمادی الثانی ۱۳ ہجری بمطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء کو دوشنبہ (پیر) کے دن آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا آج کیا دن ہے؟ عرض کیا گیا دوشنبہ (پیر) پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس دِن وصال فرمایا تھا۔کہا گیا اسی دن (پیر کو) فرمایا: میری بھی یہی آرزو ہے''۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ پیر اور منگل کی درمیانی شب کو ۶۳ سال کی عمر میں اس دارِ فانی سے انتقال کر گئے آپ رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس نے آپ رضی اللہ عنہ کو غسل دیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوئے مقدس میں دفن ہوئے۔

پہلوئے مصطفٰے میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہاں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

رفیق قبر اور حبیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ جب میں مرجاؤں تو میرا جنازہ روضہ اقدس کے سامنے رکھ کرعرض کرنا۔ السلام علیک یارسول اللہ ھذا ابوبکر۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ یارغار ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہے۔ اس کے لئے کیا ارشاد ہے؟ اگر روضہ اقدس سے اجازت مل جائے دروازہ کھل جائے تو مجھے حجرۂ اقدس میں دفن کردینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک کے سامنے لے گئے اور وصیت کے مطابق وہی الفاظ دہرائے۔ ابھی وہ کلمات پورے بھی نہ ہوئے تھے کہ روضۂ اقدس کا بند دروازہ یک دم کھل گیا اور تمام حاضرین نے قبر انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ غیبی آواز سنی ''اُدْخُلُوا الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔ ترجمہ: حبیب رضی اللہ عنہ کو حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں داخل کردو۔

چنانچہ سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح اجازت حاصل ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو بڑی عزت وتکریم کے ساتھ پہلوئے نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دفن کردیا گیا۔

(شواہد النبوۃ از علامہ عبدالرحمٰن جامی، امام مستغفری)

کرامات

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صاحب کشف وکرامات تھے اور آپ رضی اللہ عنہ سے متعدد کرامات صادر ہوئیں۔ تاہم بطور تبرک چند کرامات ذیل میں پیش کی جارہی ہیں۔

کلمہ طیبہ سے قلعہ مسمار

''امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں قیصر روم سے جنگ کے لئے مجاہدین اسلام کی ایک فوج روانہ فرمائی اور حضرت ابوعبیدہ

رضی اللہ عنہ کو اس فوج کا سپہ سالار مقرر فرمایا۔ یہ اسلامی فوج قیصر روم کی لشکری طاقت کے مقابلہ میں نہ ہونے کے برابر تھی۔ مگر جب اس فوج نے رومی قلعہ کا محاصرہ کر کے ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا نعرہ لگایا تو کلمہ طیبہ کی آواز سے قیصر روم کے قلعہ میں ایسا زلزلہ آ گیا کہ پورا قلعہ مسمار ہو فتح ہو گیا۔ بلا شبہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بہت عظیم کرامت ہے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دست مبارک سے جھنڈا عطا فرمایا اور فتح کی بشارت دے کر اس فوج کو روانہ فرمایا تھا''۔

(ازالۃ الخفاء، از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی)

آپ رضی اللہ عنہ نے وصال سے قبل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو وصیت فرماتے ہوئے اپنی زوجہ محترمہ حضرت حبیبہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہونے والی صاحبزادی کی ولادت سے مطلع فرماتے ہوئے انہیں وراثت میں شرعی حصہ دینے کی تلقین فرمائی۔

آپ رضی اللہ عنہ نے وصال سے قبل عیادت کے لئے تشریف لانے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ میری موت اسی مرض میں ہوگی۔

ارشاداتِ قدسیہ

آپ نے فرمایا

۱۔ عاقل کے لئے کوئی مسافرت نہیں اور جاہل کے لئے کوئی وطن نہیں۔

۲۔ اپنے گناہوں کو یاد کر کے رویا کرو۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت ہی بنالو۔

۳۔ چار چیزیں چار چیزوں سے مکمل ہوتی ہیں۔

i۔ نماز سجدہ سہو سے۔ ii۔ روزہ صدقہ فطر سے

iii۔حج فدیہ سے۔ iv۔ایمان حیاء سے

۴۔ جب آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مرتدین کے خلاف جہاد کے لئے روانہ کرتے ہوئے فرمایا: ''تو موت کا حریص بن'' تجھے حیات عطا ہوگی۔

۵۔ ایک حرام میں مبتلا ہونے کے خوف سے ستر حلال چھوڑ دو۔

۶۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے زبان مبارک کو ہاتھ سے پکڑا اور فرمایا کہ اس نے مجھے ہلاکت میں مبتلا کیا ہے۔

۷۔ اللہ تعالیٰ کا سب سے فرمانبردار بندہ وہ ہے جو گناہ کا سب سے زیادہ دشمن ہے۔

۸۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اپنے رشتہ داروں کی نسبت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں سے محبت وسلوک زیادہ پسندیدہ ہے۔

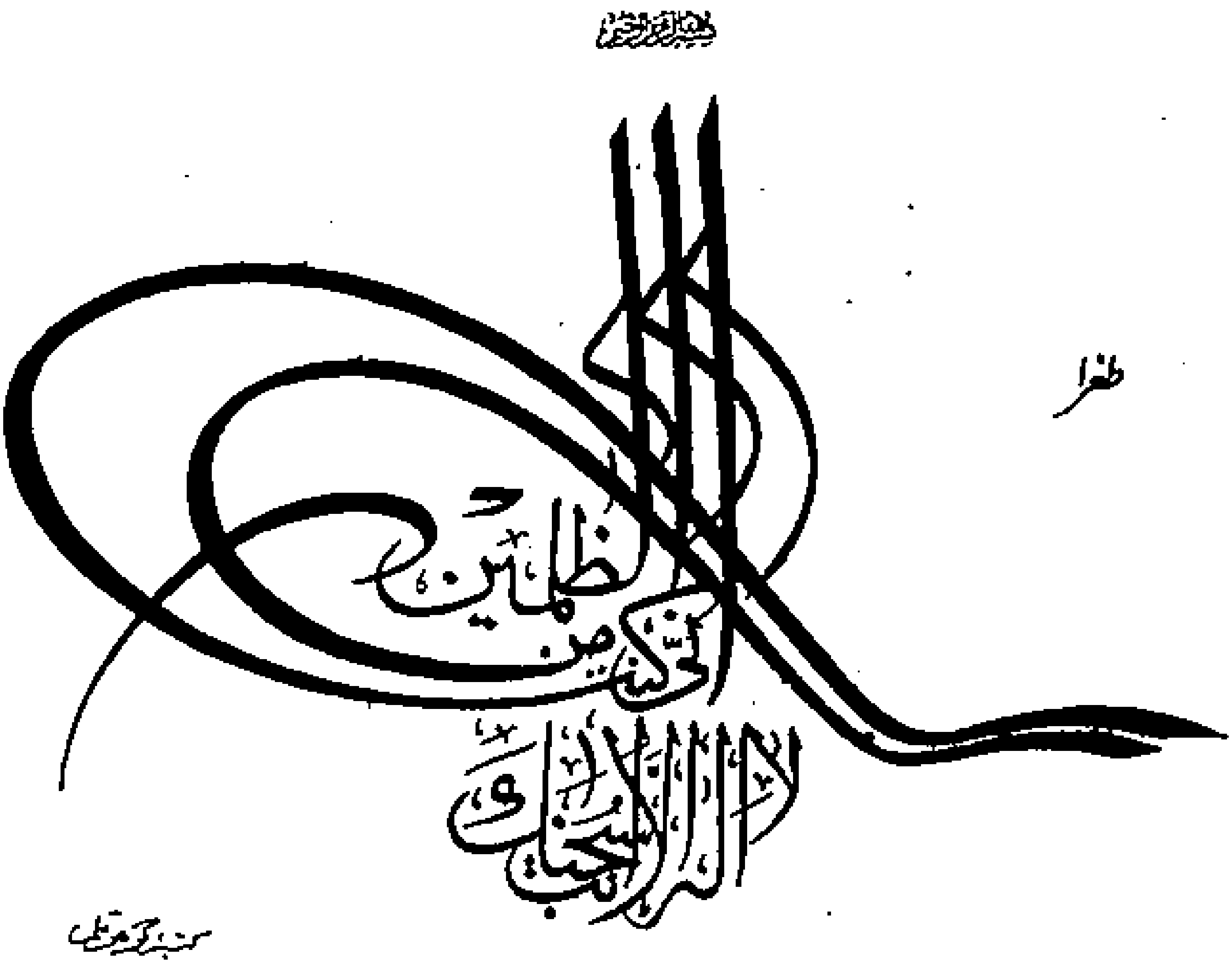

طغرا

۳

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

نام ونسب

"اسلام قبول کرنے سے پہلے آپ کا نام کچھ اور تھا۔ جب اسلام کے دامن رحمت میں آئے تو محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کا نام سلمان رضی اللہ عنہ رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے آبائی وطن "اہالی" اصفہان (فارس) کی نسبت فارسی مشہور ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا والد مجوسی (آتش پرست) تھا"۔

قبول اسلام

آپ رضی اللہ عنہ نے آتش پرستی سے بیزار ہو کر دین موسوی، پھر عیسائی مذہب اختیار کیا۔ بعدازاں مدینہ منورہ پہنچ کر ماہِ جمادی الثانی ایک ہجری میں مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ باکمال صبر و استقامت کے مالک تھے۔۔ آپ نے راہ حق کی تلاش میں بکثرت شدائد اور تکالیف برداشت کیں۔ کہتے ہیں کہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ ان کی محنت بالآخر رنگ لائی اور وہ ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔

نسبت طریقت

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بابرکت سے فیض یاب ہوئے تاہم حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے طریقہ اخذ کیا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرب اصحاب میں سے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار اصحاب صفہ کے قابل قدر گروہ میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی صحبت سے بھی استفادہ کیا۔

فضائل و مناقب

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ حدیث: ''سبقت لے جانے والے چار افراد ہیں۔ میں خود عربوں میں سے سبقت لے جانے والا ہوں۔ سلمان رضی اللہ عنہ فارس کے سابق ہیں اسی طرح بلال رضی اللہ عنہ حبش کے سابق اور صہیب رضی اللہ عنہ روم کے سابق ہیں۔

(کنز العمال، جلد ۶، ص ۱۰۳۔ مستدرک حاکم، جلد ۳، ص ۲۸۵، مجمع الزوائد حلیۃ الاولیاء)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: جنت تین آدمیوں علی، عمار اور سلمان رضی اللہ عنہم کی مشتاق ہے۔ (ترمذی، کنز العمال، حاکم)

۳۔ آپ رضی اللہ عنہ اُن چار صحابہ میں سے ہیں جن کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُن سے دوستی کا ارشاد فرمایا ہے: ''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے چار آدمیوں سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہمیں ان کے نام بتلا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: وہ علی، مقداد، ابوذر اور سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا ہے اور خبر دی ہے کہ اللہ بھی ان سے محبت فرماتا ہے''۔

(ترمذی، ابن ماجہ، کنز العمال۔ ۶/۱۶۲)

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی علیہ السلام کے نجیب اور رفیق ہوتے ہیں۔ جبکہ مجھے چودہ نجباء عطا کیے گئے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے پوچھا گیا کہ وہ کون کون ہیں؟ اس پر انہوں نے فرمایا: ایک میں خود ہوں، دو میرے بیٹے (حسن و حسین رضی اللہ عنہما) ہیں اور باقی حضرات حضرت جعفر طیار، حضرت حمزہ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت مصعب بن

عمیر، حضرت بلال، حضرت سلمان، حضرت عمار، حضرت مقداد، حضرت حذیفہ الیمانی اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں"۔ (ترمذی، ص ۵۴۱)

۵۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "سلمان رضی اللہ عنہ ایسے عالم ہیں کہ کوئی ان کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ (کنز العمال، جلد ۶، ص ۱۶۲)

مناقب بزبان صحابہ

۱۔ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ارشاد فرمایا کہ: علم ان چار بزرگوں سے حاصل کرنا۔ عویمر ابوالدرداء، سلمان فارسی، عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ۔ (جامع ترمذی، ص ۵۴۳)

۲۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: "وہ علم اوّل اور علم آخر دیئے گئے۔ جو کچھ ان کے پاس ہے۔ اسے نہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور نہ ان پر اس معاملے میں سبقت لی جا سکتی ہے۔ (طبقات ابن سعد ۴/۸۵)

۳۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے شام سے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ اور حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی طرف ہدیہ سلام بھیجتے وقت بیان فرمایا تھا: "بیشک تمہارے درمیان ایسا شخص موجود ہے کہ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے تنہائی میں راز و نیاز کی باتیں کر رہے ہوتے تو اُن کے سوا کسی اور کو ہرگز ملاقات کا موقع نہ دیتے تھے"۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۱، ص ۱۴)

۴۔ حضرت کعب الاحبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے علم کی تصدیق ان الفاظ میں کی ہے: "سلمان رضی اللہ عنہ سراپا علم و حکمت ہیں"۔ (استیعاب، جلد ۲، ص ۵۷)

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ طریقت میں نہایت اعلیٰ وارفع مقام رکھتے تھے۔سرورکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو''رقباء''(نگران امت)قرار دیا تھا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اُن میں سے ایک ہیں۔طریقت کے چار مشہور سلاسل میں''سلسلہ عالیہ نقشبندیہ'' کی اہم کڑی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی ذات ہے۔یہ سلسلہ پابندئ شریعت اوراحیاءسنت میں زیادہ محتاط ہے۔

وصال پُرملال

''آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ۳۳ھ کو مدائن میں ہوا۔وصال سے قبل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو آپ زاروقطار رورہے تھے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس مٹی کا ایک لوٹا، پالان، پوستین، کپڑے دھونے کا ایک برتن (ٹب وغیرہ) اورایسی ہی چند معمولی چیزیں تھیں۔پھر بھی فرما رہے تھے کہ کہیں میں ان چیزوں کو جمع کرنے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال مبارک سے محروم نہ رہ جاؤں۔میری نظر اپنے سامان پر پڑتی ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے جو عہد لیا تھا وہ پورا نہیں ہوسکا۔

جب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا وقت وصال قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی اہلیہ سے فرمایا کہ جو کستوری ومشک تمہارے پاس ہے اُسے لے آؤ اور پانی بھی لے آؤ۔آپ رضی اللہ عنہ نے مشک وکستوری کو اپنے ہاتھ سے پانی میں ملایا پھر فرمایا اسے میرے اردگرد چھڑک دو اور بالا خانے کے تمام دروازے کھول دو۔کیونکہ میرے پاس ایک ایسی مخلوق آنے والی ہے جو نہ انسان ہیں اور نہ جن اور جو خوشبو تو محسوس کرتی ہے لیکن کھانا نہیں کھاتی اور خدا جانے آنے والی وہ مخلوق کس دروازے سے داخل ہو۔آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کا بیان ہے کہ میں آپ کا ارشاد بجالائی اور بالا خانے سے نیچے

چلی آئی۔(طبقات،جلد۴/۹۳،حلیۃ الاولیاء،جلد۱،ص ۲۰۸)

آپ رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ کا بیان ہے کہ جب میں بالاخانہ سے نکلی تو آواز آئی السلام علیك یا ولی الله! السلام علیك یا صاحب رسول الله! جب میں اندر آئی تو روحِ مبارکہ قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

کرامات

☆ آپ رضی اللہ عنہ کی مشہور کرامت ہے کہ جنگل میں دوڑتے ہوئے ہرن کو بلایا، تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس فوراً ہی حاضر ہو گیا۔اسی طرح ایک مرتبہ اڑتی ہوئی چڑیا کو آپ رضی اللہ عنہ نے آواز دی تو وہ آپ رضی اللہ عنہ کی آواز سن کر زمین میں اتر پڑی (تذکرہ محمود) گویا چرند پرند آپ رضی اللہ عنہ کے تابع فرمان تھے۔سبحان اللہ۔

زہد و فقر

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو مدائن کا گورنر مقرر فرمایا اور پانچ ہزار درہم سالانہ وظیفہ بھی مقرر کیا۔آپ تمام وظیفہ راہ خدا میں خرچ دیتے اور بریاں بنا کر اپنے اخراجات پورے کرتے۔آپ نے عرصہ دراز تک کسی گھر میں سکونت اختیار نہ کی۔ایک دھاریدار کمبل آپ کے پاس تھا جس کا کچھ حصہ آپ اوڑھ لیتے اور باقی ماندہ نیچے بچھا لیتے۔بعض ناواقفان حال آپ کی ظاہری حالت دیکھ کر آپ کو مزدور سمجھتے اور آپ سے اپنا اسباب اٹھواتے اور آپ گورنر ہونے کے باوجود یہ خدمت بخوشی سرانجام دیتے۔

بعد از وفات ملاقات

مغیرہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن سلام نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا اے ابو عبداللہ! کیسے

ہیں؟ فرمایا بہت خوش ہوں۔ پھر پوچھا کہ آپ ﷺ نے وہاں کس عمل کو افضل پایا۔آپ نے فرمایا: میں نے توکل کو عجیب چیز پایا۔

(طبقات،جلد۴،ص۹۲۔شواہدالنبوۃ،ص۲۲۱)

ارشاداتِ

۱۔ حضرت سلمان فارسی ﷺ سے کسی نے دریافت کیا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن پاک نہیں پڑھا۔اس میں واضح طور پر بیان ہے"ولذکر اللہ اکبر"(بیشک اللہ کاذکر بہت بڑی چیز ہے یعنی افضل ہے)۔

۲۔ حضرت سلمان فارسی ﷺ کا قول ہے کہ: روزِ قیامت لوگوں میں زیادہ گناہوں والے وہ لوگ ہوں گے جو دنیا میں اللہ کی نافرمانی میں زیادہ باتیں کرتے رہتے ہیں۔(حلیۃ الاولیاء،جلد۲،ص۲۰۲)

۳۔ ہرانسان کے لئے باطن اور ظاہر ہے جس نے اپنے باطن کی اصلاح کرلی اللہ تعالٰی اس کے ظاہر کی بھی اصلاح کردے گا اور جس نے اپنے باطن کو خراب کرلیا تو اللہ تعالٰی اس کے ظاہر کو بھی درست نہیں کرے گا۔

۴۔ تم سلام پھیلایا کرو،کھانا کھلایا کرو اور نماز پڑھا کرو جب کہ دوسرے لوگ محوِ خواب ہوں۔

۵۔ حضرت سلمان ﷺ نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی ﷺ سے فرمایا: اے جریر! لوگوں کا دنیا میں ایک دوسرے سے ظلم کرنا ہی ظلماتِ قیامت کا باعث ہوگا۔

۴

حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

امام زین العابدین بن امام حسین، حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اور حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ تینوں ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی اور کسریٰ یزدجرد کے نواسے ہیں۔

ولادت باسعادت

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ۲۳ شعبان ۲۴ ہجری بمطابق ۲۴ جون ۶۴۵ء کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔

والد ماجد

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابیء رسول ہیں۔ آپ حجۃ الوداع کے سفر میں "ذوالحلیفہ" کے مقام پر پیدا ہوئے۔ آپ کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بن عمیس تھیں۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان (اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا بن عمیس) سے نکاح کر لیا۔ لہٰذا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد محمد رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ تربیت حاصل کی اور پروان چڑھے۔

پرورش و تعلیم و تربیت

ابھی بچے ہی تھے کہ والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان کی پرورش اپنے ذمہ لے لی اور بہترین تعلیم و تربیت فرمائی۔ اسی وجہ سے آپ

مدینہ طیبہ کے ان شہرۂ آفاق فقہائے سبعہ میں شامل ہوئے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت ابو ہریرہ، حضرت رافع بن خدیج، حضرت معاویہ، حضرت عبداللہ بن خباب، صالح بن خوات، اسلم مولیٰ عمر، عبدالرحمٰن یزید بن جاریہ، حضرت فاطمہ بنت قیس وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے عہد حکومت میں واشگاف الفاظ میں اعلان کیا کہ "اگر خلافت کا معاملہ میرے بس میں ہوتا تو قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ کے سوا کسی کو خلیفہ مقرر نہ کرتا"۔

نسبت طریقت

علم باطن میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے تھی۔ چونکہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے بھی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو محبت تھی اور صحبت بھی حاصل رہی، لہٰذا آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسبت باطنی کا فیض بھی حاصل کیا"۔

علمی مقام ومرتبہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم حدیث میں بڑے ماہر اور فقہ اسلامی کی عقدہ کشائی میں یگانہ روزگار تھے۔ مدینہ طیبہ کے شہرۂ آفاق "فقہائے سبعہ" کے ایک ممتاز رکن کی حیثیت سے مشہور ہیں۔

ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: "آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لائق اعتماد عالم، عالی قدر فقیہ، کثیر الحدیث امام اور بڑے پرہیزگار تھے"۔ (طبقات ابن سعد)

ابن حبان فرماتے ہیں: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تابعین کے سردار، علم وادب اور فقہ میں اپنے اہل زمانہ پر گوئے سبقت رکھتے تھے۔ (تہذیب التہذیب)

ابوالزناد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ "میں نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر سنت رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم رکھنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ (صفۃ الصلوٰۃ)

خالد بن نزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ قاسم عروۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کردہ احادیث تمام لوگوں سے زیادہ جانتے تھے۔

تحصیل علم سے فارغ ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسند تدریس کو رونق بخشی اور جو علم وفنون مختلف اساتذۂ فن سے جمع کیے تھے اب اُنہیں بڑی فیاضی کے ساتھ طلبہ علم میں تقسیم کرنا شروع کیا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادت تھی کہ صبح سویرے مسجد میں تشریف لے آتے۔ پہلے دو رکعت نماز پڑھتے پھر حلقۂ درس میں بیٹھ کر تلامذہ کو پڑھانے میں مصروف ہو جاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد)

ابوالزناد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صرف اُسی سوال کا جواب دیتے جس کی حجت عیاں اور حقانیت بہت واضح ہوتی تھی۔

مال ومتاع سے مطلق انس نہیں تھا۔ امام ایوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ "میں نے قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو زعفران سے رنگی ہوئی معمولی چادر پہنے ہوئے دیکھا ہے۔ ان کی سیر چشمی کا قناعت کا یہ حال تھا کہ لاکھوں درہم کے گراں قدر عطیات بھی قبول نہیں فرماتے تھے۔

فضائل ومناقب

یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مدینہ میں کوئی ایسا آدمی نہیں پایا جسے ہم علم وفضل میں قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ترجیح دیں (تذکرۃ الحفاظ)۔ امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی

صحیح میں لکھتے ہیں کہ سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں عبدالرحمٰن بن قاسم نے حدیث بیان کی اور وہ اپنے زمانے کے افضل ترین انسان تھے۔ ایوب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا"۔ (تہذیب)

حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "میں نے مدینہ منورہ میں امام قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو علم وفضل، عمل وتقویٰ، فقہ وحدیث، تفسیر القرآن الکریم اور علوم طریقت وحقیقت میں افضل نہیں دیکھا" (خزینۃ الاصفیاء)۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔ اس میں قاسم بن محمد نقش تھا۔ سر پر عموماً سفید عمامہ باندھتے تھے۔ اپنے سر اور داڑھی کو مہندی لگاتے تھے۔

اولاد

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے عبدالرحمٰن اور محمد رحمۃ اللہ علیہما اور دو صاحبزادیاں اُم فروہ اور اُم حکیم رحمۃ اللہ علیہما تھیں۔ عبدالرحمٰن بڑے جلیل القدر محدث اور عالی مرتبہ فقیہ تھے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں افضل اہل زمانہ کہا ہے۔ اُم فروہ رحمۃ اللہ علیہا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ تھیں۔

وصال

آپ نے سفر حج میں ۷۰ یا ۷۲ سال عمر پا کر ۱۰۷ھ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے عہد حکومت میں قدید نامی جگہ (مکہ اور مدینہ کے درمیان) وصال فرمایا۔ آپ کی آخری آرام گاہ قدید سے تین میل دور "مقام مشلل" میں واقع ہے۔

۵

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

آپ رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک جعفر، کنیت ابوعبداللہ و ابواسماعیل اور لقب ''صادق'' تھا۔آپ امام باقر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے تھے۔آپ کی والدہ ماجدہ اُم فروہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے امام قاسم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاوّل ۸۰ھ بروز پیر ہوئی۔

فیضان نسبت

طریقت میں آپ کا انتساب اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ اوران کا اپنے والد محترم حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے ہے۔دوسری طرف آپ کا انتساب اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ہے۔آپ کا فرمان ہے''ولدنی ابوبکر مرتین ''(میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دومرتبہ جنا گیاہوں)۔پہلی ولادت ظاہری کہ میرے نانا امام قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق ہیں اوردوسری ولادت معنوی کہ علم باطنی بھی میں نے اپنے نانا سے پایا ہے۔آپ چودہ برس کے تھے جب آپ کے دادا زین العابدین رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔۳۴ سال کی عمر میں آپ کے والدگرامی کا انتقال ہوا۔

لقب صادق

آپ کے لقب صادق کی بابت بہت سے مؤرخین نے لکھا ہے:

''لقب باالصادق لصدقه فی مقالته'' آپ کوصدق بیانی کی وجہ سے صادق کالقب دیا گیا۔ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی ولادت کی بشارت دی تھی اور فرمایا تھا کہ وہ کلمہ حق اور پیکر صداقت ہوگا۔بعض کا کہنا ہے کہ عباسی خلیفہ منصور نے انہیں یہ لقب دیا تھا۔

علمی فضل وکمال

امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم وفضائل والے گھرانے اور علم وعرفان کے مرکز شہر مدینہ منورہ میں تعلیم وتربیت پائی تھی۔آپ مختلف علوم میں ماہر وکامل تھے۔ بڑے بڑے علماء اور ائمہ آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔آپ کے حلقہ درس میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ،امام یحییٰ بن سعید انصاری،حضرت سفیان عینیہ،حضرت سفیان ثوری،حضرت ابن جریج،حضرت ابوایوب بجستانی،حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہم اور آپ کے فرزند ارجمند امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی عدیم المثال ہستیاں بھی شریک ہوا کرتی تھیں۔

روایت حدیث

آپ نے اپنے والد ماجد امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے نانا امام قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ، نافع،عطا اور امام زہری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ سے احادیث نقل کی ہیں۔علامہ ذھبی نے آپ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔ایک دفعہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ جو احادیث آپ بیان کرتے ہیں ان کی سند کیا ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنے والد سے سنی ہیں اور بعض ان کی تحریر کی شکل میں مجھے ملی ہیں۔آپ کا قول منقول ہے کہ ابان بن تغلب نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تیس ہزار حدیثیں نقل کی ہیں۔امامیہ کے ہاں آپ سے روایت کرنے والوں کی تعداد چار ہزار سے بھی زیادہ ہے۔اس سے اندازہ لگایا جا

سکتا ہے کہ آپ سے کتنی کثیر تعداد میں حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ امام مالک، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام نسائی، امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ ائمہ حدیث نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں۔

علم کلام

امام جعفر صادق کے زمانے میں مسلمانوں میں علوم عقلیہ (فلسفہ وغیرہ) کا رواج ہو گیا تھا، جس کی وجہ سے دینی عقائد وغیرہ میں خرابیاں پیدا ہونے لگی تھیں۔ علمائے دین نے فلسفیانہ اسلوب میں ان کا ردو ابطال کرنے کے لئے علم کلام ایجاد کیا۔ امام جعفر صادق نے بھی علم کلام میں مہارت حاصل کی اور بے دینی اور الحاد پھیلانے والوں سے کئی بار مناظرے کئے اور ہر بار انہیں شکست دی۔ تاریخ کی کتابوں میں ایسے کئی مناظروں کا حال بیان کیا گیا ہے۔ (اُردو دائرہ معارف اسلامیہ)

مناقب وفضائل

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بڑے عابد، زاہد متقی اور پارسا تھے۔ ہر دور اور ہر فرقے کے علماء نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مناقب اور محاسن اور آپ کی پاکیزہ و بلند شخصیت کے بارے میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ مثلاً: عمر بن ابی المقدام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے: ''جب میری نظر جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑتی تو یہی نظر آتا تھا کہ وہ شجر نبوت کا ثمر ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے'': اِتَّفَقُوْا عَلٰی اِمَامَتِہٖ وَجَلَالَتِہٖ وَسِیَادَتِہٖ۔ ''لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی امامت، جلالت اور عظمت پر متفق ہیں''۔

آپ لطائف تفسیر القرآن و حدیث اور اسرارِ تنزیل میں بے نظیر تھے۔ بلکہ آپ کے ارشاداتِ جمیلہ اور اسرارِ جلیلہ تمام علوم میں موجود ہیں۔ حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''آپ معاملات طریقت کی حجت، اربابِ مشاہدہ

کی برہان، اولادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امام اور برگزیدہ نسل علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ اور آپ علوم کی باریکیوں اور کلام اللہ کے نکات بیان کرنے میں مخصوص تھے"۔ بانی فقہ امام الائمہ سراج الامت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اہل بیت میں امام جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔ آپ نے کبھی امامت کی خواہش نہ فرمائی اور نہ کسی سے امر خلافت میں جھگڑا کیا۔

کرامات بابرکات

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف وکرامات تھے۔ ہم تبرکا صرف ایک کرامت ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

"ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ شریف گیا۔ ناگاہ ایک عورت کے پاس سے گزرے جس کے سامنے ایک مردہ گائے پڑی ہوئی تھی اور وہ عورت اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھی رو رہی تھی۔ امام صاحب نے اس عورت سے حقیقت حال دریافت فرمائی۔ اس نے کہا میں اور میرے لڑکے اس گائے کا دودھ پی کر زندگی بسر کرتے تھے۔ اب ہم پریشان ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تیری گائے کو زندہ کر دے۔ اُس عورت نے کہا ہم پر مصیب پڑی ہے اور آپ مذاق کر رہے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا میں مذاق نہیں کرتا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دعا فرمائی اور اُس مردہ گائے کو اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور آواز دی۔ گائے زندہ کر کھڑی ہوگئی۔ حضرت امام صاحب عام لوگوں میں چلے گئے تاکہ کوئی پہچان نہ سکے۔ (شواہد النبوۃ)

وصال

آپ نے ۱۵ رجب ۱۴۸ھ مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں

اس احاطہ میں آپ کی تدفین ہوئی جس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دادا زین العابدین رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے۔آپ کی عمر مبارک اڑسٹھ سال ہوئی۔

تعظیم وتوقیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ جب اُن کے سامنے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر بابرکت ہوتا تو اُن کا رنگ زرد ہو جاتا۔آپ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کرتے وقت ہمیشہ باوضو رہتے۔میں عرصہ دراز تک ان کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا مگر جب بھی اُن سے ملاقات ہوئی تو اُن کو نماز میں مشغول یا خاموش بیٹھے تدبر و تفکر میں یا قرآن حکیم کی تلاوت کرتے پایا۔

ارشادات

۱۔ جس نے اللہ کو پہچانا، اس نے ماسویٰ سے منہ پھیر لیا۔

۲۔ علمائے حق پیغمبروں کے امین ہیں جب تک کہ بادشاہوں کے دروازوں پر نہ جائیں۔

۳۔ جو شخص عبادت پر فخر کرے وہ گنہگار ہے اور جو معصیت پر اظہار ندامت کرے وہ فرمانبردار ہے۔

۴۔ جو شخص اپنے رزق میں تاخیر پائے اسے طلب مغفرت زیادہ کرنی چاہیے۔

۵۔ جب تجھ سے گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اپنے رب سے معافی مانگ کیونکہ گناہ پر اصرار کرنا کمال درجہ کی ہلاکت ہے۔

۶۔ نیکی تین خصلتوں کے بغیر کامل وتمام نہیں ہوتی۔

i۔اسے جلدی کرنا۔ ii۔اسے چھوٹا سمجھنا۔ iii۔اسے چھپانا۔

۶

حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا اسم گرامی "طیفور" ہے لیکن آپ اپنی کنیت اور نسبت، بایزید بسطامی، سے زیادہ مشہور ہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد شیخ عیسیٰ بڑے زاہد اور نیک نفس بزرگ تھے جو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت کے چند ماہ بعد ہی وصال فرما گئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دادا "سروشان" آتش پرست تھے جو بعد ازاں حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تھے۔بقیہ عمر انہوں نے پرہیزگاری اور درویشی میں گزار دی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ کے حوالے سے لکھا گیا کہ جب آپ ابھی شکم میں ہی تھے،آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ اگر کبھی کوئی شبہ والا لقمہ کھانے لگتیں تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیٹ میں مضطرب ہو جاتے۔چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ وہ لقمہ پھینک دیتیں۔

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدائشی ولی تھے۔اگرچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔لیکن کسے معلوم تھا کہ یہ یتیم بچہ آگے چل کر روحانیت اور شہرت کی انتہائی بلندیوں کو چھو لے گا اور بالآخر "سلطان العارفین" کہلائے گا۔

ذلك فضل الله يوتيه من يشاء۔

ولادت باسعادت

سن ولادت ۱۸۸ھ ہے کیونکہ ایک قول کے مطابق آپ نے ۷۴ سال کی عمر پائی تھی۔علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر ۷۳ سال اور سن وفات ۲۶۱ھ تحریر کیا ہے۔

تعلیم وتربیت

جب آپ نے ہوش سنبھالا تو آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک مسجد میں آپ کو تعلیم کے لئے بھیج دیا۔ وہاں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن کا علم سیکھتے رہے۔ ایک روز آپ اپنے استاد محترم سے قرآن مجید پڑھ رہے تھے کہ "سورۃ لقمان" کی اس آیت پر پہنچے۔

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ۔ (لقمان:۱۴)

ترجمہ۔ میرا شکرادا کرو اور اپنے ماں باپ کا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے استاد سے اس آیت کے معنی پوچھے۔ انہوں نے کہا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا اور والدین کا شکرادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ سن کر آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اپنے استاد محترم سے رخصت لے کر گھر آئے اور اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شکرادا کرو میرا اور اپنے والدین کا۔ لیکن میں دو آقاؤں کا خادم کیسے بن سکتا ہوں۔ مجھ میں ہمت نہیں ہے یا تو مجھے خدا سے مانگ لو تا کہ مکمل طور میں تمہارا ہو جاؤں یا مجھے خدا کے لئے چھوڑ دو تا کہ پورے طور پر اسی کی بندگی کر سکوں۔

خدا رسیدہ ماں نے جواب دیا: بیٹا "طیفور!" میں اپنا حق چھوڑے دیتی ہوں اور تمہیں خدا کے لئے وقف کرتی ہوں، جاؤ اور خدا کے بن کے رہو۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ماں کا یہ جواب سنا تو بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر علم و معرفت کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔

تلاش حق وعرفانِ ذات

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بسطام سے نکلے اور ملک شام اور گرد و نواح کے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے اور ایک روایت کے مطابق تقریباً تیس سال تک شام کے جنگلوں،

صحراؤں اور بیابانوں میں ریاضت ومجاہدہ کرتے رہے۔

اساتذہ وشیوخ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ سفر ایک سوتیرہ اولیاء اللہ اور مشائخ عظام کی زیارت کی اور ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے (تذکرۃ الاولیاء)۔ یہ تعداد آپ کی علمی استعداد، طلب صادق اور محنت شاقہ کی نشاندہی کرتی ہے۔

بعض بزرگوں کی خدمت میں اگرچہ خود حاضر نہیں ہوسکے۔ تاہم غائبانہ طور پر ان سے بھی فیض یاب ہوئے۔ لیکن آپ کے کمالات و مقامات کی تکمیل اویسیہ طریقہ سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روحانی طور پر ہوئی اور ایسے کمالات و مقامات حاصل کیے کہ "سلطان العارفین" کے عظیم اور زندہ جاوید لقب سے نوازے گئے۔ صاحب رشحات لکھتے ہیں کہ بایزید رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے اویسی ہیں۔

اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد اول پر درج ہے کہ "تصوف میں بایزید" کے استاد ابوعلی السندی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جنہوں نے آپ کو "حدت سری" سے متعارف کیا۔ وہ عربی نہیں جانتے تھے۔ (ص ۹۳۲)

اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے فاضل مصنف کے بیان کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ فقہ میں "حنفی المسلک" تھے۔

سفر حج وزیارت مدینہ منورہ

سیاحت کے دوران حضرت بایزید غالباً خراسان میں تھے کہ حج کا ارادہ کیا۔ زادِ راہ تقویٰ ساتھ لیا اور سفر کا آغاز کردیا۔

صاحب تذکرۃ الاولیاء کے مطابق بایزید رحمۃ اللہ علیہ بارہ سال میں خانہ خدا تک پہنچے، جاتے ہوئے یہ کہتے جاتے تھے "یہ دنیا کے کسی بادشاہ کی چوکھٹ نہیں ہے کہ اس

جگہ ایک بار دوڑتے ہوئے پہنچ جائیں"۔ (بعض روایات کے مطابق آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر حج میں قدم قدم پر سجدہ کرتے ہوئے خانہ خدا پہنچے) خانہ خدا میں کیا کچھ دیکھا؟ اس کے متعلق سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ "کشف المحجوب" میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: "پہلی بار جب میں زیارت کعبہ سے مشرف ہوا تو وہاں میں نے گھر کو تو خوب دیکھا لیکن گھر والا نظر نہیں آیا۔ پس میں نے سمجھا کہ میرا حج ابھی قبول نہیں ہوا۔ دوسری دفعہ مکہ معظمہ گیا تو گھر والا بھی دیکھا اور گھر بھی دیکھا۔ تیسری دفعہ حج پر گیا تو گھر والے کا خوب مشاہدہ کیا اور گھر کہیں دکھائی نہیں دیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ حج کے ساتھ ہی زیارت مدینہ سے فراغت حاصل کر لی جائے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب حج کیا تو مدینہ منورہ نہیں گئے اور کہنے لگے۔ "یہ ادب نہیں کہ زیارت مدینہ کو زیارت مکہ کے ماتحت رکھ دیا جائے"۔ لہٰذا اگلے سال دیارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے الگ خراسان سے رخت سفر باندھا۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی۔ آنکھیں اشکبار تھیں اور زبان پر درود وسلام کے پاکیزہ الفاظ دیر تک روتے رہے اور سلام پڑھتے رہے۔ اتنے میں اونگھ سی آ گئی۔ دیکھا تو نظروں کے سامنے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے تھے۔

"بایزید رحمۃ اللہ علیہ اُٹھو اور اپنی ماں کی جا کر خدمت کرو"۔

والدہ ماجدہ کی خدمت

زیارت مدینہ سے فارغ ہو کر بسطام پہنچے۔ رات ڈھل چکی تھی۔ گھر کے دروازے پر پہنچے تو آپ کی والدہ کی آواز آہستہ آہستہ آ رہی تھی۔ آپ نے کان لگا کر سنا تو والدہ ماجدہ کہہ رہی تھیں۔ اے باری تعالیٰ میرے پردیسی بیٹے کو نیک بنا اور اسے

خیر و عافیت کے ساتھ رکھ اور اس سے بزرگوں کے دِل خوش کر دے اور اپنی مہربانی سے اس کے حالات خوب سے خوب تر بنا دے۔'' آپ نے دروازے پر دستک دی۔ ماں نے پوچھا کون ہو؟'' جواب دیا'' آپ کا پردیسی بیٹا!'' ماں کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے بھرائی ہوئی آواز میں کہنے لگیں''۔'' اے طیفور! تمہاری جدائی سے میری کمر دوہری ہوگئی ہے اور آنکھیں خراب ہوگئیں ہیں۔ حضرت بایزید اس کے بعد گھر میں مقیم رہے اور والدہ کی خدمت میں سرگرم رہے۔ فرماتے ہیں'' جس کام کو میں تمام کاموں کے بعد سمجھتا تھا، درحقیقت اسے سب پر اوّلیت حاصل ہے اور وہ ماں کی خدمت اور رضا جوئی تھی''۔ مزید ارشاد فرمایا کہ جو کچھ میں تمام ریاضتوں مجاہدوں، خدمت اور پردیس میں تلاش کرتا رہا وہ سب کچھ ماں کی خدمت میں مجھے مل گیا۔ فرماتے ہین کہ ایک دفعہ والدہ محترمہ نے فرمایا کہ آدھا دروازہ بند کردو میں صبح تک سوچتا رہا کون سا آدھا دروازہ بند کردوں۔ دایاں یا بایاں تا کہ والدہ محترمہ کے حکم کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اس طرح میں نے ساری رات آنکھوں میں کاٹ دی اور سحر کے وقت وہ سب کچھ پالیا جو کچھ میں مدتوں سے تلاش کرتا پھرتا تھا۔ سبحان اللہ!

وصال

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ بمطابق ۸۷۵ء کو وصال فرمایا۔ بعض تذکرہ نگاروں نے آپ کا سن وفات ۲۳۴ھ، ۲۶۴ھ اور ۲۶۹ھ بھی تحریر کیا ہے۔

آپ کا مزار اقدس بسطام میں مرجع خاص و عام ہے۔ جہاں آپ آسودہ خواب ہیں وہاں اب'' گورستانِ طیفور'' کے نام سے ہے۔ مزارِ اقدس پر ایک قبہ ہے جو کہ ایک تاتاری حکمران کے اظہارِ عقیدت کی یادگار ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۷۳ اور ۷۵ سال بتائی جاتی ہے۔

تقویٰ پرہیزگاری

ایک روز آپ کو ذوقِ عبادت حاصل نہیں ہو رہا تھا۔خادم کو حکم دیا کہ معلوم کرو کہ آج گھر میں کیا چیز موجود ہے جو سوہانِ روح بن گئی ہے۔معلوم ہوا کہ ایک خوشہ انگور رکھا تھا۔فرمایا: اسے فوراً کسی کو دے دو۔میرا گھر میوہ فروش کی دکان نہیں ہے۔چنانچہ وہ خوشہءانگور دینے کے فوراً بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت میں لذت و سرور پیدا ہو گیا۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ''مثنوی اسرارِ خودی'' میں لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قدر عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سنت کی پیروی کرنے والے تھے کہ خربوزہ نہ کھاتے تھے کیونکہ اس پھل کے کھانے کا مسنون طریقہ انہیں معلوم نہ تھا۔ اس کامل تقلید کا نام ''عشق'' ہے۔

ارشادات

۱۔ نیکوں کی صحبت نیک کام کرنے سے بہتر ہے،اور بدوں (بروں) کی صحبت برے کام کرنے سے بدتر ہے۔

۲۔ جہاں کہیں تم ہو گے اللہ تعالیٰ تمہارے حال سے باخبر ہے۔پس اس سے ڈرتے رہو اور کی نافرمانی سے بچتے رہو۔

۳۔ اگر کسی بداخلاق کے ساتھ رہنے کا موقع ملے تو تم اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔ خوش خلقی خدا کے نزدیک کرتی ہے اور بدخلقی خدا سے دور پھینکتی ہے۔

۴۔ عارف کسی چیز سے بجز وصال خوش نہیں ہوتا۔(تذکرۃ الاولیاء)

۵۔ جو شخص خدا کی معرفت رکھتا ہے وہ اپنی زبان ذکر الٰہی کے سوا کسی بات کے لئے نہیں کھولتا۔

۶۔ اللہ تعالیٰ سے عشق کرنے والے لوگ جنت وغیرہ کی کوئی خواہش نہیں رکھتے اور ایسے اہل محبت اپنی محبت کی یکسوئی کے باعث مخلوقات سے پوشیدہ اور در پردہ رہتے ہیں۔ (کشف المحجوب)

۷۔ عارف کا ادنیٰ مقام یہ ہے کہ وہ صفات خداوندی کا مظہر ہو جائے۔

جمالِ عشق و مستی نے نوازی
جلالِ عشق و مستی بے نیازی
کمالِ عشق و مستی ظرفِ حیدر
زوالِ عشق و مستی حرفِ رازی

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم گرامی علی اور کنیت "ابوالحسن" ہے۔والد ماجد کا نام جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔جو کہ شرفاءِ خرقان سے تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ایران کے علاقہ خرقان میں ہوئی۔اسی نسبت سے آپ "خرقانی" کہلاتے ہیں۔آپ مادرزاد ولی اللہ تھے۔آپ کی پیدائش سے کئی سال پہلے سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی نے آپ کے متعلق بشارت دی تھی۔

حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "ایک روز بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنگل میں جا رہے تھے۔جب قصبہ "خرقان" پہنچے تو ٹھہر گئے اور بو سونگھنے لگے۔لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمانے لگے۔"یہاں ایک شخص پیدا ہوگا جس کا نام "ابوالحسن خرقانی" ہوگا۔میری وفات کے بعد اتنے سال بعد پیدا ہوگا اور میری قبر پر آ کر مجھ سے مستفیض ہوگا۔(نافع السالکین)

ایک دوسری روایت میں حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا کہ میری پیدائش کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ میں فیض باطنی اس تک پہنچا دوں اس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہوں گی۔

۱۔ اس پر عیال داری کا بوجھ ہوگا۔

۲۔ وہ کھیتی باڑی کرے گا۔

۳۔ وہ درخت اگایا کرے گا۔

ولادت باسعادت

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ۳۵۲ھ/۹۶۳ء میں ہوئی۔ بعض تذکرہ نگار آپ کا سن ولادت ۳۳۹ھ یا ۳۴۰ھ بھی لکھتے ہیں۔ اور اس سے کم وبیش بھی لکھتے ہیں۔

نسبت طریقت

حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت اگرچہ حضرت بایزید بسطامی کی وفات کے بعد ہوئی۔ لیکن روحانی فیض تمام تر آپ نے حضرت بایزید بسطامی سے ہی بطریق اویسیت حاصل کیا۔ شہزادہ داراشکوہ رقمطراز ہے کہ ''حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تصوف وطریقت میں فیض حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل ہوا اور شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش کو حضرت بایزید اور حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہما سے تعلق خاطر حاصل ہے۔ کیونکہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نسبت حضرت خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذریعے سے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچتی ہے جب کہ سیّد علی ہجویری ابتدا میں شیخ گرگانی کی صحبت میں رہے۔ ہیں۔

ریاضت ومجاہدہ

جب آپ نے ہوش سنبھالا تو بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ مقدس کا شہرہ سن کر باقاعدگی سے حاضر ہونا شروع کر دیا۔ ''خرقان'' سے مزار شریف (بسطام) کا فاصلہ تین فرسنگ ہے۔ آپ بارہ سال تک متواتر عشاء کی نماز خرقان میں باجماعت ادا فرما کر مزار شریف پر تشریف لے جاتے اور ساری رات ذکر وفکر اور مراقبہ میں گزار کر اسی وضو سے صبح کی نماز خرقان میں واپس آکر ادا فرماتے۔ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلوک وتصوف کی تمام منازل طے کرلیں اور معرفت کے اعلیٰ مقامات پر پہنچے۔

مزارِ مقدس پر یہ دعا کرتے۔"اے اللہ! جو خلعت سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے فضل سے عنایت فرمایا ہے اس میں سے ابوالحسن کو بھی عطا فرمایا"۔

سلسلہ طریقت

خواجہ روز جہاں اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے "وصیت نامہ" کی شرح کے حوالے سے ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ بیعت چند واسطوں سے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ تک اس طرح بھی ملایا ہے۔حضرت ابوالحسن خرقانی، حضرت ابومظفر مولانا ترک طوسی، حضرت خواجہ اعرابی یزید عشقی، خواجہ محمد مغربی، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم۔

حضرت خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک زمانے نے فیض پایا۔آپ اپنے وقت کے غوثِ زمانہ تھے۔آپ کے زمانہ میں طالبانِ طریقت کا سفر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ہوتا تھا۔(طبقات الصوفیہ، ص ۳۰۸، حضرات القدس اردو ص ۱۰۶)

تواضع

ایک دفعہ آپ دیگر درویشوں کے ساتھ خانقاہ میں سات دن سے فاقہ گزار رہے تھے۔ایک شخص آٹے کی ایک بوری اور ایک بکری لے کر خدمت میں حاضر ہوا اور آواز دی کہ میں یہ آپ تمام صوفیوں کے واسطے لایا ہوں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے درویشوں سے فرمایا:"تم میں سے جو صوفی ہو وہ لے لے۔میری ہمت تو نہیں پڑتی کہ صوفی ہونے کا دعویٰ کروں"، یہ سن کر کسی نے بھی نہ لیا اور وہ شخص اپنا سامان واپس لے گیا۔

مہمان نوازی

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مہمان نوازی کا چرچا زبان زد عام تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا

کرتے تھے کہ اگر دنیا کی ساری نعمتوں کا لقمہ بنا کر مہمان کے منہ میں رکھ دیا جائے تو پھر بھی مہمان نوازی کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ نیز فرمایا کرتے تھے کہ میں اس چیز کو برداشت کر سکتا ہوں کہ دنیا میں قرضے کے بوجھ تلے دب جاؤں اور دنیا سے قرض دار کی حیثیت سے جاؤں مگر میں یہ گوارا نہیں کر سکتا۔ کہ میرا کوئی مہمان آئے اور میں اس کی مہمان نوازی نہ کروں۔

فضائل ومناقب

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ اہل طریقت کے عظیم پیشوا تھے۔ توحید و معرفت میں درجہ کمال پر فائز تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شب وروز ریاضت ومجاہدہ اور حضور ومشاہدہ میں گزرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فیوض ومعرفت کا منبع ومخزن تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وبزرگی مسلمہ ہے۔

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ آپ کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ صوفیوں کے قدیم اجلہ مشائخ میں شمار کئے جاتے ہیں اور اپنے وقت میں تمام اولیاء کے ممدوح تھے۔ شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی زیارت کا قصد کیا اور ان سے طویل ملاقاتیں کیں'' (کشف المحجوب)۔ حضرت شیخ ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں ''ولایت خرقان'' میں آیا تو اس بزرگ (پیر خرقانی) کے دبدبہ اور دہشت سے میری فصاحت وبلاغت رخصت ہو گئی۔ میں نے خیال کیا کہ شاید میں اپنی ولایت سے معزول ہو گیا ہوں۔ (کشف المحجوب)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر ہمعصر اولیاء اور علماء کرام استفادہ کے واسطے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نہایت ہی مستند روایات کے ساتھ حدیث شریف کا درس دیا کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ''علم لدنی'' حاصل تھا۔

سلطان محمود غزنوی اور ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہما:

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کا مرید خاص تھا۔ تاریخی کتب میں ہے کہ ہندوستان پر ایک حملے کے دوران لڑائی سے پہلے جب سلطان محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دشمن کے ٹڈی دل افواج کے مقابلے میں اپنی افواج کو کمزور دیکھا۔ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک گوشۂ تنہائی میں اپنے خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عطا کردہ خرقہ مبارک آگے رکھ کر اور سربسجود ہو کر خرقہ کا واسطہ دے کر گڑگڑا کر فتح کے لئے یوں دعا کی:

''یا اللہ! اس خرقہ کی آبرو کے صدقے مجھے ان کافروں پر فتح عطا فرما، میں یہاں سے جو مالِ غنیمت حاصل کروں گا وہ سب کا سب درویشوں اور محتاجوں میں تقسیم کردوں گا۔ چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فتح حاصل ہوئی اور بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر سلطان محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی فرمارہے ہیں: اے محمود! تو نے ہمارے خرقہ کی آبرو ضائع کردی اگر تو اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تمام کفار مسلمان ہوجائیں تو بفضل ربی سب مسلمان ہوجاتے۔ سبحان اللہ! کیا شانِ اولیاء اللہ ہے۔

کرامات

آپ کی بہت سی کرامات میں سے ہم صرف تبرک کے طور پر ایک پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ شیخ بوعلی سینا آپ کے ہمعصروں میں سے تھے۔ آپ کی شہرت سن کر ''خرقان'' پہنچے۔ مگر آپ گھر سے باہر کہیں گئے ہوئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیوی سے پوچھا: شیخ ابوالحسن خرقانی کہاں ہیں؟ آپ کی بیوی نے کہا اس جھوٹے اور کذاب سے تمہیں کیا کام ہے؟ ان الفاظ سے بوعلی سینا پریشان ہوگئے اور بدظن ہو کر جنگل کی طرف چل پڑے۔ دیکھا کہ ابوالحسن خرقانی ایک شیر کی پشت پر لکڑی رکھے ہوئے آ

رہے ہیں۔بوعلی سینا کے اوسان خطا ہو گئے اور عرض کیا حضرت یہ کیا معاملہ ہے؟ آپ نے فرمایا اگر ہم اس عورت کی باتوں کا بوجھ نہ اٹھائیں (باتیں برداشت نہ کریں) تو شیر ہمارا بوجھ کب اٹھا سکتے ہیں۔آپ نے فرمایا: دنیا کے معاملات اسی طرح سے چلتے ہیں۔ان کی کچھ پرواہ نہ کرنی چاہیے اور اپنے دل کو خدا کی طرف ہی مخاطب کرنا چاہیے۔ایک دن ایسا آئے گا کہ سب کام ٹھیک ہو جائیں گے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر اور ملفوظات سن کر ممتحن بن کر آنے والے بوعلی سینا معتقد اور شاگرد بن کر واپس ہوئے۔(انوار اولیاء)

وصالِ پُرملال

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی وفات سے قبل یہ وصیت فرمائی کہ میری قبر تیس گز گہری کھودنا تاکہ حضرت بایزید بسطامی کی قبر سے اونچی نہ رہے۔کیونکہ ''خرقان کا علاقہ بسطام'' سے بلند جگہ پر واقع ہے اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ مرید (روحانی شاگرد) کی قبر اپنے پیر ومرشد کے مزارِ اقدس سے اونچی رہے۔یہ کمالِ ادب ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

آپ کی وفات شب عاشورہ ۴۲۵ھ/۱۰۳۴ء میں ہوئی۔اور ۱۰ محرم الحرام کے دن ''خرقان'' میں مدفون ہوئے۔آپ کا مزار مبارک مرجع خاص وعام ہے۔

مزار مقدس پر دعا کی قبولیت

مشہور ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جو شخص میرے مزار کے پتھر پر ہاتھ رکھ کر دعا مانگے وہ قبول ہو جائے گی! اور یہ بات تجربہ میں آچکی ہے۔وفات کے دوسرے دن ہی یکایک بجلی سی چمکی اور لوگوں نے دیکھا کہ ایک سفید پتھر آپ کے مزار مقدس پر رکھا ہوا ہے۔

ارشادات

۱۔ آپ نے فرمایا کہ آدمی اس دِن صوفی ہوگا جب دن اسے آفتاب کی حاجت نہ رہے اور رات کے وقت اسے چاند ستاروں کی ضرورت نہ رہے۔

۲۔ آپ سے پوچھا گیا کہ "اخلاص" کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ تم خدا کے لئے کرو اخلاص ہے اور جو کچھ مخلوق کے لئے کرو وہ "ریا" ہے۔

۳۔ آپ نے فرمایا کہ کبھی ایسے آدمی کے ساتھ صحبت مت رکھو کہ تم اللہ اللہ کرو اور وہ دوسری باتیں کرے۔

۴۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ زمین پر چلتے ہیں لیکن مردہ ہیں اور بہت سے آدمی ایسے ہیں کہ وہ زمین کے اندر سوتے ہیں مگر وہ زندہ ہیں۔ (یعنی فقیر کی قبر بھی زندہ ہوتی ہے۔ اولیاء اللہ موت کے بعد قبر میں سوتے ہوئے بھی فیض رسانی کرتے اور یہ سچے درویش کی نشانی ہے)۔

۵۔ سب سے افضل امور ذکرِ الٰہی سخاوت، تقویٰ اور صحبت اولیاء ہیں اور فرمایا: مرید اپنے مرشد کی جس قدر خدمت کرتا جاتا ہے اس کے مراتب بڑھتے جاتے ہیں۔

۶۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ علمائے کرام حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وارث ہیں۔ اولیاء کرام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صفات کے مظہر ہیں۔

۷۔ فرمایا کوئی شخص گدڑی اور سجادہ (جانماز) کی وجہ سے صوفی نہیں ہوسکتا۔ اور نہ صوفیوں کی عادتیں اور رسوم اختیار کر لینے سے۔ صوفی وہی ہے جو نہ ہو اور "فانی فی اللہ" ہو۔

۸

حضرت شیخ بو علی فارمدی طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا اسم گرامی سیّد فضل اور کنیت ابو علی ہے۔آپ کے والد محترم کا نام محمد بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا جو کہ ''فارمد'' میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

ولادت

آپ ''طوس'' کے نزدیک ''فارمد'' نامی ایک قریہ (گاؤں) میں پیدا ہوئے اور اسی گاؤں کی نسبت سے آپ کو ''فارمدی'' کہا جاتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ۴۰۷ھ بمطابق ۱۰۱۶ء میں ہوئی تھی۔

تحصیل علوم ظاہری

بچپن ہی سے تعلیم کا بے حد شوق تھا جو آپ کو طوس سے نیشا پور لے گیا۔ وہاں آپ مدرسہ علوم اسلامیہ میں داخل ہو گئے اور بڑی جانفشانی سے علوم کی تحصیل کی۔آپ نے فقہ ابو حامد غزالی کبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھی۔ابو عبداللہ بن باکو شیرازی، ابو منصور تمیمی، ابو عبدالرحمٰن نیلی، ابو عثمان صابونی رحمۃ اللہ علیہم سے سماع حدیث کیا۔وعظ و تذکیر میں آپ امام ابو القاسم القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگرد ہیں۔اور امام موصوف آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بڑی خاص توجہ سے پڑھایا کرتے تھے۔اگرچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم فقہ، حدیث و تفسیر وغیرہ میں کامل اور یکتا ہو چکے تھے۔ ہر وقت کسی مردِ خدا کی تلاش میں رہتے تھے۔

شیخ ابوسعید ابوالخیر سے ملاقات

ایک دفعہ حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درویشوں کے ہمراہ نیشا پور تشریف لائے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اُن کے نورانی چہرے پر فریفتہ ہوگئے۔ان کی ہر مجلس میں نہایت ادب ومحبت سے حاضر ہوتے تھے۔ان مجالس سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اطمینان قلب نصیب ہوگیا اور عجیب و غریب باتیں ظاہر ہونے لگیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تمام حالات کو اپنے استاد محترم ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان کیا تو وہ بہت خوش ہوئے اور مبارک باد دی۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ایک دن میں گھر پر تھا کہ یکایک میرے دل میں حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت کا جذبہ موجزن ہوا۔دل چاہتا تھا کہ ابھی اُڑ کر آپ کے قدموں میں چلا جاؤں۔میں نے طبیعت کو بہت روکا مگر کچھ بس نہ چلا۔آخر کار میں آپ کے درِ دولت پر پہنچا۔شیخ کی زیارت نصیب ہوئی اور بعدازاں جب مجلس شروع ہوئی تو میں ایک کونہ میں چپ چاپ بیٹھ گیا۔مجلس میں ذکر کے وقت ایسی کیفیت طاری ہوگئی کہ حضرت ابوسعید ابوالخیر کو وجد ہوگیا۔آپ نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اللہ اللہ کہتے ہوئے رقص کرنے لگے۔کافی دیگر کے بعد جب آپ کو ہوش آئی تو لباس تبدیل فرما کر اپنے پیراہن کا ایک ٹکڑا ہاتھ میں لے کر آواز دی ''ابوعلی فارمدی'' کہاں ہے؟ جلدی حاضر ہو جائے۔جب میں نے آواز سنی تو حیران رہ گیا کیونکہ حضرت شیخ ابوسعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے نام سے واقف نہ تھے۔چنانچہ میں ڈرتا ڈرتا حاضر ہوا۔آپ نے میرے حال پر نہایت ہی مہربانی فرمائی اور وہ ٹکڑا مجھے عطا کیا اور پھر فرمایا کہ اس کو حفاظت سے رکھنا یہ تمہارے بہت کام آئے گا۔میں نے وہ لے لیا اور بڑی حفاظت سے رکھا اور اس پیراہن مبارک سے مجھ کو بہت سے ظاہری و باطنی فوائد حاصل ہوئے۔

امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں

آپ فرماتے ہیں جب شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیشاپور تشریف لے گئے تو میں امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس آیا اور جو حالات اور واردات جو مجھ پر ظاہر ہوئے تھے آپ سے بیان کیے۔آپ نے فرمایا: ''اے لڑکے! تحصیل علم میں مشغول ہو جا'' میں علم میں مشغول ہو گیا اور یہ روشنی روزانہ بڑھتی جاتی تھی۔میں تین سال تک تحصیل علم میں مشغول رہا۔یہاں تک کہ ایک روز میں نے دوات سے قلم نکالا تو سفید تھا۔میں وہاں سے اٹھا اور امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا۔آپ نے فرمایا کہ جب علم نے تجھ سے ہاتھ اٹھا لیا تو بھی اس سے ہاتھ اٹھا لے اور طریقت کے کام میں لگ جا۔میں مدرسہ سے اپنا سامان خانقاہ میں لے آیا اور استاد امام ابوالقاسم القشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں مشغول ہو گیا۔

خدمت شیخ

ایک دن استاد امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غسل کرنے کے واسطے حمام میں تشریف لے گئے۔تو میں نے چند ڈول پانی کے حمام میں ڈال دیئے کیونکہ آس پاس اور کوئی موجود نہ تھا۔جب امام صاحب باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ حمام میں پانی کس نے ڈالا تھا میں نے سوچا کہ شاید یہ فعل آپ کو ناگوار گزرا ہے۔اس لئے ڈر کی وجہ سے خاموش رہا۔آخر تیسری مرتبہ جب آپ نے دریافت کیا تو میں نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ میں نے ڈالا تھا۔امام صاحب نے فرمایا کہ مجھ کو ستر سال کی عمر میں جو حاصل ہوا تھا تجھ کو پانی کے ایک دو ڈول کے عوض میں مل گیا۔اس کے بعد میں بدستور حضرت امام کی خدمت میں ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہا کہ ایک دن مجھ پر ایسی کیفیت طاری ہوئی کہ میں اس کیفیت و حال سے محو بے خود ہو گیا۔میں نے حضرت امام سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔تو

فرمایا: اے ابوعلی! راہِ سلوک میں میری پرواز اس سے آگے نہیں ہے اور اس مقام سے آگے کی "واردات" کا نہ مجھ کو علم ہے اور نہ راستہ کا پتا ہے۔ تیری طلب بہت بڑی ہے اس لئے کسی اور صاحب ارشاد کی طرف رُخ کرنا چاہیے۔

نسبت طریقت

علم باطن میں آپ کو دو طریقوں اور سلسلوں سے فیض حاصل ہوا۔ ایک شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور دوسرے ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو قطب وقت اور اپنے زمانے کے مشائخ کے پیشوا تھے۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتساب شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے اور شیخ گرگانی کو شیخ عثمان مغربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی ارادات ہے اور اُن کو ابوعلی کاتب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور اُن کو ابوعلی رود باری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور اُن کو سیّد الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے۔ ان کے بعد یہ سلسلہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔ نیز شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی صحبت رہی اور اُن سے فوائد کثیرہ حاصل کیے ہیں اور اُن سے خرقہ بھی پایا۔

شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے باطن کو اور زیادہ روشن کرنے کے لئے طوس کا سفر طے فرمایا اور حضرت گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت عالیہ میں پہنچے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں جب میں اُن کے پاس حاضر ہوا تو آپ مراقبے میں تھے۔ آپ نے سر اُٹھایا اور فرمایا: اے ابوعلی! آؤ کیا چاہتے ہو؟ میں نے سلام کے بعد حالات عرض کیے۔ آپ نے فرمایا: "تمہیں یہ ابتداء مبارک ہو گو تم کسی درجے پر نہیں پہنچے لیکن اگر تربیت پاؤ گے تو بڑے درجے پاؤ گے" میں نے دِل میں کہا میرے پیرومرشد یہی ہیں اور میں شیخ کے پاس مقیم

ہوگیا۔ آپ ایک مدت تک مجھ سے طرح طرح کے مجاہدے اور ریاضتیں کراتے رہے۔ پھر ایک وقت آیا انہوں نے اپنی صاحبزادی کا نکاح مجھ سے کر دیا اور مجھے اپنی فرزندی میں لے لیا۔ ایک دن حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ طوس تشریف لائے ہوئے تھے۔ میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے اے ابوعلی! اب وقت آ گیا ہے کہ تم کوطوطی کی طرح گویا کریں گے۔ تھوڑے ہی عرصہ کے بعد حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوعلی وعظ ونصیحت کیا کرو۔ چنانچہ اس وقت مجھ پر حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر کے ارشاد کا مطلب واضح ہوگیا۔ (نفحات الانس، ص ۳۳۲)

کافی عرصہ تک مجھے آپ کی خدمت کا شرف حاصل رہا۔ پھر آپ نے مجھے اپنے شیخ ومرشد حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پیش کیا۔ سلوک کی باقی ماندہ تمام منازل وہاں طے کیں اور وہیں سے اجازت وخلافت عطا ہوئی۔

عظیم مبلغ وصاحب ارشاد

اس کے بعد آپ طوس سے نیشاپور لے گئے اور اپنے پرتاثیر وعظ ورشد ہدایت کی وجہ سے اُمراء بالخصوص نظام الملک کے ہاں بے حد شرف قبولیت حاصل کیا۔ آپ کو جو کچھ ملتا تھا وہ صوفیائے کرام اور مساکین پر خرچ کر دیتے تھے۔ آپ کے وعظ ونصیحت کی مجلس گویا ایک باغ ہوتا تھا جس میں رنگ رنگ کے پھول کھلے ہوئے ہوں۔

وصال پُر ملال

آپ کی وفات ۴ ربیع الاوّل ۴۷۷ھ/۱۰۸۴ء میں طوس میں ہوئی اور مزار مبارک بھی طوس میں زیارت گاہ خواص وعوام ہے۔

۹

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا اسم گرامی خواجہ یوسف اور کنیت ابو یعقوب تھی۔ والد ماجد کا نام محمد ایوب تھا۔ آپ عالم و عامل، عارف و کامل، زاہد و پرہیز گار، عابد، صاحب حال اور صاحب کرامات تھے۔

ولادت

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت تقریباً ۴۴۰ھ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت باسعادت ہمدان کے نواحی گاؤں "بوزنجرد" میں ہوئی اور ہمدان کی مناسبت سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں۔

تحصیل علوم ظاہری

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اٹھارہ برس کی عمر میں بغداد تشریف لائے اور وہاں ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کر کے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اصول فقہ و مذہب میں مہارت تامہ حاصل کی۔ قاضی ابوالحسنین محمد بن علی بن مہتدی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ابوالغنائم عبدالصمد بن علی بن مامون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابو جعفر محمد بن احمد بن مسلمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔ اصفہان، خراسان، سمرقند اور بخارا کے مشائخ حدیث سے بھی استفادہ کیا۔ بعد ازاں عبادت و ریاضت و مجاہدہ میں خاص مقام حاصل کیا۔

انتساب طریقت

اس وقت مشائخ میں سے حضرت خواجہ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کا بہت شہرہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت حاصل کیا۔ چونکہ طالب صادق تھے اور صاف دل لے کر گئے تھے اس لئے بہت جلد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خرقہ خلافت عطا ہوا اور حضرت ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اعظم بنے۔ اصفہان میں شیخ عبداللہ جوینی نیشاپوری اور شیخ حسن سمنانی رحمۃ اللہ علیہما سے بھی خرقہ خلافت اور فیوض برکات حاصل کیے۔ کتاب شرح وصایا خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ میں مذکور ہے کہ خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ سے بلاواسطہ انتساب ہے۔ (یعنی آپ براہ راست شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں)۔

فضائل ومناقب

آپ عالم باعمل، عارف وزاہد اور صاحب کرامات تھے۔ علماء اور فقہاء کی ایک جماعت کثیر آپ کے کلمات وارشادات سے نفع حاصل کرتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ساٹھ سال تک پندونصیحت سے لوگوں کو مستفیض فرمایا اور مسند ارشاد پر متمکن رہ کر لوگوں کی تربیت واصلاح فرمائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دیر تک مرو میں بھی مقیم رہے۔ آذربائیجان اور عراق وخراسان میں مریدوں کی تعلیم وتربیت آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی (قلائد الجواہر، اردو، ص ۲۴۹)۔ آپ ان مشائخ میں سے ہیں جن کے ساتھ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو صحبت رہی۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی آپ کی خدمت میں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرح اٹھارہ سال کی عمر میں حصول تعلیم کے لئے اپنے وطن عزیز سے بغداد تشریف لائے اور غالباً

۴۸۹ھ/۱۰۹۶ء میں تحصیل علوم سے فراغت پائی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دن معلوم ہوا کہ قطب زمان خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ، ہمدان سے بغداد میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ جب میں قطب زماں کی خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے دیکھ کر کھڑے ہوگئے اور اپنے پاس بٹھا کر میرے تمام حالات سن کر میری مشکلات کو حل فرمایا اور پھر مجھ سے یوں ارشاد فرمایا: "اے عبدالقادر! تم لوگوں کو وعظ سنایا کرو"۔

میں نے عرض کیا: آقا! میں عجمی ہوں۔ فصحاءِ بغداد کے سامنے کیسے گفتگو کروں؟

آپ نے سن کر فرمایا: تم کو اب فقہ، اصول فقہ، اختلاف مذاہب، نحو، لغت اور تفسیر قرآن خوب یاد ہے اور تم میں وعظ و پند کرنے کی صلاحیت وقابلیت کے جوہر موجود ہیں۔تم برسر منبر آؤ اور بلا تامل ہدایت وارشاد کیا کرو۔ کیونکہ میں تم میں ایک جڑ دیکھ رہا ہوں۔ جو عنقریب پورا درخت ہو جائے گی کہ

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ○ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ۔

(ابراہیم:۲۴۔۲۵)

ترجمہ: جس کی جڑیں (زمین میں) مضبوط ہوں گی اور شاخیں آسمان میں پھیلیں گی اور وہ اپنا پھل ہر وقت دے گا۔

بعض تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ پیشین گوئی کی تھی کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ تو بغداد کے منبر پر کھڑا ہو کر کہے گا:

قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ۔

ترجمہ: یہ میرا قدم اللہ کے تمام ولیوں کی گردنوں پر ہے۔

اور میں تمہارے وقت کے تمام اولیاء اللہ کو دیکھتا ہوں کہ سب نے تمہاری

بزرگی کی وجہ سے گردنیں نیچی کی ہوئی ہیں۔آپ نے اتنا فرمایا اور پھر غائب ہوگئے۔(قلائدالجواہر ص ۱۱۔بہجۃ الاسرار(عربی) ص ۱۴۷)

تصانیف

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔صاحب نفحات الانس نے آپ کی مندرجہ ذیل تصانیف کا ذکر فرمایا ہے:

۱۔منازل السالکین۔ ۲۔زبدۃ الحیات۔ ۳۔منازل السائرین

آپ مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متبع تھے۔

کرامت

ایک دفعہ فرنگیوں نے ہمدان کی ایک عورت کے لڑکے کو قید کرلیا۔وہ عورت گریہ زاری کرتی ہوئی آپ کے پاس آئی اور اپنا حال بیان کیا۔آپ نے اُس کو صبر کرنے کی نصیحت فرمائی۔اس نے کہا مجھ سے صبر نہیں ہوسکتا۔آپ نے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اللھم فك اسره وعجل فرجه۔

ترجمہ: اے اللہ! اس کو قید سے چھڑا دے اور جلدی اس کو رہائی دے۔

اور فرمایا کہ جا لڑکے کو تو اپنے گھر میں پائے گی۔عورت جب گھر واپس آئی تو لڑکے کو موجود پایا۔متعجب ہوئی اور لڑکے سے کیفیت دریافت کی۔لڑکے نے کہا میں ابھی قسطنطنیہ میں تھا اور میرے پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی تھیں اور میری نگرانی کرنے والے اردگرد موجود تھے۔اتنے میں ایک شخص آیا جس کو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا وہ پلک جھپکتے ہی مجھ کو یہاں (گھر میں) لے آیا۔عورت پھر حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور لڑکے کا قصہ بیان کیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کیا تو خدا کی قدرت سے متعجب ہے۔

وفات

آپ کا وصال مبارک ۲۷ رجب ۵۳۶ھ کو "بامتین" میں ہوا۔ (بامتین، ہرات اور بغشور کے درمیان واقع ہے بعض تذکرہ نگاروں نے بامتین کی جگہ بامئین لکھا ہے)۔ آپ کی عمر مبارک ۹۵ برس تھی۔

ارشادات

۱۔ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت (حضور و آگاہی) رکھو۔ اگر یہ میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ صحبت اختیار کرو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔

۲۔ آپ سے لوگوں نے پوچھا کہ جب اہل اللہ ہم سے روپوش ہو جاتے ہیں تو ہمیں کیا کرنا چاہیے تا کہ ہم سلامت رہ سکیں۔ آپ نے فرمایا کہ "ان کی باتیں دہراتے رہا کرو"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا

اُدْخُلُوا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً

البقرۃ ۲۰۸

اے ایمان لانے والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ

۱۰

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تصوف میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتساب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے۔آپ اُن کے اکابر خلفاء میں سے ہیں۔آپ صدق وصفاء میں کامل اوراتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوشاں رہے۔طریقت میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام حجت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ،مجتہداورقطب زمانہ تھے۔

سلسلہ نسب

آپ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولادِ امجاد سے تھے۔آپ کی والدہ ماجدہ روم کے شاہی خاندان سے تھیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ عبدالجمیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکابر اولیاء،اتقیاءاورصوفیاء میں سے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔

منقول ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے شیخ عبدالجمیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بشارت دی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کو میں اپنی فرزندی میں قبول کرتا ہوں اور اپنی نسبت سے اس کو حصہ دوں گا۔(حضرات القدس،اردو۱۱۸)

طریقت میں مقام

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں ذکر خفی کے لحاظ سے آپ امام طریقت ہیں۔ایک دفعہ جمعۃ المبارک کے روز آپ اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے تھے کہ ایک بزرگ

تشریف لائے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں خضر (علیہ السلام) ہوں اور ہم نے تمہیں اپنی فرزندی میں قبول کرلیا ہے۔ اے نوجوان اس حوض میں غوطہ لگاؤ اور دل سے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہو۔ پس آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غوطہ لگایا اور یہ سبق لے کر اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ بہت سے اسرارِ باطنی آپ رحمۃ اللہ علیہ پر کھلنے لگے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو "ذکر خفی" کا طریقہ سکھایا اور "وقوف عددی" کا ماہر کیا اور آپ کو خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد کر فرمایا۔

نسبت طریقت

جب حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بخارا تشریف لائے تو حضرت عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی صحبت میسر آئی۔ جب تک وہ بخارا میں رہے آپ ان کی صحبت میں پابندی کے ساتھ حاضر ہوتے رہے اور بہت سے فیوض و برکات اُن کی صحبت سے حاصل کئے۔ آپ (خواجہ عبدالخالق) پیر سبق حضرت خضر علیہ السلام ہیں اور پیر صحبت و پیر خرقہ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

بے نیازی اور خوف

ایک روز آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے عبادت خانہ میں گریہ وزاری میں مشغول تھے۔ آپ نے فرمایا: جب میں اللہ تعالیٰ کی بے نیازی پر غور کرتا ہوں تو میرے بدن سے جان نکلنے کے قریب ہو جاتی ہے۔ میری یہ آہ وزاری اسی وجہ سے ہے کہ شاید مجھ سے ایسا کوئی کام ہو گیا جس کا مجھ کو علم نہ ہوا اور وہ بارگاہِ الٰہی میں ناپسند ہو۔

ارشادات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات قدسیہ آپ کی اصطلاحات ہیں۔ جن پر طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے۔ یہ آٹھ کلمے ہیں۔

۱۔ہوش دردم ۲۔نظر برقدم ۳۔سفر دروطن ۴۔خلوت درانجمن

۵۔یادکرد ۶۔بازگشت ۷۔نگاہِ داشت ۸۔یادداشت

ان آٹھ کلمات کے علاوہ تین کلمات اور ہیں جن کی نسبت مشہور ہے وہ خواجہ خواجگان بانی طریقہ نقشبندیہ سے ہے۔

۱۔وقوف عددی ۲۔وقوف زمانی ۳۔وقوف قلبی

وصیت

(وصیت نامہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) آپ کا یہ وصیت نامہ آداب طریقت کے بارے میں ہے۔اس کا ترجمہ بطور تبرک یہاں درج کیا جاتا ہے۔کیونکہ یہ تمام اہل طریقت میں خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ کے متوسلین کے لئے مشعل راہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے فرزند!

تقویٰ کو اپنی خصلت بناؤ، وظائف و عبادات کی پابندی رکھو اور اپنے حالات کا مراقبہ کرو۔اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور خدائے بزرگ و برتر اور اُس کے رسول کے حقوق ادا کرو۔ماں باپ اور تمام مشائخ عظام کے حقوق کا خیال رکھو تاکہ ان خصلتوں سے تم رضائے حق سے مشرف ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کا حکم بجالاؤ تاکہ وہ تمہارا محافظ رہے۔قرآن حکیم کا پڑھنا اپنے اوپر لازم کرلو۔تلاوت بلند آواز سے ہو یا آہستہ۔زبانی ہو یا دیکھ کر۔قرآن مجید کو تفکر و خوف اور گریہ سے پڑھو اور تمام امور میں قرآن حکیم کی پناہ لو کیونکہ بندوں پر خدا کی حجت قرآن حکیم ہے۔

علم فقہ وحدیث کی طلب میں ایک قدم بھی دور نہ ہو۔

جاہل صوفیوں سے دور رہو کیونکہ وہ دین کے چور اور مسلمانوں کے رہزن

ہیں۔

تم پر لازم ہے کہ مذہب حق اہل سنت و جماعت کے پابند رہو اور ائمہ سلف کے مسلک کو اختیار کرو کیونکہ نئی پیدا شدہ باتیں سراسر گمراہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی جلالت سے ڈرتے رہو اور مت بھولو کہ ایک روز تم موقفِ حساب میں کھڑے ہو گے۔

تم پر لازم ہے کہ گمنام رہو تا کہ نیک نام بن جاؤ۔ سفر بہت کرو تا کہ تمہارا نفس خوار ہو جائے۔ خانقاہ نہ بناؤ اور نہ کسی خانقاہ میں رہو۔

کسی کی مدح سے مغرور اور کسی کی مذمت سے غمگین نہ ہو۔ بندوں کی مدح و مذمت تمہارے نزدیک برابر ہونی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نڈر اور اس کی رحمت سے نا اُمید نہ رہو۔ خوف و اُمید کی زندگی بسر کرو۔ کیونکہ سالکوں کو کبھی خوف ہوتا ہے اور کبھی اُمید ہوتی ہے۔

اے فرزند! شیخ اپنے مرید کے لئے بمنزلہ باپ کے ہے بلکہ باپ سے بھی زیادہ مشفق کیونکہ وہ مرید کو مقام قرب تک پہنچا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے راستے میں ثابت قدم رہو۔ جاہلوں سے بچو اور جان و مال سے مشائخ کی خدمت کرو۔ ان کی پیروی کرو اور ان کے سیر و سلوک کو نگاہ میں رکھو اور ان کے کسی کام سے انکار نہ کرو سوائے خلاف شرع کے۔

جواں مرد اور سخی بنو۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے۔ خلق خدا پر خرچ کرو اور بخل و حسد سے دور رہو۔ کیونکہ بخیل و حاسد قیامت کے دن دوزخ میں ہوں گے۔

اپنے نفس کی ضروریات کا خیال رکھو تا کہ وہ درست ہو جائے لیکن اپنے نفس کی عزت نہ کرو۔

زبان کو غیر ضروری باتوں سے بند رکھو۔ اور ہمیشہ لوگوں کو نصیحت کرتے

رہو۔

کم بولو، کم کھاؤ، کم سوؤ اور جلدی بیدار ہو جاؤ۔

اے میرے فرزند!

میری وصیتوں کو یاد رکھنا۔ جس طرح میں نے اپنے شیخ طریقت قدس سرہٗ سے یاد کیں اور ان پر عمل کیا۔ اُسی طرح اب تم بھی یاد کرو اور عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں تمہارا حافظ و ناصر اور نگہبان ہو۔

فناءِ نفس

ایک روز ایک درویش نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہ اختیار دے کہ دوزخ و بہشت میں سے ایک کو اختیار کرے تو میں دوزخ کو اختیار کروں گا۔ کیونکہ تمام عمر اپنے نفس کی خواہش پر نہیں چلا اور بہشت نفس کی خواہش ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اُس درویش کی بات کی تردید کی اور فرمایا کہ بندے کو اختیار سے کیا کام۔ جہاں دوست بھیجے وہاں چلا جائے اور جہاں اُس کو ٹھہرائے ٹھہر جائے کہ بندگی کا یہی طریقہ ہے۔ درویش نے پوچھا کہ ایسے شخص (سالک طریقت) پر شیطان کا قابو ہوتا ہے کہ نہیں۔ فرمایا جب اُس کو غصہ آتا ہے تو شیطان اُس پر غلبہ حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن جو سالک فناءِ نفس کو پہنچ چکا ہے اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ اس کو غیرت آتی ہے اور جہاں غیرت ہوتی ہے شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔

وفات

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری وقت احباب فرزند و مرید موجود تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے دوستو! تم کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے اور رضامندی کی مجھ کو خوشخبری دی ہے۔ کہ اس طریقہ کو جو لوگ اختیار کریں

اور آخر دم تک اس پر قائم رہیں میں ان سب کو بخش دوں گا اور سب پر اپنی رحمت نازل کروں گا۔ کوشش کرو کہ اس طریقہ پر قائم رہو۔ اس سے علیحدہ نہ رہو۔ تاکہ وعدۂ الٰہی سے مشرف ہو جاؤ۔

تھوڑی دیر کے بعد آواز آئی۔

یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ٥

اے نفس مطمئنہ: اپنے رب کی طرف آ کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی۔

آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ/ ۱۱۷۹ء کو ہوئی۔ آپ کا مزار مبارک "غجد وان" (نواحِ بخارا) میں متوسلین کے لئے باعث تسکین ہے۔

11

حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ترکوں کے عظیم اولیاء و مشائخ میں سے ایک ہیں۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسم گرامی محمد عارف تھا۔حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چار خلفاء میں سے تھے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ۲۷ رجب ۵۵۱ھ کو موضع ''ریوگر'' میں ہوئی جو سرزمین اولیاء بخارا شریف سے تقریباً ۳۰ کلومیٹر اور ''غجدوان'' سے تقریباً ۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

نسبت طریقت

آپ کا انتساب اس طریقہ میں حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے۔آپ خواجہ غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔

آپ کو اپنے شیخ طریقت سے بے پناہ محبت تھی۔قصبہ ریوگر ''غجدوان'' سے ۵ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے اس لئے حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً تمام عمر اپنے پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے اور مکمل طور پر ظاہری و باطنی کمالات و فیوضات و برکات سے مالا مال ہوئے۔آپ کے شیخ بھی آپ کی بہت قدر کیا کرتے تھے اور بڑی شفقت فرماتے تھے۔آپ اپنے

شیخ خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے وصال کے بعد مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور نہایت ہی احسن طریق سے طالبانِ حق کی ہدایت فرمائی۔آپ کا حلقہء عقیدت بہت وسیع تھا اور بڑے بڑے علماء اور امراء آپ کے مرید وارادت مند تھے۔

فضائل وکمالات

ظاہری علوم میں بھی آپ یکتائے روزگار تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت بردبار تھے اور ہرایک سے خندہ پیشانی سے پیش آیا کرتے تھے۔ خلاف شرع کاموں سے سخت نفرت تھی اور اتباع سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عالی شان رکھتے تھے۔علم وحلم، زُہد وتقویٰ،عبادت وریاضت اور رشد وہدایت میں کوئی آپ کا ثانی نہ تھا۔

تصنیف

آپ صاحب تصنیف بزرگ تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک رسالہ ''عارف نامہ'' آج بھی (خانقاہ موسیٰ زئی ''ڈیرہ اسماعیل خان'' کے کتب خانہ) میں موجود ہے۔

وفات

آپ نے یکم شوال ٦١٦ کو وصال فرمایا۔بعض نے آپ کی تاریخ وفات ۷۱۵ھ تحریر کی ہے۔(سفینۃ الاولیاء، رشحات، خزینۃ الاصفیا، وفیات الاخیار)

ایک قول کے مطابق آپ کی عمر شریف ٦۵ سال تھی۔جب کہ قول ثانی کے مطابق ١۵۴ سال تھی۔حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (آپکے پیرومرشد) کی وفات ۵۷۵ء میں ہوئی۔گویا آپ اپنے پیرومرشد خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد ١۴٠ سال زندہ رہے۔اس لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت طویل عمر پائی اور خلق خدا کو فیض پہنچایا۔

مرقد انوار

آپ کا مزار پُر انوار ''ریوگر'' شریف (مضافاتِ بخارا شریف) میں زیارت گاہ خلائق وملائک ہے۔

ارشادات

۱۔ اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ ان کا بوجھ کوئی اٹھائے۔ تو یہ بہت مشکل ہے۔ اگر دوست یہ چاہتے ہیں کہ تم دوسروں کا بوجھ اٹھاؤ۔ تو تمام لوگ تمہارے ہی اٹھانے کے قابل ہیں۔ (یعنی پورے جہان کا بوجھ اٹھانا تمہاری ہی ذمہ داری ہے)

۲۔ جو شخص اپنی تدبیر کے دام میں دھنسا ہوا ہے وہ دوزخ کا مال ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر شاکر ہے وہ جنتی ہے۔

۳۔ ایک دن حاضرین سے سوال کیا کہ ''کھانا کھاتے وقت جسم کا ہر عضو اپنے اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے۔ دل کس کام میں مشغول ہوتا ہے؟''۔ حاضرین نے کہا کہ ذکر خدا میں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس موقع پر اللہ اللہ یا لا الٰہ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ اس موقع پر نعمت پا کر نعمت دینے والے کی طرف توجہ دی جاتی ہے اور نعمت سے نعمت دینے والے کو دیکھتے ہیں۔

۱۲

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اعظم اور معتمد رفیق تھے۔ آپ اپنے تمام ساتھیوں میں افضل واکمل اور خلافت سے ممتاز تھے۔ آپ کا اسم مبارک ''محمود'' تھا (بعض نے آپکا نام محمود الخیر لکھا ہے) آپ نے رزق حلال کی خاطر نقاشی (گل کاری، بیل بوٹے کا کام) کو زندگی بھر اپنا ذریعہ معاش بنایا تھا۔

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸ شوال ۶۲۷ھ کو موضع ''انجیر فغنہ'' میں ہوئی جو کہ بخارا شریف میں ''وابکنہ'' کا ایک گاؤں ہے۔ اور بخارا شریف سے ۳۰ کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

نسبت طریقت

آپ کا انتساب حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے۔ آپ کافی مدت تک اپنے پیرومرشد خواجہ ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں رہے اور تصوف و معرفت کی تمام منازل طے فرمائیں۔ حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے آخری وقت میں حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنا خلیفہ نامزد کیا اور ہدایت خلق اللہ کی اجازت عطا فرمائی اور اپنے تمام مریدوں اور دوستوں کو ان کی طرف رجوع کرنے کو کہا۔ اس کے بعد حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع وابکنہ میں قیام پذیر ہو گئے

اورمخلوقات کوخدا کی طرف بلانا شروع کر دیا۔جلد ہی آپ کا حلقہ بہت وسیع ہو گیا اور دُور دُور سے لوگ آپ کی زیارت کو آنے لگے۔

حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندار جمند وخلیفہ حضرت خواجہ کبیر اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر جہر پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے مرشد حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت بتایا تھا کہ ذکر جہر جاری رکھو۔

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ نے آخری وقت فرمایا تھا کہ اب وہ وقت آ گیا ہے جس کی طرف ہمیں اشارہ ہوا تھا کہ طالبوں کو "ذکر جہر" اختیار کرنا پڑے گا۔

نوٹ! آپ ذکر جہر کرنے کے باوجود "ذکر خفی" کو افضل جانتے تھے اور منتہیوں کو اسی کی ترغیب دیتے تھے۔

بشارت حضرت خضر علیہ السلام

آپ کے خلیفہ اعظم حضرت عزیزاں علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک درویش نے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت کی اور اُن سے پوچھا "اس زمانے کے مشائخ میں ایسا کون بزرگ ہے جو استقامت کا درجہ رکھتا ہو تا کہ اس کا دامن پکڑ لیں اور اُس کی پیروی کریں"۔

حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا: "ان صفات کے حامل بزرگ خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں"۔خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اصحاب نے کہا کہ وہ درویش خود خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ تھے مگر اس وجہ سے اپنا نام نہ بتایا کہ یہ ظاہر نہ ہو کہ آپ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے۔

یاد رہے کہ حضرت عزیزان علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ نے اُس وقت کسی سے بیعت نہ

کی تھی چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام کے اشارے کے مطابق آپ نے حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی۔اس واقعہ سے آپ کا درجہ اور مقام ظاہر ہوتا ہے۔

کرامات

آپ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ہم بطور تبرک ایک کرامت ہدیہ قارئین کرتے ہیں تا کہ آپ کی عظمت وسطوت کا اندازہ ہو سکے۔

ایک روز خواجہ علی رامیتنی ،خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہما کے تمام اصحاب کے ساتھ قریہ ''رامیتن'' میں ذکر خدا میں مشغول تھے۔اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک بہت بڑا سفید پرندہ اڑتا ہوا ان سب کے سر پر سے گزر رہا ہے۔جونہی وہ پرندہ آپ کے سر پر سے گزرا تو فصیح اور بلند آواز سے بول اٹھا ''اے علی! مردانہ رہ (مردانہ باش) یہ الفاظ سن کر سب دوستوں پر رقت طاری ہوگئی۔جب ان کو افاقہ ہوا تو خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے استفسار کیا گیا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح تھی۔اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ طاقت بخشی ہے کہ وہ جس مخلوق کے قالب میں چاہیں متشکل ہو جائیں۔مجھے کشف ہوا ہے کہ اس وقت آپ خواجہ اولیاء کبیر رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اوّل حضرت دہقان قلتی رحمۃ اللہ علیہ (بروایت دیگر دہقان قلبی رحمۃ اللہ علیہ) کے حجرہ سے تشریف لا رہے ہیں جنہوں نے وقتِ آخر میں آپ کو یاد کیا تھا اور زندگی بھر یہ دعا کرتے رہے کہ الٰہی آخری وقت میں میری مدد کو اپنا کوئی دوست بھیج دینا تا کہ کہیں میں شیطان کے پھندے میں نہ آ جاؤں۔اور میں اپنا ایمان سلامت لے جاؤں۔چنانچہ بہ اشارہ ربانی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ کی روح مبارک دہقان قلتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچی تھی۔اس لئے ان کا خاتمہ بالخیر ہوگیا۔

آپ چونکہ زندگی بھر مجھ پر بڑی کرم نوازی فرماتے تھے اس لئے واپسی پر گزرتے ہوئے مجھ کو بھی اس دنیا میں مجاہد کی طرح زندگی گزارنے کی تلقین فرما گئے ہیں۔(رشحات۔ص ۳۴)

وفات

آپ کی وفات ۷ اربیع الاوّل ۷۱ ۷ھ کو ہوئی۔آپ کا مزار اقدس ''وابکنہ'' نزد بخاری شریف میں ہے اور زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔

ارشادات

۱۔ ذکر اُس مبتدی شخص کو فائدہ دے گا جس کی زبان جھوٹ اور غیبت سے پاک ہو۔اور روزی حلال کھاتا ہو اور اس کا دل ریا سے پاک ہو۔

۲۔ ذکر جہر سے مبتدی کا دل پاک وصاف ہو جاتا ہے۔

۱۳

حضرت خواجہ علی رامیتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا اسم گرامی ''علی'' تھا۔آپ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اعظم تھے۔آپ کا لقب ''عزیزاں'' ہے اور حضرت ''عزیزاں علی'' کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

نسبت طریقت

آپ کی نسبت باطنی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہے۔جب حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خلافت کا کام خواجہ علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے کر دیا اور اپنے تمام اصحاب و مریدین کو آپ کے سپرد کر دیا۔آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور انہی کے اشارہ سے ہی حضرت خواجہ محمود فغنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے تھے۔حضرت خواجہ محمود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا اے علی! جو کچھ میرے سینے میں تھا میں نے تجھے دے دیا۔

لقب حضرت عزیزاں

اہل خوارزم آپ کو ''خواجہ علی باوردی'' اور اہل بخارا آپ کو ''شیخ علی رامیتنی'' اور صوفیاء آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ''حضرت عزیزاں'' کہتے ہیں کیونکہ آپ اپنے آپ کو ''عزیزاں'' کہا کرتے تھے۔(رشحات،ص ۳۵،حضرات القدس،ص ۱۴۲)

ولادت

آپ کی پیدائش موضع ''رامیتن'' (بخارا سے تقریباً ۱۰ کلومیٹر دور) ۵۷۵ھ میں ہوئی۔ (بعض نے آپ کی تاریخ پیدائش ۵۹۱ھ/۱۱۹۵ء بھی تحریر کی ہے)۔

اتفاقات زمانہ کی وجہ سے آپ قصبہ ''رامیتن'' سے شہر ''باورد'' تشریف لائے اور ایک مدت تک یہاں مقیم رہے اور مخلوقاتِ خدا کو خدا تعالیٰ طرف بلاتے رہے اور اُن کی رشد و ہدایت کا کام جاری رکھا۔

اللہ تعالیٰ سے ارشارہ پا کر آپ باورد شہر سے ''خوارزم'' تشریف لائے۔ آپ ہر وقت یہاں ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔آپ یہاں بھی حسب معمول ہدایت خلق میں مصروف ہو گئے۔ لاتعداد آدمی آپ کے مرید بن گئے جس سے آپ کے سلسلہ کو بہت فروغ حاصل ہوا۔

فضائل ومناقب

آپ کے مقامات عالیہ وکرامات عجیبہ بہت ہیں۔آپ مالکِ درجات و کمالات تھے۔آپ کو لوگ ''قطب دوراں، قطب زماں'' کہہ کر پکارتے تھے اور آپ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔آپ مذہب حنفیہ کے پابند، اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ سے پوری طرح متصف تھے۔ راہِ سلوک میں آپ کا مقام بہت اعلیٰ و ارفع ہے۔جو شخص ایک روز آپ کی صحبت میں بیٹھ جاتا وہ حقیقت اور معرفت الٰہی تک پہنچ جاتا تھا۔

تصنیف

آپ کا ایک رسالہ بنام ''رسالہ عزیزاں'' ترجمہ ہو کر ''رسائل نقشبندیہ'' میں طبع ہو چکا ہے۔

حضرت علاؤ الدولہ سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین سوال

حضرت شیخ سمنانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے ہمعصر تھے۔ انہوں نے ایک درویش کے ذریعے تین سوالوں کا جواب چاہا۔ ایک یہ کہ میں اپنے مریدوں کو آپ سے زیادہ پُر تکلف اور عمدہ کھانے کھلاتا ہوں مگر سب آپ کی تعریف کرتے ہیں اور ہماری شکایت کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟۔ حضرت عزیزان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا کہ احسان جتا کر خدمت کرنے والے بہت ہیں اور احسان مند ہو کر خدمت کرنے والے بہت تھوڑے ہیں۔ کوشش کرو کہ تم دوسری قسم کے لوگوں سے ہو تا کہ کوئی تمہاری شکایت نہ کرے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی روحانی تربیت حضرت خواجہ خضر علیہ السلام نے کی ہے۔ اس کا کیا سبب ہے؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عاشق ہوتے ہیں حضرت خضر علیہ السلام ان لوگوں کے عاشق ہو جاتے ہیں اور ان کی تربیت کرتے اور ان کو راستہ دکھاتے ہیں"۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ آپ ذکر جہر کیوں کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: "میں نے سنا ہے کہ آپ ذکر خفی کرتے ہیں پس آپ کا بھی ذکر جہر ہو گیا۔ کیونکہ اس کی اطلاع ہم تک پہنچ گئی اور ذکر جہر وہی ہے جسے دوسرا جان لے"۔

فقیر محتاج نہیں

آپ کے فرزند جانشین خواجہ ابراہیم قدس سرہ نے آپ سے پوچھا کہ اس کلمہ کے کیا معنی ہیں کہ فقیر خدا کا محتاج نہیں ہے؟۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ: حقیقت میں ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے۔ البتہ فقیر اپنی حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا کیونکہ اسے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب اُس کی حاجت کو جانتا

ہے تو پھر اس کو سوال کرنے کی کیا ضرورت ہے۔وہ تو سب کی حاجتیں جانتا اور پوری کرتا ہے۔

کرامات

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو بیٹے تھے ایک خواجہ محمد جو خواجہ خورد کے نام سے مشہور تھے کیونکہ آپ کے اصحاب آپ کو (حضرت عزیزاں علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو) خواجہ بزرگ کہا کرتے تھے۔اور خواجہ محمد کو خواجہ خورد۔دوسرے خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جو خواجہ محمد سے چھوٹے تھے۔آپ کا وقت وصال قریب آیا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلافت واجازت عطا فرمائی۔بعض مریدوں کے دل میں خیال آیا کہ بڑے صاحبزادے کی موجودگی میں (جو عالم عارف ہیں) چھوٹے کو کیوں خلیفہ بنایا گیا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے خطرے پر آگاہ ہو کر فرمایا کہ خواجہ خورد ہمارے بعد زیادہ دیر زندہ نہیں رہیں گے بلکہ جلدی ہمارے پاس پہنچ جائیں گے۔چنانچہ ایسا ہی وقوع وظہور ہوا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رحلت کے انیس دن بعد خواجہ خورد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وفات پائی جبکہ خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۷۹۳ ہجری میں انتقال فرمایا۔

(رشحات،ص ۶۰۔۶۱۔حضرات القدس،ص ۱۵۶)

وفات

آپ کا وصال بروز منگل ۲۸ ذیقعد ۷۲۱ھ/۱۳۲۱ء کو خوارزم (ایران) میں ہوا اور وہیں آپ کی آخری آرامگاہ بنی۔اس علاقے میں آپ کی قبر مبارک نہایت ہی متبرک سمجھی جاتی ہے اور آپ کے مزار شریف پر ہر وقت لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے۔

ارشادات

۱۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین رہو۔اگر اللہ تعالیٰ کی ہم

نشینی نہیں کر سکتے تو اس کے ہم نشین رہو جو خدا کی ہم نشینی رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین کا ہم نشین اللہ تعالیٰ کا ہم نشین ہے

۲۔ آپ فرماتے ہیں کہ اگر تو نیکوں کے پاس بیٹھے گا تو نیک بن جائے گا اور اگر بروں (بدوں) کے پاس بیٹھے گا تو بد ہو جائے گا۔

۳۔ آپ فرماتے ہیں کہ نیک دوست کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے کیونکہ نیک کام تم کو تکبر سے نہیں بچاتا۔ اور نیک دوست تم کو اصلاح و ثواب کا راستہ بتائے گا۔ (حضرات القدس۔ ۱۴۴)

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجہک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

۱۹۶۵ء

۱۴

حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ خواجہ علی رامیتنی حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اعظم خلفاء میں سے ہیں۔

آپ کا اسم گرامی محمد بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔آپ موضع ''سماس'' کے رہنے والے تھے۔اسی نسبت سے آپ کو''محمد بابا سماسی'' کہتے تھے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے مطابق ''سماس'' مضافات طوس (مشہد) سے ہے۔(انتباہ فی سلاسلِ اولیاء)

ولادت

آپ کی ولادتِ باسعادت ۲۵ رجب ۵۹۱ھ/۱۱۹۵ء کو قصبہ ''سماس'' علاقہ رامیتن (بخارا) میں ہوئی۔

نسبت طریقت

طریقت میں آپ کا انتساب خواجہ علی رامیتنی حضرت عزیزاں قدس سرہٗ سے ہے۔آپ عرصہ دراز تک اپنے پیر روشن ضمیر حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہے اور ظاہری و باطنی فیوض و برکات سے وافر حصہ حاصل کیا۔آپ اپنے شیخ و مرشد کے نہایت ہی منظور نظر تھے۔حضرت خواجہ عزیزاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی وفات سے پہلے آپ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور تمام اصحاب کو آپ کی متابعت کا حکم دیا۔(رشحات،ص ۱۴۱)

استغراق ومحویت

آپ کے اوپر عموماً محویت واستغراق کا عالم طاری رہتا تھا۔آپ کی محویت اور استغراق کی یہ حالت تھی کہ آپ اپنے چھوٹے سے باغ میں، جو سماس میں واقع تھا، تشریف لے جاتے اور وہاں انگوروں کی شاخوں کو اپنے دست مبارک سے تراشتے۔ جب ایک شاخ کو کاٹتے تو غلبہء حال واستغراق کی وجہ سے آری آپ کے ہاتھ سے گر جاتی اور آپ بے خود ہو جاتے۔ یہ بے خودی اور غیبت دیر تک رہتی۔ جب ہوش میں آتے تو پھر شاخ کو کاٹنا شروع کر دیتے اور پھر بے ہوش ہو جاتے۔اس طرح اس کام میں بہت دیر ہو جاتی۔(رشحات،ص ۴۴)

پیشین گوئی ولادت حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیائے عظام اور مشائخ کبار سے تھے۔آپ نے بانی سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت کی خوشخبری دی تھی۔حضرت شاہِ نقشبند کی ولادت سے پہلے جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''کوشک ہندواں'' سے گزرتے تو فرماتے:

ازیں خاک بوئے مَردے مے آید
زود باشد کہ ''کوشک ہندواں'' قصر عارفاں شود

(اس زمین سے ایک مردِ خدا کی خوشبو آتی ہے جلد ہی ایسا ہوگا کہ ''کوشکِ ہندواں'' ''قصر عارفاں'' بن جائے گا)۔

ایک دن آپ اپنے خلیفہ اعظم حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان سے قصر عارفاں کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر وہاں پہنچ کر فرمایا کہ ''وہ خوشبو اب زیادہ ہوگئی ہے اور بیشک وہ مرد سعادت پیدا ہو گیا ہے''۔اس وقت حضرت خواجہ بہاء الدین

نقشبند کی ولادت کو تین روز ہو چکے تھے۔چنانچہ آپ کے جد امجد آپ (حضرت شاہِ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ) کو لے کر حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا و توجہ کے لیے التماس کی۔حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''یہ ہمارا فرزند ہے اور ہم نے اس کو اپنی فرزندی میں قبول کیا''۔اور پھر اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ''یہ وہی مرد خدا ہے جس کی خوشبو ہم نے سونگھی تھی''۔یہ لڑکا عنقریب اپنے وقت کا مقتدیٰ ہوگا۔(یعنی قطب و پیشوا ہوگا)۔بعد ازاں آپ نے اپنے خلیفہء اجل حضرت خواجہ سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: ''تم میرے فرزند بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں شفقت و تربیت سے ہرگز دریغ اور کوتاہی نہ کرنا۔اگر تم اس میں کوتاہی کرو گے تو میں تمہیں معاف نہیں کروں گا''۔حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر ادب و احترام سے سینے پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا کہ ''اگر کوتاہی کروں تو میں مرد نہیں''۔

کشف و کرامات

حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''جب میری شادی کا زمانہ قریب آیا تو میرے جد بزرگوار نے مجھ کو حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ آپ کی قدم بوسی کی برکت سے یہ کام انجام کو پہنچ جائے۔جب میں آپ کی زیارت کو گیا اور آپ کی مسجد میں ۲ رکعت نماز پڑھی اور سر سجدہ میں رکھا اس وقت میری زبان سے یہ نکلا ''اے اللہ! اپنی بلاؤں کے اٹھانے کی طاقت مجھ کو عطا فرما اور اپنی محبت کی محنت برداشت کرنے کی طاقت عطا فرما''۔جب میں صبح کو حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اے فرزند! یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے خدا! جو کچھ تیری مرضی ہو اس پر قائم رہنے کی اس بندہ ضعیف کو اپنے

فضل وکرم سے توفیق فرما اور خدائے بزرگ و برتر کی مرضی بھی یہی ہے کہ بندہ بلاؤں میں مبتلا نہ ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے اپنے کسی دوست پر کوئی بلا نازل کرتا ہے تو اس کو برداشت کی طاقت بھی عطا فرماتا ہے اور اس کی مصلحت وحکمت کو بھی ظاہر کردیتا ہے۔ اپنی خواہش سے بلا کو طلب کرنا مشکل ہے اس لئے گستاخی نہیں کرنی چاہیے۔

(نفحات الانس، ص ۳۴۲)

وفات

آپ کی رحلت ۱۰ جمادی الآخر ۷۵۵ھ/۱۳۵۴ء کو ہوئی۔ اور مرقد انور موضع ''سماس'' (نزد بخارا۔ازبکستان) میں مرجع خاص وعام ہے۔

بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

۱۵

حضرت خواجہ شمس الدین سیّد امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ امیر کلال صحیح النسب سید تھے۔آپ کا ذریعہ معاش کوزہ گری تھا اسی سے آپ کلال (کوزہ گر) کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اعظم اور اپنے زمانے کے مقتدا اور پیشوا تھے۔

ولادت باسعادت

آپ بخارا کے نواح میں واقع موضع ''سوخار'' میں ۶۷۶ھ میں پیدا ہوئے۔قصبہ ''سوخار'' قصبہ ''سماس'' سے ۲۵ کلومیٹر اور بخارا شریف سے ۶ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔آپ کی والدہ ماجدہ کا بیان ہے کہ آپ ابھی میرے شکم میں ہی تھے کہ جب کبھی کوئی مشتبہ لقمہ کھا لیتی تو میرے پیٹ میں شدید درد اٹھتا اور جب تک قے کر کے نکال نہ دیتی آرام نہ آتا۔مجھے سمجھ آ گئی کہ اس کی وجہ پیٹ کا بچہ ہے۔

واقعہ بیعت

حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ابتدائے جوانی میں کشتی لڑنے کا شوق تھا۔ایک روز آپ رامتین میں کشتی لڑنے میں مصروف تھے کہ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے اکھاڑے کے پاس سے گزرے۔آپ ایک دیوار کے سایہ میں ٹھہر گئے۔اسی اثناء میں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر خواجہ محمد بابا سماسی پر پڑی اور وہ اسیر

نگاہ ہو گئے۔ لہٰذا اسی وقت کشتی کو چھوڑا اور حضرت خواجہ بابا سماسی کے پیچھے چل پڑے۔ قیام گاہ پر پہنچ کر حضرت محمد بابا سماسی حضرت امیر کلال کو خلوت میں لے گئے اور طریقہ کی تعلیم و تلقین فرمائی اور اپنی فرزندی میں قبول فرمالیا۔

روحانی تربیت

بیعت کے بعد حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیس سال تک حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر رہے اور خواجگان کے طریقہ کے مطابق ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہے۔ آپ ہفتہ میں دو بار یعنی پیر اور جمعرات کو سوخار سے سماس جاتے۔ آخر کار حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر التفات اور تربیت سے درجہ کمال تک پہنچے۔

امیر تیمور اور حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امیر تیمور کا دارالحکومت سمرقند تھا۔ اس نے اپنا ایک قاصد حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھیجا اور درخواست کی کہ آپ سمرقند تشریف لائیں تاکہ آپ کی برکات سے مرکز سلطنت مستفیض ہو۔ آپ نے سمرقند جانے سے معذرت کی اور کہا کہ ہم یہیں رہ کر تمہارے لئے دعا گو ہیں۔ آپ نے اپنے صاحبزادے امیر عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بادشاہ کے پاس بھیجا تاکہ آپ کی طرف سے معذرت پہنچا دے۔ ساتھ ہی اپنے فرزند کو تاکید کی کہ امیر تیمور کی طرف سے کوئی انعام یا جاگیر قبول نہ کرنا اور اگر ایسا کیا تو پھر ہمارے پاس لوٹ کے نہ آنا۔

امیر عمر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چند روز امیر تیمور کے ہاں سمرقند میں رہے اور پھر اجازت طلب کی۔ بادشاہ نے کہا کہ میں تمام بخارا آپ کو عطا کرتا ہوں۔ آپ نے انکار کیا۔ بادشاہ نے پھر کہا کہ سارا نہیں تو اس علاقہ کا کچھ حصہ قبول کر لیں۔ آپ نے پھر

معذرت کی اور کہا کہ مجھے اس کی اجازت نہیں۔ اب امیر تیمور نے کہا کہ میں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کون سا تحفہ بھیجوں کہ مجھے ان کا قرب حاصل ہو جائے۔ امیر عمر رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ تقویٰ اور عدل اختیار کرو کیونکہ حق تعالیٰ اور خاصانِ حق کے قرب کا یہی ذریعہ ہیں۔

ایک روز امیر تیمور سمرقند سے آیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا اے مخدوم میں آج آپ کی زبان سے کچھ سننا چاہتا ہوں جس سے میرے دل کو تسکین ہو۔ آپ نے فرمایا فقیر کو جب تک حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے اشارہ نہ ملے گا اپنی طرف سے کچھ نہیں کہے گا۔ تم منتظر رہو۔ حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر پہنچے تو نماز عشاء کے بعد مراقبہ میں حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوئے۔ کچھ دیر بعد اپنے ایک محرم درویش منصور کو طلب کیا اور فرمایا کہ اسی وقت امیر تیمور کے پاس جاؤ اور اسے پیغام دو کہ مشائخ بخارا کی ارواح طیبہ نے خوارزم کی مملکت تمہیں عطا کر دی ہے اس لئے فوراً خوارزم پہنچ جاؤ۔ امیر تیمور نے اس کی تعمیل کی اور خوارزم کو فتح کر لیا۔

گناہ صغیرہ کو معمولی مت سمجھو کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا صَغِیْرَةَ مَعَ الْاِصْرَارِ وَلَا کَبِیْرَةَ مَعَ الْاِسْتِغْفَارِ ”گناہ صغیرہ کو عادت بنا لیا جائے تو صغیرہ نہیں رہتا بلکہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور گناہ کبیرہ استغفار کے ساتھ کبیرہ نہیں رہتا بلکہ ختم ہو جاتا ہے“

کرامات وتصرفات

ایک مرتبہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ جنگل میں جا رہے تھے کہ راستے میں ایک شیر آ گیا۔ سب درویش خوف زدہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ آپ آگے بڑھے اور

شیر کو کان سے پکڑ کر ایک طرف کر دیا۔ جب سب لوگ گزر گئے تو شیر نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکایا اور چل دیا۔ آپ کے اصحاب نے اس واقعہ پر تعجب کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا ظاہر و باطن میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے سے سب چیزیں سے ڈرتی ہیں۔

ایک روز حضرت امیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درویشوں کی جماعت کے ساتھ بخارا کی جامع مسجد کو جا رہے تھے۔ راستے میں ایک زمیندار اپنے کھیتوں میں کام کر رہا تھا۔ اس کے غلام نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ زمیندار نے جواب دیا کہ یہ مفت خورے ہیں۔ حضرت امیر نے اپنے نور باطن سے اس کی بات معلوم کر لی اور فرمایا دوستو! درویشوں کے بارے میں بدگمانی نہ کرو اور ان کو حقارت سے نہ دیکھو۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا میں ذلیل و خوار ہو کر جاؤ۔ درویش اس وقت آپ کی اس بات کے سیاق و سباق کو نہ سمجھ سکے۔ جب مسجد سے واپس آئے تو پتہ چلا کہ وہ زمیندار دردِ گردہ میں مبتلا ہو گیا۔ جب اسے آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ پر تقدیر کا تیر چل چکا ہے اب علاج ممکن نہیں۔ چنانچہ وہ گھر پہنچتے ہی مر گیا۔

وصیت نامہ

حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جب آخیر وقت آیا تو انہوں نے اپنے بیٹوں، خلفاء اور مریدوں کے لئے مفصل وصیت نامہ لکھوایا جو سالکین طریقت کے لئے سرچشمۂ ہدایت ہے۔ ''مقاماتِ امیر کلال'' کے ذریعے یہ وصیتیں ہم تک پہنچی ہیں۔

''جب تک تم زندہ ہو، طلبِ علم سے ایک قدم بھی دور نہ رہو کیونکہ طلبِ علم تمام مسلمانوں پر فرض ہے۔ پہلا علمِ ایمان، دوسرا علمِ نماز، تیسرا علمِ روزہ، چوتھا علم زکوٰۃ، پانچواں علمِ حج (بہ شرط استطاعت)، چھٹا علم خدمتِ والدین، ساتواں علمِ صلہ

رحمی و حقوق ہمسایہ، آٹھواں علم خرید و فروخت (بہ شرط ضرورت) اور نواں علم حلال و حرام میں تمیز۔ اس لئے کہ بہت سے آدمی ایسے ہوتے ہیں کہ محض بے علمی کی بنا پر تباہی کے گڑھے میں گر پڑتے ہیں۔

''ہمیشہ توبہ کرتے رہو کیونکہ توبہ بندگی کا راز ہے اور توبہ یہ نہیں کہ زبان سے کہہ دیا جائے کہ میں توبہ کرتا ہوں بلکہ توبہ یہ ہے کہ پہلے اپنے گناہوں پر پشیمانی ہو اور آئندہ ایسا گناہ نہ کرنے کی پختہ نیت۔ ہمیشہ خدا سے ڈرتے رہو اور اپنے گناہوں سے معافی مانگو۔ جن کے حقوق تم پر ہیں انہیں راضی رکھو۔ ایسی زاری کرو کہ توبہ کا اثر اپنے باطن میں محسوس کرو، تب تم صحیح معنوں میں تائب بن سکو گے۔

''روزی کا غم اپنے دل سے نکال دو اور آخرت اور بندگی کا غم دل میں رکھو کیونکہ تمام کاموں کی اصل یہی ہے۔

''ہر حال میں امر معروف اور نہی منکر پر عمل کرو اور ہمیشہ دل میں غیر شرعی امور اور بدعت سے گریزاں رہو۔ اور آیت یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا قُوْا اَنْفُسَکُم وَاَھْلِیْکُمْ نَاراً وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃ (اے ایمان والوں اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں) کو پیش نظر رکھو تاکہ قیامت کے دن تم پریشان نہ ہو۔

''شریعت کی پابندی اور حدود کی حفاظت تمام کاموں کی اصل ہے۔ سوچو کہ بندوں کے بارے میں جو باہمی حدود مقرر ہوئیں ان کی خلاف ورزی پر کتنی وعید ہے تو خدا اور بندے کی باہمی حدود کا کیا حال ہوگا۔ پہلی قسم کی حدود نظر، بات چیت، کھانے پینے، خرچ، صدقہ وغیرہ سے متعلق ہیں اور دنیا میں ان کی رعایت کر سکتے ہیں۔ دنیا کی فرصت کو غنیمت سمجھو اور ایسے کام کرو جو نجات کا سبب ہوں۔'' جان لو کہ لوگ اس وجہ سے مقصودِ حقیقی تک نہیں پہنچ پاتے کہ وہ اول وصال چھوڑ کر ...

ہیں۔صوفی کو چاہیے کہ معرفت وتوحید میں اپنا عقیدہ درست رکھے اور گمراہی وبدعت سے بچے۔عقیدہ میں محض مقلد نہ بنے بلکہ ہر بات میں دلیل رکھتا ہو تا کہ بوقت ضرورت اسے بیان کر سکے۔اس سے بڑھ کر کوئی بری بات نہیں کہ لوگ تم سے مذہب کی بات کریں اور تمہیں معلوم نہ ہو کیونکہ دوسروں کے لئے جو غائب ہے وہ صوفیاء کے لئے کشف ہے۔معرفت سے دوسروں کا جو مقصود ہے وہ صوفیاء کے حق میں موجود ہے۔دوسرے اہل استدلال ہیں اور ہم اہل وصال۔

''علماء کی صحبت میں بیٹھا کر، کیونکہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے چراغ ہیں۔جاہلوں اور دنیاداروں کی صحبت سے دور رہو کیونکہ ان کی صحبت خدا سے دوری کا باعث ہے۔

''سماع کی مجلس میں نہ بیٹھو کیونکہ سماع کی کثرت اور اہل سماع کی صحبت دل کو مردہ بنا دیتی ہے۔

''شرع میں رعایتوں سے دور رہو۔جہاں تک ہو سکے عزیمت پر عمل کرو کیونکہ رخصت (رعایت) کا راستہ اختیار کرنا کمزوروں کا کام ہے۔

ارشادات

☆ جب تک تم لقمہ اور خرقہ کو پاک نہیں رکھو گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی پابندی نہیں کرو گے اُس وقت چاہے عبادت کی کثرت کی وجہ سے تمہارا بدن کمان کی طرح کبڑا ہو جائے اور ریاضت کرتے کرتے دبلا پتلا اور نحیف ولاغر ہو جاؤ تم ہرگز ہرگز منزل مقصود حاصل نہیں کر سکتے۔

☆ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہئے کیونکہ خدا ترسی سے بہتر کوئی عبادت نہیں ،،رجب تم اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کرو تو کلمہ توحید لَا اِلٰـــہَ سے پہلے تمام ماسوائے حق کی نفی کرو اور غیر مشروع باتیں نہ کرو۔اور کلمہ ''الا اللہ'' سے تمام

مشروعات کا اثبات کرو۔

☆ دوستو! دل، زبان اور جسم کی پاکیزگی حلال لقمے سے حاصل ہوتی ہے۔ آدمی کے معدے کو پانی کا حوض جانئے۔حوض سے مختلف سمتوں میں پاک پانی اسی صورت میں نکل سکے گا جب کہ خود حوض کا پانی پاک ہوگا۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''جو کوئی چالیس دن تک حلال روزی کھائے۔اللہ تعالیٰ اس کے دل و زبان کو علم و حکمت سے بھر دے گا اور اُس کا دل روشن ہونے لگے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے احکام خاکساری سے بجالاؤ۔تم جہاں بھی ہو علم و عمل کی طلب کو ہاتھ سے نہ جانے دو۔علم و عمل حاصل کرنے کی خاطر آب و آتش کے طوفان سے گزرنا سیکھو۔

وفات

وفات سے پہلے آپ نے اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی متابعت پابندی سے کریں۔انہوں نے عرض کیا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ذکر جہر میں آپ کی پیروی نہیں کرتے اور وہ ذکر خفی کرتے ہیں۔حضرت امیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اس میں ان کا کچھ اختیار نہیں۔انہیں جو ہدایت کی گئی اسی میں حکمت الٰہی ہے۔

آپ نے جمعرات کے دن ۸ جمادی الاول ۷۷۲ھ بمطابق ۱۳۷۱ء کو وفات پائی۔مزار مبارک سوخار میں مرجع خلائق ہے۔

۱۶

حضرت سیّد بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام طریقت اور وقت کے عظیم شیخ تھے۔ آپ کی زوردار شخصیت، کمالِ باطنی، سلسلہ کی ہمہ جہت ترقی وفروغ اور روحانی تربیت کے منفرد انداز سے سلسلہ خواجگان آپ کے نام سے منسوب ہوا اور سلسلہ نقشبندیہ کہلانے لگا۔ تعلق باللہ، معرفت الٰہی اور مشاہدہ حق کے ساتھ ساتھ معاشرتی و اجتماعی اصلاح، خدمت خلق، قیام عدل کی کوشش اور لوگوں کو ظلم و جور سے بچانے کی سعی اس سلسلہ کے مزاج میں شروع سے موجود تھی۔ آپ نے اس مزاج میں مزید پختگی پیدا کی۔ چنانچہ آئندہ آنے والے مشائخ نے معاشرتی مسائل میں گہری دلچسپی لی اور جہاں تک ہوسکا حکمرانوں سے بہبود خلائق اور کتاب وسنت کی ترویج واشاعت کا کام لیا۔

ولادت

۴ محرم ۷۱۸ھ کو بخارا سے ایک فرسنگ دور ''کوشک ہندوواں'' میں آپ کی ولادت ہوئی۔ یہ جگہ بعد میں آپ کی نسبت سے قصر عارفاں کہلائی۔ آپ نسلاً تاجک تھے۔ حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی پیدائش کی پیش گوئی فرمائی تھی۔

ابتدائی زندگی

ولادت باسعادت کے بعد آپ کو اپنی فرزندی میں قبول کرتے ہوئے

حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کی تربیت احسن طریقے پر کرنے کی تاکید کی۔ بچپن ہی میں کرامت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔

نسبت طریقت

بظاہر آپ کی روحانی نسبت حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے ہے لیکن اس نسبت کا بڑا حصہ بطریق اویسی براہ راست حضرت عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔ اسی لئے حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے طریقہ ذکر جہر کے برعکس آپ نے خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے طریق پر ذکر خفی اختیار کیا۔ اپنی نوعمری میں کسی نوجوان پر دلی میلان رکھتے تھے۔ ایک دن خلوت میں اس کے خیال میں مشغول تھے کہ اچانک کان میں آواز آئی کہ اے بہاؤ الدین! کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ تو سب کی طرف سے منہ پھیر کر ہماری طرف متوجہ ہو جائے۔ یہ سن کر آپ بیقرار ہو گئے اور وہاں سے نکل کر اندھیری رات میں ایک نہر کے کنارے کپڑے دھوئے، غسل کیا اور کمال عاجزی سے دو رکعت نماز پڑھی۔ فرماتے تھے کہ مدت گزر گئی اس آرزو میں ہوں کہ ویسی نماز پھر پڑھوں مگر میسر نہ ہوتی۔

آپ نے فرمایا کہ ابتدائے جذبہ میں مجھے الہام ہوا کہ تو نے اس راستے میں جو قدم رکھا ہے، کیسے رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ جو کچھ میں چاہوں وہ ہو۔ جواب آیا کہ نہیں جو کچھ ہم کہیں وہ کرو۔ میں نے کہا مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔ ہاں جو کچھ میں کہوں اگر وہ ہو تو میں اس راستے میں قدم رکھوں گا ورنہ نہیں۔ اسکے بعد مجھ سے لاپرواہی برتی گئی اور پندرہ روز تک میں بدحال اور میرا چشمہ فیض خشک رہا۔ جب مجھے ناامیدی ہونے لگی تو خطاب ہوا کہ اچھا جس طرح تم چاہتے ہو رہو۔ ایک مرتبہ کم و بیش چھ ماہ تک فیض بند (قبض) رہا اور آپ کو خیال ہوا کہ دولت باطنی میری قسمت

میں نہیں۔کوئی اور کام کرنا چاہیے۔چنانچہ آپ اس ارادہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔
راستے میں ایک مسجد آئی جس کے دروازے پر یہ شعر لکھا تھا۔

اے دوست بیا کہ ماتر ائیم
بیگانہ مشو کہ آشنائیم

''اے دوست آ کہ ہم تیرے ہیں۔ بیگانہ مت ہو کہ ہم تو تم سے آشنا ہیں۔'' یہ شعر دیکھتے ہی آپ کی حالت غیر ہوگئی۔گرہ کھل گئی اور آپ مسجد کے کونے میں بیٹھ گئے۔

روحانی تربیت کا اندازہ

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کیفیات کے بارے میں خود بیان فرمایا کہ اس زمانہ میں جذبات،غلبات اور بے قراری بہت بڑھ گئی تھی اور میں راتوں کو بخارا کے نواح میں مختلف مزاروں پر پھرا کرتا تھا۔ایک رات مزارات پر حاضری دے رہا تھا۔جس مزار پر پہنچتا وہاں دیکھتا کہ چراغ تیل سے بھرا ہوا ہے مگر ٹمٹمارہا ہے۔بتی کو ذرا اوپر اٹھانے کی ضرورت تھی تا کہ تیل باہر آجائے اور خوب روشن ہوجائے۔

ایک مزار پر میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک تخت پر ایک بزرگ بیٹھے ہیں جن کے آگے سبز پردہ لٹکا ہوا ہے۔اس تخت کے گرد ایک جماعت حاضر ہے۔ایک شخص نے بتایا کہ یہ بزرگ حضرت عبدالخالق غجدوانی ہیں اور یہ جماعت ان کے خلفاء کی جماعت ہے۔پھر سب کے نام بتائے،پھر کہا کہ محمد بابا سماسی کو تم نے دیکھا ہے۔یہ تمہارے پیر ہیں اور انہوں نے تمہیں کلاہ عطا فرمائی ہے۔میں نے کہا کہ ہاں میں انہیں پہچانتا ہوں۔مگر کلاہ کا قصہ بہت پرانا ہے۔مجھے یاد نہیں کہ کس جگہ رکھی ہے۔اس نے کہا کہ کلاہ تمہارے گھر میں ہی ہے۔تمہیں یہ کرامت عطا کی گئی ہے کہ جو بلا بھی ہو

وہ تمہاری برکت سے دفع ہو جائے گی۔

اب اس جماعت نے مجھے کہا کہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی تم سے کچھ باتیں فرمائیں گے جو طریق سلوک کے بارے میں ضروری ہیں۔اس لئے خوب غور سے سنو۔میں نے کہا کہ میں حضرت خواجہ غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام عرض کرنا چاہتا ہوں۔چنانچہ سبز پردہ ہٹا دیا گیا اور میں نے حضرت خواجہ کو سلام کیا۔آپ نے چند کلمات فرمائے جو سلوک کی ابتداء، وسط اور انتہا سے متعلق تھے۔ان میں سے ایک یہ تھا کہ تو نے جو چراغ تیل سے بھرے ہوئے دیکھے ہیں۔یہ تمہاری استعداد اور قابلیت کی بشارت ہے لیکن استعداد کی بتی کو حرکت دینا ضروری ہے تاکہ پوشیدہ اسرار ظاہر ہوں اور عمل باندازہ قابلیت کرنا چاہیے تاکہ مقصود حاصل ہو۔پھر آپ نے اس بات کی سخت تاکید فرمائی کہ سنت پر عزیمت کے ساتھ عمل کرنا چاہیے اور رخصت و بدعت سے پرہیز کرنی چاہیے۔ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث واخبار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آثار کی تلاش میں رہنا چاہیے۔

حضرت خواجہ غجدوانی کے ارشادات کے اختتام پر آپ کے خلفاء نے مجھے فرمایا کہ اس واقعہ کی صداقت کا ثبوت یہ ہے کہ تم مولانا شمس الدین ایکنوی کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ فلاں ترک نے سقا پر جو دعویٰ کر رکھا ہے اس میں ترک حق بجانب ہے مگر تم سقا کی رعایت کرتے ہو۔اس سقا نے ایک عورت سے زنا کیا ہے جب وہ حاملہ ہو گئی تو حمل ساقط کر کے بچہ فلاں جگہ دفن کر دیا ہے۔مولانا شمس الدین کو پیغام پہنچانے کے بعد اگلے روز نسف کی طرف حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ ہو جانا۔راستے میں ایک جگہ جنگل میں تجھے بوڑھا آدمی ملے گا۔وہ تمہیں ایک گرم روٹی دے گا۔روٹی لے لینا مگر اس سے کوئی بات نہ کرنا۔آگے چل کر ایک قافلہ ملے گا۔اس سے آگے ایک سوار سامنے آئے گا۔اسے نصیحت کرنا اور وہ تیرے

ہاتھ پر توبہ کرے گا۔ حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کلاہ جو تمہارے پاس ہے اسے ساتھ لے جا کر حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں پیش کرنا۔ اس کے بعد اس جماعت نے مجھے ہلا دیا اور میں ہوش میں آ گیا۔

صبح ہوتے ہی میں جلدی سے اپنے گھر گیا اور اپنے گھر والوں سے کلاہ کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ مدت سے فلاں جگہ پڑی ہے۔ جب میں نے حضرت عزیزاں رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی کلاہ دیکھی تو میری حالت دگرگوں ہو گئی اور میں بہت رویا۔ میں اسی وقت ایکنہ میں آیا اور صبح کی نماز مولانا شمس الدین کی مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد مولانا سے سارا قصہ بیان کیا۔ سقا وہاں موجود تھا۔ اس نے ترک کے دعویٰ کی حقیقت سے صاف انکار کیا۔ میں نے کہا کہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ تو نے ایک عورت سے زنا کیا۔ وہ حاملہ ہوئی تو تیرے کہنے پر اس کا اسقاط حمل کرایا گیا اور بچہ فلاں جگہ انگور کے نیچے دفن کر دیا گیا۔ اس نے اس سے بھی انکار کیا تو مولانا نے وہ جگہ کھدوائی اور بچہ موجود پایا۔ سقا معافی مانگنے لگا اور مولانا و حاضرین شدت تاثر سے رو پڑے۔

دوسرے دن صبح حسب الحکم میں نسف جانے کے لئے تیار ہوا تو مولانا کہنے لگے کہ تم میں درد طلب موجود ہے۔ یہیں رک جاؤ ہم تمہاری تربیت کریں گے۔ میں نے جواب دیا کہ میں دوسروں کا فرزند ہوں ایسا نہ ہو کہ آپ میرے منہ میں پستان تربیت دیں اور میں نہ چوسوں۔ اس پر مولانا خاموش ہو گئے اور جانے کی اجازت دے دی۔ میں روانہ ہو گیا۔ جنگل میں ایک بوڑھا آدمی ملا۔ اس نے مجھے گرم روٹی دی جو میں نے لے لی لیکن اس سے کوئی بات نہ کی۔ آگے چل کر ایک قافلہ ملا۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں سے آ رہے ہو۔ میں نے کہا ایکنہ سے۔ انہوں نے پوچھا کب چلے تھے۔ میں نے کہا طلوع آفتاب کے وقت۔ وہ چاشت کا وقت تھا۔ اہل قافلہ

بہت حیران ہوئے کہ ہم اول شب چلے تھے اور چار فرسنگ کا فاصلہ طے کر کے اب یہاں پہنچے ہیں۔ آگے وہ سوار دکھائی دیا۔ اس نے کہا کہ تم کون ہو تمہاری صورت دیکھ کر مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ میں نے کہا کہ میں وہ ہوں جس کے ہاتھ پر تم توبہ کرو گے۔ وہ فوراً گھوڑے سے اترا اور توبہ کی۔ اس کے پاس بہت سی شراب تھی جو اس نے زمین پر پھینک دی۔

اس سفر کے بعد حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت امیر اکلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ آپ نے وہ کلاہ حضرت امیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے رکھی۔ انہوں نے تھوڑی توجہ کے بعد فرمایا کہ یہ کلاہ حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے۔ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تصدیق کی۔ حضرت امیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اسکے بارے میں یہ اشارہ ہوا ہے کہ اسے دو پردوں میں محفوظ رکھو۔ چنانچہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کلاہ واپس لے کر اس کی تعمیل کی۔ اب حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باقاعدہ روحانی تربیت شروع ہوئی۔ آپ نے حضرت امیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رہنمائی میں دن رات سخت محنت و ریاضت کی۔ ہمہ وقت ذکر خفی میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت خواجہ غجدوانی کی ہدایت کے مطابق ہمیشہ عزیمت پر عمل کیا اور رخصت سے الگ رہے۔ اس کے ساتھ آپ کو احادیث و اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جستجو کا بھی حکم ہوا تھا اس لئے آپ علماء کی صحبت میں یہ علوم بھی حاصل کرتے رہے اور ان پر عمل کر کے اپنے باطن میں اس کے اثرات کا مشاہدہ کرتے رہے۔ آخر ایک دن حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اے میرے فرزند بہاؤالدین! حضرت محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے تمہاری تربیت کی وصیت فرمائی تھی چنانچہ میں نے اس وصیت کے مطابق تمہاری تربیت میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر کلال نے آپ کو اجازت مرحمت فرمائی۔

ذکرِ خفی

خواجگان نقشبندیہ میں حضرت محمود انجیر فغنوی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر جہر کا طریقہ شروع ہو گیا تھا۔ حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ ذکر جہر ہی کیا کرتے تھے۔ مگر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا بہ طریق اویسی حضرت خواجہ غجدوانی سے براہ راست رابطہ تھا اور ان کا طریقہ ذکر خفی کا تھا۔ چنانچہ آپ ہمیشہ ذکرِ خفی پر عمل پیرا رہے۔ جس وقت حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب ذکر جہر شروع کرتے آپ حلقہ سے اٹھ جاتے۔ یہ بات حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں پر گراں گزرتی تھی اور انہوں نے کئی مرتبہ شکایت کی کہ بہاؤالدین آپ کی اطاعت واتباع نہیں کرتے۔ اس کے باوجود حضرت امیر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر التفات میں روز بروز اضافہ ہوتا گیا۔ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بھی مرشد کے ادب میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے اور آستانِ ارادت پر ہر وقت سر تسلیم خم رکھتے تھے۔ آخر ایک دن جبکہ مسجد اور خانقاہ کی تعمیر کے لئے تقریباً پانچ سو مریدین جمع تھے۔ حضرت امیر کلال نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا تم لوگ میرے فرزند بہاؤالدین کے بارے میں بدگمانی کرتے ہو۔ دراصل تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نظر خاص ہمیشہ سے ان پر ہے اور بندگانِ خدا کی نظر حق تعالیٰ کی نظر کے تابع ہوتی ہے۔ اس لئے اس معاملہ میں میرا کچھ اختیار نہیں۔

خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک روز میں حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بخارا سے نسف جا رہا تھا کہ راستے میں خواجہ خضر علیہ السلام نظر آئے۔ ان کے ہاتھ میں چرواہوں کی طرح بڑی لکڑی تھی اور سر پر ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ انہوں

نے لکڑی سے مجھے مارا اور ترکی زبان میں کہا کہ تم نے گھوڑے دیکھے ہیں۔ میں نے ان سے کوئی بات نہ کی۔ انہوں نے کئی بار میرا راستہ روکا اور پریشان کیا۔ وہ رباط قر اول تک میرے پیچھے آئے اور کہا ٹھہر جاؤ تا کہ کچھ دیر بیٹھ کر بات کریں۔ مگر میں نے کوئی توجہ نہ دی اور کہا کہ میں آپ کو جانتا ہوں آپ خضر ہیں۔ جب میں حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے دیکھتے ہی فرمایا کہ راستے میں خواجہ خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی مگر تم نے دھیان نہ دیا۔ میں نے کہا جی ہاں۔ چونکہ میں آپ کی طرف متوجہ تھا اس لئے ان کی طرف دھیان نہ دے سکا۔

حج

آپ نے دوبار حج کیا۔ دوسری بار حج کو روانہ ہوئے تو صرف مولانا زین الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کے لئے ہرات تشریف لے گئے۔ تین روز تک ان کی صحبت میں رہے۔ ایک روز صبح کی نماز کے بعد مولانا نے آپ سے کہا "برائے ما ہم اے خواجہ نقشبند" (اے خواجہ ہمارے لئے بھی حقیقت کا نقش کھینچیں) آپ نے از روئے انکساری فرمایا "آمدیم تا نقش بریم" (ہم اس لئے آئے ہیں کہ ماسواء اللہ کا نقش مٹا دیں) غالباً اسی روز سے آپ کا لقب نقشبند مشہور ہوا۔ فرمایا میں نے مکہ معظمہ میں دو آدمی دیکھے۔ ایک نہایت پست ہمت اور ایک نہایت بلند ہمت۔ پست ہمت وہ تھا جس نے خانہ کعبہ کے دروازے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور ایسی پاک جگہ خدا کے سوا کچھ اور مانگ رہا تھا اور بلند ہمت وہ تھا جسے میں نے منیٰ میں دیکھا کہ پچاس ہزار دینار کی خرید وفروخت کی مگر اس کا دل ایک لمحہ کے لئے بھی خدا سے غافل نہ ہوا۔

مقاماتِ روحانی کی سیر

فرمایا کہ روحانی منازل اور مقامات طے کرتے وقت شیخ منصور حلاج کی

صفت دو دفعہ میرے وجود میں آئی۔ قریب تھا کہ جو الفاظ ان کے منہ سے نکلے وہ میری زبان پر بھی آ جاتے۔ بخارا میں ایک سولی تھی۔ میں دو دفعہ اس کے نیچے کھڑا ہوا اور اپنے آپ سے کہا کہ تیری جگہ یہی سولی ہے۔ تاہم خدا تعالیٰ کی عنایت سے میں اس مقام سے آگے گزر گیا۔

مجھے شیخ جنید، شیخ بایزید بسطامی، شیخ شبلی اور شیخ منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہم کے مقامات کی سیر نصیب ہوئی اور میں وہاں پہنچا جہاں یہ بزرگ پہنچے تھے یہاں تک کہ بارگاہ عالی شان تک پہنچا اور سمجھ گیا کہ یہ بارگاہ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

مریدوں کی تربیت

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اور جانشین حضرت علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت خواجہ کی نظرِ عنایت کا یہ عالم تھا کہ پہلے قدم پر ہی طالب مراقبہ کی سعادت حاصل کر لیتے۔ جب نظر عنایت مزید ہوتی تو درجہ عدم تک پہنچ جاتے۔ جب اور زیادہ عنایت ہوتی تو مقام فنا تک پہنچ جاتے۔

معاشرتی معمولات

زندگی کے آخری حصہ میں آپ قصر عارفاں (بخارا) میں ہی مقیم رہے۔ آپ کے روزمرہ کے معمولات میں نمایاں پہلو خدمت خلق تھا۔ یہاں تک کہ جانوروں کی خدمت اور دیکھ بھال کا بھی خیال رکھتے تھے۔ سڑکوں کی مرمت اور دیکھ بھال آپ کے مشاغل کا خصوصی حصہ تھا۔ آپ کا پیشہ زراعت تھا۔ ہر سال جَو اور ماش کی کاشت کرتے۔ بیج، زمین اور بیلوں کے استعمال میں خاصی احتیاط کرتے۔ اسی پیداوار سے گھر اور لنگر کا کام چلتا تھا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں بغیر چھنے جو کا آٹا پکتا تھا۔ فرمایا کہ چند دن ہمارے ہاں بھی بغیر چھنے جو کا آٹا

پکایا گیا۔اس سے سب بیمار پڑ گئے۔معلوم ہوا کہ اس کا سبب یہ تھا کہ حضور ﷺ کی مماثلت اور برابری کی صورت پیدا ہوگئی جو بے ادبی تھی۔حضور ﷺ کی متابعت کی پوری کوشش کرنی چاہیے مگر اپنے آپ کو ہر معاملہ میں آپ سے فروتر خیال کرنا چاہیے۔اس کے بعد دوبارہ چھنا ہوا آٹا پکنے لگا۔

کوئی آدمی آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا تو اتباع سنت میں اسے قبول کر لیتے لیکن اس آدمی پر بھی بدلہ میں احسان فرماتے۔دستر خوان پر چراغ خاص طور پر مہمان کے پاس رکھتے تا کہ اسے آسانی ہو۔اگر وہ سو جاتا اور موسم سرد ہوتا تو گھر میں خواہ ایک کپڑا ہی ہوتا وہ مہمان پر ڈال دیتے۔غرضیکہ خدمت خلق کا جذبہ آپ کی روزمرہ زندگی میں ہر جگہ کارفرما تھا۔

اقوال زریں

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات بڑی تعداد میں ملتے ہیں اور صوفیائے طریقہ نے انہیں اپنے لئے شمعِ ہدایت بنا رکھا۔آنے والے مشائخ بالخصوص حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تشریح فرمائی۔قاری کی سہولت کے لئے ان ملفوظات کو ذیلی عنوانات کے تحت پیش کیا جا رہا ہے۔

آدابِ سلوک

۱۔ اگرچہ نماز روزہ اور ریاضت و مجاہدہ حق تعالیٰ تک پہنچنے کا طریقہ ہے۔مگر ہمارے نزدیک وجود کی نفی سب طریقوں کے مقابلہ میں قریب تر ہے اور یہ ترکِ اختیار اور اپنی کوتاہیوں پر نظر کئے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

۲۔ اس راستے کے سالکوں کیلئے ماسواء اللہ کے ساتھ تعلق بہت بڑا حجاب ہے۔

۳۔ تیرا حجاب تیرا وجود ہے۔دَعْ نَفْسَكَ وَتَعَالَ (اپنا وجود چھوڑ اور آ جا)

۴۔ ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت ہے۔

۵۔ خیریت جمعیت میں ہے اور جمعیت صحبت میں ہے بشرطیکہ دونوں ایک دوسرے میں نفی ہو جائیں۔

۶۔ مرشد کو چاہیے کہ طالب کے تینوں حال (ماضی۔حال۔مستقبل) سے باخبر ہوتا کہ اس کی تربیت کر سکے۔طالب کی شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ جس وقت کسی ولی اللہ کی صحبت میں ہو تو اپنے حال سے واقف رہے اور زمانہ صحبت کا مقابلہ گزشتہ زمانہ سے کرے۔اگر بہتری کی طرف ترقی محسوس کرے تو اس بزرگ کی صحبت کو اپنے لئے فرض سمجھے۔

۷۔ طریقت سب ادب ہی ادب ہے (اَلطَّرِیْقَۃُ کُلُّ اَدَبٌ)۔طلب راہ کی ایک شرط ادب ہے۔ایک ادب حق تعالیٰ کی نسبت ہے، ایک ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہے اور ایک ادب مشائخ طریقت کی نسبت ہے۔ حق تعالیٰ کی نسبتِ ادب یہ ہے کہ ظاہر و باطن میں کمال بندگی کی شرط کے ساتھ اس کے احکام کی تعمیل کرے اور ماسوا سے بالکل منہ پھیر لے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ادب یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہمہ تن حضور کی متابعت اور پیروی کے مقام کا پابند اور آپ کو تمام موجودات اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ سمجھے۔

۸۔ ذکر کی تعلیم کسی کامل مکمل سے حاصل کرنی چاہیے تاکہ موثر ہو اور اس کا نتیجہ ظاہر ہو۔

۹۔ سالکین شیطانی و نفسانی خیالات دور کرنے میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔بعض ایسے ہیں کہ نفس و شیطان کی طرف سے خطرہ آنے سے پہلے ہی ... بعض ایسے ہیں کہ خطرہ کو دل میں قرار پکڑنے

سے پہلے دفع کر دیتے ہیں۔بعض ایسے ہیں کہ خطرہ کو قرار پکڑنے کے بعد دفع کرتے ہیں مگر یہ اتنا مفید نہیں۔

۱۰۔ تین ذرائع ایسے ہیں جن سے عارف مقصود حقیقی پالیتے ہیں اور دوسرے محروم رہ جاتے ہیں۔مراقبہ،مشاہدہ اور محاسبہ۔خالق کی طرف دوام نظر اور مخلوق کی طرف سے نظر ہٹالینا مراقبہ کہلاتا ہے۔مراقبہ کا دوام نادر چیز ہے۔ ہم نے اس کے حصول کا طریقہ معلوم کرلیا ہے اور وہ ہے نفس کی مخالفت۔

۱۱۔ یہ ضروری نہیں کہ جو دوڑے وہ گیند لے جائے مگر ملتی اسی کو ہے جو دوڑتا ہے۔ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اس راہ میں ہمیشہ کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

۱۲۔ درویش کو تحمل و برداشت کے مقام میں ڈھول کی طرح رہنا چاہیے کہ ہر چند طمانچہ کھائے مگر مخالفانہ آواز نہ نکلے۔

۱۳۔ درویش اہل نقد ہیں۔آئندہ پر نہیں چھوڑتے۔

۱۳۔ پیر کی گاہے گاہے زیارت جو حضور قلب کے ساتھ ہو،ایسی زیارت سے کہیں بہتر ہے جو دائمی ہو مگر بلا حضور ہو۔

۱۴۔ اگر تو مقام ابدال تک پہنچنا چاہتا ہے تو نفس کی مخالفت کر۔

انکسار

۱۔ اس راستے میں وجود کی نفی اور نیستی اور اپنے آپ کو کم سمجھنا بڑا کام ہے۔ حقیقی مقصود کے حصول کا انحصار قبولیت پر ہے۔میں نے اس معاملہ میں ہر ذرے کے ساتھ اپنے آپ کا مقابلہ کیا تو سب کو اپنے آپ سے بہتر پایا۔یہاں تک کہ فضلات پر غور کیا تو ان میں بھی فائدہ دیکھا مگر اپنے آپ میں کوئی فائدہ نہ پایا۔کتے کے فضلہ کے بارے میں ایک مدت تک اس

خیال پر قائم رہا کہ اس میں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔آخر کار اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس میں بھی کوئی فائدہ ہے مگر مجھ میں کسی قسم کا کوئی فائدہ نہیں۔

معرفت

۱۔ اہل اللہ کی تین قسمیں ہیں۔مقلد،کامل اور کامل مکمل۔مقلد اپنے شیخ کے حکم کی تعمیل تک محدود رہتا ہے۔کامل خود تو نورانی ہے مگر نور بخش نہیں یعنی دوسرے کو زیادہ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔کامل مکمل نورانی بھی ہے نور بخش بھی۔ وہ صحیح معنوں میں دوسروں کی تربیت کا اہل ہے۔

۲۔ ہم فضلی ہیں اور آخر تک میں نے فضل ہی دیکھا ہے۔اپنے عمل سے کچھ نہیں دیکھا۔

۳۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ اہل اللہ کو لوگوں کے اعمال و خیالات سے جو آگاہی ہوتی ہے وہ کیسے ہوتی ہے۔آپ نے فرمایا کہ اس نور کی فراست سے ہوتی ہے جو حق تعالیٰ نے انہیں عطا کیا ہے۔اِتَّقُوا فِرَاسَتَ الْمُؤمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ (مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) اس پر شاہد ہے۔

کرامت

۱۔ کرامات اور خوارق کے ظہور کا کوئی اعتبار نہیں۔اصل چیز استقامت ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ طالب استقامت رہو نہ کہ طالب کرامت۔اللہ تعالیٰ کو استقامت مطلوب ہے جبکہ تیرے نفس کو کرامت مقصود ہے۔

۲۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے کرامت کا مطالبہ کیا تو فرمایا ہماری کرامت تو سب پر ظاہر ہے کہ باوجود اتنے گناہوں کے زمین پر چلتے ہیں اور اس میں دھنس نہیں جاتے۔

۳۔ مرید سے احوال کا ظاہر ہونا شیخ کی اصل کرامت ہے۔

۴۔ اولیاء کو اسرار کی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ بلا اجازت اس کا اظہار نہیں کرتے۔ جو (اطلاع) رکھتا ہے وہ چھپاتا ہے اور جو (اطلاع) نہیں رکھتا وہ چلاتا ہے۔

۵۔ مجھ سے خلق کی خاطر و احوال کا جو اظہار صادر ہوتا ہے اس میں میرا کوئی واسطہ نہیں۔ الہام کے ذریعے مجھے اطلاع کر دی جاتی ہے۔

عبادات وعلم ظاہر

۱۔ سالکان طریقت دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں اور اس کے ثمرات پاکر مقصود کو پہنچتے ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو فضلی ہیں کہ سوائے فضل خدا کے کچھ نہیں جانتے۔ اطاعت و عبادت کی توفیق کو بھی خداتعالیٰ کا فضل ہی جانتے ہیں۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز مومن کی معراج ہے۔ یہ ارشاد نماز حقیقی کی طرف اشارہ ہے کہ نماز کے دوران حق تعالیٰ کی کبریائی سے نمازی کے وجود کی نفی ہو جائے اور اس میں اس قدر خشوع و خضوع آ جائے کہ محویت کی کیفیت طاری ہو جائے۔

۳۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "روزہ میرے لئے ہے"۔ یہ صومِ حقیقی کی طرف اشارہ ہے یعنی ماسوائے حق سے کلی طور پر قطع تعلق کا نام روزہ ہے۔

طریقہ نقشبندیہ کا امتیاز

۱۔ ہمارے خواجگان کی نسبت چار جہت سے ہے۔ ایک حضرت خضر علیہ السلام سے۔ دوسرے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے، تیسرے حضرت بایزید

بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جوان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعے پہنچی ہے اور چوتھے جو ان کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ملی ہے۔

۲۔ ہر شیخ کے آئینہ کے دو رخ ہوتے ہیں۔ میرے آئینہ کے چھ رخ ہیں۔ آئینہ سے مراد قلب ہے اور دو رخ سے مراد روح و نفس ہیں۔ چھ رخ سے مراد لطائف ستہ یعنی نفس، قلب، روح، سر، خفی، اخفی ہیں۔ سیر باطن سے قلب میں ان چھ لطیفوں کے علوم و معارف منکشف ہوتے ہیں۔

۳۔ میرا طریقہ عروۃ الوثقی ہے یعنی اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اقتدائے آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم۔

۴۔ میرے طریقہ میں تھوڑا عمل زیادہ ہے مگر متابعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شرط ہے۔

وقوف

۱۔ وقوف عددی علم لدنی کا اول مرتبہ ہے۔ اس سے مراد وہ علم ہے جو بندہ پر براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے القا ہوتا ہے۔

۲۔ وقوف زمانی یہ ہے کہ سالک ہر لحہ میں اپنے احوال سے واقف رہے۔ حال اچھا ہے تو شکر کرے بصورت دیگر استغفار کرے۔

۳۔ وقوف قلبی اور وقوف عددی میں اپنے اختیار سے آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں کہ یہ خلق پر مطلع ہونے کا باعث ہے۔ حضرت عمر فاروق نے ایک شخص کو گردن جھکائے بیٹھے دیکھا تو فرمایا کہ اپنی گردن اوپر اٹھا۔ ذکر اس طرح کرنا چاہیے کہ اہل مجلس میں سے کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔

۴۔ وقوف قلبی کی رعایت ہر حال میں چاہیے۔ یعنی کھاتے، بات کرتے، ہنستے، چلتے، خرید و فروخت کرتے، عبادت، تلاوت قرآن پاک، لکھتے، پڑھتے

اور وعظ کرتے وقت ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہونا چاہیے۔

خدمت خلق

اہل اللہ خدمت خلق کا بوجھ اس لئے اٹھاتے ہیں کہ ان کے اپنے اخلاق کی اصلاح ہو جائے یا کسی ولی سے ملاقات اور فیض نصیب ہو جائے۔ اس لئے کہ کوئی ولی ایسا نہیں ہوتا جس پر حق تعالیٰ کی نظر عنایت نہ ہو۔ خواہ وہ ولی خود اس سے آگاہ ہو یا نہ ہو۔ پس جو شخص اس ولی سے ملے گا اس نظر عنایت سے اسے بھی فیض پہنچے گا۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہمارا روزہ ماسوا کی نفی اور ہماری نماز مقام مشاہدہ ہے۔ حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی تشریح یوں کی ہے کہ مقصود حقیقی تک پہنچنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ ہماری کوئی اطاعت ایسی نہیں جو خدا تعالیٰ کے لائق ہو۔

کرامات وحکایات

آپ کی کرامات بڑی تعداد میں منقول ہیں۔ ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

☆ ایک مرتبہ آپ نے حضرت خواجہ علاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت فرمایا کہ ظہر کا وقت ہوا ہے یا نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا اب ذرا آسمان کی طرف تو دیکھو۔ انہوں نے دیکھا تو سب پردے ہٹ گئے اور معلوم ہوا کہ فرشتے نماز ظہر میں مصروف ہیں۔ حضرت نے فرمایا تم تو کہتے تھے کہ وقت نہیں ہوا۔

☆ ایک روز حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لڑکے امیر برہان الدین قصر عارفاں آئے اور تنور میں روٹیاں پکانے لگے۔ اتنے میں سخت بارش شروع ہو گئی۔ حضرت خواجہ نے امیر برہان الدین سے فرمایا کہ بارش سے کہو کہ ہم جس

جگہ ہیں وہاں نہ آئے۔ امیر برہان الدین نے کہا کہ میری کیا مجال کہ ایسی بات کہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تمہیں کہتے ہیں کہہ دو۔ چنانچہ انہوں نے یہ الفاظ کہہ دیئے۔ نتیجتاً ہر جگہ بارش ہوئی لیکن اس جگہ ایک قطرہ نہ گرا۔

☆ ایک درویش کے پچیس دینار گم ہو گئے۔ آپ نے فرمایا کہ ان دیناروں کو فلاں لونڈی لے گئی ہے اور اسے حکم دیا کہ رقم دے دو۔ لونڈی نے کہا کہ میں نے انہیں فلاں جگہ دفن کر دیا ہے۔ فرمایا کہ اس جگہ تو صرف تین دینار ہیں۔ جب دیکھا گیا تو زمین میں تین ہی دینار تھے۔

☆ ایک روز آپ نے ایک درویش کو ایک طرف روانہ کیا۔ وہ تھوڑی دور گیا تھا کہ گرا اور فوت ہو گیا۔ اس کے ساتھی دوڑ کر آپ کے پاس آئے۔ آپ نے وہاں جا کر اس درویش کے سینے پر قدم رکھا تو وہ ہلنے لگا اور زندہ ہو گیا۔ فرمایا میں اس کی روح کو چوتھے آسمان سے واپس لایا ہوں۔

☆ یک روز حضرت خواجہ نقشبند اور شیخ شمس الدین کلال ایک ندی کے کنارے بیٹھے تھے جو شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ حسن بلغاری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے سامنے سے گزرتی ہے۔ باتوں باتوں میں پچھلی کے قصہ کا ذکر آیا جوان دو بزرگوں کے درمیان گزرا تھا۔ شیخ شمس الدین کلال نے کہا کہ کیا اس زمانہ میں بھی ایسے بزرگ ہیں جن سے ایسے تصرفات ظاہر ہوتے ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے فرمایا کہ ایسے بزرگ بھی ہیں کہ اگر وہ ندی کو اشارہ کر دیں کہ الٹ بہے تو وہ الٹی بہنے لگے۔ آپ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے ہی تھے کہ ندی الٹی بہنے لگی۔ آپ نے اسی وقت فرمایا کہ میں یہ نہیں چاہتا۔ اس پر وہ ندی معمول کے مطابق بہنے لگی۔ سب حاضرین نے اس کرامت کا مشاہدہ کیا۔

☆ حضرت خواجہ نقشبند اپنے مرشد زادہ امیر برہان الدین کے ہاں سوخار میں

تھے کہ امیر برہان الدین نے کہا کہ مولانا شیخ عارف رحمۃ اللہ علیہ کی ملاقات کو جی چاہتا ہے۔ وہ اس وقت نسف میں ہیں۔ آپ توجہ کریں کہ وہ آ جائیں۔ حضرت نے فرمایا کہ ہم ان کو جلدی بلا لیتے ہیں۔ آپ نے خانقاہ کی چھت پر چڑھ کر تین بار شیخ عارف کو آواز دی اور فرمایا کہ انہوں نے یہ آواز سن لی ہے اور آ رہے ہیں۔ مولانا عارف نسف سے بخارا ہوتے ہوئے سوخار آئے تو انہوں نے بتایا کہ ہم فلاں وقت دوستوں کے ساتھ بیٹھے تھے کہ حضرت خواجہ کی آواز میرے کان میں آئی کہ چلے آؤ۔ چنانچہ میں اسی وقت بخارا کی طرف روانہ ہو گیا۔

۱۰۔ ایک درویش نے بیان کیا کہ میں اس باغ میں جس میں آپ کا اس وقت مزار ہے آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ تکیہ لگائے تشریف فرما تھے۔ یکا یک آپ کا وجود بڑا ہونا شروع ہوا اور سارا باغ اس سے پُر ہو گیا۔ میں جہاں نظر دوڑاتا تھا آپ کا وجود دکھائی دیتا تھا۔ پھر آپ کا وجود مختصر ہونے لگا اور بالکل چھوٹا ہو کر غائب ہو گیا اور اس کا نشان تک باقی نہ رہا۔ اس کے بعد پھر آپ اپنی اصلی حالت میں آ گئے۔ میں بہت حیران ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایسے احوال حضرت عزیزاںؒ کی نسبت میں بھی ملتے ہیں۔

وفات

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میرا آخری وقت آئے گا تو سب کو مرنا سکھلاؤں گا۔ چنانچہ جب وفات کا وقت قریب آیا تو دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے اور دیر تک دعا مانگتے رہے۔ جب دعا کے اختتام پر دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے تو جان، جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

آپ کی عمر مبارک ۷۳ سال تھی۔۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ بمطابق ۱۳۸۹ء بروز پیر انتقال فرمایا مزار مبارک قصر عارفاں میں ہے۔

وفات سے پہلے ایک مرتبہ آپ کے سامنے ذکر ہوا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کے جنازے کے آگے کون سی آیت پڑھیں تو آپ نے فرمایا کہ یہ شعر پڑھیں۔

چیست ازیں خوب تر درہمہ آفاق کار
دوست رسد نزد دوست یار بہ نزدیک یار

"پوری دنیا میں اس سے بہتر کون سا کام ہے کہ دوست دوست کے پاس پہنچے اور یار یار کے نزدیک ہو جائے۔"

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ پڑھنا تو بڑی بات ہے۔تم میرے جنازے کے آگے یہ رباعی پڑھنا۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمالِ روئے تو
دست بکشا جانب زنبیلِ ما
آفریں بر دست و بر بازوئے تو

"ہم مفلس تیرے کوچے میں آئے ہیں۔لِلّٰہ اپنے چہرے کے جمال کے صدقے ہماری اعانت فرمایئے۔ہماری کشکول کی طرف اپنا ہاتھ بڑھا۔تیرے ہاتھ اور قوت بازو پر صد آفرین۔"

۱۷

حضرت خواجہ علاء الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد ان کے خلیفہ اعظم اور داماد حضرت خواجہ علاؤلدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے جانشین بنے۔ آپکا اصل نام محمد بن بخاری تھا۔ آباؤ اجداد کا تعلق خوارزم سے تھا۔ فقر میں آپ کے ارفع مقام کا یہ عالم تھا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے اکثر مریدین کی تربیت کا کام آپ کے سپر کر دیا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ علاؤالدین نے ہمارا کام ہلکا کر دیا ہے۔

ابتدائی زندگی

حضرت علاؤ الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بچپن سے ہی فقر کی طرف میلانِ طبع تھا۔ چنانچہ جب آپ کے والد فوت ہوئے تو آپ نے باپ کے ترکہ میں سے اپنا حصہ تک قبول نہ کیا اور بخارا کے ایک مدرسہ میں داخل ہو کر علم ظاہری کے حصول میں مصروف ہو گئے۔

حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ابھی لڑکپن ہی تھا کہ خواجہ بزرگ نقشبند نے آپ کی باطنی استعداد معلوم کر کے آپ کی والدہ سے فرمایا کہ جب علاؤالدین بالغ ہو جائے تو مجھے خبر کرنا۔ ایک روز حضرت خواجہ نقشبند خود اس مدرسہ میں تشریف لائے جہاں حضرت علاؤالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زیر تعلیم تھے۔ اس وقت آپ میلا کچیلا لباس زیب تن کئے اور پھٹے پرانے بوریا پر لیٹے اپنے سر کے نیچے اینٹ رکھ کر مطالعہ میں مصروف تھے۔ خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھ کر تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی جگہ بٹھایا۔ حضرت خواجہ

بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میری لڑکی بالغ ہے۔ اگر تم قبول کرو تو اس سے تمہارا نکاح کر دیا جائے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ میرے لئے بڑی سعادت ہے مگر میرے پاس کوئی سامان نہیں۔ خواجہ بزرگ" بولے میری لڑکی کی قسمت میں رزق مقرر ہے۔ وہ خزانہ غیب سے پہنچتا رہے گا۔ تمہیں فکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ یہ نکاح ہو گیا۔

اس تعلق کے بعد حضرت خواجہ علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ باقاعدگی سے خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے مستفیض ہونے لگے۔ خواجہ نقشبند ان کے ساتھ شفقت سے پیش آتے تھے۔ ہمیشہ انہیں اپنے پاس بٹھاتے اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے ان پر توجہ فرماتے رہتے۔ کسی نے اس خصوصی توجہ کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ ان کے نفس کا بھیڑیا گھات میں ہے اس لئے میں ہر لحظہ ان کی خبر رکھتا ہوں۔ اس توجہ کا نتیجہ تھا کہ خواجہ علاؤالدین نے بہت جلد تکمیل سلوک کا مرحلہ طے کر لیا اور خواجہ بزرگ نے اپنی حیات میں ہی طالبین حق کی تربیت کا فریضہ انہیں سونپ دیا۔

مسندِ ارشاد

جب حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو ان کے تمام اصحاب نے حضرت علاؤالدین سے بیعت کی اور آپ کی رہنمائی میں جادۂ سلوک پر گامزن رہے۔ اس وقت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ بھی موجود تھے جو نہ صرف صاحب تصنیف عالم اور صاحب ارشاد بزرگ تھے بلکہ ان کے بارے میں خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کا قول تھا کہ جو مجھے دیکھنا چاہتا ہے وہ محمد پارسا کو دیکھ لے۔ انہوں نے بھی حضرت خواجہ علاؤالدین کی صحبت کو ہی بہتر جانا۔ اس سے حضرت خواجہ علاؤالدین کے علو مرتبت کا پتہ چلتا ہے۔

طریقہ علائیہ

حضرت خواجہ علاؤالدین ایک صاحب طرز شیخ طریقت تھے۔ ان کی

تربیت کا انداز منفرد تھا کہ ان کا طریقہ علائیہ کہلاتا ہے اور مشائخ طریقت نے اسے نگاہِ تحسین سے دیکھا ہے۔اس طریقہ کو امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی نے بھی پسند فرمایا۔آپ فرماتے ہیں ''اس طریقہ میں جذبہ معیت ذاتیہ کی راہ سے پیدا ہوتا ہے۔ ان کے کمالات میں سے بہت سا حصہ ان کے قائم مقام حضرت خواجہ علاؤ الدین قدس سرہٗ کو حاصل ہوا اور وہ ہر دو جذبہ اور سلوک آفاقی کی دونوں دولتوں سے مشرف ہوئے اور قطب ارشاد کے مقام تک پہنچ گئے۔(مکتوب ۲۹۰ جلد اول صفحہ ۶۵۲)۔

حضرت محمد پارسا، حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہما نے حضرت علاؤ الدین رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں اس طریقہ سے اپنا حصہ پایا ہے۔پس معلوم ہوا کہ خواجگاں کا جذبہ دو قسم کا ہے۔وہ جذبہ جو معیت کی راہ سے حاصل ہوتا ہے۔دوسرا وہ جس کا حصول محبوبیت ذاتیہ کی راہ سے ممکن ہے۔

ارشادات

۱۔ مرشد سے تعلق بھی ایک طرح سے غیر سے تعلق ہے۔آخر میں اس کی بھی نفی کرنا چاہیے لیکن ابتدا میں یہ وصول حق ہے اور اس کے ماسوا کی نفی کرنا چاہیے اور مرشد کی رضا جوئی حاصل کرنا چاہیے۔

۲۔ ریاضت سے مقصود جسمانی تعلقات کی پوری نفی اور عالم ارواح و عالم حقیقت کی طرف مکمل توجہ ہے۔سلوک سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے اختیار سے راہ کی رکاوٹ بننے والے تعلقات سے گزرے اور ہر تعلق پر غور کرے۔جس تعلق کی دل بستگی دیکھے اسی کو قطع کرے۔حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ جب نیا کپڑا پہنتے تو فرمادیتے کہ یہ فلاں کا ہے۔گویا کپڑا بھی عاریتاً پہن رکھا ہو۔

۳۔ التوفیق مع السعی (توفیق کوشش کے ذریعے ملتی ہے) اسی طرح مرشد

کی روح کی مدد طالب کی اپنی کوشش کے مطابق ملتی ہے۔

۴۔ خدا تعالیٰ کی صفت جباری پر غور کرنے سے تضرع، زاری، توبہ اور انابت پیدا ہوتی ہے۔

۵۔ جب آدمی اپنے اندر رضا کی جانب میلان دیکھے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اگر رضا کے برعکس میلان ہو تو تضرع اور زاری کرے اور استغنا کی صفت سے ڈرے۔

۶۔ مزارات مشائخ سے اسی قدر فیض حاصل ہوتا ہے جس قدر کہ ان پر اعتقاد ہے۔ اگرچہ بزرگوں کی قبور کی زیارت میں ظاہری قرب کا بڑا اثر ہوتا ہے تاہم ارواح طیبہ کی طرف متوجہ ہونے میں ظاہری دوری مانع نہیں ہے۔ اس کی دلیل یہ حدیث ہے۔ صَلُّوا عَلَیَّ حَیْثُ مَا کُنْتُم (تم جہاں کہیں بھی ہو، مجھ پر درود بھیجو) مشائخ کے مزارات کی زیارت کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہو اور ان مشائخ کی روح کو وسیلہ بنائے۔

۷۔ طریقہ مراقبہ طریقہ نفی اثبات سے اعلیٰ و اولیٰ ہے کیونکہ مراقبہ سے ملک و ملکوت میں نورانیت و تصرف کے مقام پر پہنچ سکتے ہیں۔ اس سے دلوں کو روشنی ملتی ہے اور طالبانِ حق کے باطن منور ہوتے ہیں اور انہیں دائمی جمعیت حاصل ہوتی ہے۔

کرامات وحکایات

۱۔ آخری مرض میں آپ خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے، ان سے باتیں کرتے اور ان کی باتیں سنتے تھے۔

۲۔ خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وفات سے سات سال پہلے آپ خواجہ

بزرگ کے مزار پر قصر عارفاں تشریف لے گئے۔شعبان کا آخری حصہ اور ماہ رمضان وہیں گزارا اور شوال کے شروع میں واپس آئے۔عید کی رات کو خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک درویش نے دیکھا کہ خواجہ بزرگ اور حضرت علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہما حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کے سامنے ہیں۔خواجہ بزرگ زیارت کے لئے اس بارگاہ میں داخل ہوئے۔جب باہر آئے تو بے انتہا خوش تھے اور فرمایا کہ مجھے یہ کرامت دی گئی ہے کہ جو شخص میری قبر کے گرد سو فرسنگ کے اندر دفن ہے میں اللہ تعالیٰ کی اجازت سے اس کی شفاعت کرسکوں گا۔حضرت علاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ کو اپنی قبر کے گرد چالیس فرسنگ تک شفاعت کا مرتبہ دیا گیا ہے اور میری پیروی کرنے والوں کو ان کی قبروں سے ایک ایک فرسنگ تک شفاعت کا مرتبہ ملا ہے۔

وفات

حضرت کو مرض الموت لاحق ہوا تو درویشوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میرے دل میں کوئی آرزو باقی نہیں رہی سوائے اس کے کہ دوست آئیں اور مجھے نہ پاکر شکستہ دل واپس چلے جائیں۔تم لوگ رسوم و عادات کو چھوڑو۔خلق کی رسوم و عادات کے خلاف عمل کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت رسوم و عادات اور بشریت کے توڑنے کے واسطے تھی۔تمام کاموں میں عزیمت پر عمل کرو اور سنت موکدہ پر مداومت رکھو۔اسی اثنا میں کلمہ توحید پڑھا اور وفات پائی۔

آپ کی وفات ۱۸ رجب ۸۰۲ھ بمطابق ۱۴۰۰ء شب بدھ کو نماز عشا کے بعد ہوئی اور چغانیاں میں دفن ہوئے۔یہ ماوراء النہر کا ایک قصبہ ہے جہاں آپ زندگی میں مقیم رہے۔

۱۸

حضرت مولانا محمد یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

پیدائش

آپ ۷۲۶ھ کو چرخ (نواح غزنی) میں پیدا ہوئے۔آپ نے خواجہ بزرگ نقشبند کی بیعت کی تھی لیکن چونکہ مرشد کے اشارہ پر سلوک کی تکمیل حضرت علاؤالدین کی خدمت میں کی اس لئے ان کے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں۔

تحصیل علم

شروع میں افغانستان میں ہی علوم ظاہری کی تعلیم کا آغاز کیا۔اس سلسلہ میں کچھ مدت جامع ہرات میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔اس کے بعد مصر روانہ ہو گئے۔جو اسلامی علوم اور تہذیب وتمدن کا مرکز تھا۔حضرت یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہاں نامور اساتذہ سے ظاہری تعلیم حاصل کی۔آپ کا علمی شغف آخر دم تک جاری رہا۔متعدد تصانیف میں سے قرآن پاک کے آخری دو پاروں کی تفسیر قابل ذکر ہے جس کا مطالعہ اہل ذوق کے لئے ایک نعمت ہے۔آپ نے اپنی تصنیف رسالہ انسیہ میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات قلمبند کیے ہیں۔

تربیت باطن

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ کا رجحان طریقت کی طرف ہو گیا تو آپ خواجہ بزرگ حضرت نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔راستے میں ایک

مجذوب ملا۔ اس نے کہا اے یعقوب جلد جلد قدم اٹھا۔ وہ وقت آ گیا کہ تم مقبولوں میں سے ہو۔

ایک شام بخارا میں حضرت سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر محو توجہ تھے کہ اچانک خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ کی یاد سے دل بے قرار ہو گیا۔ چنانچہ عازم ہوئے۔ خواجہ بزرگ کو راستے میں منتظر پایا۔ آپ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ حضرت کی ہیبت کا یہ عالم تھا کہ مولانا یعقوب فرماتے ہیں کہ مجھے آپ کی طرف دیکھنے کی بھی مجال نہ رہی۔ حضرت نے فرمایا علم دو ہیں، ایک قلب کا علم جو انبیائے کرام کا علم ہے اور دوسرا زبان کا علم جو بنی آدم پر حجت ہے۔ امید ہے کہ علم باطن سے تجھے حصہ ملے گا۔ پھر فرمایا حدیث میں ہے ”جب تم اہل صدق کی صحبت میں بیٹھو تو ان کے پاس صدق سے بیٹھو کیونکہ وہ دلوں کے جاسوس ہیں اور تمہارے ارادوں کو دیکھ لیتے ہیں۔“ آخر میں فرمایا کہ ہم مامور ہیں۔ خود کوئی کام نہیں کرتے۔ آج رات کو معلوم کریں گے جو اشارہ ہو گا اس پر عمل کریں گے۔

حضرت یعقوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ رات میں نے انتہائی کرب و اضطراب میں گزاری۔ خوف تھا کہ دیکھئے قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ صبح کی نماز کے بعد فرمایا کہ مبارک ہو۔ میں سمجھ گیا کہ قبولیت ہو گئی۔ پھر آپ نے مجھے داخل سلسلہ فرما کر وقوف عددی کی تعلیم دی اور فرمایا کہ حتی المقدور عدد طاق کی رعایت رکھنا۔ ایک مدت تک میں آپ کی خدمت میں رہا یہاں تک کہ آپ نے مجھے بخارا سے واپس جانے کی اجازت دے دی اور فرمایا کہ جو کچھ تمہیں ہم سے ملا ہے اسے بندگان خدا تک پہنچانا۔ اس کے بعد تین مرتبہ فرمایا تجھے خدا کے سپرد کیا۔

حضرت علاؤالدین کی صحبت

خواجہ بزرگ سے رخصت ہو کر حضرت یعقوب کش کے مقام پر کچھ عرصہ مقیم رہے۔یہیں آپ کو خواجہ بزرگ حضرت نقشبند کی وفات کی خبر ملی۔ یہ جانکاہ صدمہ ناقابل برداشت تھا۔تاہم مایوسی کے عالم میں کش سے بدخشاں پہنچے اور وہاں سے چرخ جانے کا ارادہ کیا۔فرماتے ہیں کہ مجھے یہ اندیشہ لاحق تھا کہ کہیں دل دوبارہ دنیا کی طرف مائل نہ اور طلب کی خواہش کمزور نہ ہو جائے۔اسی اثناء میں حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خط ملا۔اس خط میں خواجہ بزرگ حضرت نقشبند کے اس اشارہ کی طرف توجہ دلائی گئی تھی جس میں مولانا یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت علاؤالدین خواجہ عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی متابعت کا حکم دیا تھا۔چنانچہ آپ اسی وقت چغانیاں روانہ ہو گئے اور ایک مدت تک حضرت عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہ کر جذبہ وسلوک آفاقی کے اعلیٰ مقام پر پہنچے۔

مسندِ ارشاد

حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد مولانا یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس وصیت کو پیش نظر رکھا کہ "جو کچھ تمہیں ہم سے ملا ہے اسے بندگان خدا تک پہنچا دینا اور حاضرین کو بطریق خطاب اور غائبین کو بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرنا" کم وبیش نصف صدی تک آپ نے رشد و ہدایت کا فریضہ ادا کیا اور حضرت خواجہ بزرگ کی وصیت پر عمل کر کے بندگانِ خدا کی خدمت کی۔ تصنیف وتالیف، ترویج علوم اور تربیت سالکین میں ہمہ وقت مصروف رہے۔

اقوال زریں

۱۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حالت مکاشفہ میں دیکھا اور پوچھا کہ آپ کو قیامت میں کس عمل سے پاؤں۔حضرت نے

فرمایا شریعت پر عمل کرنے سے۔ان تین بشارتوں سے اس ارشاد کی طرف اشارہ ہوا جو آپ اپنی زندگی میں اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے جو کچھ پایا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل ہے،قرآن و حدیث پر عمل کرنے سے اور اس عمل سے نتیجہ طلب کرنے سے۔تقویٰ و حدود شرعیہ کی رعایت ملحوظ رکھنے سے۔عزیمت پر اور طریقہ اہل سنت و جماعت پر چلنے سے اور بدعت سے پرہیز کرنے سے پایا۔

۲۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت مولانا یعقوب اور مولانا زین الدین خوافی مصر میں ہم سبق رہے تھے اور دونوں اصحاب مولانا شہاب الدین سیرامی کے شاگرد تھے۔اسی تعلق کی بنا پر ایک روز مولانا یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سے پوچھا کہ سنا ہے آج کل مولانا زین الدین خوابوں کی تعبیر کا شغل رکھتے ہیں اور اس معاملہ میں کمال کی مہارت پیدا کر لی ہے۔ہم نے جواب دیا کہ جی ہاں یہ درست ہے۔پھر آپ کچھ دیر کے لئے بے خود ہو گئے۔یہ بے خودی آپ کے مزاج کا حصہ بن چکی تھی اور آپ ساعت بساعت بے خود ہو جایا کرتے تھے۔جب ہوش میں آئے تو یہ شعر پڑھا۔

چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم
نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم

"جب میں آفتاب کا غلام ہوں تو آفتاب کے بارے میں ہی گفتگو کرتا ہوں۔میں نہ تو خود شب (اندھیرا) ہوں اور نہ شب پرست کہ خواب کی باتیں کروں۔"

۳۔ فرمایا کرتے تھے کہ شہر ہرات میں صرف تین اوقاف ایسے ہیں جن سے کوئی

چیز کھائی جا سکتی ہے۔ خانقاہ خواجہ عبداللہ انصاری، خانقاہ ملک اور مدرسہ غیاثیہ۔ ان تین مقامات کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں وقف میں شک نہ ہو۔ اسی واسطے ماوراء النہر کے مشائخ سالکین کو ہرات کے سفر سے منع فرماتے تھے کیونکہ وہاں حلال کمیاب ہے اور جہاں حلال نہ ہو اور حرام کی خوراک اندر جائے تو سالک دنیا کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور سلوک کی طرف رغبت ختم ہو جاتی ہے۔

وفات

حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۵ صفر ۸۵۱ھ کو انتقال فرمایا اور ہلفتو کے مقام پر دفن ہوئے۔

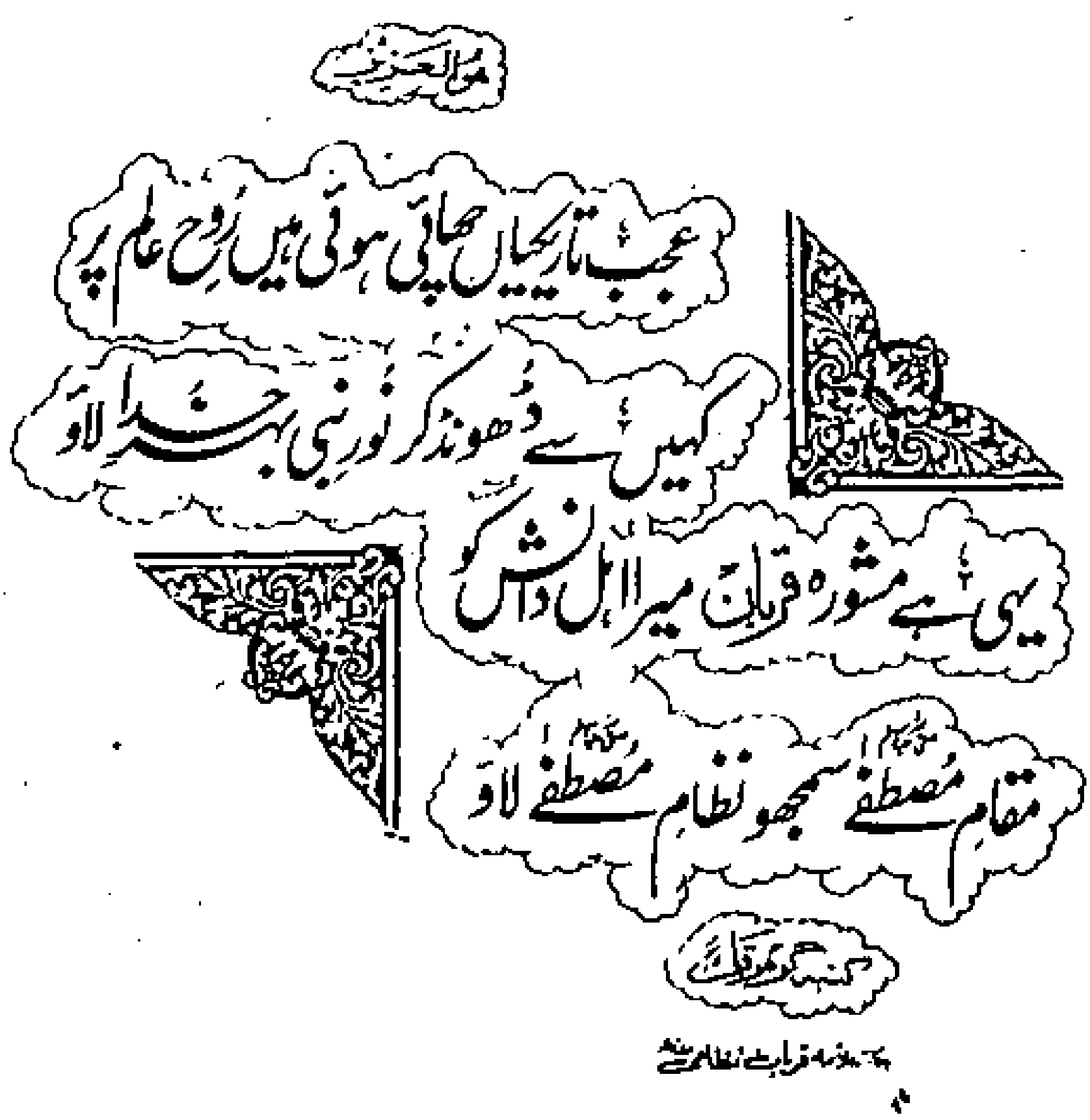

۱۹

حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالی علیہ

عام طور پر اہل اللہ ارباب اقتدار سے الگ رہے۔ چشتی اور قادری مشائخ کا عمومی رویہ یہی تھا۔ مگر نقشبندی سلسلہ میں یہ خصوصیت تھی کہ اکثر مشائخ نے ارباب اقتدار سے ربط پیدا کر کے سیاسی و معاشرتی خرابیوں کی اصلاح کی کوشش کی۔ حضرت عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالی علیہ اس طرز فکر کے سب سے نمایا ترجمان تھے۔ آپ کا ایک قول حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے نقل کیا۔

"اگر میں پیروی کروں تو جہاں میں کسی شیخ کا کوئی مرید نہ رہے۔ لیکن میرے ذمہ کچھ اور کام ہے اور وہ شریعت کو رواج دینا اور مذہب کی تائید کرنا ہے۔"

مزید فرمایا کہ "اسی واسطے بادشاہوں کی صحبت میں جایا کرتے اور اپنے تصرف سے ان مطیع کرتے تھے اور ان کے ذریعے شریعت کو رواج دیتے تھے۔"

(مکتوب ۶۵ جلد اول ص ۱۴۵)

ازبک اقوام میں اسلام کی اشاعت آپ کے فیض سے ہوئی اور سلسلہ نقشبندیہ کی وسیع پیمانے پر ترویج بھی آپ کی ذات کی مرہون منت ہے۔

پیدائش

آپ تاشقند کے نواح میں واقع گاؤں یاغستان میں ماہ رمضان ۸۰۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد چالیس روز تک والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیا اور جب

انہوں نے غسل طہر کرلیا تب دودھ پینا شروع کیا۔آپ کے دادا خواجہ شہاب الدین ولی اللہ تھے۔انہوں نے اپنے اخیر وقت میں اپنے پوتوں کوالوداع کے لئے بلایا۔ خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بہت کم سن تھے۔جب آپ دادا کے پاس گئےتو وہ تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو گود میں لے کر فرمایا کہ اس فرزند کے بارے میں مجھے بشارت نبوی ہے کہ یہ پیر عالم گیر ہوگا اوراس سے شریعت وطریقت کی اشاعت ہوگی۔

ابتدائی زندگی

آپ کا اسم گرامی عبید اللہ بن محمود شاشی (تاشقند کا پرانا نام شاش تھا) اور لقب ناصرالدین ہے۔دوسرالقب جوزیادہ مشہور ہوا،خواجہ احرار ہے۔اہل طریقت کی اصطلاح میں ''حر'' (جمع احرار) اسے کہتے ہیں جوحق تعالیٰ کی عبودیت میں کمال اورغیراللہ کی غلامی سے مکمل آزادی حاصل کرے۔ بچپن میں تعلیم ظاہری کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا مگراس دوران بھی آپ کا طبعی میلان تصوف کی طرف رہا۔نوعمری میں ہی مشائخ کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔بعض اوقات ایک ہی رات میں تاشقند کے نواح میں واقع سارے مزارات کی زیارت کرلیتے تھے۔بائیس سال کی عمر میں سمرقند آئے۔یہاں بھی تعلیم کے ساتھ ساتھ شغل باطنی کا غلبہ رہا۔سمرقند میں آپ اکثر حضرت علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مولانا نظام الدین کی صحبت میں حاضر ہوتے تھے۔آپ کے آنے سے پہلے ایک روز مولانا نظام الدین نے مراقبہ کے بعد نعرہ مارا۔جب حاضرین نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ مشرق کی طرف سے ایک شخص نمودار ہوا جس کا نام خواجہ عبید اللہ ہے۔اس نے تمام روئے زمین کواپنے قبضہ میں لےلیا۔وہ عجیب بزرگ ہے۔ایک روز آپ مولانا کے ہاں سے باہر نکلے تو کسی نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہے۔مولانا نے فرمایا یہ خواجہ عبید اللہ ہیں۔عنقریب

دنیا کے سلاطین کو ان سے واسطہ پڑے گا۔

بیعت

ہرات میں آپ نے ایک سوداگر کی زبان سے حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات سنے تو فوراً دل میں کشش پیدا ہوئی اور ان کی رہائش قریہ ہلفتو حصار مضافات ماورالنہر کی طرف روانہ ہوگئے۔ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں راستے میں بیمار پڑ گیا اور بیس روز تک تپ لرزہ میں مبتلا رہا۔ اسی دوران بعض آدمیوں نے میرے سامنے حضرت مولانا کی عیب جوئی کی۔ اس سے میرا شوق ٹھنڈا پڑ گیا اور میں نے چاہا کہ واپس چلا جاؤں۔ پھر خیال آیا کہ اتنا سفر طے کیا ہے تو ملاقات کر لینا ہی مناسب ہے۔ چنانچہ میں حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔

مولانا نہایت شفقت سے پیش آئے لیکن جب دوسرے دن حاضر ہوا تو تلخی اور غصہ کا اظہار کیا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ سختی اس عیب جوئی کی وجہ سے ہے جو راستے میں پیش آئی تھی تاہم مولانا نے اس ضمن میں کوئی وضاحت نہ فرمائی۔ پھر تھوڑی دیر بعد ان کی عنایت وشفقت لوٹ آئی اور انہوں نے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنی ملاقات کا حال بیان فرمایا۔ بعد ازاں بیعت کرنے کی غرض سے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا مگر چونکہ ان کی پیشانی پر برص کا داغ تھا اس لئے میرے دل میں کراہت پیدا ہوئی۔ آپ نے نور باطن سے میرے دل کی کیفیت معلوم کر لی اور فوراً اپنا ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اس کے بعد آپ ایسی جاذب نظر اور پرکشش شخصیت کے لبادہ میں ظاہر ہوئے کہ میں بے تاب ہوگیا۔ اب انہوں نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا تو میں نے فوراً اسے پکڑ لیا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا کہ تیرا ہاتھ میرا ہاتھ ہے۔ جس نے تیرا ہاتھ پکڑا اس نے

بہاؤالدین کا ہاتھ پکڑا۔ بیعت کے بعد آپ نے مجھے وقوف عددی کی تعلیم دی اور تعلیم سلسلہ کی اجازت دی۔

جب میں نے حضرت مولانا سے اجازت چاہی تو آپ نے حضرات خواجگان کے سارے طریق بیان کر دیئے۔ جب طریقہ رابطہ پر پہنچے تو فرمایا کہ اس کی تعلیم میں دہشت نہ کھانا اور صاحب استعداد کو بتلا دینا۔ جس جگہ سے بھی یہ نسبت حاصل ہوا سے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کی طرف سے خیال کرنا۔ اس کے مناسب حال یہ حکایت بیان فرمائی کہ شیخ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں گیا۔ اسے سخت بھوک لگی تھی۔ اپنے پیر کے گاؤں کی جانب منہ کر کے کہنے لگا شیئاً لِلّٰہ یا قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا حال معلوم کر کے کہا کہ اسے کھانا کھلاؤ۔ کھانا کھانے کے بعد اس شخص نے پھر اپنے پیر کے گاؤں کی جانب منہ کر کے کہا شکر للہ یا قطب الدین حیدر۔ آپ مجھے کسی جگہ فراموش نہیں فرماتے۔ خادم نے یہ ماجرا شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان کیا اور کہا کہ یہ درویش عجیب آدمی ہے۔ کھانا تو آپ کا کھایا اور شکر قطب الدین حیدر کا ادا کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ مرید ی اس سے سیکھنا چاہیے کہ ظاہر و باطن میں جس قسم کا فائدہ ہوا سے اپنے پیر ہی کی طرف سے خیال کرنا چاہیے۔

معاشی زندگی

حضرت عبید اللہ احرار، حضرت یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہما سے رخصت ہو کر ہرات آئے۔ ایک سال کے بعد ۲۹ سال کی عمر میں اپنے وطن واپس آ گئے اور تاشقند میں زراعت کا پیشہ اختیار کیا۔ اس کام میں اللہ تعالیٰ نے اتنی برکت ڈالی کہ آپ کے

ہاں مال مویشی، متاع اور اجناس کی فراوانی ہوگئی۔ یوں بظاہر آپ کی زندگی میں امیرانہ شان تھی لیکن یہ سب کچھ درویشوں کی خدمت کے لئے تھا۔

سلسلہ نقشبندیہ کی اشاعت

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بدولت قبائل میں اسلام وسیع پیمانے پر پھیلا۔ خاص طور پر ازبک قبائل نے بڑی تعداد میں اسلام قبول کیا۔ دوسری طرف سلسلہ نقشبندیہ آپ کے خلفاء کے ذریعے مختلف اکناف عالم میں پھیلا۔ خصوصاً حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذریعے برصغیر پاک و ہند میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی خوب اشاعت ہوئی۔

ارشادات

۱۔ پیر وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مرضی میں فنا ہوگیا ہو۔ جو کچھ آپ نے فرما دیا اس پر قائم ہو یہاں تک کہ اس کی تمام سیرت ایسے آئینہ کی مانند ہو جس میں اخلاق و اوصاف نبوی کی جھلک نظر آئے۔ یوں وہ اوصاف نبوی سے متصف ہو کر اخلاق حسنہ کا مظہر بن جاتا ہے۔

۲۔ مرید وہ ہے جس کی ارادت کی تاثیر سے ساری خواہشات جل گئی ہوں اور اس کی کوئی مراد دل میں باقی نہ رہی ہو اور وہ ہر طرف سے توجہ ہٹا کر صرف پیر کی طرف متوجہ رہے۔

۳۔ مرید صادق وہ ہے جس کی بائیں جانب کا فرشتہ بیس سال تک کوئی بات بھی لکھنے نہ پائے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ کسی مرید سے کوئی گناہ بھی سرزد نہ ہو بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بائیں جانب کے فرشتہ کے لکھنے سے پہلے اس کا تدارک اور استغفار کرے تاکہ لکھنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

۴۔ فطرت انسانی کے غلط تقاضوں سے خلاصی تین چیزوں میں سے کسی ایک سے ہوسکتی ہے۔ اول یہ کہ ہر عمل خیر کو اپنے اوپر لازم کرلے اور ریاضت کا طریقہ اختیار کرے۔ دوسرے یہ کہ اپنے آپ کو بے اختیار سمجھے اور جان لے کہ میں ازخود اس بلا سے نجات نہیں پاسکتا اور عاجزی کے ساتھ ہمیشہ حق تعالیٰ کے حضور زاری کرے تا کہ وہ اسے اس بلا سے نجات دے۔ تیسرے یہ کہ اپنے پیر کی ہمت و باطن سے مدد طلب کرے اور اسے اپنی توجہ کا قبلہ بنائے۔

اصطلاحات تصوف

۱۔ فنا یہ ہے کہ اپنے جملہ اوصاف و افعال کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرے کیونکہ ماسواء اللہ سے منقطع ہوجانا ہی اصل درویشی ہے۔

۲۔ وصل یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جمع پائے۔ اس حالت کے بارے میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہم انتہا کو ابتدا میں درج کرتے ہیں۔ اگر ذکر میں اس قدر ملکہ حاصل ہوجائے کہ دل ہمیشہ حاضر رہے تو ایسا حضورِ قلب رکھنے والا ذاکر ابرار میں سے ہے اور اس کو حاضر مع اللہ کہنا چاہیے۔ لیکن دراصل وہ واصل مع اللہ نہیں ہے۔ واصل وہ ہے کہ اسبابِ حضور اس سے دور ہوجائیں اور وہ حق تعالیٰ کو بذات خود حاضر جانے۔

۳۔ ہمت اسے کہتے ہیں کہ کسی کام کے واسطے دل کی توجہ اس طرح مرکوز کرے کہ اس کے خلاف کوئی خیال دل میں نہ آئے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی کافر بھی کسی کام کے واسطے ہمیشہ دل کو جمع رکھے تو وہ کام ہوجاتا ہے۔ اس میں ایمان و عمل صالح کی شرط نہیں ہے۔

۴۔ شریعت، طریقت اور حقیقت تین چیزیں ہیں۔ ظاہر پر احکام جاری کرنا شریعت ہے۔ جمعیت دل کے ساتھ تعمیل طریقت ہے اور اس جمعیت میں رسوخ حقیقت ہے۔

۵۔ کشف قبور یہ ہے کہ میت کی روح مناسب صورت میں صاحب کشف پر ظاہر ہوتی ہے لیکن چونکہ شیطان کو تمثل اور تشکل میں بڑی قدرت حاصل ہے اس لئے حضرات خواجگان رحمۃ اللہ علیہم نے اس کشف کا کچھ اعتبار نہیں کیا۔

۶۔ عبادت سے مراد یہ ہے کہ اوامر (احکام) پر عمل کریں اور نواہی (ممنوعات) سے پرہیز کریں۔ عبودیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جناب کی طرف ہمیشہ توجہ رہے۔

ادب

ا۔ جس بستی میں سادات رہتے ہوں میں وہاں رہنا نہیں چاہتا کیونکہ ان کی بزرگی اور شرف زیادہ ہے اور میں ان کی تعظیم کا حق ادا نہیں کرسکتا۔

۲۔ ایک روز حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ درس کی مجلس میں کئی بار اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کسی کو اس کا سبب معلوم نہ ہوسکا۔ آخر حضرت کے ایک شاگرد نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ سید خاندان کا ایک لڑکا ان لڑکوں میں ہے جو مدرسہ کے صحن میں کھیل رہے ہیں۔ جب وہ لڑکا اس درس کے قریب آتا ہے اور میری نظر اس پر پڑتی ہے تو میں تعظیماً اٹھ کھڑا ہوتا ہوں۔

صحبت

ا۔ جو شخص فقیروں کی صحبت میں آئے اسے چاہیے کہ اپنے آپ کو نہایت مفلس ظاہر کرے تاکہ اس پر انہیں رحم آئے۔

۲۔ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ عصر کی نماز کے بعد ایک ساعت ایسی ہے کہ اسے بہترین اشغال میں صرف کرنا چاہیے۔بعض کا قول ہے کہ بہترین شغل محاسبہ ہے کہ تمام دن عبادت میں صرف ہو تو شکر کرنا چاہیے اور معصیت میں صرف ہو تو استغفار کرنا چاہیے۔بعض نے فرمایا کہ بہترین عمل یہ ہے کہ اپنے آپ کو ایسے شخص کی صحبت میں پہنچائے کہ اس کی صحبت میں دل ماسواء اللہ سے متنفر اور اللہ کی طرف مائل ہو۔

۳۔ آیت کُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کے دو معنی ہیں۔ایک یہ کہ اہل صدق کے ساتھ صحبت کو لازم پکڑے تا کہ اس کا باطن ان کی صفات وانوار سے روشن ہو جائے۔دوسرے یہ کہ اس گروہ کے ساتھ باطن کی راہ سے رابطہ اختیار کرے اور صحبت کو محض آنکھ سے دیکھنے تک محدود نہ کرے۔اس طرح صحبت دائمی ہو جائے گی اور اس کے باطن کو ان کے باطن کے ساتھ نسبت و اتحاد پیدا ہو جائے گا اور اسے مقصود اصلی حاصل ہو جائے گا۔

۴۔ اعمال اور صحبت کا اثر جمادات پر بھی پڑتا ہے۔چنانچہ اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز ادا کرے جہاں اعمال و اخلاق ناپسندیدہ ہوتے ہیں تو وہ نماز ایسی بابرکت اور پُر انوار نہ ہوگی جیسی وہ نماز جو ایسی جگہ ادا کی جائے جہاں ارباب جمعیت کی برکت کے اثرات ہوں۔یہی وجہ ہے کہ حرم کعبہ کی دو رکعت نماز دوسرے مقامات کی نماز سے کئی گنا زیادہ ہے۔

نسبت خواجگان

۱۔ نسبت خواجگان جو مجمع میں ظاہر ہوتی ہے وہ نسبت محبوبی ہے کیونکہ محبوب کو اگر خلوت میں بلایا جائے تو وہ شرماتا ہے۔

۲۔ ہر زمانہ میں رجال غیب ایسے شخص کی صحبت میں آتے ہیں جو رخصت سے اجتناب کرتا ہو اور عزیمت پر عمل کرتا ہو۔ رجال غیب ارباب رخصت سے دور بھاگتے ہیں کیونکہ رخصت پر عمل کرنا ضعیفوں کا کام ہے۔ حضرات خواجگان کا طریقہ یہی ہے کہ ہمیشہ عزیمت پر عمل کیا جائے۔

استقامت

حدیث شریف کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا" اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سورت میں استقامت کا حکم آیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ (پس تو استقامت رکھ جیسا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے) استقامت نہایت دشوار ہے کیونکہ اس کے معنی ہیں تمام افعال واقوال واخلاق میں حد اعتدال میں اس طرح قائم رہنا کہ کسی بات میں حد سے تجاوز نہ ہو اور افراط وتفریط سے باز رہے۔

متفرق

۱۔ اگر وجد اور حال کی تمام کیفیات ہمیں عطا کی جائیں لیکن اہل سنت و جماعت کے عقائد سے ہم آراستہ نہ ہوں تو ہم اسے خرابی کے علاوہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اگر تمام خرابیاں ہم میں جمع ہوں لیکن اہلسنت و جماعت کے عقائد سے سرفراز ہوں تو ہمیں کچھ ڈر نہیں۔

۲۔ اکابر نے مجھے دو چیزیں عطا کیں۔ ایک یہ کہ میں جو کچھ لکھوں وہ جدید ہوگا نہ کہ قدیم۔ دوسرے یہ کہ میں جو کچھ کہوں وہ مقبول ہوگا۔

۳۔ محققین کے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ اولیاء اللہ موت کے بعد بھی ترقی کرتے ہیں۔

۴۔ بعض لوگوں نے خیال کیا ہے کہ شاید کمال انا الحق کہنے میں ہے۔ایسا نہیں بلکہ کمال اس میں ہے کہ انا کو دور کیا جائے۔

۵۔ زندگی میں وہ شخص بہرہ ور ہے جس کا دل دنیا سے سرد اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے گرم ہو۔

۶۔ شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ کوشش کر کہ کوئی آرزو اللہ تعالیٰ کے سوا تیرے دل میں نہ رہے۔اگر یہ بات حاصل ہوگئی تو تیرا کام پورا ہوگیا۔پھر چاہے حال و وجد و کشف و کرامت ظاہر ہوں یا نہ ہوں کچھ غم نہیں۔

۷۔ بعد نماز عشا جب نیند غلبہ کرے تو تین مرتبہ قل ھو اللہ احد، تین مرتبہ قل اعوذ برب الفلق اور تین مرتبہ قل اعوذ برب الناس پڑھ کر اس کا ثواب تمام اہل قبور کو پہنچائے تاکہ ان کو آسائش پہنچے اور اللہ تعالیٰ ان پر بخشش و رحمت کے دروازے وا کرے۔اہل قبور اس کے لئے زندوں کے منتظر رہتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ارحم ترحم (رحم کرتا کہ تجھ پر رحم کیا جائے)۔

۸۔ سونے سے قبل اپنے گزشتہ اوقات کا محاسبہ کرے کہ کیسے گزرے ہیں۔اگر غیر طاعت میں گزرے ہوں تو استغفار کرے۔

۹۔ آداب طریق میں سے یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے۔اس سے فراخی رزق ہوتی ہے۔

کرامات وحکایات

۱۔ سلطان ابو سعید نے سمرقند فتح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت خواجہ سے دعا کا طالب ہوا۔آپ نے فرمایا کہ کس ارادہ سے فتح کرنا چاہتے ہو۔اگر

تقویت شریعت اور ترویج دین کی غرض سے ہے تو جاؤ فتح تمہاری ہے۔اس نے عرض کی کہ میں جان و دل سے اس کی کوشش کروں گا۔آپ نے فرمایا اب تم پناہِ شریعت میں ہو اور تمہاری مراد حاصل ہے۔

۲۔ مولانا شیخ ابوسعید بیان کرتے ہیں کہ جوانی میں ایک خوبصورت عورت کے ساتھ میری ملاقات ہوگئی اور وہ میرے ساتھ میرے مکان میں آ گئی۔میں خلوت میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو اچانک حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سنی "ابوسعید! یہ کیا کر رہے ہو؟" یہ سن کر مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی اور میں کانپنے لگا اور عورت کو فوراً رخصت کر دیا۔کچھ عرصہ بعد حضرت تشریف لائے اور مجھے دیکھتے ہی فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ کی توفیق تیری مدد نہ کرتی تو شیطان تجھے برباد کر دیتا۔

۳۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔شام قریب ہوگئی، منزل دور اور راستہ خطرناک تھا۔آپ کے رفقاء بہت پریشان ہوئے۔آپ نے ان کی پریشانی بھانپ لی اور فرمایا کہ کچھ اندیشہ نہ کرو، ہم انشاء اللہ غروب آفتاب سے پہلے منزل پر پہنچ جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔جب تک شہر کے قریب نہ پہنچے، آفتاب ایک جگہ قائم رہا [illegible] نیچے پہنچے، دفعتاً آفتاب غائب ہوگیا۔شفق کا [illegible] ہوگئے اور حضرت

انہوں نے پوچھا کہ یہ غلہ کس کا ہے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہے تو حیران رہ گئے کہ فقیری کجا اور یہ غلہ کجا۔ دل میں خیال آیا کہ لوٹ جائیں لیکن پھر سوچا کہ اس قدر سفر کر کے آئے ہیں تو اب مل کر ہی واپس جانا چاہیے۔ جب خانقاہ میں داخل ہوئے تو اس وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھر میں تھے۔ چنانچہ وہ آپ کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ اچانک انہیں غنیت ہو گئی۔ دیکھا کہ قیامت برپا ہے۔ ایک شخص جس کے یہ مقروض تھے آ کر اپنے قرض کا مطالبہ کرنے لگا اور قریب تھا کہ وہ اپنے ہمراہ انہیں دوزخ میں لے جائے کہ اسی اثنا میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ تیرا قرض کتنا ہے۔ اس نے جو تعداد بتائی حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے پاس سے ادا کر کے اس کی خلاصی کرائی۔ اسکے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو حضرت گھر سے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا میں اسی واسطے مال رکھتا ہوں کہ تجھ جیسے آدمی کو قرض سے نجات دلاؤں۔

۵۔ مولانا عبدالرحمٰن جامی آپ کے ہم عصر ایک نامور شاعر تھے۔ انہوں نے آپ کو پہلی دفعہ اس حالت میں دیکھا کہ آپ کی سواری جا رہی تھی اور آپ کے جلو میں خدام کی ایک جماعت تھی۔ [illegible]
کر مولانا جامی [illegible]

ا۔

جامی تم نے صرف ایک مصرع کہا۔شعر مکمل نہیں کہا۔دوسرا مصرع بھی کہو۔
مولانا جامی آپ کی اس باطنی بصیرت سے شرمندہ ہوکر خاموش ہو رہے۔
چنانچہ حضرت نے خود ہی دوسرا مصرع لگاتے ہوئے فرمایا کہ پورا شعر یوں
ہونا چاہیے۔

اگر دارد برائے دوست دارد

"وہ مرد نہیں جو دنیا کو دوست رکھے۔تاہم اگر دنیا کو عزیز رکھے تو دوست ہی
کے لئے رکھے۔"

وفات

حضرت ایشاں خواجۂ احرار کی وفات ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ شب ہفتہ کو
مابین مغرب اور عشاء ہوئی۔اس وقت مکان میں بہت سی شمعیں روشن تھیں۔دفعتاً
آپ کے دونوں ابرو کے درمیان سے ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی نے تمام شمعوں کو
ماند کر دیا۔سب حاضرین نے اس نور کا مشاہدہ کیا اور ساتھ ہی آپ کا وصال ہو گیا۔
مزار مبارک محلہ خواجہ کفشیر سمرقند میں مرجع خلائق ہے۔

۲۰

حضرت مولانا خواجہ محمد زاہد وخشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت ایشاں خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ آپ ہی کے زمانہ میں ظہیر الدین بابر نے برصغیر پاک و ہند میں مغلیہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔ بابر کے دادا سلطان ابوسعید مرزا پر حضرت ایشاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر عنایت رہی تھی۔ چنانچہ شاہانِ مغلیہ نے ہمیشہ مشائخ نقشبندیہ کا احترام قائم رکھا۔

پیدائش

آپ کی پیدائش بمقام وخش ۸۵۲ھ میں ہوئی۔

حالات زندگی

حضرت مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رشتہ دار تھے بلکہ ایک روایت کے مطابق نواسہ تھے۔ شروع میں انہی کے کسی خلیفہ سے تعلیم اور روحانی تربیت حاصل کر کے گوشہ نشین ہو گئے اور ریاضت و مجاہدہ کو حرز جان بنالیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ نے حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شہرہ سنا تو ان کی ملاقات کا شوق پیدا ہوا چنانچہ آپ اپنے وطن وخش متصل حصار سے روانہ ہو کر سمرقند پہنچے اور محلہ وانسر میں اترے۔ یہاں سے حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی رہائش گاہ تین کوس کے فاصلہ پر تھی۔

آپ نے سوچا کہ لباس تبدیل کر کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ ادھر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کشف کے ذریعے آپ کی آمد کی خبر ہو گئی اور ان ... مقامات بھی حضرت پر منکشف ہو گئے۔ دوپہر کا وقت اور بڑی سخت

گرمی تھی۔حضرت خواجہ احرار اسی وقت اونٹ پر سوار ہوئے اور اس کی باگ چھوڑ دی کہ جس طرف چاہے چلا جائے۔مریدوں کی جماعت ساتھ تھی لیکن کسی کو علم نہ تھا کہ حضرت نے اچانک کہاں جانے کا ارادہ کیا ہے۔اونٹ محلّہ وانسر کے ایک مکان کے سامنے ٹھہر گیا۔حضرت نے دریافت کیا کہ یہاں کون ٹھہرا ہوا ہے۔جب آپ کو بتایا گیا کہ یہاں مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ ٹھہرے ہوئے ہیں تو آپ اونٹ سے اتر پڑے۔مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کو جب حضرت کی تشریف آوری کی خبر ہوئی تو بے اختیار ہو کر آپ کے استقبال کو دوڑے اور آپ کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔

اسی مکان میں مجلس خلوت ہوئی اور حضرت مولانا زاہد نے اپنے حالات و مقامات حضرت خواجہ احرار کے سامنے بیان کئے۔ساتھ ہی بیعت کی درخواست کی۔چنانچہ حضرت خواجہ نے آپ کو بیعت کر کے اپنی توجہ اور تصرف سے اسی مجلس میں کمال و تکمیل تک پہنچا دیا۔اسی وقت آپ کو اپنی خلافت عطا کی اور وہیں سے رخصت کر دیا۔اس پر حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے خادموں نے غیرت ظاہر کی کہ مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی صحبت میں ہی خلافت دے دی اور ہم برسوں سے آپ کی خدمت کر رہے ہیں ہمارے حال پر کچھ خیال نہیں فرماتے۔حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا محمد زاہد چراغ بتی درست کر کے لائے تھے۔ہم نے اسے صرف روشن کیا اور رخصت کر دیا۔اس واقعہ سے حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے تصرف عظیم اور حضرت مولانا کی استعداد و قابلیت کے کمال کا اندازہ ہوتا ہے۔

وفات

آپ کی وفات ماہ ربیع الاول ۹۳۶ھ بمطابق ۱۵۳۰ء میں واقع ہوئی اور اپنے وطن وخش میں دفن ہوئے۔صاحب حضرات القدس نے وخش کا محل وقوع مضافات حصار بتایا ہے۔

۲۱

حضرت خواجہ مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش

آپ کی پیدائش ۱۶ شوال ۸۴۶ ھ بمقام استقرار متصل شہر سبز میں ہوئی۔ایک عظیم علمی وروحانی گھرانے کے چشم وچراغ تھے۔

حالات

حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ماموں مولانا محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔ بیعت سے پندرہ سال پہلے مجاہدہ وریاضت میں مشغول ہو گئے تھے۔ طبیعت تنہائی پسند تھی اس لئے ویرانوں میں چلے جاتے اور خوراک وآرام سے بے نیاز یادالٰہی میں مصروف رہتے۔ایک دن بھوک کی شدت سے لاچار ہو گئے اور آسمان کی جانب منہ اٹھایا۔اچانک حضرت خضر علیہ السلام سامنے آئے اور فرمایا کہ اگر صبرو قناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو۔وہ تمہیں صبر وتوکل سکھا دیں گے۔ چنانچہ حضرت مولانا حسب ہدایت ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اوران کی تربیت میں مرتبہ کمال کو پہنچ گئے۔

خواجہ محمد زاہد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر آپ ان کے جانشین بنے۔نیکی وتقویٰ، عمل بہ عزیمت اور حفظ نسبت میں شانِ عظیم رکھتے تھے لیکن آپ اپنے احوال پوشیدہ رکھنے اور گمنامی کی زندگی بسر کرنے میں حد سے زیاہ اہتمام کرتے۔آپ نے بچوں کو قرآن پاک پڑھانا شروع کیا تاکہ لوگ آپ کو اسی شغل کے حوالے سے پہچانیں اور

کسی کو آپ کے اصل حال سے آگاہی نہ ہو۔ اس کے باوجود مشک نافہ کی خوشبو کیسے چھپ سکتی تھی۔ ایک دفعہ کسی ترک شیخ کا اس شہر سے گزر ہوا۔ انہوں نے کہا کہ یہاں کسی مرد خدا کی خوشبو آتی ہے اور اشارہ خواجہ درویش محمدؒ کی طرف کیا۔

شہرت عامہ

آپ کے صاحبزادے حضرت خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ایک درویش نے میرے والد کے سامنے شیخ نور الدین خوافی کے حالات بیان کیے۔ آپ نے سن کر مجھے فرمایا کہ بیٹا یہ وقت کے بہت بڑے بزرگ ہیں۔ جب کبھی ادھر آئیں تو ان سے ضرور ملنا۔ کچھ دن بعد ہی شیخ نور الدین خوافی کا نواحِ امکنہ میں گزر ہوا۔ میرے والد نے جب ان کے آنے کی خبر سنی تو آپ انہی میلے کپڑوں میں جو آپ نے پہنے ہوئے تھے چل پڑے اور کچھ ہدیہ بھی ساتھ لے لیا۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے میرے والد کا پرتپاک استقبال کیا اور دیر تک بغل گیر رہے۔ پھر کافی دیر تک دونوں مراقب ہو کر بیٹھے رہے۔ جب میرے والد وہاں سے رخصت ہو کر روانہ ہونے لگے تو شیخ نے چند قدم ساتھ چل کر بڑی تواضع سے رخصت کیا۔ والد کی واپسی کے بعد شیخ نے حاضرین سے دریافت کیا کہ اس علاقہ کے طالبان معرفت ان کی خدمت میں آتے جاتے ہوں گے۔ اوقات

آپ کا سا، شیخ نہیں ہیں۔ یہ تو ملا ہیں جو بچوں کو قرآن پاک پڑھاتے ہیں۔ شیخ خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے سبحان اللہ یہاں کے لوگ بھی کس قدر نابینا اور مردہ دل ہیں کہ احتراز کرتے تھے۔ آپ سے استفادہ نہیں کرتے۔ شیخ کی بات مشہور ہو گئی اور لوگوں نے والد کی طرح اپنے احوال۔ مولانا کے پاس آنا شروع کر دیا اور آپ کی تربیت سے بہرہ ور ہونے لگے۔ تاہم حضرت اپنی خلوت پسندی کی وجہ سے

لوگوں کے اس رجوع سے دل تنگ رہتے تھے اور گمنامی کی لذت کو یاد کیا کرتے تھے۔

کرامت

شیخ حسین خوارزمی کُردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے وقت کے معروف بزرگ تھے۔ان کی یہ عادت تھی کہ جس جگہ تشریف لے جاتے، وہاں کے جن مشائخ سے ملاقات ہوتی ان کی نسبت سلب کر لیتے۔ایک مرتبہ مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاقہ میں آئے۔ وہاں کے سارے مشائخ ان کی ملاقات کو آئے۔حضرت مولانا نے فرمایا کہ ہمیں بھی ان سے ملنے جانا چاہیے۔روانگی سے قبل آپ نے چپکے سے اپنی باطنی توجہ سے شیخ خوارزمی کی نسبت سلب کر لی۔ادھر شیخ نے اپنے آپ کو نسبت سے خالی پایا تو سخت پریشان ہوئے۔جب حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کی ملاقات کی غرض سے روانہ ہوئے تو شیخ خوارزمی کو اپنی نسبت کی بو آئی اور وہ اونٹ پر سوار ہو کر اپنی نسبت کی بو کے نشان پر آگے بڑھنے لگے۔جوں جوں مولانا سے نزدیک ہوتے جاتے تھے خوشبو زیادہ ہوتی جاتی تھی۔راستے میں دونوں حضرات کی ملاقات ہوگئی اور اسی وقت وہ خوشبو منقطع ہوگئی۔شیخ سمجھ گئے کہ حضرت مولانا نے نسبت سلب کی ہے۔شیخ نے بڑی عاجزی وانکساری کا اظہار کیا اور کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ ولایت آپ کے زیر تصرف ہے۔میں ابھی واپس لوٹ جاتا ہوں۔حضرت مولانا کو رحم آیا اور ان کی نسبت واپس کردی۔شیخ خوارزمی نے اسی سواری پر اسی جگہ سے گھر کا راستہ لیا اور ان کے حاضر ہوئے

یں بنے۔نیکی وتقویٰ،

وفات

حضرت مولانا درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ۱۹ محرم ۹۷۰ھ / ۱۵۶۳ء کو ہوا۔موضع استقرار مضافات شہر سبز علاقہ ماوراء النہر۔آپ اپنے احوال پوشیدہ رکھا کرتے۔آپ نے بچوں کو ان کے حوالے سے پہچانیں اور

۲۲

حضرت مولانا محمد خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت

آپ کی پیدائش ۹۱۸ھ/۱۵۱۲ء بمقام امکنہ (نزد بخارا) ہوئی۔

حالات

حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند اور خلیفہ تھے۔ اسم مبارک خواجگی سے مراد "منسوب بہ خواجہ" ہے۔ موضع امکنہ کے رہنے والے تھے جو مضافات بخارا میں ہے۔ اس گاؤں کی نسبت سے آپ امکنگی کہلاتے تھے۔ آپ کی تعلیم و تربیت اپنے والد گرامی کی زیر نگرانی ہوئی اور انہی کی ہدایت میں مقام تکمیل و ارشاد کو پہنچے۔

خواجہ درویش محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد ان کے جانشین ہوئے اور اڑتیس سال تک مسند ارشاد پر متمکن رہے۔ عمر کے آخری سالوں میں ضعف پیری کا غلبہ تھا اور ہاتھ کانپنے لگے تھے۔ اس کے باوجود مہمانوں کا کھانا خود لاتے تھے بلکہ بعض اوقات مہمانوں کے خادموں اور سواریوں کی خبر گیری بھی خود کیا کرتے تھے۔

آپ کا سارا عمل طریقہ نقشبندیہ کے اصل مزاج کے مطابق تھا اور حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقش قدم پر چل کر ذکر جہر اور ایسی دیگر محدثات سے پرہیز و احتراز کرتے تھے۔ آپ کی ذات سے کرامات کا ظہور بہت ہوتا تھا حالانکہ آپ اپنے والد کی طرح اپنے احوال کے اخفا میں کوشاں رہتے تھے۔ طالبان حق، علماء، فضلاء اور

امراء کی کثیر جماعت آپ کے ہاں اکتساب فیض کی غرض سے حاضر رہتی تھی۔

تسخیر سلاطین

آپ کی زندگی میں طریقہ نقشبندیہ کی اس روایت کا بھی بھرپور اظہار ہوا جس کے تحت سلاطین کو مسخر کر کے ان سے نفاذ شریعت اور اصلاح معاشرہ کا کام لیا جاتا تھا اور بے مقصد خانہ جنگی کو روک کر مخلوق خدا کو حتی المقدور قتل و غارت گری اور تباہی سے بچانے کی کوشش کی جاتی تھی۔

ا۔ عبداللہ خان والی توران نے خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان بارگاہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہیں اور ایک بزرگ دروازہ پر ہاتھ میں عصا لئے کھڑے ہیں اور لوگوں کی عرض داشتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اور ان کا جواب لاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شمشیر اس بزرگ کے ہاتھ عبداللہ خان کو بھیجی اور انہوں نے اس کی کمر میں باندھ دی۔ جب عبداللہ خان بیدار ہوا تو اس نے بزرگ مذکور کا حلیہ بتا کر ان کا پتہ پوچھا۔ اسے بتایا گیا کہ اس شکل و شباہت کے حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ چنانچہ وہ بڑے اشتیاق سے تحائف لے کر حاضر ہوا اور آپکا حلیہ بعینہٖ جیسا کہ خواب میں دیکھا پا کر بے حد خوش ہوا اور کمال نیاز مندی سے پیش آیا۔ اس نے درخواست کی کہ اس کے ہدیہ اور تحائف قبول فرمائے جائیں مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا کہ فقر کی حلاوت نامرادی اور قناعت میں ہے۔ سلطان نے بڑی انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فرمان اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُوْلِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (اللہ کی اطاعت کرو اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو اور جو تم میں سے حکمران ہیں ان کی اطاعت کرو) کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانے کی سعی بلیغ کی تو آپ نے فرمان الٰہی کے احترام میں

ناچار سلطان کا ہدیہ اور تحائف کو قبول فرمالیا۔ اسکے بعد سلطان اکثر صبح کو خدمت اقدس میں حاضر ہونے لگا۔ یہ حضرت کی صحبت کا ہی اثر تھا کہ عبداللہ خان میں اتنی دینی حمیت پیدا ہوگئی کہ اس نے ۱۵۸۶ء میں مغل بادشاہ اکبر کو ایک خط لکھ کر اسے مذہبی بے راہ روی پر ٹوکا۔ اکبر نے اس خط کا جواب بھی دیا۔

۲۔ باقی محمد خان سمرقند کا حکمران تھا۔ اسے اچانک اطلاع ملی کہ پیر محمد خان پچاس ہزار سوار فوج کے ساتھ سمرقند پر حملہ آور ہو رہا ہے۔ باقی محمد خان بہت گھبرایا کیونکہ اس کے پاس صرف چودہ ہزار فوج تھی۔ وہ حضرت خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دعا و مدد کی درخواست کی۔ اس پر حضرت خواجگی امکنگی خود پیر محمد خان کے پاس تشریف لے گئے اور اس کو سمجھایا کہ واپس چلے جاؤ کیونکہ مسلمانوں کا آپس میں جنگ و جدل کرنا اچھا نہیں مگر اس نے آپ کی نصیحت پر کان نہ دھرا اور لڑائی پر مصر رہا۔ آپ غصے کی حالت میں واپس آئے اور باقی محمد خان سے فرمایا کہ اگر تو دل سے توبہ کرے اور عہد کرے کہ آئندہ خلق خدا پر کبھی ظلم نہ کرے گا اور عدل وانصاف سے حکومت کرے گا تو تجھے کامیابی ہوگی۔ اس نے آپ کے سامنے یہ عہد کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم لشکر کی قلت کا کچھ فکر نہ کرو دشمن سے مقابلہ کرو۔ ماوراء النہر کی سلطنت تمہیں مبارک ہو۔ اس بات سے باقی محمد خان کا حوصلہ بلند ہوا۔ وہ لشکر لے کر بڑھا تو حضرت بھی درویشوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوئے اور میدان جنگ سے کچھ فاصلہ پر ایک پرانی مسجد میں قبلہ رو ہو کر مراقب بیٹھ گئے۔ آپ بار بار مراقبہ سے سر اٹھا کر دریافت فرماتے کہ کیا خبر ہے یہاں تک کہ کسی نے اطلاع دی کہ باقی محمد خان نے فتح پائی ہے۔ تب آپ وہاں سے اٹھ کر گھر تشریف لائے۔

کرامات وحکایات

۱۔ ایک درویش کی روایت ہے کہ میں ایک رات حضرت خواجگی املنگی کے ہمراہ ننگے پاؤں سفر کررہا تھا کہ میرے پاؤں میں کانٹا چبھ گیا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کاش حضرت مجھے جوتا دے دیتے۔ آپ نے فوراً میرے دلی خیال کو معلوم کرلیا اور فرمایا اے برادر جب تک کانٹا نہیں لگتا پھول ہاتھ نہیں آتا۔

۲۔ ایک مرتبہ تین طالب علم آپ کی خدمت میں روانہ ہوئے اور ہر ایک نے اپنے اپنے دل میں علیحدہ علیحدہ نیت کی۔ ایک نے سوچا کہ اگر حضرت خواجگی املنگی نے فلاں طعام سے میری ضیافت کی تب میں ان کو صاحب کرامت سمجھوں گا۔ دوسرے نے خیال کیا کہ اگر مجھے فلاں میوہ دیں تب ہی میں آپ کو ولی مانوں گا۔ تیسرے نے دل میں کہا کہ اگر فلاں خوبصورت لڑکا محفل میں میرے پاس آجائے تو میں آپکو صاحب کمال تسلیم کروں گا۔ جب یہ تینوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ نے پہلے دو طالب علموں کی خواہشات پوری کردیں اور تیسرے سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ درویشوں کو جو کمالات نصیب ہوتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی متابعت کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ان سے خلاف شریعت کام صادر نہیں ہوتے۔ پھر سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ درویشوں کے پاس جائز کاموں کی نیت کر کے بھی نہیں آنا چاہیے کیونکہ ان لوگوں کے احوال مختلف اوقات میں مختلف ہوتے ہیں اور وہ بسا اوقات ایسی باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ایسی حالت میں آنے والا بداعتقاد ہوکر نقصان اٹھاتا ہے اور ان کی برکات

سے محروم رہتا ہے۔ پھر فرمایا کہ کرامت کا چنداں اعتبار نہیں ہوتا۔ درویشوں کے پاس صرف اللہ کے لئے آنا چاہیے تا کہ ان کے باطن سے حصہ مل سکے۔

وفات

حضرت خواجگی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انتقال سے چند دن پہلے اپنے خلیفہ حضرت خواجہ باقی باللہ کو ایک خط لکھا اور اس کے آخر میں یہ رباعی تحریر فرمائی۔

زماں تا زماں مرگ یاد آیدم ندانم کنوں تا چہ پیش آیدم
خدائی مبادا مرا از خدا دگر ہرچہ پیش آیدم شائدم

(مجھے ہر لحظہ موت یاد آ رہی ہے۔ میں اب نہیں جانتا کہ کیا پیش آئے گا۔ مجھے خدا کی خدائی نہیں چاہیے دیگر جو بھی پیش آئے مجھے منظور ہے)

اس خط کے تھوڑے ہی دن بعد ۱۰۰۸ھ بمطابق ۱۶۰۱ء نوے سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور اپنے وطن امکنہ میں دفن ہوئے۔

۲۳

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ

ولادت

آپ کا اصل نام رضی الدین تھا لیکن اپنے لقب محمد باقی باللہ سے مشہور ہوئے۔ ۱۲ جولائی ۱۵۶۴ء بمطابق ۹۷۱ھ کو کابل میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد قاضی عبد السلام کا تعلق سمرقند سے تھا لیکن وہ عرصہ سے کابل میں مقیم تھے۔

ابتدائی زندگی

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علوم ظاہری مولانا محمد صادق حلوائی سے حاصل کیے جن کا شمار وقت کے کبار علماء اور شعراء میں ہوتا تھا۔ آپ نے بڑی تیزی سے علوم کی تحصیل شروع کی مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ ایک دن مطالعہ کتب میں مصروف تھے کہ ایک مجذوب نے آپ کے سامنے یہ شعر پڑھا۔

در کنز و ہدایہ نتواں دید خدا را
آئینہ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

''کنز و ہدایہ جیسی کتابوں میں خدا نظر نہیں آ سکتا۔ دل کا آئینہ دیکھ کہ اس سے بہتر کوئی اور کتاب نہیں۔''

اس پر طبیعت میں اچانک انقلاب آیا۔ کتابوں سے دل اچاٹ ہو گیا اور مرشد کی تلاش میں سرگرداں ہو گئے۔

عہد اکبری میں مذہبی حالت

دین الٰہی کے نفاذ کے بعد اکبر نے جس قسم کے احکامات جاری کرنا شروع کئے اور جس کی تصدیق حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات اور دیگر ذرائع سے ہوتی ہے ان احکامات کا ذکر اختصار کے ساتھ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

"محمد، احمد اور مصطفیٰ وغیرہ نام بادشاہ پر گراں گزرنے لگے اور اس نے چند خاص لوگوں کے نام بدل بھی ڈالے۔ مثلاً یار محمد اور محمد خان کو وہ رحمت کے نام سے پکارتا تھا۔ نئی مساجد کی تعمیر بند کر دی گئی اور کئی قدیم مساجد منہدم کر دی گئیں۔ گائے ذبح کرنے پر موت کی سزا دی جاتی تھی۔ سال میں کم و بیش سو دن گوشت خوری ممنوع تھی اور حکم عدولی کی سزا موت تھی جس سے متعدد خاندان تباہ ہو گئے۔ پیاز اور لہسن کا استعمال بند کر دیا گیا۔ بادشاہ کے سامنے سجدہ ریز ہونا لازمی قرار دے دیا گیا۔ ریشمی لباس اور سونے کا استعمال جو مردوں کے لئے شرعاً ناجائز ہے اب لازمی بنا دیا گیا۔ نماز، روزہ، حج، پردہ، علوم اسلامیہ یہاں تک کہ عربی رسم الخط کی حوصلہ شکنی کی گئی۔ دیوان خانہ میں کسی کی مجال نہ تھی کہ علانیہ نماز ادا کرے۔ بارہ سال کی عمر سے قبل ختنہ ممنوع ٹھہرا دیا گیا۔ اس کے بعد ہر لڑکے کو اختیار تھا کہ ختنہ کرائے یا نہ کرائے۔ محل میں سور اور کتے پالے گئے جنہیں بادشاہ ہر صبح باقاعدگی سے دیکھتا۔ ایک جوا گھر خاص دربار میں بنایا گیا۔ جن شیوخ نے ان احکامات کی مخالفت کی انہیں غلام بنا کر قندھار میں بیچ دیا گیا۔"

دربار اکبری کے مذہبی رجحانات کے خلاف مستحکم محاذ ایک ایسے بزرگ نے قائم کیا جو عہد اکبری کے بالکل آخر میں ہندوستان میں تشریف لائے۔ انہیں چار پانچ سال سے زیادہ کام کرنا نصیب نہیں ہوا۔ لیکن وہ نہ صرف روحانی پاکیزگی اور سربلندی

میں بے نظیر تھے بلکہ ان کا طریق کار وقت کی ضرورت کے لئے خاص طور پر موزوں تھا۔ انہوں نے ''نہ صرف ہندوستان میں نقشبندی سلسلے کی مستحکم بنیاد رکھی بلکہ امراء و اکابر سے اختلاط پیدا کر کے نہایت خاموشی سے درباری بدعتوں کے خلاف متشرع اور دیندار امراء کا محاذ قائم کیا۔ وہ بزرگ حضرت خواجہ محمد باقی باللہ بے رنگ تھے۔''

روحانی تربیت

انہی دنوں ایک تجلی کا ظہور ہوا اور حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے جذبہ القا کیا۔ اس کے بعد آپ اہل اللہ کی تلاش میں اس قدر سرگرداں ہوئے کہ آپ کی والدہ یہ حالت دیکھ کر پریشان ہو گئیں اور دعا کی کہ ''یا اللہ! میرے بیٹے کا مقصد پورا کر دے یا مجھے موت دے دے۔'' اس دوران آپ ماوراء النہر، بلخ، بدخشاں، کشمیر، لاہور، دہلی وغیرہ ہر جگہ پھرتے رہے۔ بعض مشائخ سے بیعت بھی کی اور صحبت بھی اختیار کی لیکن عالی ہمتی کا یہ عالم تھا کہ کہیں تسلی نہیں ہوتی تھی اور خوب سے خوب تر کی تلاش جاری رہی۔

پہلے خواجہ عبید کی خدمت میں رہے۔ پھر حضرت افتخار شیخ سمرقندی کے ہاں استفادہ کیا۔ بعد ازاں امیر عبداللہ بلخی کی بیعت کی۔ ان سے مدارج روحانی میں بڑی ترقی ہوئی مگر یہاں بھی استقامت حاصل نہ ہو سکی۔ مقصود کی تلاش میں کشمیر گئے اور شیخ بابا بھائی والی کی خدمت میں حاضری دی۔ اس کے بعد حضرت خواجہ لاہور آئے۔ یہاں شیخ فرید بخاری سے تعلق پیدا ہوا۔ لاہور میں آپ ایک مجذوب کے پاس اکثر جایا کرتے تھے مگر وہ گالیاں دیتا اور پتھر مارتا تھا۔ آخر ایک دن اس نے آپ کو پاس بلا کر بہت دعائیں دیں۔ لاہور میں بھی آپ گوہر نایاب کی تلاش میں مارے مارے پھرتے تھے۔

لاہور سے روانہ ہو کر دہلی آئے اور شیخ عبدالعزیز چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں

مقیم ہوئے اور ان کے فرزند شیخ قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مجاہدہ میں مصروف ہو گئے۔ایک رات شیخ قطب العالم پر منکشف ہوا کہ حضرت خواجہ کا حصہ بخارا میں ہے۔چنانچہ وہ اسی وقت اٹھے اور آپ سے فرمایا کہ آپ کو بخارا کے شیخ بلا رہے ہیں فوراً روانہ ہو جائیں۔چنانچہ حضرت دہلی سے واپس ماوراء النہر کی جانب چل پڑے۔ اس سفر میں حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے آپ کو اشارہ ہوا کہ حضرت مولانا خواجگی امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ۔پھر حضرت خواجگی کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں ''اے فرزند! میری آنکھیں تیری طرف لگی ہوئی ہیں۔''اس پر آپ کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور زبان پر یہ شعر جاری ہو گیا۔

مے گزشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمیں

عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

(میں غم سے آزاد جا رہا تھا کہ اچانک گھات میں سے ایک جہاں آشوب نگاہ نے مجھے راستے میں قابو کر لیا)

جب آپ حضرت مولانا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے بڑی شفقت و محبت فرمائی۔تین دن متواتر اپنی صحبت میں رکھا اور مرتبہ کمال تک پہنچا دیا۔پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اکابر طریقہ کی روحانی تربیت سے تمہارا کام انجام کو پہنچ گیا ہے۔اب تم ہندوستان جاؤ وہاں تمہارے ذریعے سے اس طریقہ کی اشاعت و ترویج ہو گی۔پہلے تو حضرت نے حسب عادت عجز وانکسار کا اظہار کیا مگر پھر حسب ارشاد ہندوستان روانہ ہو گئے۔

جب حضرت خواجگی رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم درویشوں کو معلوم ہوا کہ آپ نے صرف چند روز میں حضرت باقی باللہ کو خلافت سے سرفراز فرما کر پاک و ہند روانہ کر دیا ہے تو وہ احتجاج کرنے لگے۔اس پر آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ یہ جوان پہلے

ہی درجہ تکمیل کو پہنچا ہوا تھا۔ وہ ہمارے پاس صرف حاصل کردہ احوال کی تصحیح کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جو شخص جیسا آئے گا ویسا جائے گا۔

برصغیر میں مستقل قیام اور اس کے اثرات

ماوراء النہر سے واپسی پر آپ پشاور سے ہوتے ہوئے لاہور آئے۔ یہاں تقریباً ایک سال مقیم رہے۔ پھر دہلی آئے جو مسلم حکومت کا صدر مقام تھا۔ یہاں قلعہ فیروز شاہ میں سکونت اختیار کی۔ دہلی میں آپ کا قیام تین چار سال سے زیادہ نہیں رہا لیکن اس قلیل مدت میں آپ کو اس قدر مقبولیت اور شہرتِ عامہ حاصل ہوئی کہ اس کی نظر ملنا مشکل ہے۔ جونہی صوفیہ کو آپکی آمد کی اطلاع ہوئی وہ دوڑ پڑے اور سوکوس تک کوئی بھی مشہور صوفی نہ تھا جو زیارت کے لئے حاضر نہ ہوا ہو۔

صوفیاء اور مشائخ میں آپ کی پذیرائی اور بلند مقام کے علاوہ جو بات توجہ طلب ہے وہ یہ ہے کہ آپ حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے اس نظریہ سے خوب واقف تھے کہ بادشاہوں اور امراء سے رابطہ کر کے اور انہیں مسخر کر کے اقامت دین اور مسلمانوں کے آرام کا اہتمام کیا جائے۔ اس قلیل عرصہ میں دربار اکبری کے جس قدر امراء آپ سے متاثر ہوئے وہ بھی حیران کن امر ہے۔ ان میں شیخ فرید بخاری اہم امیر تھا۔ وہ اپنی دیانت وامانتداری کی وجہ سے شاہی معتمد بنا تھا۔ شیخ فرید نے امیری کے بھیس میں فقیری کی۔ جہانگیر کی تخت نشینی میں اس نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ اس کی نیکی، عدل، غریب پروری اور خدمت خلق ضرب المثل تھی۔ حضرت خواجہ کے زیر اثر اس نے سلسلہ نقشبندیہ کی گراں قدر خدمت کی۔

عبدالرحیم خان بھی آپ کا ارادت مند تھا۔ دوسرے عقیدت مندوں میں خان اعظم مرزا کوکہ، صدر جہاں اور ابوالفضل کے بہنوئی خواجہ حسام الدین قابل ذکر

ہیں۔ موخرالذکر پر محبت الٰہی کا جذبہ ایسا غالب ہوا کہ منصب چھوڑ کر حضرت خواجہ کی خدمت میں مستقل طور پر آ گئے اور حضرت کی وفات کے بعد آپ کے کمسن صاحبزادوں کی دیکھ بھال اپنے ذمہ لے لی۔

یہ وہ لوگ تھے جن کے ذریعے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اکبری عہد کی مذہبی اختراعات کے خلاف جوابی تحریک کی بنیاد رکھی۔ یہ تحریک آپ کے شہرہ آفاق خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں پھلی پھولی اور بالآخر دین الٰہی اور اس کے اثرات کا قلع قمع ہو گیا۔

سیرت کے نمایاں پہلو

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت کا جائزہ لینے سے مندرجہ ذیل پہلو بڑے نمایاں نظر آتے ہیں۔

عجز وانکسار

۱۔ طبیعت میں مسکنت اس قدر تھی کہ ایک خط کے آخر میں لکھتے ہیں۔ ''اے اللہ تو مجھے مسکین ہی زندہ رکھ اور مسکین ہی مار۔'' حضرت مجدد الف ثانیؒ اگرچہ حضرت کے مرید اور خلیفہ تھے اور ان کی تربیت کا ہر مرحلہ آپ کی رشد وہدایت کا ثمر تھا لیکن فرمایا ''شیخ احمد (حضرت مجدد) آفتاب کی مانند ہیں اور ہم جیسے سیارے اس میں گم ہیں۔'' تالیف قلوب اور اپنی فروتنی کی اس سے بڑی مثال کیا ہو سکتی ہے۔ آپ ہمیشہ اپنے روحانی مدارج کو چھپانے کی کوشش کرتے۔

۲۔ اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی طالب بیعت کے لئے حاضر ہوتا تو فرماتے کہ میں تو اس قابل نہیں ہوں۔ کسی مرد کامل کی تلاش کرو اور اگر پتہ چلے تو مجھے بھی بتانا۔ آپ کے خلیفہ شیخ حسام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایسا ہی معاملہ ہوا۔ وہ آپکا عذر سن کر مرشد کی

تلاش میں آگرہ چلے گئے۔ وہاں پریشان پھر رہے تھے کہ کان میں قوالوں کی آواز آئی جو شیخ سعدی کا یہ شعر گا رہے تھے۔

تو خواہی آستیں افشاں وخواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نہ خواہد رفت از دکانِ حلوائی

(تو چاہے آستین جھاڑ اور چاہے دامن اندر کھینچ۔ مکھی حلوائی کی دکان سے ہرگز نہ جائے گی)

یہ سنتے ہی وہ واپس آئے اور اصرار کر کے بیعت ہو گئے۔

۳۔ ایک خراسانی نوجوان حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کے مزار پر معتکف تھا۔ اسے خواب میں اشارہ ہوا کہ نقشبندی سلسلہ کے بزرگ شہر میں آئے ہوئے ہیں ان کو مرشد بناؤ۔ وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے حسب عادت کسر نفسی سے کام لیا۔ وہ واپس چلا گیا۔ رات کو پھر خواب میں اشارہ ہوا کہ یہی وہ بزرگ ہیں۔ یہ عاجزی تو ان کا زیور ہے چنانچہ وہ دوبارہ آیا اور پھر واپس نہ گیا۔

شفقت وترحم

۱۔ جن دنوں آپ کا قیام لاہور میں تھا تو وہاں قحط پڑا ہوا تھا اور لوگ بھوکوں مر رہے تھے۔ آپ نے اپنی خوراک کم کر دی، اکثر روزہ سے رہنے لگے اور جو کھانا آپ کے ہاں پکتا وہ غریبوں میں تقسیم فرما دیتے۔

۲۔ شفقت کا یہ انداز جانوروں کے لئے بھی ویسا ہی تھا۔ ایک رات تہجد کے لئے اٹھے تو بلی بستر میں سو گئی۔ آپ نے اسے جگانا مناسب نہ سمجھا اور خود سردی کی کوفت برداشت کرتے رہے۔

۳۔ سفر کے دوران اگر کوئی کمزور پیادہ نظر آتا تو اسے سوار کر لیتے اور خود پا پیادہ

ہو جاتے۔ منزل پر پہنچنے سے کچھ پہلے خود سوار ہو جاتے تا کہ کسی کو اس نیکی کا علم نہ ہو۔

تحمل و بردباری

۱۔ ایک روز آپ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لے گئے۔ آپ کے خدام نے آپ کے آنے سے پہلے وہاں تخت بچھا کر اس پر فرش لگا دیا۔ اس دوران ایک بدمغز فقیر وہاں آیا اور تخت و فرش دیکھ کر حضرت کو سخت سست کہنے لگا۔ اس کی ہرزہ گوئی پر آپ کے خدام غضبناک ہوئے مگر آپ نے سختی سے انہیں خاموش رہنے کی ہدایت کی اور خود اس بدزبان کے پاس جا کر معذرت کی کہ میں تو اس قابل نہیں۔ یہ سب کچھ میرے علم کے بغیر ہوا ہے اور اسے کچھ رقم بھی عطا کی۔

۲۔ آپ کے مخلص امراء آپ کے پاس رقوم بھیجتے تا کہ آپ فقیروں میں تقسیم فرما دیں۔ آپ اپنے پاس سے بھی کچھ رقم ملا کر اسے تقسیم کر دیتے۔ اس کے باوجود بعض دفعہ کچھ حریص فقیر زبان درازی کرتے۔ لیکن آپ ہمیشہ بردباری سے کام لیتے اور اپنے اصحاب سے فرماتے کہ تحمل راہ عرفان کی دلیل ہے۔

۳۔ ایک شخص آپ کے پڑوس میں رہتا تھا اور طرح طرح کی شرارتیں کیا کرتا تھا۔ مگر آپ سب برداشت کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ کے کسی بااثر مرید نے اسے کوتوالی میں گرفتار کرا دیا۔ آپ کو معلوم ہوا تو مرید پر ناراض ہوئے۔ اس نے کہا کہ حضرت وہ بڑا فاسق و شریر ہے۔ آپ نے سرد آہ بھری اور فرمایا کہ ہاں تم اپنے آپ کو صالح خیال کرتے ہو اور تمہیں دوسرے فاسق نظر آتے ہیں۔ ہم کیا کریں ہمیں تو وہ اپنے سے کسی طرح برا معلوم نہیں ہوتا۔ یہ سن کر مرید نے اسی وقت اسے قید سے رہا کرا دیا۔

خدمتِ خلق و زہد

اگر کوئی حاجت مند آپ کے پاس آتا تو اس کی سفارش فرما دیتے لیکن اپنی

ذات یا اپنے خاص درویشوں کے لئے کوئی دنیاوی تدبیر نہ کرتے۔فرماتے کہ جس کسی کو ہم سے مالی امداد ملے وہ سمجھ لے کہ اس کے ساتھ ہماری دینی محبت کم ہے۔جب کوئی امیر آدمی خانقاہ کے درویشوں کی امداد کی اجازت طلب کرتا تو آپ ان سالکین کے لئے جن کی نسبت آپ سے قائم ہو چکی ہوتی اجازت نہ دیتے اور فرماتے کہ میرے خاص خادموں کی زندگی میری طرح فقر، زہد، توکل، اور قناعت سے بسر ہونی چاہیے۔ہاں عام لوگوں کے لئے اجازت دے دیتے۔

خوراک و پوشاک وعبادت

کھانے اور کپڑے کا التزام آپ کے مزاج میں نہ تھا۔غیر مرغوب کھانا ہوتا تو کبھی نہ فرماتے کہ اسے بدل دو یا اور پکاؤ۔اگر کپڑے میلے ہو جاتے تو یہ نہ فرماتے کہ اور حاضر کرو۔آپ کا مکان نہایت تنگ اور شکستہ تھا۔اس کی درستی کا کچھ خیال نہ فرمایا۔باوجودیکہ آپ نہایت نحیف و کمزور تھے مگر دوام ذکر اور کثرت عبادت میں مشغول رہتے۔نماز عشا کے بعد حجرہ میں تشریف لے جاتے اور مراقبہ کرتے۔جب ضعف معلوم ہوتا تو اٹھ کر وضو کرتے اور دوگانہ ادا کر کے دوبارہ مراقب ہو جاتے۔اسی طرح ساری رات گزار دیتے۔

کمال رشد وجذب

ا۔ رشد و ہدایت کے فن میں آپ کو کمال حاصل تھا۔صرف تین چار سال کے عرصہ میں آپ نے اس میدان میں جو عظیم کامیابی حاصل کی، وہ بہت کم بزرگوں کے حصہ میں آئی۔حضرت مجدد الف ثانی ؒ نے آپ کے طریقہ تعلیم اور مرشدانہ شان کی اپنی کتاب مبدا و معاد میں ان الفاظ میں تعریف کی ہے۔

"ہم حضرت خواجہؒ کی ملازمت میں چار اشخاص ایسے تھے جو دوسرے

درویشوں کے مقابلے میں ممتاز حیثیت کے مالک تھے اور ہم میں سے ہر ایک کا حضرت خواجہ قدس سرہ سے جدا جدا معاملہ تھا اور یہ فقیر یقین کے ساتھ جانتا تھا کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ وتسلیمات کے بعد ایسی صحبت اور ایسی تربیت وارشاد ہرگز وجود میں نہیں آئی تھی۔اس نعمت کا شکرادا کرنا چاہیے کہ اگرچہ ہم خیرالبشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام کی صحبت سے مشرف نہ ہوئے تاہم اس صحبت کی سعادت سے محروم بھی نہ رہے۔"

۲۔ تمام امور میں آپ کا عمل عزیمت پر تھا۔سماع ورقص و وجد کو آپ کے ہاں دخل نہ تھا۔حتیٰ کہ ایک دفعہ ایک شخص نے بلند آواز سے "اللہ" کہہ دیا۔آپ نے فرمایا کہ اسے کہہ دو کہ ہماری مجلس کے آداب کا خیال رکھے۔لقمہ میں احتیاط کا خیال رکھتے۔کھانا پکانے والا باوضو اور صاحب حضور ہوتا۔ایک صاحب کشف درویش نے فیض میں کمی کی شکایت کی۔فرمایا کہ لقمہ میں کچھ بے احتیاطی ہوئی ہے۔جب خوب تحقیق ہوئی تو معلوم ہوا کہ ایندھن میں ترک احتیاط ہوگئی ہے۔خود ہر وقت باوضو رہتے۔بیعت کرتے وقت طالب سے توبہ کراتے۔پھر طریقہ رابطہ ونگہداشت کی تعلیم دیتے۔زیادہ تر طالبوں کو وقوفِ قلبی اور بعض کو نفی اثبات کی تلقین کرتے۔اس تعلیم کے ساتھ ساتھ اپنی محبت وتوجہ کو شامل حال کرتے۔

۳۔ کمال جذب کا یہ عالم تھا کہ بہت سے طالب تو آپ کے دیکھتے ہی مجذوب ومغلوب ہوجاتے۔ایک خطیب کی خطبہ کے دوران آپ پر نظر پڑی تو مغلوب ہوکر منبر سے نیچے گر پڑا۔

۴۔ ایک مرتبہ آپ کے خلیفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے رمضان میں رات کے وقت ایک خادم کے ہاتھ حضرت کے پاس فالودہ بھیجا۔وہ سادہ آدمی تھا۔کسی خادم کو جگانے کے بجائے سیدھا خاص دروازہ تک چلا گیا۔حضرت خود ہی فالودہ لینے آئے

اوراس سے نام پوچھا اور فرمایا کہ ہمارے میاں شیخ احمد کا خادم ہے تو ہمارا ہی ہوا۔ جیسے ہی وہ واپس ہوا جذب وسکر اس پر غالب ہونا شروع ہوا۔ وہ چلاتا، گرتا پڑتا حضرت مجددؒ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ زمین آسمان پر سب جگہ ایسا بے رنگ نور نظر آتا ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ کا اس بے چارہ کے سامنے آنے سے اس ذرہ پر آفتاب کا پرتو پڑ گیا۔

ارشاداتِ

اصطلاحات تصوف

۱۔ یادکرد کے معنی زبان سے یاد کرنا، بازگشت کے معنی یہ کہنا کہ الٰہی میرا مقصود تو ہے، نگہداشت خطرات سے دل کا بچانا اور یادداشت غلبۂ حضور بہ غلبۂ ذاتی مراد ہے۔

۲۔ توبہ کے معنی گناہ سے نکلنے کے ہیں۔ جو حجاب ہے وہ گناہ ہے۔ پس کمال توبہ سے مراد "تعلق توڑنا" ہے اور اس کے واسطے "تعلق جوڑنا" بھی لازم ہے۔

۳۔ زہد کے معنی رغبت سے نکلنا ہے۔ چونکہ رغبت دنیوی مال ومتاع سے وابستہ ہے اس لئے کمال زہد نا مرادی ہے۔

۴۔ توکل ظاہری اسباب کو چھوڑنے کا نام نہیں کیونکہ یہ تو بے ادبی ہے۔ جائز سبب اختیار کرنا چاہیے لیکن نظر صرف سبب پر نہ ہو کیونکہ سبب تو ایک دروازہ ہے جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اسے بند کر کے دیوار کے اوپر سے گزرنا بے ادبی ہے۔ اسے کھلا رکھنا چاہیے۔

۵۔ قناعت فضول کو ترک کرنے اور محض حاجت کی حد تک اکتفا کرنے، عمدہ

کھانے اور لباس ور ہائش سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔کمال قناعت یہ ہے کہ صرف ذات الٰہی اور محبت الٰہی پر اکتفا کرے۔

۶۔ عزلت خلق سے میل جول سے باہر آنے کو کہتے ہیں اور کمال عزلت یہ ہے کہ خلق کی طرف دیکھنے سے باہر آئے۔

۷۔ ذکر ماسواء اللہ کے ذکر سے باہر آنے کا نام ہے اور کمال ذکر یہ ہے کہ خود ذکر سے باہر آجائے اور ھوالذاکر والمذکور (وہی ذاکر اور وہی مذکور) کے راز کا مظہر بن جائے۔

۸۔ توجہ تمام لذات سے منہ موڑ کر تمام تر توجہ کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کا نام ہے۔

۹۔ صبر نفس کے تمام لذات اور پسندیدہ امور سے باہر آنے کا نام ہے۔

۱۰۔ مراقبہ اپنی قوت وتوانائی سے باہر آ کر اللہ تعالیٰ کی عنایات کے منتظر رہنے کو کہتے ہیں اور انتظار کی صفائی مقصود کی طلب ہے اور مقصود حق تعالیٰ کا دیدار ہے۔

۱۱۔ رضا یہ ہے کہ نفس کی رضا سے نکل کر رضائے الٰہی میں داخل ہو اور اس کے احکام کو تسلیم کرے اور اپنے امور اس کے سپرد کردے۔

ناقص سلوک

سلوک کے دس مقامات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص گناہ کی زندگی میں ملوث ہے یا اس کے دل میں دنیا کی رغبت ہے یا اسباب پر نظر رکھتا ہے یا بقدر ضرورت معاش پر اکتفا نہیں کرتا یا لوگوں سے میل جول رکھتا ہے یا اس کے اوقات ذکر حق سے معمور نہیں یا خدا سے خدا کے علاوہ کچھ اور مانگتا ہے یا مجاہدہ نفس نہیں کرتا یا اپنی

ذات پر نظر رکھتے ہوئے اپنی قوت ذہانت پر بھروسہ کرتا ہے یا احکام ازلیہ کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا وہ یقینی طور پر اس کا سلوک ناقص ہے۔

سورہ اخلاص و توحید

۱۔ سورہ اخلاص کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کے سننے سے بندہ کا اعتقاد اپنے پروردگار کی نسبت شرک جلی و خفی سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے عمل میں اخلاص پیدا ہو جاتا ہے۔

۲۔ توحید یہ ہے کہ ''نہیں موثر وجود میں کوئی شے سوائے اللہ کے۔'' یعنی اپنی ساری قدرت کو خدا سے منسوب کرنا اور اپنے آپ کو قدرت سے خالی کرنا توحید کا مقصود ہے۔ اس کو مسلوب الاختیار ہونا بھی کہتے ہیں۔

ارشاد و تربیت

۱۔ مشائخ تین وجوہ میں سے کسی ایک کی بنا پر لوگوں کی تربیت کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ کا الہام، پیر کا حکم یا بندگان خدا پر شفقت۔ شفقت سے مراد یہ ہے کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ گمراہی سے مخلوق کو نقصان ہوگا تو از راہ شفقت و رحم وہ ان کی رہنمائی کرتے ہیں اور شریعت کے احکام کی پیروی کی تلقین کرتے ہیں۔

۲۔ قرب الٰہی اس سے زیادہ نہیں کہ دوام آگاہی جو فنا کی طرف لے جاتی ہے حاصل ہو جائے۔ یہ حاصل ہو جائے تو سالک مرتبہ ولایت کو پہنچ گیا۔

۳۔ درست عقیدہ، احکام شریعت کی رعایت، اخلاص اور حق تعالیٰ کی طرف دائمی توجہ سب سے بڑی دولت ہے۔ کوئی ذوق و وجدان اس نعمت کے برابر نہیں ہو سکتا۔

۴۔ جذبہ و کشش اور محبت الٰہی کا طریقہ مقصود تک پہنچانے والا ہے اور اس کا رخ ذات الٰہی کے سوا کسی طرف نہیں۔ یہ جذبہ اور محبت تمام انسانوں میں پوشیدہ ہے۔ نقشبندی مشائخ اسی کی تربیت کرتے ہیں۔

۵۔ اولیاء بھی کبیرہ گناہوں سے محفوظ نہیں۔ اگر اتفاقاً کسی سے یہ حرکت سرزد ہو جائے تو اسے ولایت سے خارج سمجھنا جہالت ہے۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ وہ اکثر کس حال میں رہتے ہیں۔ تقاضائے بشریت کے تحت کسی غلطی پر انہیں معذور سمجھنا چاہیے۔

۶۔ ہمارے طریقہ کا دار و مدار تین باتوں پر ہے اہل سنت و جماعت کے عقیدہ پر ثابت قدمی، دوام آگاہی اور عبادت۔ اگر کسی شخص میں ان تین میں سے کسی ایک میں بھی فتور پڑ جائے تو وہ ہمارے طریقہ سے خارج ہے۔

۷۔ جس شخص کو اس راہ کا شوق ہو اسے چاہیے کہ سچی توبہ کے بعد حتی المقدور زہد و توکل و قناعت و عزلت و صبر و توجہ کے ساتھ ذکر الٰہی میں مصروف رہے۔ اسی کو سفر در وطن کہتے ہیں۔

۸۔ پیر تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک پیر خرقہ، دوسرا پیر تعلیم اور تیسرا پیر صحبت۔ ہندوستان میں چشتیہ و کبرویہ میں دار و مدار پیر خرقہ پر ہے اور وہ کسی شخص کے لئے ایک سے زائد پیروں کو تسلیم نہیں کرتے۔ بعض بزرگوں کے نزدیک پیر خرقہ اور پیر تعلیم کا متعدد ہونا مکروہ ہے لیکن پیر صحبت کئی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ پہلا پیر اجازت دے یا اس کی صحبت فوت ہو جائے۔ آخر میں آپ نے فرمایا کہ ہاں پیر خرقہ متعدد نہیں ہوتے لیکن پیر تعلیم اور پیر صحبت کئی ہو سکتے ہیں۔

ولایت

ولایت (واؤ پر زبر کے ساتھ) بندگی کا قرب ہے جس کا تعلق حق تعالیٰ سے ہے۔ اور وِلایت (واؤ کے نیچے زیر کے ساتھ) خلق میں مقبولیت کا باعث ہے۔ کرامات کا تعلق دوسری قسم کی وِلایت سے ہے۔ صاحب استعداد کو برکات پہلی قسم کے زیر اثر ملتی ہیں۔ بعض کو دونوں میں سے کوئی ایک ولایت اور بعض کو دونوں حاصل ہوتی ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ انہیں دونوں حاصل ہوتی ہیں مگر ایک قوی اور ایک ضعیف ہوتی ہے۔ مشائخ نقشبندیہ کی وَلایت واؤ پر زبر والی ہمیشہ دوسری وِلایت پر غالب ہوتی ہے۔ شیخ اپنی وفات پر پہلی قسم وَلایت اپنے ساتھ لے جاتا ہے اور دوسری قسم اپنے مخلص کے لئے چھوڑ جاتا ہے۔

ترقی بعد از موت

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ جو شخص درست اعتقاد اور صحیح نیت کے ساتھ شریعت پر عمل پیرا رہے تو اگر اسے زندگی میں ذوق و وجد حاصل نہ ہوں تو موت کے بعد اسے عطا کئے جاتے ہیں۔ حضرت خواجہؒ نے یہ قول بیان کر کے فرمایا بلکہ ایسے شخص کو اسی جہاں میں سکرات الموت کے وقت اس دولت سے مشرف کر دیتے ہیں۔

کشف

کشف قبور کا کچھ اعتبار نہیں۔ کشف صوریہ میں خطا و لغزش کی بڑی گنجائش ہے۔ جن مکاشفات میں خیال کو دخل ہے ان میں خطا ہو جاتی ہے تاہم الہام پر مبنی علوم یقینی علوم میں خطا کو دخل نہیں۔ جو لوگ خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان کو کشف کی ضرورت نہیں کیونکہ کشف دو قسم کا ہے۔ ایک کشف دنیوی جو بالکل کسی کام نہیں آتا۔

دوسرا کشف اخروی ہے جو کتاب وسنت میں صراحت کے ساتھ موجود ہے اور عمل کے لئے کافی ہے۔

اہل اللہ کے طبقات

اہل اللہ کے تین طبقے ہیں عباد، صوفیہ اور ملامتیہ۔عباد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ظاہر عبادت پر اکتفا کیا۔ صوفیہ وہ ہیں جو ظاہر عبادت کے ساتھ وجد و ذوق سے بہرہ ور ہیں۔وہ اپنی کرامات کو مخلوق سے پوشیدہ نہیں رکھتے۔اس طبقہ میں ایک طرح کی رعونت ونخوت رہ جاتی ہے۔ملامتیہ وہ ہیں جو عام لوگوں کے لباس میں رہتے ہیں۔ظاہر میں فرائض وسنن پر اکتفا کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مشہور وظاہر نہیں کرتے۔یہ حق تعالیٰ کا اتباع ہے کیونکہ وہ بھی لوگوں سے پوشیدہ ہے۔یہ طبقہ رعونت سے پاک ہے اور عبودیت میں کمال کو پہنچا ہوا ہے۔حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت ابوسعید خرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور خود اپنے آپ کو اس طبقہ کا سردار بتایا ہے۔

سماع

حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا کہ راگ سننے کی ایک شرط یہ ہے کہ سننے والے پر حق تعالیٰ کی محبت غالب ہو۔حق تعالیٰ کی محبت کی علامت یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پورا اتباع کیا جائے۔اگر اتباع کرنے والے کا مقصود جنت کا حصول ہو تو وہ اتباع کامل نہیں۔ایسے شخص کو اہل اللہ میں شمار نہیں کر سکتے۔اتباع باطنی یہ ہے کہ اس کے باطن میں سوائے حق تعالیٰ کے کوئی دوسرا مقصود نہ ہو۔

کرامات

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس کارنامہ سے بڑھ کر بڑی کرامت کیا ہو سکتی ہے

کہ آپ نے تین چار سال کے قلیل عرصہ میں برصغیر کی سیاست، معاشرہ اور مذہبی افکار میں انقلاب کی بنیاد رکھی دی۔ جذب اور تاثیر کی ایسی فراوانی بہت کم دیکھنے میں آتی ہے کہ امرائے دربار، علماء اور صوفیہ یکساں طور پر آپ کے زیر اثر آ گئے۔ اس کے مقابلہ میں کرامات کی کوئی حقیقت نہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے خلیفہ کی تربیت بذات خود کسی بڑی کرامت سے کم نہیں۔ تاہم اہل اللہ کی روایت کے پیش نظر چند کرامات بطور تبرک درج ذیل ہیں۔

۱۔ ایک مرتبہ آپ کے ہمسایہ پر نائب حاکم نے بہت ظلم کیا اور اسے گھر سے نکالنا چاہا۔ حضرت کو علم ہوا تو حاکم کو سمجھایا کہ میں اسی محلہ میں رہتا ہوں۔ اسے معاف کر دو۔ مگر وہ نہ مانا۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے خواجگان بہت غیور ہیں۔ تیری ہی نہیں بلکہ اوروں کی جانیں بھی جائیں گی۔ دو تین روز کے بعد اس پر چوری کا الزام لگا اور اسے خویشوں کے ساتھ قتل کر دیا گیا۔

۲۔ ایک چشتی شیخ زادہ آپ کا مرید ہوا۔ اتفاقاً اسے ایسا مرض لاحق ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی۔ حضرت کو بتایا گیا تو فرمایا کہ اس کے دل میں خیال گزرا تھا کہ اس طریقہ کو چھوڑ کر اپنا آبائی سلسلہ دوبارہ اختیار کرنا چاہیے۔ مجھ پر یہ بات ظاہر ہو گئی اور مجھے غیرت آئی۔ اس بیماری کی یہی وجہ ہے۔ مریض تک یہ بات پہنچی تو اس نے اس کی تصدیق کی اور ندامت کے ساتھ توبہ کی۔ چنانچہ اسے فی الفور آرام آ گیا۔

۳۔ ایک بانجھ عورت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ میرے ہاں کوئی بچہ نہیں اور میرا خاوند دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے۔ اس سبب سے میں بہت رنجیدہ ہوں۔ اس وقت آپ معجون فلاسفہ نوش فرما رہے تھے۔ تھوڑی سی کھا کر باقی اس کو دیدی اور فرمایا یہ مادہ حیات حاضر

ہے۔اس عورت نے آپ کے دست مبارک سے وہ معجون لے کر کھائی اور آپ کی برکت سے اس کا مرض جاتا رہا۔اللہ تعالیٰ نے اسے اولاد دی اور اس کے خاوند نے نکاح ثانی کا ارادہ ترک کر دیا۔

وفات

ایک روز آپ نے اپنی زوجہ محترمہ سے فرمایا کہ جب میری عمر چالیس سال کی ہوگی تو مجھے ایک واقعہ عظیم پیش آئے گا۔ پھر ایک روز فرمایا کہ خواب میں دیکھا ہے کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے کہ جس غرض کے واسطے تمہیں لائے تھے وہ پوری ہو گئی۔ ایک دن فرمایا کہ تھوڑے دنوں میں سلسلہ نقشبندیہ میں کسی کا انتقال ہوگا۔ایک روز فرمایا کہ خواب میں دیکھا کوئی کہتا ہے کہ قطب وقت کا انتقال ہو گیا اور میں اپنے ہی مرثیہ میں ایک قصیدہ پڑھ رہا ہوں جس میں میری تعریف کی گئی ہے۔

وسط جمادی الثانی میں مرض الموت شروع ہوا۔ ان دنوں ایک روز فرمایا حضرت خواجہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا ہے کہ فرماتے ہیں پیراہن پہنو۔اسکے بعد مسکرا کر فرمایا کہ اگر زندہ رہے تو پہنیں گے ورنہ کفن ہی پیراہن ہے۔ایام مرض میں ایک روز آپ کو اس قدر استغراق ہو گیا کہ حاضرین یہ سمجھے کہ یہ نزع کی حالت ہے۔ جب افاقہ ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مرنا ایسا ہی ہوتا ہے تو موت بڑی نعمت ہے اور ایسے حال سے نکلنے کو جی نہیں چاہتا۔ ہفتہ کے روز ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ بمطابق ۳۰ نومبر ۱۶۰۳ء کو طبیعت خراب ہوئی تو ذکر الٰہی میں مصروف ہو گئے اور اللہ اللہ کرتے جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

دوسرے دن مخلصین نے جنازہ اٹھایا تو فرط غم کی وجہ سے ان پر ایسی کیفیت طاری تھی کہ وہ اس جگہ تابوت نہ اتار سکے جہاں قبر تیار کی گئی تھی بلکہ ایک

دوسری جگہ تابوت جا اتارا۔کیا دیکھتے ہیں کہ یہ تو وہی جگہ ہے جہاں حضرت نے ایک دن وضو کر کے دوگانہ پڑھا تھا اور اٹھتے وقت وہاں کی خاک دامن مبارک پر لگ گئی تھی۔اس پر آپ نے فرمایا تھا کہ اس جگہ کی خاک دامن گیر ہوگئی ہے۔چنانچہ وہیں بیرون شہر دہلی بجانب اجمیری دروازہ قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب دفن ہوئے۔ خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوشش سے مزار پر مقبرہ تعمیر ہوا مگر آپ کی وصیت کے مطابق اس پر گنبد نہ بنایا گیا۔

اولاد

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے وقت آپ کے دونوں بیٹے نہایت کم سن تھے۔خواجہ عبید اللہ المعروف بہ خواجہ کلاں اور خواجہ عبداللہ المعروف بہ خواجہ خورد کی عمر دو تین سال سے زیادہ نہ تھی۔حضرت نے اپنی زندگی میں ہی انہیں حضرت مجدد الف ثانیؒ سے توجہ دلائی تھی۔ان کی عام خبر گیری اور پرورش کی سعادت خواجہ حسام الدین کے حصہ میں آئی۔

۲۴

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت وابتدائی زندگی

حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام احمد، لقب بدرالدین اور عرف امام ربانی تھا۔۱۴ شوال ۹۷۱ھ بمطابق ۲۶ جون ۱۵۶۴ء شب جمعہ کو سرہند شریف میں پیدا ہوئے۔ روضۃ القیومیہ کے مطابق آپ کی ولادت سے قبل آپ کے والد نے خواب میں دیکھا کہ تمام جہان میں ظلمت پھیل گئی ہے۔سور، ریچھ اور بندر لوگوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ اسی اثنا میں ان کے سینے سے نور نکلا اور اس میں ایک تخت ظاہر ہوا جس پر ایک شخص تکیہ لگائے بیٹھا ہے اور اس کے سامنے ظالموں اور ملحدوں کو بکروں کی طرح ذبح کیا جارہا ہے۔کوئی بلند آواز سے کہتا ہے۔قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا (کہہ دو کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔باطل مٹنے ہی والا ہے) شیخ عبدالاحدؒ نے اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتھلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جس کے ذریعے ظلمت والحاد وبدعت کا خاتمہ ہوگا۔

حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جس تحریک احیائے دین کا آغاز کردیا تھا اس کی تکمیل آپ کے جلیل القدر خلیفہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کی۔حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمہ جہت شخصیت کا احاطہ کرنا نہایت مشکل ہے۔آپ عالی مرتبت کامل مکمل صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مجتہد عالم دین، زوردار انشاپرداز، قادرالکلام متکلم اور سرگرم عمل مصلح تھے۔آپ نے ایک طرف امرائے سلطنت کو مسخر کر کے اکبری

الحاد کا قلع قمع کیا تو دوسری طرف علمائے سو کی خبر لی۔ تصوف کو انتہا پسند وحدت الوجودی نظریات، گمراہی کے اثرات سے پاک کیا، گمراہ فرقوں کی نشان دہی کی، مسلم معاشرہ کو بدعات سے پاک کر کے کتاب وسنت کی سختی سے پیروی پر زور دیا اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکتساب روحانی کی لازمی شرط قرار دیا۔ یہ ایسے انقلابی اقدامات تھے کہ ان کی بنا پر آپ کو مجدد الف ثانی تسلیم کرلیا گیا۔

الف ثانی کا مطلب دوسرا ہزار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد اب دوسرا ہزار سالہ دور شروع ہو چکا تھا۔ خود حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں "یہ وہ وقت ہے جب کہ پہلی امتوں میں سے ایسے ظلمت سے بھرے ہوئے وقت میں اولوالعزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا۔ اس امت کے علماء کو انبیائے بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا گیا۔ اسی لئے ہر صدی کے بعد اس امت کے علماء میں سے ایک مجدد مقرر کرتے ہیں خاص کر ہزار سال کے بعد جو کہ اولوالعزم پیغمبر کے مبعوث ہونے کا وقت ہے۔" (مکتوب ۲۳۴ دفتر اول)۔ "ہر سو سال پر ایک مجدد گزرا ہے لیکن سو سال کا مجدد اور ہے اور ہزار سال کا مجدد اور۔ جس طرح سو اور ہزار میں فرق ہے ان دونوں مجددوں میں بھی اسی طرح فرق ہے اور مجدد وہ ہوتا ہے کہ فیوض و برکات میں سے جو کچھ اس مدت میں امتیوں کو پہنچتا ہے اس کے واسطے سے پہنچتا ہے۔" (مکتوب ۴ دفتر دوم) "اس معاملہ کے باوجود جو میری پیدائش سے وابستہ کیا گیا ہے ایک اور عظیم کام میرے سپرد کیا گیا ہے۔ مجھے محض پیری مریدی کے لئے نہیں لایا گیا۔ میرے ذمہ ایک دوسرا کام اور معاملہ ہے۔" (مکتوب ۶ دفتر دوم)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں تک کہا کہ متصوفین اسلام میں دو حضرات بہت زیادہ عظیم المرتبت ہوتے ہیں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ احمد

حضرت مجدد نے مکتوب ۱۲۳ دفتر سوم میں فرمایا ''مجدد الف ثانی اس مقام میں حضرت شیخ کے نائب ہیں۔''

آپ کے آباء

آپ کا خاندان فاروقی النسب ہے۔سلطان فیروز شاہ تغلق کے عہد میں آپ کے اسلاف میں چھٹی پشت کے امام رفیع الدین کے ہاتھوں شہر سرہند آباد ہوا۔ یہاں پہلے جنگل تھا جسے سہر ند (شیروں کا جنگل) کہتے تھے۔حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت جن سے سلطان کو عقیدت تھی نے سلطان کو بتایا کہ یہاں ایک بڑا ولی اللہ پیدا ہوگا اور اسے یہاں شہر آباد کرنے کو کہا۔چنانچہ فیروز شاہ نے اس کا حکم جاری کیا اور یہ کام امام رفیع الدین کے سپرد کیا۔امام موصوف کو سہروردی سلسلہ میں حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کی طرف سے خلافت حاصل تھی۔حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے والد شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ علوم ظاہر میں مہارت رکھتے تھے۔آپ حضرت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے صاحبزادے شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور چشتی صابری سلسلہ میں مجاز خلیفہ تھے۔انہیں قادری سلسلہ میں بھی حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے اجازت حاصل تھی۔

ایام رضاعت میں ایک مرتبہ آپ ایسے سخت بیمار ہوگئے کہ بچنے کی امید نہ رہی۔اتفاقاً حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ کا اس طرف گزر ہوا۔حضرت کے والد آپ کو حضرت شاہ صاحب کے پاس دم کرانے لے گئے۔انہوں نے اپنی زبان مبارک آپ کے منہ میں دے دی اور آپ اسے دیر تک چوستے رہے۔بعد میں انہوں نے تسلی دی کہ اس بچے کی عمر دراز ہوگی اور وہ عالم و عارف ہوگا۔

شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم گھر پر مکمل کی۔تھوڑی ہی مدت میں قرآن

پاک حفظ کرلیا۔ پھر اپنے والد بزرگوار سے مختلف علوم کی تحصیل کی۔ بعدازاں تکمیل کے لئے گھر سے نکلے۔ سیالکوٹ میں مولانا کمال الدین کشمیری سے معقولات اور مولانا یعقوب کشمیری سے حدیث کی کتابیں پڑھیں۔ قاضی بہلول بدخشانی سے تفسیر، بخاری، مشکوٰۃ، ترمذی، قصیدہ بردہ وغیرہ کی اجازت حاصل کی۔ سترہ سال کی عمر میں تمام متداولہ علوم کی تکمیل کے بعد واپس سرہند شریف تشریف لائے اور درس وتدریس کا کام شروع کردیا۔

قیام آگرہ

آگرہ اس زمانے میں دارالسلطنت تھا اور دربار سے منسلک بڑے بڑے اہل علم وہاں مقیم تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی وہاں تشریف لے گئے۔ اس دوران ابوالفضل اور فیضی سے بھی مجلس ہونے اور علمی مباحث میں شرکت کا موقعہ ملا۔ ان دنوں فیضی اپنی بے نقط تفسیر "سواطع الالہام" لکھ رہا تھا۔ فیضی کو جب بھی کسی عبارت میں دقت پیش آتی تو وہ آپ سے مدد لیتا تھا اور آپ اسے عبارت لکھ کردے دیتے تھے۔ آپ کے تبحر علمی کا ابوالفضل بھی قائل تھا اور آپ کی بڑی عزت کرتا تھا۔ تاہم یہ رفاقت زیادہ دیر نہ چل سکی۔ ایک مجلس میں ابوالفضل نے امام غزالیؒ کے حق میں گستاخانہ الفاظ کہے تو آپ ناراض ہوکر مجلس سے اٹھ آئے۔ جب کئی روز تک ابوالفضل کے ہاں نہ گئے تو آدمی بھیج کر آپ سے معذرت کی اور اپنے پاس بلا بھیجا۔

شادی

آپ کے والد آپ کو وطن واپس لانے کے لئے آگرہ آئے اور آپ کو ساتھ لے کر سرہند شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں تھانیسر کے مقام پر وہاں کے رئیس شیخ سلطان کی صاحبزادی سے آپ کا نکاح ہوگیا۔ اس شادی کے موقع پر

کچھ مال بھی آپ کو ملا، اس سے آپ نے سرہند شریف میں نئی حویلی بنوائی اور اس کے ساتھ ایک مسجد تعمیر کرائی۔

حضرت خواجہ باقی باللہ سے بیعت

آگرہ سے واپسی پر آپ نے سلوک و تصوف کی دنیا میں قدم رکھا۔ طریقت کی تعلیم و تربیت بھی آپ نے اپنے والد سے شروع کی اور ان سے چشتیہ صابریہ سلسلہ میں خرقہ خلافت حاصل کر کے جانشین ہوئے۔ سلسلہ سہروردیہ اور قادریہ کی اجازت بھی اپنے والد سے حاصل کی اور طریقہ کبرویہ اپنے استاد شیخ یعقوب کشمیری سے حاصل کیا۔ اس کے باوجود آپ کو پورا اطمینان نہ ہوا۔ کتاب و سنت کی پیروی کا خیال اس قدر غالب تھا کہ چشتی سلسلہ کی خلافت کے باوصف سماع کی طرف طبیعت مائل نہ ہوئی۔

ان دنوں آپ کو حج بیت اللہ کا بے حد اشتیاق رہتا تھا لیکن والد بزرگوار کی کبر سنی کے سبب یہ ارادہ معرض التوا میں رہا۔ آپ کے والد گرامی نے ۱۰۰۷ھ میں اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ اگلے سال آپ حج کے ارادہ سے گھر سے نکلے اور دہلی پہنچے۔ ان دنوں حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دہلی تشریف لا چکے تھے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک دوست مولانا حسن کشمیری نے آپ کے سامنے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعریف کی۔ چنانچہ آپ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت خوشدلی سے ملے اور آپ کے ارادہ و قصد کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے ارادۂ حج کا اظہار کیا۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی افتادِ طبع کے برعکس فرمایا کہ اگرچہ ارادہ نیک ہے لیکن چند روز اس جگہ فقراء کے پاس قیام کرنے میں کیا حرج ہے۔ آپ نے حسب ارشاد ایک ہفتہ قیام کا فیصلہ کیا۔ ابھی دو روز ہی گزرے تھے کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جذب کی وجہ سے آپ میں طریقہ نقشبندیہ اختیار کرنے

کا شوق غالب آ گیا اور آپ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی درخواست کی۔ حضرت بغیر استخارہ کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے مگر یہاں اپنی روش کے برعکس فی الفور آپ سے بیعت لی (۱۵۹۹ء) اور خلوت میں لے جا کر توجہ شروع کی۔ اسی وقت اس کے اثرات ظاہر ہوئے اور آپ کا دل ذاکر ہو گیا اور پھر حلاوت ولذت قلبی کے ایسے معاملات پیش آئے کہ نہ دیکھے نہ سنے۔ دو ماہ میں آپ کو تمام نسبت حاصل ہو گئی۔

ایک روز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلوت میں طلب کیا اور اپنے واقعات بیان فرمائے کہ جب مجھے حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم ہندوستان جاؤ، وہاں تم سے طریقہ جاری ہوگا تو میں نے اپنے میں اس قابلیت کو نہ پا کر عذر کیا۔ حضرت نے مجھے استخارہ کا حکم دیا۔ استخارہ میں مجھے معلوم ہوا کہ ایک طوطی ایک درخت کی شاخ پر بیٹھا ہے۔ میرے دل میں خیال آیا کہ اگر یہ طوطی اڑ کر میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ جائے تو میرے لئے سفر ہندوستان مبارک ہوگا۔ اس خیال کے آتے ہی وہ طوطی میرے ہاتھ پر آ کر بیٹھ گیا۔ میں نے اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور طوطی نے میرے منہ میں شکر ڈالی۔ صبح اٹھ کر میں نے یہ خواب حضرت خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہندوستان میں تم سے ایک ایسا شخص وابستہ ہوگا کہ جہان اس سے روشن ہوگا اور تم بھی اس سے بہرہ یاب ہو گے۔ حضرت کا یہ اشارہ تمہاری طرف تھا۔ جب میں سرہند شریف میں پہنچا تو خواب میں کسی نے مجھے کہا کہ تم قطب کے پڑوس میں آ کر ٹھہرے ہو اور اس قطب کا حلیہ بھی دکھایا۔ صبح اٹھ کر میں اس جگہ کے درویشوں سے ملنے گیا مگر کسی کو اس حلیہ اور قابلیت کا مالک نہ پایا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید یہاں کے کسی فرد میں یہ استعداد ہوگی جو بعد میں ظاہر ہوگی۔ پھر جب تمہیں دیکھا تو وہی حلیہ پایا اور نشان قابلیت بھی موجود تھے۔ پھر ایک روز میں نے دیکھا کہ میں نے ایک بڑا چراغ جلایا ہے اور اس کی روشنی لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جا رہی ہے

اورلوگ اس چراغ سے بکثرت چراغ روشن کرر ہے ہیں۔ جب سرہند شریف کے قرب وجوار میں پہنچا تو وہاں کے دشت وصحرا کو مشعلوں سے بھرا ہوا پایا۔ یہ اشارہ بھی تمہاری طرف تھا۔

مسندارشاد

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خلافت واجازت عطا فرما کر سرہند شریف رخصت کیا۔ یہاں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے طالبان کی تربیت کا کام شروع کیا اور آپ کی ذات سے اثر عظیم ظاہر ہونے لگا اور لوگ کشاں کشاں آپ کے پاس حاضر ہونے لگے۔ اس کے بعد دو دفعہ اور مرشد کی زندگی میں دہلی تشریف لائے اور فیض حاصل کیا۔ اب آپ پر حضرت خواجہؒ کی عنایات بہت بڑھ گئی تھیں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ بہت کم لوگوں کو خود بیعت کرتے تھے بلکہ جو اس غرض سے آتا اسے آپ کے پاس بھیج دیتے۔ اپنے کم سن بیٹوں کو بھی آپ سے توجہ دلائی۔ بعض اوقات تو اس طرح آپ کا ادب کرتے اور حلقہ میں بیٹھتے کہ گویا آپ مرشد اور وہ خود مرید ہیں۔

جب دوسری بار حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ دہلی آئے تو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کابلی دروازہ تک پا پیادہ مع خدام جا کر آپ کا استقبال کیا اور اپنے اصحاب کو تاکید کی کہ شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی موجودگی میں کوئی میری طرف متوجہ نہ ہوا کرے بلکہ سب ان کی طرف متوجہ رہا کریں۔ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ کے پرانے اصحاب نے تامل کیا تو فرمایا کہ ''شیخ احمد آفتاب کی مانند ہیں اور ہم جیسے ستارے اس میں گم ہیں۔'' مجلس سے اٹھتے وقت حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی طرف پیٹھ بھی نہیں کرتے تھے۔ ایک خط میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''شیخ احمد نامی ایک شخص سرہند کا رہنے والا کثیر العلم اور قوی العمل ہے۔ چند روز فقیر کی صحبت میں رہا۔ اس سے عجیب حالات دیکھنے میں

آئے۔ایسا دکھائی دیتا ہے کہ وہ ایک چراغ ہوگا جس سے جہاں روشن ہو جائیں گے۔اس کے بھائی اور رشتہ دار سب نیک اور طبقہ علماء سے ہیں۔اس شیخ کے بیٹے جو ابھی بچے ہیں، اسرار الٰہی ہیں۔حاصل کلام شجرہ طیبہ ہیں۔" (زبدۃ المقامات)

مرشد کی طرف سے اس قدر حوصلہ افزائی کے باوجود آپ مرشد کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے۔خواجہ حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے میاں احمد کے بلانے کو بھیجا۔جیسے ہی میں نے جا کر کہا کہ آپ کو حضرت طلب فرماتے ہیں تو خوف سے ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا اور بدن پر کپکپی طاری ہو گئی۔

آخری ملاقات میں حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ لاہور جائیں۔چنانچہ سرہند شریف واپس آ کر چند روز قیام کیا اور پھر لاہور روانہ ہو گئے۔ وہاں علماء و فضلاء کی کثیر تعداد طریقہ میں داخل ہوئی اور ایک سرگرم حلقہ عالم وجود میں آیا۔قیام لاہور کے دوران ایک عالم نے آپ سے وحدت الوجود کے متعلق سوال پوچھا۔آپ نے اس کے کان میں کچھ بات کی جسے سن کر اس کا رنگ اڑ گیا اور آنسو بہہ نکلے۔وہ آپ کے زانوؤں کو ہاتھ لگا کر رخصت ہوا۔لاہور میں ہی آپ نے حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کی خبر سنی چنانچہ تیزی سے دہلی پہنچے اور مزار مبارک پر حاضری دی۔

اس کے بعد آپ زیادہ تر سرہند شریف میں مقیم رہے البتہ جمادی الثانی میں جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کا مہینہ تھا آپ ہر سال دہلی جاتے اور مزار مبارک پر حاضری دیتے۔اس دوران دو تین بار آگرہ جانے کا بھی اتفاق ہوا۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دربار جہانگیری میں

جہانگیر کو برسر اقتدار لانے والا امراء کا وہ گروہ تھا جو حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے متاثر تھا لیکن اب جہانگیر اپنی ملکہ نور جہاں اور اس کے بھائی وزیراعظم آصف جاہ کے زیر اثر آچکا تھا۔ایرانی امراء کا ایک طبقہ متعصب شیعہ مسلک رکھتا تھا اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اس لئے مخالف تھا کہ آپ کتاب وسنت کی پیروی اور بدعات کی مخالفت کے پرزور ترجمان تھے۔آپ نے رسالہ ردرفض لکھ کر شیعہ کے اعتراضات کا مسکت جواب دیا تھا اور اس رسالہ نے بڑی شہرت پائی تھی۔اپنے مکتوبات میں بھی آپ نے شیعہ کے معاملہ میں سخت رویہ اختیار کیا تھا۔

ان لوگوں نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوب ۱۱ دفتر اول کے مندرجات کو بہانہ بنایا اور بادشاہ کو کہا کہ شیخ احمد اپنے آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی افضل سمجھتا ہے۔اس مکتوب میں حضرت کے مکاشفہ کی جس عبارت پر اعتراض کیا گیا یہ تھی۔

"کچھ اور مقام اوپر نیچے ظاہر ہوئے۔معلوم ہوا کہ یہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور حاصل ہو چکا ہے۔اس مقام سے اوپر ایک مقام دکھائی دیا جب اس مقام پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا مقام ہے اور دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور حاصل ہو چکا ہے۔اس مقام سے بھی اوپر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مقام ظاہر ہوا۔اس مقام تک بھی پہنچنا نصیب ہوا اور مشائخ میں سے حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہر مقام پر اپنے ساتھ پایا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دوسرے خلفاء کو بھی اس مقام سے عبور واقع ہو چکا ہے۔فرق صرف عبور اور قیام، گزرنے اور ٹھہرنے کا ہے۔اس سے اوپر کوئی

https://ataunnabi.blogspot.com/

لباس میں بھی سنت کا خاص خیال ہوتا تھا۔ایک بڑا عمامہ سر پر، دستار کا شملہ دونوں کندھوں کے درمیان، قمیض کے گریبان کا شگاف دونوں کندھوں پر، پاجامہ ٹخنوں سے اوپر، عصا ہاتھ میں، مصلّٰی کندھے پر اور سجدے کا نشان ماتھے پر نمایاں۔

معمولات

سرما و گرما، سفر و حضر میں نصف شب کے بعد بیدار ہوتے۔ بیت الخلا میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھتے اور نکلتے وقت دایاں پاؤں نکالتے۔قبلہ رو ہو کر وضو فرماتے اور وضو کرتے وقت کسی سے مدد نہ لیتے۔ ہر وضو کے ساتھ مسواک کرتے اور اسے دائیں اور بائیں پھیرتے وقت طاق عدد کا خیال رکھتے۔ وضو میں اعضا کو دھوتے وقت بھی طاق عدد (بالعموم تین) کا خیال رکھتے اور مسنون دعائیں پڑھتے۔ بعد وضو اعضاء کو کپڑے سے نہ پونچھتے۔تہجد میں پہلی دو رکعت خفیف اور باقی رکعتیں بہ طول قرأت ادا فرماتے۔غالباً دو تین سیپارہ قرآن پاک پڑھتے۔نماز وتر کی آخری رکعت میں قنوت حنفی کو قنوتِ شافع سے ملاتے۔ بعد ازاں صبح تک مراقبہ کرتے۔نماز فجر اول وقت میں ادا فرماتے اور امامت خود فرماتے۔نماز کے بعد اصحاب کے ساتھ حلقہ ذکر ہوتا۔اس کے بعد دو رکعت نماز اشراق پڑھتے۔

بعد ازاں خلوت میں تشریف لے جاتے اور طالبان کو جدا جدا طلب فرما کر احوال پرسی کرتے۔ اپنے اصحاب کے ساتھ خاموشی کی صحبت ہوتی۔ جب سورج خوب اوپر آجاتا تو نماز چاشت خلوت میں ادا کرتے جو کم از کم چار رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت ہوتی۔اس کے بعد حرم سرا میں جا کر کھانا تناول فرماتے اور ساتھ ہی درویشوں میں طعام تقسیم فرماتے۔لنگر کے کھانے میں عجیب لذت ہوتی۔ایک بار لشکر شاہی سرہند کے پاس سے گزرا تو آپ نے بادشاہ جہانگیر کی دعوت کی۔ بادشاہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حیران ہوا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہ کھایا تھا۔آپ کی غذا نہایت قلیل تھی اور کھانا نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ تناول فرماتے اور پھر سنت کے مطابق قیلولہ کرتے۔جونہی مؤذن ظہر کی اذان شروع کرتا، پہلے کلمہ پر ہی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوتے اور مسجد میں جا کر چار رکعت سنت زوال ادا کرتے۔اس کے بعد ظہر کی سنتیں اور فرض پڑھتے۔ نماز ظہر کے بعد اصحاب کے ساتھ حلقہ ہوتا۔ ہر حلقہ میں قاری قرآن پاک پڑھتا۔ اس سے فارغ ہوکر دینی کتب کا درس دیتے۔عصر مع چار رکعت سنت ادا فرما کر حلقہ و مراقبہ ہوتا۔کبھی احوال پرسی بھی فرماتے۔ بعد نماز مغرب چھ رکعت اوابین ادا فرماتے۔عشاء کے لئے تشریف لاتے تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے۔عشاء کی چار رکعت مستحب ادا کرتے۔وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے۔آخر عمر میں ان دو رکعت کو ترک کر دیا تھا کہ اس میں اختلاف ہے۔

سونے سے پہلے سورہ فاتحہ، آیت الکرسی، سورہ بقرہ کا آخری رکوع، چہار قل، ورد فاطمہ رضی اللہ عنہا، اَعُوْذُ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّامَۃِ کُلِّھَا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ......اور دیگر ادعیہ پڑھتے۔اگر سفر میں نماز جمعہ نہ ملتی تو نماز ظہر اکیلے پڑھتے۔آخری عشرہ رمضان اعتکاف میں بیٹھتے۔تراویح میں کم سے کم تین قرآن پاک ختم کرتے۔سفر کے دوران منزل تک پہنچنے تک تلاوت قرآن جاری رکھتے اور آیت سجدہ پر اسی وقت سواری سے اتر کر سجدہ کرتے۔نماز کسوف وخسوف کے علاوہ کسی نفلی نماز کو باجماعت ادا نہ کرتے بلکہ اسے مکروہ سمجھتے۔تشہد میں انگلی سے اشارہ بھی نہ کرتے کہ حنفیوں کے نزدیک مکروہ ہے لیکن چونکہ بعض علماء اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں اس لئے کبھی کبھی نوافل میں اشارہ کرتے تاکہ یہ عمل بالکل متروک نہ ہو۔قبروں کی زیارت کو جاتے اور اموات سے استعانت جائز رکھتے۔ذکر جہر اور سماع سے پرہیز کرتے۔ بالعموم سفر پیر یا جمعرات کو شروع کرتے اور سفر کے آغاز پر سورہ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

چہار قل پڑھتے۔ سوار ہوتے وقت سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا...... تلاوت فرماتے۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت اعتکاف کی نیت کرتے۔ طاق عدد کا اس قدر خیال تھا کہ ایک بار خادم سے کہا کہ فلاں برتن سے چند عدد لونگ لاؤ۔ وہ چھ دانے لایا تو فرمایا ہمارے صوفی کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

کفر سے اس قدر نفرت تھی کہ ایک بار لشکر شاہی دریائے گنگا کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ آپ نے اصحاب کو اس کا پانی استعمال کرنے سے منع کر دیا کہ ہندوؤں کا معبد ہے اور ایک کنوئیں سے پانی منگوایا۔ ادب کا اس قدر خیال تھا کہ ایک دفعہ بیت الخلا میں گئے وہاں دیکھا کہ ناخن پر سیاہی کا نشان ہے جس سے قرآنی حروف لکھے گئے تھے فوراً باہر آئے اور نشان دھو کر دوبارہ اندر گئے۔ ایک دفعہ پلنگ پر بیٹھ کر اچانک اٹھ کھڑے ہوئے اور خادم سے فرمایا کہ بستر کے نیچے کاغذ ہے اسے نکال لو۔ ایک بار ایک حافظ فرش پر بیٹھا تلاوت کر رہا تھا۔ آپ نے فوراً اپنے نیچے سے خصوصی فرش ہٹا دیا اور حافظ کے ہم فرش ہو گئے۔

فضائل وکمالات روحانی

حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فضائل اور کمالات روحانی سے مکتوبات اور دیگر کتب بھری ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند بطور اشارہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ آپ کا خمیر طینت اس مٹی سے بنا تھا جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق سے بچ گئی تھی۔ مکتوب ۱۰۰ دفتر سوم میں اشارہ فرماتے ہیں ''اگرچہ اس دولت محمدی میں کسی دوسرے کو شرکت نہیں لیکن اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دولت خاصہ سے ان کی تخلیق وتکمیل کے بعد کچھ حصہ بچا تھا کیونکہ شرفاء کی ضیافت کے دستر خوان پر کچھ نہ کچھ بچ رہنا لازمی امر ہے جو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پس ماندہ کھانے والے خادموں کا حصہ ہوتا ہے۔'' خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ ایک ہی طینت سے پیدا ہوئے۔ یہی بات آپ نے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمائی۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب قیومیت عطا فرمایا۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں بعد از نماز ظہر مراقب بیٹھا تھا اور حافظ قرآن پڑھتا تھا کہ ناگاہ میں نے اپنے اوپر ایک نورانی خلعت عالی پائی۔ ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعتِ قیومت ہے جو کہ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت اور متابعت کے ذریعے عطا کی گئی ہے۔ اتنے میں حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے میرے سر پر دستار مبارک باندھی اور منصب قیومیت کی مبارکباد دی۔

قیوم اس دنیا میں حق تعالیٰ کا خلیفہ و نائب ہوتا ہے۔ اقطاب و ابدال و اوتاد اس کے دائرہ ظلال میں ہوتے ہیں۔ وہ اہل دنیا کی توجہ کا مرکز ہوتا ہے خواہ انہیں اس کا احساس ہو یا نہ ہو۔ اہل دنیا کا قیام اس کی ذات سے ہوتا ہے۔ طویل عرصہ کے بعد کسی عارف کو ذات الٰہی سے یہ نصیب ملتا ہے اور اشیاء اس سے قائم ہوتی ہیں۔ (مکتوب ۷۹، ۸۰ دفتر سوم)

۳۔ آپ دوسرے ہزار سالہ دور کے مجدد یعنی مجدد الف ثانی تھے۔ آپ نے خود اس کا باقاعدہ دعویٰ نہیں کیا اگرچہ آپ کی تحریروں کے بین السطور اس کا اشارہ ملتا ہے۔ سب سے پہلے علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی نے آپ کو مجدد الف ثانی لکھا اور بعد میں سب اہل علم اور صوفیہ نے اسے تسلیم کیا۔

۴۔ آپ کو حروف مقطعات اور متشابہات قرآنی کے رموز سے مطلع کیا گیا تھا۔ (مکتوب ۲۷۶ دفتر اول)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۵۔ آپ محدَّث (دال پر زبر کے ساتھ) تھے۔ یہ اس شخص کو کہتے ہیں جس سے اللہ تعالیٰ بلاواسطہ ہم کلام ہوجاتا ہے۔ یہ صفت انبیاء علیہم السلام سے مخصوص ہے مگر کبھی کبھی انبیاء کی متابعت کاملہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بعض بندوں کو اس فضل عظیم سے نوازتا ہے (مکتوب ۵۱ دفتر دوم)

۶۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مکمل متابعت و وراثت کی بنا پر حضرت مجدد کو زمرہ سابقین کا مرتبہ عطا کیا گیا (مکتوب ۳۹ دفتر دوم)

۷۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بشارت دی کہ قیامت کو ہزارہا آدمی آپ کی شفاعت سے بخشے جائیں گے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو مجتہد علم کلام ہونے کی بشارت دی۔ اسی طرح ایک روز حلقہ و مراقبہ میں الہام ہوا کہ تجھے اور جس نے تیرا وسیلہ پکڑا اسے بخش دیا گیا۔ یہ بشارت بھی ہوئی کہ آپ کی دعا سے سرہند شریف کے قبرستان سے عذاب اٹھالیا گیا۔

۸۔ مکتوبات کے دفتر دوم کی تیاری ہو رہی تھی کہ آپ کے دل میں خیال آیا کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں معلوم نہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے یا نہیں۔ اسی وقت آواز آئی کہ یہ علوم جو کچھ تم نے لکھے ہیں تمام مقبول ہیں۔

۹۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ پر جو معاملات اور کمالا اللہ تعالیٰ نے ظاہر کئے ہیں وہ امام مہدی کے آنے تک کسی اور پر ظاہر نہیں ہوں گے۔

۱۰۔ آپ سے پہلے سیر سالکین صرف ولایت صغریٰ یعنی قلب تک تھی۔ شاذ و نادر ہی کسی کو ولایت کبریٰ عطا ہوتی تھی۔ آپ پر ولایت کبریٰ، ولایت ملاء اعلیٰ، کمالات نبوت، حقیت ابراہیمی، حقیقت موسوی، حقیقت محمدی، حقیقت احمدی، حقیقت کعبہ، حقیقت قرآن، حقیقت صلوٰۃ و معبودیت منکشف ہوئیں۔ آپ نے اپنے خلفاء کو ان مقامات کی سیر کرائی اور اس طریقہ میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آج بھی یہ سیر جاری ہے اور اسے سلوک مجددی کہتے ہیں۔

۱۱۔ آپ نے فرمایا کہ نبوت کے سوا جو بھی کمالات بشر میں ممکن ہیں وہ اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمائے۔

۱۲۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک حدیث نقل کی ہے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے ''صلہ'' (دو کو ملانے والا) کہا جائے گا۔اس کی شفاعت سے اتنے اتنے مسلمان جنت میں جائیں گے۔ یہ بھی حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف اشارہ ہے۔فرماتے ہیں ''میری پیدائش سے مقصود یہ ہے کہ ولایت محمدی ولایت ابراہیمی کے رنگ سے رنگین ہو جائے...... مجھے دو سمندروں کے درمیان رابطہ (صلہ) بنا دیا۔(مکتوب ۶ دفتر دوم)

۱۳۔ حضرت شیخ احمد جام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میرے بعد سترہ آدمی میری مثل اور میرے ہم نام ہوں گے۔ان میں آخری شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہزار سال بعد ہوگا اور وہ ان سب سے بڑا بزرگ ہوگا۔(حضرات القدس)

۱۴۔ ایک روز حضرت شاہ کمال کیتھلی کے جانشین حضرت شاہ سکندر قادری حضرت مجدد رضی اللہ عنہ کے ہاں آئے اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا خرقہ جو ان کے خاندان میں بطور امانت چلا آ رہا تھا آپ کو پہنا دیا۔ساتھ یہ بھی فرمایا کہ حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے متعدد بار خواب میں مجھے حکم دیا کہ یہ خرقہ آپ کے حوالے کروں۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ خرقہ پہن کر گھر تشریف لے گئے۔جب باہر آئے تو فرمایا کہ اس خرقہ کے پہننے سے حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خلفاء آئے اور میرے دل کو اپنے تصرف میں لے کر اسے انوار و اسرار سے منور کر دیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱۵۔ فرمایا کہ جو مرد اور عورتیں ہمارے طریقہ میں داخل ہوئے ہیں یا قیامت تک ہوں گے وہ سب ہمیں دکھائے گئے ہیں اور ہر ایک کا نام ونسب اور مسکن بتایا گیا ہے۔ اگر ہم چاہیں تو ایک ایک کو بیان کر دیں۔

۱۶۔ فرمایا کہ ایک روز صبح کے حلقہ میں حضرت خضر اور حضرت الیاس علیہما السلام روحانیوں کی صورت میں تشریف لائے اور کہا کہ ہم عالم ارواح سے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ قدرت عطا کی ہے کہ اجسام کی صورت اختیار کر کے وہ کام کریں جو جسموں سے وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ ان سے کچھ مانگوں۔ اس پر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص پر عنایت خداوندی ہو ہمیں اس میں کیا دخل ہے۔

(مکتوب ۲۸۳ دفتر اول)

۱۷۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے لئے ایک اجازت نامہ لکھا ہے جیسا کہ مشائخ اپنے خلفا کو اجازت نامہ عطا کرتے ہیں۔ اس اجازت نامہ کی پشت پر آپ نے مزید لکھا کہ یہ آخرت کا اجازت نامہ اور مقام شفاعت سے سرفراز کیا گیا ہے۔

(مکتوب ۱۰۶ دفتر سوم)

کہا جاتا ہے کہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو تحفے ہیں۔ ایک ان کی عالی قدر اولاد اور دوسرے ان کے مکتوبات۔ تصوف کے ادب میں بہت کم کتابوں کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی جو ان مکتوبات کے حصے میں آئی۔ جلد ہی ان کا ترجمہ عربی زبان میں ہو گیا اور ممالک اسلامیہ میں ان کی وسیع اشاعت ہوئی۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طرز تحریر، انشائی حسن اور عالمانہ ابلاغ نے مکتوبات کی تاثیر میں نمایاں کردار انجام دیا ہے۔ حسب حال عربی اور فارسی اشعار نفس مضمون کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ ان میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معانی کا دریا محدود الفاظ میں کوزے میں بند کردیا گیا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ یہ مکتوبات خطیبانہ جوش اور پرسوز دل کے جذبات کے آئینہ دار ہیں۔

ارشادات

حضرت مجدد کے مکتوبات اور رسائل تمام کے تمام ایسے ملفوظات ہیں جو طالب حق کے لئے اکسیر ہیں۔ان سب کا خلاصہ بھی اس کتاب میں درج کرنا ممکن نہیں۔اس کے علاوہ آپ کے احوال اور کارناموں پر بحث بھی انہی ملفوظات پر مبنی ہے۔تاہم یہاں تبرکاً چند مکتوبات کے صرف ان حصوں کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے جو عام سالک کی رہنمائی کے لئے ضروری ہیں۔اس انتخاب میں مکتوبات کی ترتیب بھی پیش نظر رکھی گئی ہے۔

۱۔ حدیث قدسی میں ہے کہ ''ابرار کو میری ملاقات کا شوق دامن گیر ہے اور میں ان کی ملاقات کا شوق ان سے زیادہ رکھتا ہوں۔'' واصلین کو شوق نہیں ہوتا کیونکہ شوق کسی شے کے گم ہونے کا متقاضی ہے۔مثلاً انسان اپنی ذات کا مشتاق نہیں ہوتا حالانکہ اسے اپنی ذات سے انتہا درجہ کی محبت ہے۔واصل کا حال حق تعالیٰ کے ساتھ باقی اور اپنے نفس سے فانی ہو چکا ہے۔حق تعالیٰ سے اس کا تعلق ایسا ہی ہے جیسا انسان کو اپنی ذات سے۔

(مکتوب ۲۶ دفتر اول)

۲۔ فرائض کے مقابلہ میں نوافل کا کچھ اعتبار نہیں۔فرائض میں سے ایک فرض کا وقت پر ادا کرنا ہزار سال کے نوافل سے بہتر ہے۔زکوٰۃ کے حساب میں ایک دمڑی دینا سونے کے پہاڑ بطور نفلی صدقہ دینے سے بہتر ہے۔اسی طرح ایک ادب کی رعایت کرنا اور ایک مکروہ سے بچنا ذکر و فکر و مراقبہ سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بہتر ہے۔ (مکتوب ۲۹ دفتر اول)

۳۔ بعض مشائخ نے سکر حالت میں کہا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ دوسروں نے تاویل یوں کی کہ اس ولایت سے مراد خود اس نبی کی ولایت ہے۔ لیکن حقیقت میں معاملہ برعکس ہے کیونکہ نبی کی نبوت اس کی ولایت سے افضل ہے۔ ولایت میں سینہ کی تنگی کے سبب خلق کی طرف توجہ نہیں کر سکتے جبکہ نبوت میں سینہ کی کمال کشادگی کے سبب نہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ خلق کی طرف توجہ میں رکاوٹ ہے اور نہ خلق کی طرف توجہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ کے مانع ہے۔ (مکتوب ۱۰۸ دفتر اول)

۴۔ سفر حج کے مصارف کی استطاعت ہونا فرضیت حج کے لئے شرط ہے۔ بغیر استطاعت حج کے لئے نکل کھڑا ہونا تضیع اوقات ہے۔ (مکتوب ۱۲۴ دفتر اول)

۵۔ موت سے پہلے تین کام کرنے چاہئیں۔ اول اعتقاد کی درستی۔ دوم فقہ کا علم اور اس پر عمل۔ سوم سلوک طریق صوفیہ۔ طریق صوفیہ کے سلوک سے مقصود اعتقادیات شرعیہ میں یقین کی زیادتی حاصل کرنا ہے تاکہ استدلال کی تنگ جگہ سے کشف کی فراخ زمین میں آجائیں۔ نیز سلوک سے مقصود احکام فقہ کے ادا کرنے میں آسانی حاصل کرنا اور اس دشواری کو دور کرنا ہے جو نفس کی سرکشی سے پیدا ہوتی ہے۔ (مکتوب ۲۰۱ دفتر اول)

۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل متابعت کے نتیجہ میں جو لوگ مقام نبوت کے کمالات مکمل کر لیتے ہیں ان میں سے بعض کو منصب امامت عطا کیا جاتا ہے اور بعض کو منصب نہیں دیا جاتا حالانکہ حصول کمال کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں۔ فرق صرف منصب دینے یا نہ دینے کا ہے۔ منصب امامت پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فائز شخص کو قطب ارشاد کہتے ہیں۔دوسری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کے نتیجہ میں جو لوگ ولایت نبوت کے کمالات مکمل کر لیتے ہیں ان میں سے بعض کو منصب خلافت عطا کرتے ہیں اور بعض کے لئے حصول کمال ہی کافی قرار پاتا ہے اور منصب نہیں دیا جاتا۔منصب خلافت پر فائز شخص کو قطب مدار کہتے ہیں۔شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک غوث یہی قطب مدار ہے مگر فقیر کا عقیدہ ہے کہ غوث قطب مدار سے الگ ہے بلکہ اس کا ممدو معاون ہے۔(مکتوب ۲۵۶ دفتر اول)

۷۔ صوفیہ کے اعتقادات وہی ہیں جو علمائے اہل حق کے ہیں۔فرق صرف اتنا ہے کہ علماء کو نقل واستدلال سے حاصل ہوئے ہیں اور صوفیہ کو کشف والہام سے۔پس سالک کو چاہیے کہ اہل حق کی تقلید کو لازم جانے۔سالک کا کشف جو وحی کے احکام کا مخالف ہو خطا اور غلط ہے۔سالک کو قرب الٰہی کے عروج کی طرف متوجہ ہونا چاہے اور یہ عروج شیخ کامل مکمل کی توجہ و تصرف پر موقوف ہے۔(مکتوب ۲۸۶ دفتر اول)

۸۔ ولی کو ولایت کا علم ہونا ضروری نہیں۔بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ انہیں خود اپنی ولایت کا علم نہیں تو دوسروں کے لئے ان کی ولایت کا علم کیسے ضروری ہو سکتا ہے۔نبی میں خوارق کا ظہور ضروری ہے تاکہ نبی اور غیر نبی میں امتیاز کیا جا سکے کیونکہ نبی کی نبوت کا علم واجب ہے اور ولی چونکہ لوگوں کو اپنے نبی کی شریعت کی دعوت دیتا ہے اس لئے اس کے واسطے نبی کا معجزہ ہی کافی ہے۔تاہم مرید ہر گھڑی اپنے پیر کے خوارق و کرامات کا احساس کرتا ہے کیونکہ پیر نے اس کے مردہ دل کو زندہ کر کے مشاہدہ ومکاشفہ تک پہنچا دیا ہے۔

(مکتوب ۹۶ دفتر دوم)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۹۔ پیر وصول الی اللہ کا وسیلہ ہے۔ اگر طالب اپنا رشد دوسرے شیخ کے پاس دیکھے تو جائز ہے کہ پیر کی زندگی میں بغیر اجازت اس شیخ کے پاس جائے لیکن اسے چاہیے کہ پہلے پیر کا انکار نہ کرے۔ (مکتوب ۱۶۳ دفتر دوم)

۱۰۔ جب کوئی طالب کسی شیخ کے پاس آئے تو چاہیے کہ شیخ پہلے اس کو استخارہ کا حکم دے۔ تین سے سات استخارہ تک تکرار کرائے۔ سب سے پہلے طالب کو طریق توبہ کی تعلیم دے۔ پھر وہ طریق اور ذکر تلقین کرے جو اس کی قابلیت کے مناسب ہو اور اس کے معاملہ میں توجہ کو کام میں لائے۔ نیز اسے ترغیب دے کہ قرآن وحدیث اور سلف صالحین کی متابعت کرے اور تاکید کرے کہ حرام ومشتبہ لقمہ میں بہت احتیاط کرے۔ (رسالہ مبدأ ومعاد)

کرامات وتصرفات

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سیاسی، معاشرتی، مذہبی اور روحانی میدانوں میں جو انقلاب آفریں اثرات مرتب کیے ان کو دیکھتے ہوئے آپ کی ذات کے حوالے سے کرامت ایک چھوٹا لفظ معلوم ہوتا ہے۔ کرامات سے نہ کسی ولی اللہ کی شان بڑھتی ہے اور نہ کرامات کی عدم موجودگی سے شان کم ہوتی ہے کیونکہ کرامت شرط ولایت نہیں۔ تاہم چونکہ اہل اللہ سے خوارق وتصرفات کا ظہور ہوتا ہے اس لئے ان امور کا مختصر تذکرہ بھی ضروری ہے۔

۱۔ آپ نے ایک شخص کو ولایت ابراہیمی کی بشارت دی۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ کاش مجھے خود بھی معلوم ہو جاتا۔ رات کو خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور حضرت کو بھی وہاں موجود پایا۔ آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں میں ڈال دیا۔ وہ شخص صبح آپ کی خدمت میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاضر ہوا اور ابھی کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ آپ نے خود ہی فرمایا کہ جو کچھ کہ دیا ہے اس میں تر دد مت کرو۔

۲۔ فرمایا کہ میرے علم میں ہے کہ اہل ہند میں بھی بہت سے انبیاء مبعوث ہوئے اور ہند کے بعض شہروں میں آج بھی ان انبیاء کے انوار مشعلوں کی طرح روشن ہیں۔ میں ان شہروں کے نام بھی بتا سکتا ہوں۔ ان پیغمبروں میں سے بعض پر کوئی بھی ایمان نہیں لایا، بعض پر ایک، بعض پر دو اور کسی پر تین شخص ایمان لائے۔

(مکتوب ۲۵۹ دفتر اول)

۳۔ آپ ایک حلقہ ذکر میں تھے کہ آپ پر منکشف ہوا کہ ایک شخص کو زمرۂ اشقیاء (بدبختوں) میں داخل کر دیا گیا ہے۔ یہ شخص شیخ طاہر لاہوری تھے۔ چنانچہ وہ ایک کافرہ عورت پر فریفتہ ہو گئے۔ وہ حضرت کے صاحبزادوں خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے استاد تھے۔ آپ ان کی شقاوت دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا میں مصروف ہوئے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ یہ قضائے مبرم ہے اس لئے مایوس ہو گیا۔ پھر خیال آیا کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میرے سوا کسی کو قضائے مبرم میں تصرف حاصل نہیں۔ میں نے عرض کی کہ الٰہی جب تیرے اولیاء میں سے ایک کو یہ دولت حاصل ہے تو میں بھی امیدوار ہوں۔ چنانچہ میری دعا قبول ہوئی اور شیخ طاہر کو اس بلا سے نجات مل گئی اور بلند درجات تک پہنچے۔

(مکتوب ۱۱۷ دفتر اول)

۴۔ ایک شخص نے مرتے وقت وصیت کی کہ میری نعش حضرت کے پاس لے جانا اور عرض کرنا کہ داخل طریق کر لیں کیونکہ آپ اموات کو نسبت عطا کرتے تھے۔ اس کا لڑکا اس کا جنازہ آپ کی خدمت میں لایا۔ فرمایا کل معلوم ہو جائے گا۔ دوسرے دن اس کے لڑکے نے حلقہ میں دیکھا کہ اس کا باپ آپ کے قریب بیٹھا ذکر میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مصروف ہے۔

۵۔ ایک شخص نے آپکو خط لکھا کہ کیا وجہ ہے کہ صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک ہی صحبت میں اولیاء اللہ سے افضل ہو جاتے ہیں۔آپ نے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس سوال کا حل صحبت پر موقوف ہے۔چنانچہ وہ شخص حاضر ہوا اور پہلی ہی صحبت میں وہ حالت پیدا ہوگئی کہ بیان سے باہر ہے۔فرمایا آج میں نے تیرا ورق پلٹ دیا۔ تیری سمجھ میں آ گیا ہوگا۔اس نے سر قدموں پر رکھ دیا۔

۶۔ ایک امیر کو بادشاہ نے سخت غصے میں لاہور طلب کیا۔معاملہ ایسا تھا کہ لوگوں کا خیال تھا کہ اسے ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ڈال کر مروا دیا جائے گا۔وہ سرہند شریف پہنچ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا کہ تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ وہ اس قدر خوف زدہ تھا کہ اس نے درخواست کی کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں یہ اپنے قلم سے لکھ دیں۔اس پر آپ مسکرا پڑے اور یہ الفاظ لکھ دیئے ''جب فلاں نے غضب سلطانی جو غضب الٰہی کا نمونہ ہے کے خوف سے فقراء سے رجوع کیا تو فقراء نے اسے اپنی ذمہ داری میں لے لیا اور اس کو ہلاکت انگیزی سے نجات دلائی۔'' چند روز بعد کسی نے حضرت سے کہا کہ بادشاہ نے اس امیر کو قید کر دیا ہے۔آپ نے فرمایا یہ خبر صحیح نہیں کیونکہ فقراء کو اس کے حق میں بادشاہ کی شفقت روز روشن کی طرح معلوم ہوئی تھی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔بادشاہ نے اسے دیکھ کر تبسم کیا اور چند نصیحت آمیز کلمات کے بعد خلعت دے کر بحال کر دیا۔

رابطہ کیا ہے یہ عینک ہے پسر — نور وحدت جس سے آتا ہے نظر
یک زمانہ صحبتِ با اولیاء — بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۵

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت

خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۰۰۷ھ بمطابق ۱۵۹۹ء میں پیدا ہوئے۔حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ محمد معصوم کی ولادت میرے لئے نہایت مبارک ثابت ہوئی کیونکہ اس کے بعد جلد ہی مجھے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری کا شرف نصیب ہوا۔

ابتدائی زندگی

خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے بیٹے اور مرتبہ قیومیت پر فائز جلیل القدر خلیفہ تھے۔آپ کا لقب عروۃ الوثقی ہے اور آپ کو قیوم ثانی کہا جاتا ہے۔تعلیم ظاہری کا آغاز ہوا تو آپ نے قلیل مدت میں قرآن مجید حفظ کرلیا۔دیگر علوم کی تعلیم میں حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصوصی توجہ دی۔آپ نے کچھ علوم اپنے والد گرامی سے،کچھ اپنے بڑے بھائی خواجہ محمد صادق رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اور کچھ وقت کے جید عالم شیخ محمد طاہر لاہوری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کیے۔حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ بابا جلد تحصیل علم سے فارغ ہوجاؤ کہ مجھے تم سے بڑے بڑے کام لینا ہیں۔حضرت امام ربانی ان کی علمی استعداد کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔سولہ سال کی عمر میں آپ نے تمام علوم عقلی ونقلی سے فراغت حاصل کرلی تھی۔

حضرت مجدد رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کی روحانی استعداد کے بھی معترف تھے۔ایک مکتوب میں فرمایا "میرے بیٹے محمد معصوم کے بارے میں کیا لکھا جائے کہ وہ بالذات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس دولت یعنی ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قابل ہے۔"

روحانی کمالات

گیارہ سال کی عمر میں حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد گرامی سے طریقت کی تربیت شروع کی۔ چودہ سال کی عمر کو پہنچے تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بتایا کہ میں نے خواب میں اپنے بدن سے ایسا نور نکلتا دیکھا ہے جس سے سارا عالم منور ہوگیا۔ وہ ہر ذرہ میں ساری (اثر پذیر) تھا اور ایسا محسوس ہوا کہ اگر وہ نور آفتاب کی طرح غروب ہوجائے تو ساری دنیا میں اندھیرا ہوجائے۔ حضرت نے سن کر فرمایا کہ تو قطب وقت ہوگا اور اس بشارت کو یاد رکھنا۔

سولہ سال کی عمر میں جب علوم ظاہری کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو اکتساب فیض باطنی میں ہمہ تن مصروف ہوگئے اور والد گرامی کے احوال و اسرار سے بہرہ ور ہوگئے۔

آپ کے روحانی کمالات کے بارے میں بے شمار روایات وشواہد ہیں۔ بعض کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

ا۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اے محمد معصوم تیرا خمیر طینت بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بقیہ طینت سے لیا گیا ہے اور تیری ذات کی محبوبیت کی وجہ یہی ہے۔ خواجہ محمد معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے مکتوب ۱۹۲ جلد اول میں اس طرح اشارہ کیا ہے۔

"حضرت فرماتے تھے کہ سرور دین ودنیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلقت سے جو بقیہ تھا اسے بطور پس خوردہ امت کے ایک خوش نصیب کو عطا کیا گیا اور اس کا خمیر طینت اس سے بنایا گیا اور اسے اصالت سے بہرہ ور کیا گیا۔ اس کے بعد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت خواجہ امام ربانی کا اصل مقصد اقامت دین تھا اور اورنگ زیب عالمگیر اس کا ذریعہ تھا۔اس لئے حضرت نے حرمین شریفین میں بھی اس امر کو فراموش نہ کیا۔روضہ نبوی کے سامنے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں التجا کی۔

اورنگ زیب نے برسر اقتدار آ کر اسلامی اقدار کو زندہ کرنے کی کوشش کی۔ اس نے قحبہ خانوں اور شراب خانوں کو بند کر دیا۔رقاصاؤں اور طوائفوں سے کہا کہ نکاح کر لیں یا ملک چھوڑ کر چلی جائیں۔قمار بازی کی ممانعت ہوگئی۔نوروز کا غیر اسلامی جشن موقوف کر دیا۔رعایا کی اخلاقی حالت کی نگرانی کے لئے محتسب مقرر کئے۔ مسلمانوں میں شریعت کی پابندی اور اسلامی شعائر کے احترام کو عام کیا۔سرکاری خرچ پر مساجد اور خانقاہوں کی مرمت ہونے لگی۔تعلیم کے فروغ کے لئے طلباء اور علماء کے لئے اتنے وظائف مقرر کئے کہ اس سے پہلے اس کی مثال نہیں ملتی تھی۔

سب سے بڑی خدمت یہ تھی کہ ملا نظام کی سربراہی میں علماء کی ایک جماعت سے کئی برس کی تحقیق ومحنت کے بعد فقہ کی جامع کتاب فتاویٰ عالمگیری تیار کرائی۔

سفر حج

۱۶۵۸ء میں آپ نے حج کا ارادہ کیا۔بحری جہاز سے اتر کر سرزمین حجاز میں خشکی کا سفر اختیار کیا تو فرمایا کہ تمام علاقہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور سے پُر پاتا ہوں......آج ایسے محسوس ہوا کہ کعبہ اپنی جگہ سے منتقل ہو کر میری طرف تبسم کناں ہے۔گیارھویں ذوالحج کو طواف سے فارغ ہوئے تو اگرچہ ابھی حج کے لوازمات میں سے جمرات وغیرہ باقی تھے مگر معلوم ہوا کہ حج کی قبولیت کا کاغذ آپ کو دے دیا گیا۔ قیام مکہ کے دوران اکثر طواف کعبہ میں مصروف رہتے تھے اور اسے سب سے افضل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عبادت جانتے تھے۔ اکثر ایسے محسوس ہوتا کہ کعبہ آپ سے معانقہ کر رہا ہے۔ ایک روز رکن یمانی کے پاس فرشتوں کا ہجوم دیکھا جو آپ کے بارے میں لکھ رہے تھے۔ کئی بار کعبہ میں عبادت کے دوران آپ کو نورانی خلعت سے نوازا گیا۔

حج کے بعد مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو کثرتِ شوق اور ظہورِ انوار کے سبب آپ کو نیند نہ آئی۔ روضہ مبارکہ سے کمال الطاف وعنایات کا ظہور ہوا۔ چند روز بعد اہل مدینہ نے بیعت کی درخواست کی تو آپ نے کمال ادب کے پیش نظر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اجازت طلب کی تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف سے اس امر میں رضا کے ساتھ خلعت ارشاد عطا ہوئی اور حضرات شیخین کی عنایات بھی ظاہر ہوئیں۔ آپ کو مسجد نبوی میں دو روز اعتکاف کی خصوصی اجازت ملی۔ رات کو حسب معمول مسجد عام لوگوں سے خالی کرالی گئی تو آپ روضہ مبارک کے سامنے مراقب ہوئے۔ مراقبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حجرہ خاص سے باہر تشریف لائے اور آپ سے بغل گیر ہوئے۔

جنت البقیع کی زیارت کے دوران اہل بیت میں سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بے حد عنایات حاصل ہوئیں۔

فرمایا کہ محسوس ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات تمام عالمین کا مرکز ہے اور تمام مخلوقات آپ کی محتاج ہیں۔ دینے والا وہاب تو اللہ تعالیٰ ہے مگر اس کی عنایات آپ کے توسل سے ہوتی ہے۔ عنایات پانے والوں میں مسلمان اور کافر کا امتیاز نہیں کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اس عمومی رحمت کے باوجود استغنا وعظمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ محبوبیت کا تقاضا ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور عرض حاجت کے لئے وسیلہ کی ضرورت پیش آتی ہے اور بلا وسیلہ قبولیت میں مشکل پیش آتی ہے۔

جب مدینہ منورہ سے واپسی کا وقت آیا تو غم واندوہ کی وجہ سے حضرت خواجہ محمد معصوم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر کثرتِ گریہ کی حالت طاری ہوئی۔کشف کی حالت میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلعت خاص عطا فرمائی۔حضرت خواجہ کے دل میں خیال آیا کہ مدینہ منورہ میں ہی مستقبل سکونت اختیار کریں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وطن واپس جانے کا حکم دیا۔

ارشادات

ا۔ انسان کی تخلیق کا مقصد حق تعالیٰ کی معرفت کا حصول ہے۔اس معرفت میں بقدر استعداد فرق ہوتا ہے۔جسے یہ نعمت مل گئی اس کے لیے خوشخبری ہے اور جو اس دولت سے محروم رہا اس کے لئے صد افسوس ہے۔

۲۔ معرفت دو قسم کی ہے۔پہلی قسم وہ ہے جسے علماء نے بیان کیا ہے۔دوسری قسم وہ ہے جو صوفیائے کرام سے مختص ہے۔پہلی قسم استدلال سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری کشف وشہود سے۔پہلی قسم دائرہ علم میں داخل ہے اور دوسری دائرہ حال میں۔(مکتوبات معصومیہ)

۳۔ عمر کا بہترین حصہ جوانی ہے جبکہ اعضاوقویٰ درست ہوتے ہیں۔بعد میں عمر کا ارذل حصہ یعنی بڑھاپا آجاتا ہے۔افسوس کہ عمر کا بہترین حصہ تو ہوا و ہوس میں گزر گیا اور بہترین شے یعنی معرفت کے حصول کو عمر کے ارذل حصہ کے سپرد کر دیا۔

۴۔ اے بھائی صحبتِ ناجنس سے پرہیز کرو۔یحیٰ معاذ رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں تین اصناف کی صحبت سے بچو،غافل علماء،مداہنت والے(کاذب و چرب زبان)فقراء اور جاہل صوفی۔جو شخص مسند شیخی پر بیٹھا ہے مگر اس کا عمل سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق نہیں اس سے دور بھاگ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے تارک کو کبھی عارف نہ سمجھو اور اس کی کرامات وزہد وتوکل پر فریفتہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ ہو کیونکہ ایسی باتیں یہود و نصاریٰ اور جوگیوں سے بھی ظاہر ہو سکتی ہیں۔
خوارق کا انحصار ریاضت پر ہے اور معرفت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

۵۔ اگر گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً توبہ و استغفار سے اس کا تدارک کریں۔ اگر گناہ پوشیدہ ہے تو توبہ پوشیدہ کرے اور اگر گناہ ظاہراً سرزد ہوا ہے تو توبہ بھی ظاہراً کریں۔

۶۔ خورد و نوش میں اعتدال اختیار کریں۔ نہ اس قدر کھاؤ کہ طاعت میں سستی پیدا ہو اور نہ اس قدر کمی کرو کہ ذکر و طاعت سے باز رہے۔ حضرت نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لقمہ تر کھا اور کام اچھے کر۔ اصل کام طاعت ہے۔

۷۔ ہر نیک و بد کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہیے۔ جو کوئی عذر پیش کرے اس کا عذر قبول کریں۔ دوسروں پر اعتراض کم کریں اور گفتگو نرم و ملائم انداز سے کریں۔

۸۔ مؤمن کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یعنی وہ پردہ جو قبر اور جنت کے درمیان ہوتا ہے اٹھ جاتا ہے اور دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں رہتی۔ (مکتوب ۷ جلد اول)

۹۔ ہمارے طریقہ میں درجہ کمال کو پہنچنے کا انحصار مرشد کے ساتھ رابطہ محبت پر ہے۔ فنافی الشیخ فنائے حقیقی کا پیش خیمہ ہے۔ اکیلا ذکر جو اس رابطہ اور فنافی الشیخ کے بغیر ہو درجہ کمال کو نہیں پہنچاتا۔ اس طریقہ میں ریاضت سنت کا اتباع اور بدعت سے اجتناب ہے۔ جو چیزیں شیخ کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے والی ہیں وہ یہ ہیں کہ ظاہر و باطن میں شیخ کی محبت اور اس کی خدمت و آداب کی رعایت۔ (مکتوب ۸۷ جلد اول)

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرامات وتصرفات

آپ کی کرامات بہت ہیں۔ ان میں سے چند کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ ایک جوگی جادو سے آگ باندھ دیتا تھا اور لوگوں کو اس شعبدہ سے فریفتہ کرتا۔ حضرت کو یہ سن کر غیرت آئی۔ بہت سی آگ تیار کرا کر یَـا نَـارُ كُـونِـى بَـرْداً وَّسَلَامًا عَلٰى اِبْرٰهِيمَ پڑھ کر دم کیا اور ایک شخص کو فرمایا کہ اس میں بیٹھ کر ذکر کرو۔ چنانچہ وہ اس میں بیٹھ کر ذکر کرنے لگا اور آگ اس پر گلزار ہوگئی۔

۲۔ کابل میں ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اسے تبرک عطا کر رہے ہیں۔ جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ تبرک فی الواقع اس کے پاس موجود تھا۔

۳۔ ایک روز آپ وضو فرما رہے تھے کہ اچانک خادم کے ہاتھ سے لوٹا لے کر دیوار پر دے مارا۔ وہ لوٹا تو ٹوٹ گیا اور پھر دوسرے لوٹے سے وضو کیا۔ حاضرین نے اس امر کو ذہن میں رکھا۔ مدت کے بعد ایک سوداگر آیا۔ اس نے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں بنگال کے جنگل سے گزر رہا تھا کہ ایک شیر میری طرف غراتا ہوا آیا۔ میں بہت خوف زدہ ہوا۔ اچانک حضرت کو دیکھا کہ لوٹا لیے آئے ہیں اور اسے شیر پر زور سے مارا۔ اس پر شیر خوف سے فرار ہوگیا۔

۴۔ ایک شخص کی آنکھیں دکھنے آئیں۔ کسی نیم حکیم نے اسے دوا دی جس کے استعمال سے اس کی بینائی ضائع ہوگئی۔ اسی اثنا میں آپ حج سے واپس تشریف لائے۔ وہ مریض بھی کسی کا ہاتھ پکڑ کر حاضر ہوا۔ حضرت نے اس

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کو دیکھ کر افسوس کیا اور اپنا لعاب دہن آنکھوں پر لگا کر فرمایا کہ گھر جاؤ اور وہاں جا کر آنکھیں کھولنا۔ جب اس نے گھر پہنچ کر آنکھیں کھولیں تو بینائی موجود تھی۔

۵۔ آپ کے اجل خلیفہ خواجہ محمد صدیق پشاوری نے بیان کیا کہ ایک بار میں سرہند شریف سے واپس وطن جا رہا تھا کہ راستے میں ایک ندی کے کنارے میرا پاؤں پھسلا اور میں گہرے پانی میں گر کر ڈوبنے لگا۔ اچانک حضرت نمودار ہوئے اور ہاتھ ڈال کر مجھے پانی سے نکالا اور پھر غائب ہو گئے۔

۶۔ نماز کے وقت بعض اوقات آپ کے پیچھے سو سو صف بھی ہوتی مگر آپ کی قرأت سب کو ایک جیسی سنائی دیتی۔

۷۔ آپ خربوزہ کھا رہے تھے کہ کسی نے کہا کہ فلاں رافضی صحابہ کرام کو برا بھلا کہتا ہے۔ آپ جلال میں آ گئے اور چھری سے خربوزہ کے دو ٹکڑے کر کے فرمایا کہ ہم نے رافضی کا سر کاٹ دیا۔ اسی روز وہ مر گیا۔

وفات

آپ کو مرض وجع مفاصل اکثر رہا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس میں شدت آ گئی۔ فرمایا کہ اب کوئی دوا کارگر نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے کہ ارشاد کا معاملہ اب انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ آخر ماہ صفر میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا عرس ہوا تو آپ نے عین مجمع میں فرمایا کہ دل چاہتا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں۔ وفات سے ایک روز قبل جمعہ کا دن تھا۔ آپ نے نماز جمعہ مسجد میں ادا کی اور فرمایا کہ امید نہیں کہ کل اس وقت تک دنیا میں رہوں۔ صبح نماز ادا کی۔ حسب معمول مراقبہ کیا اور پھر اشراق کی نماز پڑھی۔ اس کے بعد سکرات موت شروع ہو گیا۔ زبان تیز تیز چلتی تھی۔ صاحبزادوں نے کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا سورہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یٰسین پڑھ رہے ہیں۔ دوپہر کے وقت بروز ہفتہ ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ بمطابق ۱۶۶۹ء کو جان بجاناں تسلیم کی۔

اورنگ زیب کی بہن شہزادی روشن آرا بیگم نے قبر مبارک پر عالیشان روضہ تعمیر کرایا۔ اس کے لئے ایران سے معمار منگائے اور روضہ پر سنہرا کام کرایا۔ روضہ کے شمال میں آپ کے فرزند خواجہ عبید اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خوبصورت مسجد تعمیر کرائی۔

آپ کے روز شب کے معمولات اور عبادات کم و بیش وہی تھے جن کا تفصیلی ذکر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے باب میں آچکا ہے لہٰذا یہاں تکرار کی ضرورت نہیں۔

رمضان مبارک میں اہل شہر کے خاص و عام کی دعوت افطار کرتے۔ اگرچہ طریقہ نقشبندیہ کو افضل سمجھتے تاہم طریقہ چشتیہ و قادریہ میں بھی مرید کرتے۔ یَا شَیْخ عَبدُ القَادِر جِیلَانِی شَیئاً لِلّٰہ کا پڑھنا جائز رکھتے (مکتوب ۱۶۶ جلد سوم)۔ دعوات خاصہ میں تشریف لے جاتے اور دعوات عامہ میں نہ جاتے۔ شادی کی تقریب میں اگر بدعت نہ ہوتی تو شمولیت فرماتے۔ خود سال میں دو عرس کیا کرتے تھے۔ ایک عرس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور دوسرا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ ان عرسوں میں حفاظ قرآن پاک پڑھتے اور مختلف اقسام کا طعام و شیرینی و میوہ لوگوں میں تقسیم ہوتا۔ یتیم کے کنوئیں سے پانی نہ پیتے تھے۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۶

قیوم ثالث حجۃ اللہ حضرت خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت

آپ کی ولادت باسعادت ۷ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ/ ۱۶۲۵ء بروز جمعۃ المبارک سرہند شریف میں ہوئی۔ اس سال کو قیومیت کا سال مطلق کہا جاتا ہے کیونکہ اس سال قیوم اول امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا۔ قیوم ثانی عروۃ الوثقیٰ حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ہوئی۔

آپ حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرزند ثانی اور خلیفہ مجاز ہیں۔ آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کے وصال کے بعد پیدا ہوئے۔ آپ ابھی شکم مادر میں ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے متعلق حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بشارت دی تھی کہ تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو صاحب معارف واسرار ہوگا اور کمالات میں میرے برابر ہوگا اور کثیر التعداد خلق خدا اس سے فیض یاب ہوگی۔ آپ کے والد ماجد فرماتے ہیں کہ جس دن میرا فرزند محمد نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور بعد ازاں فرمایا کہ یہ فرزند ارجمند بھی اپنے باپ دادا کی طرح تمام اولیائے امت سے افضل ہوگا۔ اور ''منصب قومیت'' پر فائز ہوگا۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اپنے اس فرزند کا نام محمد نقشبند،

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کنیت ابوالقاسم اور لقب شرف الدین رکھا اور بہت سا کھانا پکا کر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح کے نام پر تقسیم کیا۔ بچپن سے ہی آثارِ ولایت اور اطوار قیومیت پیشانی مبارک پر ظاہر تھے۔ بچپن میں آپ کو خواجہ جیو کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا۔

تحصیل علم

آپ نے بہت کم مدت میں کلام پاک حفظ کرلیا اور بالغ ہونے سے قبل ہی اپنے والد بزرگوار سے علم ظاہری کی تحصیل کی اور پایہ اجتہاد کو پہنچے۔ آپ علم تفسیر کے امام مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہر روز قرآن شریف کی تلاوت کے وقت ہر آیت کی سات طرح تفسیر فرماتے تھے۔ علم قال کے ساتھ ساتھ علم حال بھی والد بزرگوار سے حاصل کرتے رہے اور اپنے باطن کو نورِ الٰہی سے روشن کرتے رہے۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۷۴ھ میں آپ کو خلوت میں بلا کر ''قطب الاقطاب'' اور قیومیت کی خوشخبری سنائی اور یہ بھی فرمایا کہ مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے وقت جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو اعلیٰ درجے کی خلعت عطا فرمائی ہے اور جو تاج مجھے عنایت ہوا تھا وہ تاج اب آپ کو عنایت ہوا ہے۔

مسند ارشاد

قیوم ثالث حجۃ اللہ خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ ۱۱ ربیع الثانی ۱۰۷۹ھ/ ۱۶۶۸ء کو اشراق کے وقت مسند ارشاد پر فائز ہوئے۔ آپ کی رشد و ہدایت سے ایک عالم فیض یاب ہوا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ روزانہ تقریباً چار سے پانچ سو کے قریب لوگ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرتے تھے۔ جن میں بڑے بڑے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مشائخ، علماء، فضلاء امیر وغریب سب شامل تھے۔ بڑے بڑے مشائخ اور علماء اپنی مشیخت اور درس وتدریس چھوڑ کر آپ کے مرید ہوئے۔

خطاب حجۃ اللہ

آپ نے فرمایا کہ میں تہجد کی نماز کے بعد بیٹھا ہوا تھا کہ مجھے الہام ہوا ''انت محبوب رب العالمین و حجة الله فی العالمین'' اسی اثنا میں ایک آدمی نے ندادی کہ پروردگار نے خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کو جہان میں اپنی حجت بنایا ہے اور انہیں ان کے باپ دادا کی طرح اولیائے امت سے افضل بنایا ہے۔ اے مخلوق خدا!! ان کی اطاعت کروتا کہ قیامت کے دن نجات پاؤ۔ بعد ازاں میں نے دیکھا کہ فرشتے اور تمام اولیائے امت کی روحیں میرے اردگرد تشریف فرما ہیں اور کہتے ہیں ''السلام علیکم یا حجۃ اللہ'' اور میرے سر اور منہ کو چومتے ہیں۔ یہ فضل الٰہی ہے جسے چاہے عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

سفر حج مبارک

جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اشارۂ غیبی پا کر آپ نے سفر حج کا اعلان فرمایا۔ چار سو بڑے علماء اور مشائخ کے علاوہ ہزاروں آدمی آپ کے ہمراہ تھے۔ اورنگزیب عالمگیر بادشاہ نے آپ کی تشریف آوری کی خبر سنی تو دہلی سے تیرہ میل باہر آ کر آپ کا استقبال کیا اور تجدید بیعت کی۔ پھر آپ دہلی سے ہوتے ہوئے حجاز مقدس روانہ ہوئے۔

''مناقب نقشبندیہ'' میں لکھا ہے کہ جب آپ مکہ معظمہ پہنچے تو کعبہ معظمہ آپ کے استقبال کو آیا اور گلے ملا۔ آپ فرماتے ہیں کہ عرفات میں مجھ پر اس قدر عنایات ربی ہوئیں جو بیان سے باہر ہیں۔ بعد ازاں الہام ہوا کہ عنقریب اللہ تعالیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کو ایسی نعمت عطا فرمائے گا کہ تمام جہان قیامت تک اس سے فیض حاصل کرتا رہے گا۔ اس نعمت سے مراد حضرت قیوم چہارم کی پیدائش ہے۔

جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی بہت تعریف فرمائی اور فرمایا ''انت فخر امتی'' (تم میری امت کے فخر ہو)

کرامات

۱۔ مولانا محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شروع شروع میں میرے دل میں خیال آیا کہ مرشد کو اس قدر کشف ضرور ہونا چاہیے کہ سالک کے بعض خطرات سے واقف ہو کر ان کا دفعیہ کر سکے۔ آپ نے اسی وقت مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا سنو! اولیائے کرام اللہ کے بندے ہوتے ہیں انہیں علم غیب ہونا اور ان سے کرامات کا صدور واجب نہیں اور ان کے نہ ہونے سے ان کے کمال میں نقص بھی لازم نہیں آتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو افضل البشر بعد از انبیائے کرام ہیں سے اس قدر کرامات ظاہر نہیں ہوئیں جتنی کسی عام ولی اللہ سے ظہور میں آئی ہیں۔

(مناقب نقشبندیہ از حضرت ابو العلی رحمۃ اللہ علیہ)

۲۔ ایک دفعہ سرہند شریف بارش نہ ہوئی۔ والی شہر بہت سے لوگوں کو ہمراہ لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہمارے ہمراہ عیدگاہ میں طلب بارش کی اجتماعی دعا کے لئے تشریف لے چلیں۔ آپ نے عذر پیش کیا۔ حاکم شہر دعا کے بعد جب واپس آیا تو آپ نے فرمایا کہ پچیس روز تک بارش نہیں ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور چھبیسویں روز بڑی تیز بارش ہوئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کا ہر عمل، ہر فعل اور ہر قدم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق تھا۔ رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل تھا۔ آپ کی طبیعت نہایت متواضع تھی۔ مریض کی بیمار پرسی کے لئے ضرور جاتے تھے۔ غرباء اور مساکین کی دلجوئی کرتے۔ اعلیٰ وادنیٰ آپ کی نظروں میں سب برابر تھے۔

آخری نصیحت

آپ مدت سے کسی مرض میں مبتلا رہتے تھے خاص کر پاؤں کا درد بہت شدید تھا۔ ایک روز آپ نے نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ مجھے الہام ہوا کہ تیری عمر اسی (۸۰) سال سے اوپر ہوگئی ہے اور یہ اس امت کی اوسط عمر ہے اور اگر مزید عمر چاہتے ہو تو دنیا میں رہو ورنہ ہمارے پاس آ جاؤ۔ میں نے لقائے پروردگار اختیار کیا ہے۔ "تم سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے رہنا اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریقہ پر پوری طرح سے کاربند رہنا"

وفات

۲۸ محرم الحرام بروز جمعرات مرض کا حد سے زیادہ غلبہ ہوگیا۔ سانس میں تیزی آ گئی مگر بڑے وقار سے وظائف واوراد میں مصروف رہے۔ رات کو تہجد کی نماز ادا کر کے دیر تک فاتحہ پڑھتے رہے۔ پھر لیٹ گئے اور تین دفعہ کلمہ شریف پڑھ کر جمعہ کی رات ۲۹ محرم الحرام ۱۱۱۴ھ بمطابق ۱۷۰۲ء کو پینتیس سال مسند قیومیت وارشاد پر فائز رہ کر سرہند شریف میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کا مزار پرانوار سرہند شریف میں آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار سے جانب شمال مشرق کھیتوں میں الگ ایک طرف زیارت گاہ خلائق وملائک ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۷

حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی قدس سرہٗ

آپ کا اسم گرامی محمد زبیر، کنیت ابوالبرکات اور لقب ''شمس الدین'' ہے۔ آپ قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہٗ العزیز کے پوتے اور خلیفۂ اعظم تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام حضرت شیخ ابوالعلی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ مادر زاد ولی تھے۔ آپ قطب دوران اور قیوم زماں تھے۔ قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم عروۃ الوثقی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے ہیں اور چار واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت بروز پیر ۵ ذیقعد ۱۰۹۳ھ بمطابق ۱۶۸۲ء سرہند شریف (ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ ابھی تیرہ برس ہی کے تھے کہ والد بزرگوار حضرت ابوالعلی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا اور آپ کی پرورش آپ کے جد بزرگوار حضرت خواجہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر نگرانی ہوئی۔

فیض باطنی

بچپن سے ہی آپ کا رجحان فقر کی طرف تھا اور انوارِ ولایت اور آثار ہدایت پیشانی مبارک سے ظاہر تھے۔ آپ ظاہری تعلیم میں بھی کامل و مکمل تھے۔ آپ نے بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

آپ کی بیعت بھی اپنے دادا حضرت خواجہ نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی اور خرقۂ خلافت بھی انہیں سے حاصل کیا۔ انہیں سے سلوک باطنی میں کمال حاصل کیا تھا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بشارت قیومیت

قیوم ثالث حضرت خواجہ محمد نقشبند ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سفرِ حج وزیارت سے واپس آ کر قیوم رابع خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کو محبوبیت ذاتی اور منصب قیومیت کی بشارت دی اور اپنا قائم مقام اور ولی عہد بنایا۔ اپنے تمام متوسلین کو ان کی تابعداری کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ خواجہ محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ۲۱ سال کی عمر میں حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ بروز ہفتہ یکم صفر ۱۱۱۴ھ/۱۷۰۲ء کو مسند قیومیت پر متمکن ہوئے۔

آپ کا زہد و عبادت

آپ نہایت عابد و زاہد تھے۔ آپ کے شب و روز عبادت الٰہی اور خلق خدا کی ہدایت میں صرف ہوتے تھے۔ آپ کا حلقہ ارادت بہت وسیع تھا اور زمانے کے بڑے بڑے علماء و امراء آپ کے معتقد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا کی دولت سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ ہر امیر و غریب کو ایک نظر سے دیکھتے تھے اور ہر مرید کو درجۂ کمال تک پہنچانے کی انتہائی کوشش کرتے تھے۔ کم بولنا، کم کھانا اور کم سونا آپ کا اصول زندگی تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ فضول دنیاوی باتیں کرنے میں بہت سی بلائیں اور مصیبتیں پوشیدہ ہیں۔ کم کھانے سے جسم میں سستی وارد نہیں ہوتی اور کم سونے سے زیادہ وقت عبادت الٰہی میں گزار سکتے ہیں۔ یہ وقت بڑا قیمتی ہے اس کی قدر کرنی چاہیے۔ تقویٰ، پرہیزگاری، اتباع سنت اور کثرت عبادت میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ جب آپ اپنے مکان سے مسجد کی طرف تشریف لاتے تو اُمراء اپنے دوشالے اور پگڑیاں مکان سے مسجد تک بچھا دیتے تاکہ آپ کے قدم مبارک زمین پر نہ پڑیں۔ اگر آپ کسی مریض کی عیادت یا کسی دعوت میں جانے کے لئے سوار ہوتے تو مثل بادشاہوں کے آپ کی سواری جاتی تھی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(مولانا ابوالحسن ندوی: دعوت وعزیمت جلد ۴ ص ص ۳۶۳۔۳۶۴)

مقام ولایت

ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ نقشبندیہ مجددیہ خاندان کی نسبت مجھ کو ایک ہی توجہ میں عطا فرمادیں۔آپ نے فرمایا یہ ہمارا معمول نہیں اور اسے بتایا کہ تو ایک دم اسے برداشت نہ کر سکے گا اور تیرا سینہ پھٹ جائے گا۔اس کا تحمل حوصلہ بشریت سے باہر ہے مگر اس نے بے حد اصرار کیا تو ناچار آپ نے ایک ہی توجہ سے تمام نسبت عطا فرمادی۔وہ شخص اس کی تاب نہ لاسکا اور اسی وقت فوت ہوگیا۔

کرامات

ایک دفعہ ۲۹ رمضان المبارک کو آپ نے فرمایا کہ آج رات بہت سے فرشتے آسمان سے اترے ہیں۔میں حیران تھا کہ شاید آج لیلۃ القدر ہے۔حالانکہ وہ گزر چکی تھی۔ان کے نزول کا سبب میں نے پوچھا تو فرشتوں نے کہا کہ ہم بموجب حکم خدا آپ کی زیارت کے لئے آئے ہیں۔حق تعالیٰ فرشتوں سے فخر یہ فرماتا ہے کہ ''دیکھو! محمد زبیر جیسے بھی میرے بندے ہیں۔جو شخص پورے اعتقاد سے محمد زبیر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرے گا میں اس کے تمام گناہ بخش دوں گا۔''سبحان اللہ!

وفات

آپ نے انسٹھ برس کی عمر میں بروز بدھ ۴ ذیقعد ۱۱۵۲ھ بمطابق ۱۷۴۰ء کو دہلی میں وصال فرمایا اور سرہند شریف میں آپ کا مزار اقدس زیارت گاہ خلائق و ملائک ہے۔آپ اڑتیس برس تک مسند قیومیت پر رونق افروز رہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۸

حضرت خواجہ قطب الدین محمد اشرف حیدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا اسم گرامی سید قطب الدین بخاری، عرف محمد اشرف اور لقب حیدر حسین ہے۔ آپ سلطان الاولیاء قیوم چہارم حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ اعظم اور صحیح النسب سید تھے۔ آپ فقہ اور تفسیر کے عالم باعمل اور فاضل بے بدل تھے۔ آپ درس بھی دیا کرتے تھے۔ آپ کو کئی زبانوں پر عبور حاصل تھا اور ان میں بے تکلف گفتگو کرتے تھے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ماوراء النہر میں ۱۰۴۷ھ بمطابق ۱۶۲۸ء میں ہوئی۔ آپ کی نشوونما اور تعلیم و تربیت انتہائی پاکیزہ ماحول میں ہوئی۔ علوم ظاہر (حدیث، فقہ، تفسیر وغیرہ) میں کمال حاصل کرنے کے بعد "پیر کامل" کی تلاش میں "سرہند شریف" پہنچے اور یہاں قیوم چہارم حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہٗ کے دست مبارک پر بیعت کرکے باطنی علم حاصل کیا، پندرہ سال تک اپنے شیخ کامل کی صحبت میں رہے اور خلافت سے سرفراز ہوئے۔

مسند خلافت

مرشد کامل قیوم رابع حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد سرہند شریف میں ان کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور بیس سال سے زائد عرصہ خانقاہِ مجددیہ میں رہ کر طالبانِ حق کو رشد و ہدایت سے نوازتے رہے۔ آپ کو امراء و اغنیاء

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے اختلاط سے سخت نفرت تھی۔ آپ شب و روز تلاوتِ قرآن مجید، ذکر الٰہی اور درود شریف میں مشغول رہتے تھے۔

سفرِ حج

آپ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں "فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے درجہ تک پہنچے ہوئے تھے اور ایک مدت سے روضۂ انور کی زیارت کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ ۱۱۷۳ھ میں حضرت حافظ سید جمال اللہ رام پوری قدس سرہٗ کو اپنا خلیفہ و جانشین مقرر کر کے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے عازم سفر ہو گئے۔ جب آپ حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے تو ہر دو قدم پر سو سو بار درود شریف پڑھتے اور ہر ایک فرسنگ پر دوگانہ نماز نفل ادا کرتے تھے۔ راہ میں طرح طرح کے عجائبات ملاحظہ میں آئے۔ جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو دوگانہ شکرانہ ادا کر کے پا برہنہ شہر میں داخل ہوئے اور بڑے شوق سے در و دیوار کو چومتے ہوئے دیوانہ وار روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور شرفِ زیارت سے مشرف ہو کر سعادتِ ابدی اور دولتِ سرمدی حاصل کی۔ پھر آپ کو مدینہ منورہ کی جدائی گوارا نہ ہوئی اور وہاں کی فضائے جاں فزا دل کو ایسی بھائی کہ زبانِ حال سے پکار اٹھے کہ اب یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔

قیام جنت البقیع اور بشارت

اس کے بعد آپ جنت البقیع میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے قریب جہاں قبہ مبارک کا پانی گرتا تھا جا بیٹھے اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے لوگوں کو پیغام ملا کہ سید قطب الدین میرا فرزند اور مہمان ہے۔ اس سے باطنی فیوض و برکات حاصل کرو۔ چنانچہ بہت سے لوگ آپ کی خدمت میں پوری عقیدت و احترام کے ساتھ حاضر ہوئے اور سلسلہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو کر دین و دنیا، ظاہر و باطن اور عقبیٰ و آخرت کی نعمتوں سے مالا مال ہوئے۔

وفات

آپ نے ۱۱ رجب ۱۱۸۰ھ بمطابق ۱۷۶۶ء کو رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار پُر انوار حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارات کے قریب جنت البقیع مدینہ منورہ میں واقع ہے اور یہ تینوں مزارات حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک کے شمال مغربی گوشہ میں واقع ہیں اور دوسری قبروں سے ممتاز ہیں۔ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے مزار مقدس کی چھت کا پانی آپ کے مرقد انور پر گرتا تھا۔

درود شریف خضری

صَلَّ اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۸

حضرت خواجہ حافظ سید محمد جمال اللہ رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا اسم گرامی سید جمال اللہ ہے۔ آپ کا تعلق سادات خاندان سے ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے اور پھر آپ کے واسطہ سے نسب نامہ حضرت امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔ آپ کے والد ماجد کا نام نامی سید سلطان شاہ المعروف ''محمد روشن شاہ'' تھا۔ آپ کا اصل وطن بخارا شریف ہے۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت ۱۱ ربیع الاول ۱۱۳۷ھ / ۲۸ نومبر ۱۷۲۴ء کو گجرات (پاکستان) میں ہوئی۔ آپ ابھی بچے ہی تھے کہ خواب میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنا لعاب دہن مبارک آپ کے منہ میں ڈالا اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بچپن ہی سے آپ کی روحانی تربیت کرتے رہے۔ اسی وجہ سے آپ پر بچپن سے ہی بے خودی کی حالت طاری رہتی تھی اور چہرۂ اقدس سے آثارِ ولایت نمایاں تھے۔

حصولِ تعلیم

آپ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کرلیا تھا۔ اس کے بعد دہلی تشریف لے گئے اور نقشبندی سلسلے کے ایک عالم، فاضل اور کامل درویش سے حدیث وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور جلد ہی ظاہری علوم میں دسترس حاصل کرلی۔ آپ اپنے وقت کے خوش[illegible] بھی تھے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجاہدۂ نفس

اپنے استاذ محترم کے پاس آپ نے مجاہدۂ نفس شروع کیا۔ آپ روزانہ دو قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے۔ رات کے وقت چکی پیسا کرتے تھے۔ جب تین دن گزر جاتے تو ایک مشت جوار تناول فرماتے۔ آپ کے استاذِ محترم اکثر و بیشتر آپ کو بیعت مرشد کی رغبت دلاتے مگر آپ کو یہ باتیں ناگوار گزرتیں اور آپ کہتے کہ اس ریاضت، محنت و مشقت سے زیادہ اور فقیری کیا ہو سکتی ہے۔ مجھے کسی کا مرید ہونے اور بیعت کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا۔

اشرف بیعت

حسب معمول ایک رات آپ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے کہ غیب سے آواز آئی ''اے جمال اللہ! اگرچہ تلاوت قرآن مجید بہت بڑی عبادت ہے لیکن عبادت میں لذت و سرور کسی شیخ کامل سے بیعت ہونے کے بعد ہی حاصل ہو سکتا ہے۔'' یہ سنتے ہی آپ کی حالت دگرگوں ہوگئی اور آپ فوراً اپنے استاد محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو ساتھ لے کر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارِ اقدس پر حاضر ہوئے۔ کیونکہ حضرت سید قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی جگہ گوشہ نشین تھے۔ شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد دنیا و جہاں سے منہ موڑ کر اپنے پیر و مرشد کی خدمت کو ہی اپنا مقصود بنا لیا۔ بارہ برس تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہے۔ حضرت شاہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ کی جدائی گوارا نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے فرمایا ''اے جمال اللہ! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔'' پھر تمام خلفاء کو بلا کر آپ سے تعارف کرایا اور اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ یہ واقعہ ۱۱۶۳ھ کا ہے۔

زیارتِ حرمین شریفین

۱۱۷۳ھ میں آپ اپنے پیر و مرشد حضرت سید قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ مدینہ شریف پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ قطب الدین حیدر رحمۃ اللہ علیہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حافظ سید جمال الدین قدس سرہٗ کو واپس ہندوستان بھیج دو۔ وہاں ان کے فیض سے ہزاروں لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ چنانچہ وہیں سے آپ کو اجازت دے کر رخصت فرمایا۔

مدینہ طیبہ سے واپس تشریف لا کر آپ سرہند شریف میں مقیم ہو گئے اور تین سال تک اپنے پیرومرشد کے حکم سے بحسن وخوبی سجادگی کے فرائض انجام دیئے اور لوگوں کو مجددی فیوض وبرکات کی دولت سے مالا مال کیا۔ اس کے بعد رام پور (انڈیا) تشریف لے گئے اور نواب فیض اللہ خان کی فوج میں سپاہی بھرتی ہو کر اپنے آپ کو چھپائے رکھا۔ آخر آپ کی شہرت اطراف واکناف میں پھیل گئی اور خلق کثیر کا آپ کی طرف رجوع ہوا۔ آپ کی ذات والا صفات سے مخلوقِ خدا کو اس قدر فیض پہنچا کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے۔ بڑے بڑے امراء ورؤساء آپ کے مرید ومعتقد تھے۔

روحانی مقام ومرتبہ

آپ اتباع سنت کا نہایت التزام فرماتے تھے۔ ظاہر وباطن میں مرتبہ کمال حاصل تھا۔ دل عشق الٰہی سے معمور اور حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پُر تھا۔ صاحب دل تھے۔ نواب فیض اللہ خان والی رامپور اور حافظ رحمت خاں والی روہیل کھنڈ آپ کے مرید اور معتقد تھے۔ مؤخرالذکر کی بیٹی خدیجہ بھی آپ کی مرید تھی۔ آپ کا لنگر شاہی تھا۔ جہاں سے روزانہ سینکڑوں لوگ کھانا کھاتے تھے۔ جود وسخا اور خوش اخلاقی آپ کا طرۂ امتیاز تھا۔ کوئی سائل آپ کے در سے خالی نہ جاتا تھا۔ بلکہ آپ سائلوں کے منتظر رہتے تھے۔ آپ کی دعا بہت مقبول تھی۔ جس کے اثر سے لوگوں کی بڑی بڑی مشکلات اللہ تعالیٰ آسان فرمادیتا تھا۔

نگاہ کی تاثیر

آپ کی نگاہ میں اس قدر تاثیر تھی کہ جو بھی ایک دفعہ دیکھ لیتا فریفتہ ہو جاتا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور زندگی بھر کے لئے آپ کا غلام ہو جاتا۔ ایک دفعہ آپ کی نظر مبارک حضرت خواجہ فیض اللہ تیراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑی تو ان کے دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں، ان کی باطنی کیفیت بدل گئی اور فوراً حضرت سید جمال اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں میں گر گئے۔ ہوش و حواس درست ہوئے تو داخل سلسلہ ہونے کی استدعا کی۔

کرامت

ایک قوی ہیکل سنگ دل اور خشک مولوی درویشوں کا منکر تھا مگر بطور تماشائی درویشوں کے حلقہ میں جایا کرتا تھا اور ان کا تمسخر اڑایا کرتا تھا۔ ایک روز وہ آپ کی مسجد مبارک میں آیا جہاں آپ حلقۂ ذکر میں مشغول تھے۔ آپ نے نورِ فراست سے جان لیا کہ یہ بے ادب اور گستاخ آدمی ہے۔ آپ نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے بلند اور کرخت آواز سے کہا ملا اذکر۔ آپ نے فرمایا تیرا جسم و اسم دونوں سخت ہیں اور اس زور سے ''اللہ'' کا نعرہ لگایا کہ وہ سنتے ہی صاعقہ زدہ کی طرح گر کر بے ہوش ہو گیا اور زمین پر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگا۔ اس کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو رحم آ گیا۔ آپ اٹھے اور اپنا دست مبارک اس کے دل پر پھیرا۔ اس کی ساری سختی اور غرور زائل ہو گیا اور معافی مانگ کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو گیا۔

وفات

آپ کی وفات ۳ صفر المظفر ۱۲۰۹ھ/۱۷۹۴ء کو ''رام پور'' المعروف ''مصطفیٰ آباد'' (ہندوستان) میں ہوئی۔ آپ کا مزار مقدس متصل دروازہ عیدگاہ رام پور شہر مرجع خاص و عام ہے۔

واضح رہے کہ آج کل آپ کے مزار مقدس کے اردگرد کی آبادی آپ کی نسبت سے ''جمال نگر'' کے نام سے معروف ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۲۹

حضرت خواجہ سید محمد عیسیٰ قدس سرہٗ العزیز

ولادت باسعادت

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت موضع چودھواں علاقہ گنڈاپور تحصیل کلاچی ڈیرہ اسماعیل خاں میں ہوئی۔ سال ولادت معلوم نہیں ہوسکا۔

آپ کا اسم مبارک محمد عیسیٰ اور آپ کا نسبی تعلق سادات خاندان سے تھا۔ ''انوارِ تیراہی'' کے مصنف جناب قاضی محمد عادل شاہ اور ''جمال نقشبند'' کے مؤلف جناب صلاح الدین نے آپ کی ولادت و وصال کا مقام ''چوڑہ شریف'' مضافات ملتان گنڈاپور لکھا ہے۔

حصول تعلیم

آپ نے ظاہری تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی۔ اس کے بعد تصوف کی بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا اور علوم ظاہری پر مکمل عبور حاصل کیا۔ آپ خضر علیہ السلام کے صحبت یافتہ تھے اور ہر روز ان سے ملاقات کرتے تھے بلکہ آپ کی ابتدائی باطنی تربیت حضرت خضر علیہ السلام نے ہی کی تھی اور انہی کے اشارے سے رام پور (انڈیا) پہنچ کر حضرت سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور ایک عرصہ تک اپنے پیرومرشد کی خدمت میں رہے اور اپنے روشن ضمیر پیر کامل کی خدمت سرانجام دے کر علوم باطنی میں کمال حاصل کیا اور سفر و حضر میں ہر وقت اپنے شیخ محترم کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ رہ کر فیوض و برکات کے حاصل کیں۔اس عزت افزائی پر بارگاہِ خداوندی میں مقبولیت حاصل کرنے کے لئے مراقبات ومجاہدات سے مقامات باطنی اس قدر تیزی سے طے کئے کہ ان کے ساتھی حیران رہ گئے۔آپ اپنے شیخ کے محرم راز اور محبوب خلیفہ تھے۔اتنے منظور نظر اور بااعتبار تھے کہ آپ کے شیخ اپنے بعض مریدوں کو تربیت کے لئے آپ کے حوالے کر دیتے تھے۔باطنی علوم کی تکمیل کے بعد منصب خلافت کے حق دار ٹھہرے۔

حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تربیت

ایک دفعہ حضرت سید جمال اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دوستوں کے ہمراہ قلعہ احمد شاہ بادشاہ کی سیر کو نکلے۔وہاں حضرت فیض اللہ تیراہی بطور سپہ سالار متعین تھے۔جس وقت ان کی نظر حافظ جمال اللہ پر پڑی تو بے خود ہو کر آپ کی خدمت میں پہنچے اور قدموں میں گر پڑے۔بے ہوشی کی حالت طاری ہوگئی۔جب ہوش میں آئے تو بیعت کے لئے عرض کیا۔حضرت خواجہ شاہ جمال اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کشف سے معلوم ہوا کہ ان کا فیض باطنی حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ہے۔اس لئے آپ کو ان کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ اس کی بیعت اگرچہ میری طرف سے ہے مگر اس کی تکمیل تمہارے ذمہ ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کشف

آپ صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔ایک دفعہ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ کی ملاقات کے لئے جا رہے تھے کہ راستے میں سخت بیمار ہو گئے۔یہاں تک کہ زندگی کی امید باقی نہ رہی۔

راستے میں آپ نے ایک مسجد میں قیام فرمایا اور ہر وقت گریہ زاری کرتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور اپنے شیخ محترم کو یاد کرتے تھے۔ چنانچہ مرید صادق کی آواز حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تک پہنچ گئی۔ جس وقت آپ مسجد کے حجرہ میں داخل ہوئے تو حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو دیکھ کر وجد میں آ گئے اور قدم بوسی کے لئے آگے بڑھے۔ آپ نے انہیں اٹھا کر سینے سے لگایا اور تسلی دی۔ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اے فیض اللہ! یہ ہریسہ کھالو انشاء اللہ صحت یاب ہو جاؤ گے۔ آپ نے حسب الحکم وہ ہریسہ تناول فرمالیا۔ دوسرے دن بیدار ہوئے تو مکمل طور پر صحت یاب ہو چکے تھے۔

کرامت

ایک دفعہ آپ اپنے خلیفہ اعظم حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کے لئے ''تیراہ شریف'' تشریف لے گئے۔ ایک دن مجلس میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خواجہ صاحب کے تمام صاحبزادوں کو طلب کیا اور دعائے خیر فرمائی۔ جب حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سامنے آئے تو حضرت خواجہ فیض اللہ نے عرض کیا کہ حضور ان کے دوسرے بھائی تو ظاہری علوم سے فارغ ہو چکے ہیں مگر ان کا ذہن رسا نہیں۔ انہوں نے ابھی تک صرف نصف قرآن پاک ختم کیا ہے۔ دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سینہ کو روشن کرے۔

آپ کو صاحبزادہ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حال زار پر بڑا رحم آیا۔ اسے فوراً گلے سے لگا لیا اور خصوصی توجہ فرمائی۔ چنانچہ ان کا شرح صدر ہو گیا۔ اس کے بعد بڑی بڑی دقیق اور مستند کتابوں سے مستفیض ہو کر آسان زبان میں مسائل بیان فرمانے لگے۔

صاحبزادگان کو نصیحت

آپ کے دو صاحبزادے بقید حیات تھے۔ آپ نے ان کو وصیت فرمائی کہ تم ''میرے بعد میرے خلیفہ سید محمد فیض اللہ کے پاس جا کر تجدید بیعت کر لینا اور جب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تک تصوف کی منازل طے نہ ہو جائیں ان کی خدمت چھوڑ کر کہیں نہ جانا۔'' چنانچہ وصیت کے مطابق دونوں صاحبزادگان حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے اور تجدید بیعت کے بعد چھ ماہ تک ان سے اکتساب فیض کیا۔ جب منازل سلوک طے ہو گئیں تو دونوں صاحبزادوں کو خرقہ خلافت دے کر بڑے اعزاز و اکرام سے وطن واپس بھیجا گیا۔

اس کے بعد وہ تا زندگی ہر سال ''تیزی شریف'' (علاقہ تیراہ) میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دونوں ہی صاحب کشف و کرامات ہوئے۔ بے شمار لوگوں نے ان سے فیض باطنی حاصل کیا۔

وفات

آپ کی وفات حسرت آیات ۷ ذی الحجہ ۱۲۲۰ھ بمطابق ۲۶ فروری ۱۸۰۶ء کو ہوئی۔ مرقد انور موضع ''چودھواں'' علاقہ گنڈا پور تحصیل کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ آپ نے اپنے پیچھے تین صاحبزادے یادگار چھوڑے۔

(۱) خواجہ پیر محمد (۲) خواجہ جان محمد (۳) خواجہ علی محمد رحمۃ اللہ علیہم۔

درود شریف ہزارہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۰

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہٗ العزیز

در ازل تقدیر یوسف با زلیخا رفتہ بود
ورنہ شاہے را گدائے کے بہ بازار آورد

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علاقہ تیراہ کے بڑے صاحب کمال بزرگ تھے۔کشف وکرامات میں بہت اونچے مقام کے مالک تھے۔اگرچہ آپ باضابطہ طور پر حضرت خواجہ سید حافظ جمال اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید وخلیفہٗ مجاز تھے مگر بحکمِ شیخ زیادہ تر حضرت سید محمد عیسیٰ ولی کی صحبت میں رہ کر کسب فیض کیا۔

ولادت

آپ حضرت قاضی خان محمد صاحب کے فرزندار جمند تھے جو موضع شادی خیل کوہاٹ میں علوم دینیہ کا درس دیا کرتے تھے۔آپ کی ولادت 1730ء میں ہوئی۔حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ظاہری علوم کی تحصیل اپنے والد ماجد سے کی تھی جنہوں نے آپ کو اکیس سال کی عمر میں ہی مکمل عالم بنادیا تھا۔

حالات

علوم ظاہری سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ کو پیر کامل کی تلاش ہوئی مگر چونکہ آپ اعلیٰ درجہ کے عالم اور پابند شریعت تھے اور ذراسی خلاف شریعت بات بھی گوارانہ تھی اس لیے اکثر جگہ تلاشِ مرشد میں ناکامی ہوئی۔

اوائل میں آپ ایک بزرگ کی شہرت سن کران کی خدمت میں حاضر ہوئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور دیکھا کہ وہ بزرگ نماز میں مشغول ہیں لیکن ان کے پاؤں کے درمیان فاصلہ ایک بالشت سے زیادہ ہے جو شرعی حد کے خلاف تھا۔آپ یہ دیکھ کر برداشت نہ کر سکے اور الٹے پاؤں واپس آگئے۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''جس فقیر کو شریعت کی پابندی کا علم نہیں وہ مجھے کیا فیض پہنچائے گا۔''

عالم شباب میں آپ نے رامپور (انڈیا) میں فوجی ملازمت اختیار کر لی تھی۔

جب آپ احمد شاہ بادشاہ کے قلعہ میں سپہ سالار مقرر تھے تو اپنی ماہوار تنخواہ سے جو کچھ پس انداز ہوتا اسے فقراء وصلحا کی خدمت کے لئے صرف کر دیتے۔

بیعت ہونے کے بعد آپ نے ملازمت کو خیر باد کہہ دیا اور شیخ کی خدمت کو اپنا وظیفہ بنا لیا۔آپ چار سال تک حضرت خواجہ سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔صُحبتِ شیخ سے کماحقہ فیض یاب ہوئے۔اسی دوران آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا گیا۔

خرقہ پوشی کی محفل میں حضرت خواجہ محمد عیسٰی ولی قدس سرہٗ بھی بہ نفسِ نفیس موجود تھے۔خرقہ پوشی کے بعد آپ کے شیخ کامل حضرت خواجہ سید جمال اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے وطن واپس جانے کی اجازت مرحمت فرمادی۔آپ اٹھارہ برس کے قریب وطن سے باہر رہے۔

وطن واپسی پر آپ نے موضع ڈوڈہ شریف ضلع کوہاٹ میں قیام فرمایا۔اس موضع میں آپ کے آباؤاجداد کے واقف لوگ رہائش پذیر تھے۔اُن دنوں یہ علاقہ تپ شدید کی وبا کی لپیٹ میں تھا۔عوام الناس آپ کی خدمت اقدس میں حاضری دینے لگے۔آپ کی نظر کیمیا اثر اور تعویذات ودم کی بدولت مخلوقِ خدا جسمانی اور روحانی بیماریوں سے صحت یاب ہونے لگی۔اس موضع میں آپ چھ ماہ تک قیام پذیر رہے۔اس عرصہ میں بندگانِ خدا کی ایک بڑی تعداد آپ کے ظاہری و باطنی فیضان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے مستفید ہوئی۔

ڈوڈہ شریف میں قیام کے دوران علاقہ کوہاٹ کے مفتی قاضی عبدالحمید صاحب نے اپنی دخترِ نیک اختر کو آپ کے نکاح میں دینے کی خواہش کا اظہار کیا۔اس پاک دامن بی بی کو علومِ فقہ وحدیث پر بڑا عبور حاصل تھا۔اس کے جواب میں آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا جوئی حاصل کرنے کیلئے استخارہ کا اشارہ فرمایا۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ استخارہ میں جو حکم ملا اس پر عمل کیا جائے گا۔

چنانچہ استخارہ سے ظاہر ہوا کہ اس نکاح میں فیضانِ الٰہی کی امانت پوشیدہ ہے۔یہ نکاح مبارک ہے اور باعث فخر دارین ہوگا۔اس کے نور سے اردگرد کے ملکوں میں اسلام کی روشنی پھیلے گی۔اس خبرِ مبارک پر مفتی عبدالحمید صاحب بہت دلشاد ہوئے اور اپنی لختِ جگر کو خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہٗ کے نکاح میں دے دیا۔

زمانے نے دیکھا کہ واقعی حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ اور پھر حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی ذات میں یہ نور چمکا اور گزشتہ تقریباً ڈیڑھ صدی سے اسلام کی روشنی برصغیر پاک و ہند کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی پھیل رہی ہے۔نکاح کے بعد آپ اپنے آبائی گاؤں موضع تیزئی شریف علاقہ تیراہ میں تشریف لے گئے، مگر بوجہ عرصہ دراز کی مفارقت وجدائی آپ کے اہلِ خانہ (پہلی زوجہ محترمہ) آپ کو نہ پہچان سکیں۔ چند یوم کے قیام کے بعد آپ کے ہم سبق دوست کی تصدیق پر آپ کی پہچان ہوئی اور ان کے توسل سے آپ کو گھر میں داخلے کی اجازت ملی۔آپ اپنی دوسری زوجہ محترمہ یعنی قاضی عبدالحمید ڈوڈہ شریف کی دختر نیک اختر کے ہمراہ اپنے موروثی دولت کدہ میں قیام پذیر ہو گئے۔کچھ عرصہ کی رفاقت کے بعد آپکی دونوں ازواج میں انتہائی درجہ کی موانست ہو گئی۔دونوں باہم شیر وشکر ہو کر رہنے لگیں۔آپ کی چھوٹی زوجہ محترمہ کے بطن سے حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ تولد ہوئے، مگر اُن کی ابتدائی پرورش

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو پانچ فرزند عطا فرمائے، جن کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں۔

۱۔حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ

۲۔حضرت گل محمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۔حضرت جان محمد رحمۃ اللہ علیہ

۴۔حضرت صالح محمد رحمۃ اللہ علیہ

۵۔حضرت محمد نور رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا معمول تھا کہ حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے ہر سال چوڑھ شریف علاقہ ملتان تشریف لے جایا کرتے تھے۔ایک دفعہ اثنائے راہ میں آپ سخت بیمار ہو گئے اور ایک مسجد کے حجرہ میں فروکش ہو گئے۔حضرت خواجہ محمد عیسیٰ کو کشف کے ذریعے آپ کی بیماری کی اطلاع ہوئی تو بہ نفسِ نفیس وہاں تشریف لے آئے۔اپنے شیخ کو دیکھتے ہی حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ پر جذب و وجد کی کیفیت طاری ہو گئی۔حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور تادیر آپ کی تشفی فرماتے رہے۔حضرت خواجہ محمد عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت کی برکت سے آپ اگلی صبح تک بالکل صحت یاب ہو گئے۔دو ایک روز کے قیام کے بعد دونوں حضرات سید جمال اللہ قدس سرہٗ کی زیارت کیلئے رام پور کی طرف عازمِ سفر ہو گئے۔ رام پور پہنچ کر آپ دوبارہ حضرت خواجہ جمال اللہ کی خدمت پر مامور ہو گئے اور سات سال تک ان کی خدمتِ اقدس میں رہ کر کسبِ فیض کیا اور پھر اپنے وطن مالوف کو لوٹے۔آپ کے اپنے وطن میں قیام کے دوران دو مرتبہ حضرت خواجہ عیسیٰ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی تیزئی شریف میں آمد ہوئی۔

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہٗ نے اپنی زندگی میں دور دراز کا سفر کیا اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہزاروں کی تعداد میں لوگ آپ کے حلقہ بگوش ہوئے۔ آپ آخری عمر میں کافی کمزور ہوگئے تھے اور پالکی میں سوار ہو کر سفر فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی زبان نہایت ہی شیریں اور خوش خلقی کا اعلیٰ نمونہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ حاجت مند لوگ آپ سے جو دعا کرواتے تھے، بفضلِ تعالیٰ وہ پوری ہوتی تھی۔ آپ کی شخصیت اتنی جاذبِ نظر تھی کہ اکثر لوگ آپ کو دیکھتے ہی آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کر لیتے تھے۔ آپ حلم و بردباری اور حسن خلق کا پیکر تھے۔ اسوۂ حسنہ کی پیروی میں آپ ہمیشہ کوشاں رہے۔ فقر و درویشی آپ کی عادتِ ثانیہ تھی۔ شریعت کی پاسداری اور طریقت کی آبیاری آپ کا معمول تھا۔

کرامات وتصرفات

آپ صاحب تصرف اور کشف و کرامات کے حامل بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ سے بے شمار کرامات وتصرفات کا ظہور ہوا، مگر چند ایک کے ذکر پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے:

(۱) نقل ہے کہ موضع تیزئی شریف میں مسجد کے قریب ایک بلند چبوترے پر زیتون کے دو بڑے بڑے موٹے درخت تھے، جو مرور زمانہ سے خشک ہوگئے تھے۔ تیزئی شریف میں واپسی کے بعد آپ ان درختوں کے سہارے بیٹھ کر مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔ جب کبھی آپ پانی نوش فرمایا کرتے تھے تو باقی ماندہ پانی آپ ان درختوں کی جڑوں میں انڈیل دیا کرتے تھے۔ آپ کے اس متبرک پانی کی برکت سے ایک ماہ کے عرصہ میں وہ دونوں درخت سر سبز وشاداب ہوگئے۔ بقول صلاح الدین نقشبندی (مصنف ''جمالِ نقشبند'') وہ دونوں درخت ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۶۰ء تک (یعنی ۴۱ سال قبل تک) اسی حالت میں موجود تھے اور سینکڑوں لوگ ان کی زیارت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے بہرہ ور ہو چکے ہیں۔

(۲) موضع تیزئی میں میں پانی کی سخت قلت تھی۔اہلِ علاقہ نے عرض کیا کہ حضور دعا فرمایئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری مشکل آسان کر دے اور کہیں سے چشمہ آب ظاہر ہو جائے۔آپ نے ایک درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ "اس جگہ کو کھودو"۔

حسب الارشاد عمل کیا گیا۔ابھی چند گز زمین ہی کھودی تھی کہ شیریں پانی کا ایک چشمہ نمودار ہو گیا جو ایک چھوٹی نہر کی طرح اب بھی جاری ہے۔یہ دیکھ کر سب لوگ آپ کے کشف وکرامات کے معترف ہو گئے۔بہت سے مخالفین بھی آپ کے حلقہ بگوش ہو گئے۔شنید ہے کہ وہ چشمہ ابھی تک جاری ہے اور اہلِ علاقہ کو سیراب کر رہا ہے۔

آپ کی زبان مبارک ایسی پر تاثیر تھی کہ جو حاجت مند آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی حاجت روائی کی التماس کرتا، اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس کی حاجت اسی وقت پوری ہو جاتی۔

وصال

آپ نے ۱۲۳۵ھ میں وصال فرمایا اور بعض روایات کے مطابق ۱۲۴۵ء میں وصال فرمایا۔مزارِ پر انوار تیزئی علاقہ تیراہ میں مرجع خلائق ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۱

خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ نور محمد قدس سرہٗ العزیز، تیراہی

حضرت خواجہ نور محمد قدس سرہٗ الصمدانی سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ چوراہیہ کے وہ جلیل القدر اور عالی مرتبت بزرگ ہیں جنہوں نے شمالی پاک و ہند میں رشد و ہدایت کا چراغ روشن کیا اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو فروغ دیا۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے سلسلہ عالیہ کی خوب ترویج واشاعت ہوئی۔

آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی نور محمد تھا۔ باباجیو کے نام سے معروف تھے۔ قبلۂ عالم اور باباصاحب جیسے القاب سے بھی موسوم تھے۔

ولادت

۱۱۷۹ھ میں موضع تیزئی علاقہ تیراہ میں آپ کی ولادت ہوئی۔

حالات

آپ غوثِ زماں، قطبِ دوراں، خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ کلاں اور خلیفہ مجاز تھے۔ آپ کو فیضِ باطنی اپنے والد ماجد سے عطا ہوا اور نسبتِ خصوصی سے نوازے گئے۔ آپ کا شجرہ نسب ۳۳ واسطوں سے خلیفۂ ثانی سیّدنا فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ وصال پاک سے قریباً ڈیڑھ سال قبل چورہ شریف ضلع اٹک میں سکونت اختیار کر لی اور یہیں ۱۲۸۶ھ میں وفات پائی۔ مزارِ پرانوار بھی اسی جگہ مرجع خلائق ہے۔

آپ مادرزاد ولی تھے۔ جب آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد فیض اللہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رحمۃ اللہ علیہ نے مرشدِ کامل کی اجازت سے واپس آ کر موضع تیزئی شریف میں قیام فرمایا تو آپ کی پہلی زوجہ محترمہ نے بارگاہِ خداوندی میں نذر مانی کہ اگر اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ کو اولادِ نرینہ سے نوازے تو میں تازندگی سو رکعت نفل روزانہ ادا کرتی رہوں گی۔ چھوٹی زوجہ محترمہ نے یہ وعدہ فرمایا کہ اگر مجھے اللہ نے فرزند عطا فرمایا تو میں اسے آپ کی بڑی زوجہ کی نذر کر دوں گی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کی دعا قبول فرمائی اور چھوٹی حرمِ محترمہ کو اسی سال فرزندِ نرینہ سے نوازدیا جسے ولادت کے فوراً بعد ہی بڑی بیوی صاحبہ نے اٹھا کر دودھ پلانا شروع کر دیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے انہیں اسی طرح دودھ اترنے لگا، گویا انہیں سے یہ فرزندارجمند تولد ہوا ہے۔

حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے نومولود کا نام نور محمد رکھا اور ارشاد فرمایا کہ ”یہ لڑکا اللہ کے فضل وکرم سے نہایت صاحب کمال اور حضرت امامِ ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وارث ومتبع ہوگا۔ اس کے ذریعے سے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو وہ فروغ حاصل ہوگا کہ کثیر تعداد میں خلق اللہ اس کے نور سے منور ہوگی اور آپ کے باطنی نور سے فیض یاب ہوگی۔“

حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی ظاہری تعلیم گھر پر ہی اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ مگر حضرت خواجہ محمد عیسیٰ کی توجہ اور نظر کیمیا اثر کی بدولت آپ کو علمِ لدنی میں وافر حصہ حاصل ہوا تھا اور ایسا شرح صدر ہوا کہ آپ دقیق سے دقیق مسئلہ کو مستند اسناد کے ساتھ حل فرما دیتے تھے۔ جس طالب علم کو چاہتے قلیل عرصہ میں درجۂ کمال تک پہنچا دیتے۔ آپ اپنے مریدانِ خاص کی طرف اس قدر توجہ اور التفات رکھتے کہ باوجود ظاہری مفارقت اور دوری کے ہر وقت ان کے حال کے نگہبان اور مشکل وقت میں ان کی استعانت کو موجود ہوتے تھے۔

آپ کی ذاتِ بابرکات کی بدولت پاکستان، ہندوستان، افغانستان اور دیگر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ممالک میں طریقت کا نور پھیلا اور کثیر تعداد میں خلقت آپ کے خلفاء سے مستفیض ہوئی۔آپ کا فیض اکناف عالم میں اب تک جاری وساری ہے۔آپ کے آخر زمانہ قیام میں ایک مُلّا مسمی ولی خان آپ سے حسد کرنے لگا اور جگہ جگہ آپ کے خلاف بدگمانیاں پھیلانے لگا۔جاہل لوگوں کا ایک گروہ ایسی بیہودہ خرافات سن کر مشتعل ہو گیا اور آپ کے عقیدت مندوں کو جو پاکستان وہندوستان کے اکناف سے آپ کی زیارت اور حصول فیض کی خاطر آیا کرتے تھے،لوٹنا شروع کر دیا۔چند سال تک آپ نے اس تکلیف کو برداشت کیا،لیکن کب تک؟ آخر کار آپ دل آزردہ ہو کر تیزئی سے موضع ڈراوڑ میں تشریف لے آئے جہاں چند سال قیام کرنے کے بعد آپ چورہ شریف ضلع اٹک میں قیام پذیر ہو گئے ۔روایت ہے کہ چورہ شریف میں تشریف لانے سے گیارہ سال قبل، جبکہ آپ ابھی موضع تیزئی ہی میں قیام پذیر تھے،ایک روز آپ کا ایک مخلص خاص فقیر میاں محمد سکنہ چورہ شریف اپنے احباب کو جمع کر کے کہنے لگا کہ آج رات مجھے جناب بابا نور محمد صاحب اور مشائخ نقشبندیہ اس نالہ(کسی) پر جمع ہوتے نظر آئے۔اور مجھے حکم دیا کہ اس جگہ مسجد بنائی جائے اور حضور نے آبادی کے لیے بھی کسی قدر جگہ تجویز فرمائی اور اپنے روضہ مبارک اور اپنی اولاد امجاد کے مزارات کی جگہ الگ الگ دکھائی ہے۔آؤ ہم سب دوست وہاں جا کر نشان بنا دیں ۔اس واقعہ کے گیارہ سال بعد آپ چورہ شریف میں فروکش ہوئے۔

حضور بابا جی نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت طیبہ میں نہایت درجہ اتباع سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تقویٰ و پرہیزگاری تھی۔

آپ ہر قسم کی حقہ وتمبا کو نوشی کو معیوب سمجھتے تھے۔کسی حقہ نوش کو ختمِ خواجگان میں شرکت کی اجازت نہ دیتے تھے اور اپنے یارانِ طریقت کو اس سے اجتناب کی ازحد تاکید فرمایا کرتے تھے۔

آپ نہایت سادہ طبیعت،فقر وفروتنی کو عزیز رکھتے تھے۔قریباً ۸۰ سال تیزئی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں سکونت پذیر رہے۔لیکن اس تمام عرصہ میں اپنے یا اپنے اہل وعیال کی سکونت کے لیے اینٹ گارے یا پتھر کا مکان نہیں بنایا۔سرد ترین علاقہ ہونے کے باوجود آپ نے صرف جھاڑیوں کی باڑیں کھڑی کر کے گھاس پھوس سے جھونپڑی نما رہائش بنا رکھی تھی ۔باہر ایسی ہی ایک مہمانوں اور یارانِ طریقت کے لئے قیام گاہ بنا رکھی تھی۔تاہم یارانِ طریقت کے بہت زیادہ اصرار سے اپنے آخری ایام میں مہمانوں کے سردی سے بچاؤ کے لیے پتھروں کی دیواروں کا ایک مکان بنوادیا تھا جسکی چھت اسی نمونہ کی تھی۔

آپ کی سادگی کا یہ حال تھا کہ کھانے پہننے میں بالکل تکلف نہ فرماتے۔جو کھانا میسر آتا کھالیتے اور جس قسم کا پہننے کو ملتا پہن لیتے۔آپ کے ہاں سارے برتن مٹی کے ہوتے۔بڑے بڑے پیالوں اور برتنوں میں کئی آدمی مل کر کھاتے۔تاہم مہمانوں کی مہمان نوازی میں خاص اہتمام فرماتے۔اکثر خود مہمانوں کے ہمراہ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔باوجود بڑھاپے کے سردیوں میں وضو یاغسل کے لیے کبھی گرم پانی استعمال نہ فرماتے۔وضو کے لیے جاری پانی کو پسند فرماتے لہٰذا ندی یا نالے کے یخ بستہ پانی سے وضو کر لیتے۔

معمولات

آپ نہایت عابد وزاہد تھے۔آخر شب میں بیدار ہوتے،حوائج ضروریہ سے فارغ ہوکر وضو کرتے اور تہجد کی نماز ادا فرماتے۔اکثر بارہ رکعت تہجد ادا کیا کرتے تھے۔پھر استغفار کی ایک تسبیح پڑھ کر مراقبہ فرماتے۔مراقبہ سے فارغ ہوکر نفی اثبات کا ذکر کیا کرتے۔صبح کی سنت ادا کرنے کے بعد فرض سے پہلے دائیں پہلو پر قدرے استراحت فرماتے۔

صبح کی نماز کے بعد مراقبہ فرماتے اور اشراق کا وقت ہونے پر چار رکعت نماز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نفل ادا فرماتے۔ پھر دوستوں کی مجلس میں بیٹھتے۔ جو بغرضِ ملاقات یا شرف بیعت کی نیت سے آتا، اس سے ملاقات کرتے اور بیعت ہونے والوں کو تلقین فرماتے۔ چاشت کے بعد کھانے کا وقت ہوتا اور احباب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ کھاتے وقت، کھانے کے جملہ آداب و شرائط ہمیشہ ملحوظِ خاطر رہتے۔ بعد ازاں قدرے قیلولہ فرماتے اور زوال کے بعد وضو کر کے نفی اثبات کا ذکر کرتے۔ نمازِ ظہر کے بعد یارانِ طریقت کو توجہ سے نوازتے۔ پھر سورہ نوح کی تلاوت فرماتے۔ نمازِ عصر سے قبل چار رکعت سنت ضرور ادا کرتے۔ نمازِ عصر کے بعد دوستوں کے ہمراہ ہی کھانا کھاتے۔ نمازِ مغرب کے بعد چھ رکعت نفل اوابین پڑھتے پھر سورہ واقعہ کی تلاوت فرماتے۔ نمازِ عشاء کے بعد سورہ ملک اور دیگر سورتیں پڑھ کر استراحت فرمانے کے لیے بستر پر تشریف لے جاتے۔

کتاب "مقاصد السالکین" اکثر مطالعہ میں رہتی۔ سنت کی پابندی اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت کوشش فرماتے۔ طالب علموں اور مہمانوں کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی، شفقت اور مہربانی سے پیش آتے۔ سادات اور علما کرام کی بہت قدر کرتے اور ان کی تعظیم و تکریم کا خاص خیال رکھتے۔ کامل نسبتِ مجددی سے فائز المرام اور ہر چہار سلسلوں میں صاحب اجازت تھے، مگر طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ زیادہ محبوب تھا اور تمام زندگی اسی کی ترویج و ترقی میں کوشاں رہے۔

وصال

آپ نے ۱۲ شعبان المعظم ۱۲۸۶ھ بروز جمعرات بوقتِ عصر وصال فرمایا۔ مزارِ پر انوار چورہ شریف ضلع اٹک میں مرجع خلائق ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

۳۲

حضرت باواجی فقیر محمد چوراہی قدس سرہٗ

نام ونسب

غوثِ زماں، قطبِ دوراں، امام العارفین، خواجۂ خواجگاں حضرت باواجی چوراہی کا اسمِ گرامی خواجہ فقیر محمد اور لقب حاجی گل تھا، مگر عوام الناس اور وابستگان سلسلہ آپ کو عقیدت واحترام سے باواجی صاحب کے نام سے پکارتے اور یاد کرتے ہیں۔ آپ خواجۂ خواجگاں حضرت خواجہ نور محمد المعروف بابا جیو صاحب کے دوسرے فرزندِ ارجمند تھے۔ آپ فاروقی النسب ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب کئی واسطوں سے امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی قیومِ اول مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے جاملتا ہے اور پھر خلیفۂ راشد ثانی فاروقِ اعظم سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک جا پہنچتا ہے۔

ولادتِ باسعادت

خواجۂ خواجگاں حضرت باواجی فقیر محمد چوراہی قدس سرہٗ العزیز کی ولادت باسعادت ۱۲۱۳ھ بمطابق ۱۷۹۸ء کو موضع تیزئی شریف علاقہ تیراہ میں ہوئی۔ آپ کی ولادت کے وقت آپ کے نامور دادا حضرت خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہٗ النورانی بقیدِ حیات تھے۔ جس روز آپ اس دنیائے دوں میں تشریف لائے، آپ اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نہ پیتے تھے۔ اہلِ خاندان متردد ہوئے مگر جب اس کی اطلاع آپ کے جدامجد حضرت خواجہ محمد فیض اللہ رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی تو آپ نے برجستہ فرمایا:

"یہ تو ابھی سے اپنا حصہ طلب کرتا ہے"

پھر نومولود کو بڑی شفقت ومحبت سے اپنی گود مبارک میں لیا اور اپنی زبان

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مبارک آپ کے منہ میں ڈال دی جسے آپ تادیر چوستے رہے۔اس وقت حضرت خواجہ محمد فیض اللہ قدس سرہٗ النورانی نے یہ بھی ارشار فرمایا کہ ”یہ بچہ بڑا نیک بخت ہے۔اس کے وجود مسعود سے کثیر خلقِ خدا فیض یاب ہوگی“ معلوم ہوا کہ آپ مادرزاد ولی تھے۔آپ کا چہرہ انور روزِ اول سے ہی انوارِ الٰہی سے مثل ماہتاب درخشاں تھا۔

تعلیم وتربیت

غوثِ جلی، قطب الاقطاب حضرت باوا جی فقیر محمد قدس سرہٗ الصمدانی فاروقی نقشبندی مجددی کے والد ماجد شیخ المشائخ حضرت خواجہ نور محمد قدس سرہٗ العزیز روحانیت میں درجہ کمال کو پہنچے ہوئے تھے اور علومِ ظاہری میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔علوم القرآن، تفسیر، حدیث اور فقہ میں انہیں مکمل دسترس حاصل تھی۔علومِ باطنی میں کوئی ان کا ثانی نہیں تھا۔آپ کی ولایت کا شہرہ شمالی علاقہ جات کے علاوہ پاک وہند میں دور دراز تک تھا۔جب حضرت باوا جی فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھنے لکھنے کے قابل ہوئے تو آپ کے والد ماجد شیخ المشائخ حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی حضرت باوا جی فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو قرآن حکیم کی تعلیم دینے کا بیڑہ اٹھالیا۔حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حافظہ بہت تیز تھا، لہٰذا کم عمری میں ہی قرآن حکیم کے علوم و معارف سے آگاہی حاصل کر لی۔قرآن مجید کی تعلیم سے فراغت حاصل کر کے عربی، فارسی اور اردو کی کتب کا مطالعہ کیا۔ازاں بعد تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔دوران تعلیم ہی آپ کو کتبِ تصوف کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوگیا۔فارغ اوقات میں بزرگان دین کی کتب زیرِ مطالعہ رہنے لگیں۔فقہی مسائل میں اس حد تک عبور حاصل تھا کہ اگر کوئی شرعی مسئلہ دریافت کرتا تو آپ آئمہ اربعہ کے مسلک کے مطابق مسئلہ حل کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیتے مگر امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مسلک کی پابندی کو لازم قرار دیتے۔

بیعت وخلافت

حضرت خواجہ باواجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کے لیے شیخ کامل کی تلاش میں دور دراز کے سفر کی ضرورت پیش نہ آئی۔آپ کے سارے سلسلۂ نسب میں اولیائے کرام کی ایک طویل قطار ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے اولوالعزم ولی شمار ہوتے تھے۔حضرت باواجی قدس سرہٗ نے تصوف کے اسرار ورموز اپنے والد گرامی سے ہی حاصل کیے اور آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں اپنے والد ماجد کے دستِ حق پرست پر ہی بیعت ہوئے۔ منازل سلوک دورانِ تعلیم ہی طے کرلی تھیں۔باقاعدہ بیعت ہونے کے قلیل عرصہ بعد ہی آپ طریقت وحقیقت کے اس مرتبہ پر فائز ہوگئے جہاں پہنچنے کے لیے مدتوں ریاضت ومجاہدہ کی گھاٹیوں میں سے گزرنا پڑتا ہے۔

حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لختِ جگر کی تربیت میں کسی قسم کا دقیقہ فرو گزاشت نہیں کیا تا آنکہ آپ کو کامل ومکمل رہبر کی حیثیت حاصل ہوگئی۔آپ نے صرف دس سال کے قلیل عرصہ میں طریقت وحقیقت کے اسرار ورموز سے آشنائی حاصل کرلی تھی۔لہٰذا جذبہ وسلوک کی تکمیل کے بعد آپ کو خرقۂ خلافت سے نوازا گیا اور سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج وترقی اور اشاعت کا فریضہ سونپا گیا۔حضرت باواجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کو بالترتیب چہار سلاسل طریقت اور چودہ خانوادوں میں بیعت کی اجازت تھی،مگر آپ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی امتیازی خصوصیات کی بنا پر صرف اسی طریقہ کی ترویج وترقی اور اشاعت میں کوشاں رہے۔

رشد وہدایت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسندِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد حضرت باوا جی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی قیامگاہ پر رشد وہدایت کا سلسلہ جاری کیا۔آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ"اپنا باطن درست کرو، کیونکہ مرنے کے بعد باطنی اعمال ہی نجات کا باعث ہوں گے۔"بایں ہمہ آپ لوگوں کو حُبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن وسنت کی متابعت کا درس دیتے تھے۔اپنے مریدین کی تربیت پر خصوصی توجہ دیتے اور گاہے بگاہے دور دراز علاقوں کا تبلیغی دورہ بھی فرماتے۔تبلیغی سفر کے دوران مساجد میں قیام فرماتے یا آبادی سے دور کھلے میدان میں شب بسری کرتے۔بڑے بڑے علماوفضلاء آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور آپ کی صحبت اور نگاہِ کیمیا اثر سے علم وعرفان کے آفتاب بن کر چمکے اور فیضانِ نقشبندیہ مجددیہ کو چار دانگ عالم میں پھیلایا۔

آپ بلاشبہ اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے اور ظاہری وباطنی فیوض میں دست گاہِ کامل رکھتے تھے۔آپ کی نظر کیمیا اثر تھی۔اکثر طالبوں کو ایک ہی توجہ میں صاحبِ ارشاد واجازت بنا دیا کرتے تھے۔آپ سپہرِ ولایت کے وہ درخشاں آفتاب تھے جس کی تابانیاں وہم وتخیل سے بلندتر اور شرح وبیان سے بالا ہیں۔دور ونزدیک سے ہزارہا تشنہ لب آکر اس چشمہ فیض سے سیراب ہوئے۔برصغیر کے گوشہ گوشہ میں آپ کے دامن گرفتہ اور پروردۂ نگاہ موجود ہیں"۔

عادات پسندیدہ واخلاق حمیدہ

حضرت خواجہ باوا جی فقیر محمد چوراہی قدس سرہ النورانی فاروقی وصدیقی انوار وبرکات کا مرقع تھے۔طبیعت میں فاروقی جلالیت اور صدیقی جمالیات کا امتیاز پایا جاتا تھا۔ہر وقت خوش وخرم رہتے۔چہرہ انور پر رعب تھا مگر سالہا سال تک کسی پر غصہ کا اظہار نہ فرماتے۔تحمل وبردباری،صبر واستقلال،توکل علی اللہ اور تسلیم ورضا کا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیکر تھے۔کسی ساتھی کے خلاف شکایت سننا گوارا نہ تھا۔درویشوں کی لغزشوں اور خطاؤں پر گرفت نہ کرتے بلکہ عفوو درگزر سے کام لیتے تھے۔جلالی طبیعت کے باعث آپ کی شخصیت پروقاراور بارعب تھی۔بڑے بڑے علماءوفضلاءکوآپ کی محفل میں لب کشائی کی جرأت نہ ہوتی تھی۔امراء سے ربط کوزیادہ پسند نہ فرماتے بلکہ مساکین و غرباء سے نہایت محبت والفت سے پیش آتے تھے۔امراء سے ان کی مالی حیثیت سے متاثر نہ ہوتے بلکہ ان سے ربط کی غرض وغایت میں محض ان کی اصلاح مقصود ہوتی تھی۔خاموشی آپ کی عادت ثانیہ تھی کیونکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں خاموشی کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔یہی وجہ ہے کہ احباب ومتوسلین کوبھی خاموشی اختیار کرنے کی تاکید فرمایا کرتے تھےخصوصاًنماز فجر کے بعدطلوع آفتاب تک اورعصر کے بعدغروب آفتاب تک خاموشی اختیار کرنا آپ کامعمول تھا۔

ہرایک کی اس کی باطنی استعداداوردلی اخلاص کے مطابق تربیت فرماتے تھے۔آپ کی صحبت میں بیٹھنے والا بد بخت نہ رہتا تھا۔آپ کی طبیعت میں ریاوتصنع اور تکلف نام کو نہ تھا۔عُجب وغرور،فخروخودپسندی آپ کے نزدیک نہ آئی تھی۔مسکنت و تمکنت اوروقارآپ کی طبیعت کا خاصہ تھے۔صدیقی انواروتجلیات آپ کے چہرہ انور سے ہویدا تھے۔تعویذنویسی میں زیادہ دلچسپی نہیں لیتے تھے۔اکثر دعا ہی سے لوگوں کےمقدرسنوار دیا کرتے تھے۔آپ بے حدخوش خلق اور شیریں لب ولہجہ کے مالک تھے۔مساکین وغرباءاورعامۃ المسلمین سےآپ ہمیشہ محبت وشفقت سے پیش آتے۔ اپنی امراض کوحتی الوسع پوشیدہ ہی رکھتے۔

خوراک ولباس

آپ صاف ستھرے لباس اور پاکیزہ خوراک ہی استعمال فرماتے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ ہمیشہ سادہ اور نیلگوں لباس زیب تن فرماتے۔ کبھی کبھی سیاہ رنگ کی چادر اور عمامہ بھی لے لیتے تھے۔ سفید پاجامہ، سر پر کلاہ اور اس پر خط دار لنگی یا سبز دستار پہنتے تھے۔ بدن پر کبھی نیلگوں لنگی یا چادر اوڑھتے تھے۔ پوٹھوہاری پاپوش زیب پا کرتے اور ہاتھ میں ہمیشہ عصا رکھا کرتے تھے۔ آپ کی طبیعت ریا و تصنع اور بے جا تکلفات سے بیزار تھی۔ آپ کو خمیری روٹی اور کھچڑی زیادہ مرغوب تھی۔ مرغن اور لذیذ کھانے آپ کو سخت ناپسند تھے۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے بلکہ جو کچھ میسر آجاتا برضا و رغبت تناول فرما لیتے۔ دراصل آپ کی اصل غذا تو ''ذکر و فکر'' تھی۔

اتباع سنت

حضرت خواجہ باوا جی فقیر محمد چوراہی قدس سرہ النورانی اتباع سنت میں اپنی مثال آپ تھے۔ تمام امور دینی و دنیوی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق سرانجام دیتے۔ آپ کا چلنا، پھرنا، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، اوڑھنا بچھونا، طریق گفتگو غرضیکہ ہر کام میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل اتباع ملحوظِ خاطر رہتی۔ آپ نہ صرف خود شریعت مطہرہ کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے، بلکہ اپنے مریدین اور ارادت مندوں کو بھی متابعت سنت کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ خلاف شرع امور کو قطعی طور پر ناپسند فرماتے تھے۔

شبانہ روز معمولات

قطب العصر، ہادی زماں، غواص بحرِ عرفاں خواجۂ خواجگاں حضرت باوا جی فقیر محمد قدس سرہ نصف شب کے بعد بیدار ہوتے، غسل فرماتے یا وضو پر ہی اکتفا فرما لیتے اور بالالتزام نمازِ تہجد سے اپنے دن کا آغاز فرماتے۔ تہجد کے نوافل کی ادائیگی کے بعد کبھی مراقبہ فرماتے کبھی تسبیح و تحمید اور کبھی تہلیل لسانی میں مشغولیت اختیار فرماتے اور کبھی ذکر و فکر خصوصاً ذکر نفی اثبات میں حضور قلب سے مشغول ہو جاتے۔ کبھی کبھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب فرصت ہوتی تو سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں فجر کی سنت سے قبل دائیں پہلو پر استراحت بھی فرمالیتے۔ فجر کی سنت اور فرائض کے مابین بالالتزام سورہ فاتحہ ۴۱ دفعہ پڑھتے بعدازاں سبحان اللہ و بحمدہٖ، سبحان اللہ العظیم و بحمدہٖ استغفر اللہ کی تسبیح کرتے۔ فجر کے فرائض باجماعت ادا فرمانے کے بعد طلوع آفتاب تک مراقبہ کرنا آپ کا معمول تھا۔ طلوع آفتاب کے بعد جب سورج ایک نیزہ تک اوپر آجاتا تو کبھی دو، کبھی چار رکعت نوافل اشراق کے ادا کرتے اور دو نفل برائے استخارہ بھی ادا فرماتے تھے۔ ازاں بعد تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے۔ دو سے اڑھائی سیپارے تلاوت کرنا آپ کی عادت مبارک تھی۔ تلاوت کے بعد جب آفتاب خوب گرم ہوجاتا تو چاشت کے نوافل ادا کرتے۔ بعدازاں ناشتہ تناول فرماتے جو انتہائی سادہ اور قلیل ہوتا۔ زائرین اور مریدین کی فریادرسی فرماتے اور دور دراز سے آنے والوں کو رخصت فرماتے۔ ان امور سے فراغت حاصل کر کے سنت کی متابعت میں قدرے کھانا تناول فرما کر قیلولہ فرماتے۔

ظہر کی اذان کے ساتھ ہی بیدار ہو جاتے۔ طہارت و وضو فرما کر مسجد میں تشریف لے آتے۔ نماز ظہر کے بعد بھی کلام مجید کی تلاوت کرنا آپ کا معمول تھا۔ تلاوت کے بعد حاجتمندوں کی طرف متوجہ ہوتے۔ کسی کو پانی دم کر کے دیتے، کسی کو تعویذ اور کسی کے حق میں صرف دعا فرماتے تھے۔

آپ کا یہ معمول بھی تھا کہ صبح کی سنت اور فرائض کے مابین پانی یا چینی وغیرہ حسب موقع دم کر کے دیتے جس سے جسمانی اور روحانی امراض میں مبتلا مریض شفاءِ کاملہ و عاجلہ سے ہمکنار ہوتے۔

نماز عصر وقت مقررہ پر ادا فرماتے۔ عصر کی چار سنت کبھی ترک نہ فرماتے۔ نماز عصر کے بعد قیوم دوم عروۃ الوثقیٰ خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہٗ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الاسامی کا ختم شریف پڑھتے اور خواص کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دیتے اور اجازت فرماتے۔

مغرب کی نماز باجماعت ادا فرما کر نماز اوابین ادا کرنا بھی آپ کا عام معمول تھا۔ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد زائرین و مریدین اور درویشوں کے طعام کا انتظام کرتے اور خود بھی قلیل سا طعام نوش فرماتے۔ عشاء کی نماز اول وقت میں ادا فرماتے اور سونے سے قبل مراقبہ کرنا آپ کا معمول تھا۔

دورانِ سفر اکثر مسجد میں قیام فرماتے۔ آپ اکثر ارشاد فرمایا کرتے کہ "میں اللہ کا مہمان ہوں لہٰذا اللہ کے گھر میں ہی قیام کروں گا"۔ مختصراً یہ کہ آپ کا طعام نہایت قلیل ہوتا مگر اصل غذا کثیر ذکرِ حق ہوتی۔ ذکر و فکر اور مراقبہ و محاسبہ سے فارغ ہو کر اپنے بستر پر استراحت فرمانے کے لیے تشریف لے جاتے۔

امامِ ربانی قدس سرہٗ سے والہانہ عقیدت

نقشبندیت اور مجددیت کے اسرار و رموز آپ کے چہرۂ انور سے عیاں تھے۔ خلوت در انجمن، بازگشت، یادداشت اور وقوفِ قلبی پر عمل آپ کے دستور العمل کا حصہ تھا۔ دائمی حضور و آگہی آپ کی عادت ثانیہ تھی۔ خاموشی کے وقت آپ کے چہرۂ انور سے نورانیت ٹپکتی تھی۔ سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے جلیل القدر بزرگ امام ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ سے آپ کو والہانہ عقیدت و محبت تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ہر سال ایک قافلے کی صورت میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک میں شرکت فرمانا آپ کا دستور تھا۔ اس قافلے میں آپ کے منظور نظر خلفاء اور مریدین شامل ہوتے تھے۔ سرہند شریف پہنچ کر آپ اپنا بیشتر وقت حضرت خواجہ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ الصمدانی کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرقد انور کے سامنے قدموں کی جانب گزارتے۔امام ربانی قیوم اول حضرت خواجہ مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی بارگاہ کے خادموں کی حسب توفیق زیادہ سے زیادہ خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔

صاحبزادگان

حضرت باواجی فقیر محمد قدس سرہ کے پانچ صاحبزادے تھے۔ان میں سے ایک تو جوانی میں ہی راہی ملک عدم ہوگئے۔البتہ دیگر چار صاحبزادے صاحب کمال ہوئے ہیں جن کا فیض برصغیر پاک وہند کے علاوہ کشمیر خصوصاً آزاد کشمیر میں جاری وساری ہے۔

(۱) آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے کا اسم مبارک گل نبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔ آپ خواجہ فقیر محمد چوراہی کے فرزندِ اکبر تھے۔آپ کا وصال ۱۸۹۰ء میں ہوا۔اس وقت حضرت باواجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بقیدِ حیات تھے۔

(۲) دوسرے صاحبزادے کا نام محمد نبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا جن کا وصال جوانی میں ہی ہوگیا تھا۔

(۳) تیسرے صاحبزادے کا نام احمد نبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا آپ کی ولادت ۱۸۶۲ء میں تیزئی شریف میں ہوئی اور ۱۹۲۴ء میں وصال فرمایا

(۴) اور چوتھے صاحبزادے کا نام مبارک سید محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا۔آپ کی ولادت ۱۸۷۲ء میں تیراہ میں ہوئی اور یکم جنوری ۱۹۳۹ء کو وصال فرمایا۔

(۵) پانچویں صاحبزادے کا نام قادر بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا آپ کی ولادت ۱۸۶۳ء کو تیزئی شریف میں ہوئی۔آپ نے ۱۹۵۲ء میں وصال فرمایا۔

آپ کے یہ چاروں صاحبزادگان صاحب اولاد ہیں۔ان سب کی اولاد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اپنی اپنی استعداد کے مطابق اپنے اسلاف کا فیض تقسیم کرنے میں مصروف عمل ہے۔

جس طرح آپ کی ذات مبارک مظہر فیوض تھی اسی طرح آپ کی اولاد پاک بھی عام وخاص کے لئے چشمہ فیض ہے۔

خلفاء عظام

حضرت قطب العصر باواجی فقیر محمد قدس سرہ العزیز کے فیض یافتہ خلفاءِ کرام بھی اپنے وقت کے کامل ومکمل ولی اللہ ہوئے ہیں۔آپ کے ان عظیم المرتبت خلفائے مجاز نے بھی اپنی اپنی استعداد کے مطابق سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج واشاعت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ ان عظیم ہستیوں نے حضرت باواجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس مشن کو جاری رکھا جس کی اشاعت آپ زندگی بھر کرتے رہے۔ان میں سے بعض نے تو دنیا بھر میں شہرۂ عام حاصل کیا اور نقشبندی فیض کو جھولیاں بھر بھر کر لٹایا۔ان میں سے امیر ملت حضرت پیر سید حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور شہنشاہِ ولایت حضرت قبلہ عالم پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہ علی پور سیداں شریف ضلع نارووال نے عرب وعجم میں اپنے روحانی فیض کے چشمے جاری کیئے۔ دیگر خلفاء عظام میں حضرت خلیفہ خواجہ محمد خان عالم خاں باوٗلی شریف، حضرت خواجہ غلام محی الدین باوٗلی شریف ،حضرت مولوی غلام محمد بگوی ثم لاہوری، حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم عیدگاہ راولپنڈی، حضرت مولوی محمد حسن گجرات، حضرت مولوی غلام نبی قریشی چک قریشی، حضرت مولوی غلام یوسف اور حضرت راجہ شیر باز خاں رحمۃ اللہ علیہم موضع بڑکی ضلع گوجر خان قابلِ ذکر ہیں۔علاوہ ازیں مولوی مست علی مرحوم متراں والی ، سیّد غلام قادر کوٹلی سیداں ، حافظ فتح دین رنگپورہ سیالکوٹ، صاحبزادہ نواب الدین ساکن بشندر اور حافظ جوڑی والا مرحوم ومغفور رحمۃ اللہ علیہم کا بھی آپ کے خلفا میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شمار ہوتا ہے۔

وصال

حضرت باوا جی فقیر محمد قدس سرہٗ العزیز نے سو سال سے اوپر عمر پائی۔ چند روز صاحب فراش رہ کر ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بمطابق یکم جولائی ۱۸۹۷ء بروز جمعرات ظہر و عصر کے مابین دارِ فانی کو خیر باد کہا اور عالم جاودانی کی راہ لی۔ آپ کا مزار پُر انوار چورہ شریف ضلع اٹک میں مرجع انام ہے۔ آپ کا عرس مبارک ہر سال ماہ مارچ اپریل میں ہوتا ہے جس میں ہزاروں کی تعداد میں مریدین و معتقدین اور متوسلین دربارِ گوہر بار پر حاضر ہو کر آپ کے روحانی فیوض و برکات سے اپنے دامن بھر کر لے جاتے ہیں۔

کرامات وتصرفات

حضرت خواجہ باوا جی فقیر محمد قدس سرہٗ سے کثیر کشف و کرامات اور تصرفات کا ظہور ہوا۔ آپ کے خرق عادت اور مکشوفات وتصرفات اتنے زیادہ ہیں کہ یہ مختصر مضمون ان سب کو احاطہءِ تحریر میں لانے کا متحمل نہیں ہو سکتا تاہم حصولِ برکت کے لئے چند کرامات بطور نمونہ مشتے از خروارے ہدیۂ ناظرین ہیں۔

امتحان میں کامیابی اور اعلیٰ عہدہ پر تعیناتی

ایک مرتبہ حضرت باوا جی قدس سرہ العزیز امرتسر میں مسجد خیر دین میں تشریف فرما تھے کہ ایک عورت حاضر خدمت ہوئی اور زار و قطار روتے ہوئے اس طرح عرض گزار ہوئی کہ حضور میں بیوہ عورت ہوں۔ میں نے اپنی جمع پونجی اور گھر کا سارا ساز و سامان فروخت کر کے اپنے بیٹے کی تعلیم پر خرچ کر دیا ہے۔ میرے بیٹے نے بی۔اے کا امتحان دیا تھا۔ بدقسمتی سے وہ فیل ہو گیا ہے۔ اب میرے پاس اس کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعلیم کے لئے کچھ نہیں بچا کہ میں اپنے بیٹے کو مزید تعلیم دلوا سکوں۔ یہ کہہ کر وہ پھر زارو قطار رونے لگی۔ باواجی حضور کا دل پسیج گیا۔ چند ثانیے توقف کر کے ارشاد فرمایا۔فکر کیوں کرتی ہو، وہ تو پاس ہے۔اس عورت نے جواب دیا کہ حضور اس کا نتیجہ تو گھر آچکا ہے۔آپ نے پھر فرمایا کہ مائی! وہ غلط اطلاع ہے۔صحیح نتیجہ اب آئے گا۔

جب وہ گھر واپس آئی تو بیٹے کے پاس ہونے کی اطلاع گھر پہنچ چکی تھی۔اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی، جب اس کو یہ اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا پاس ہے۔اب وہ عورت خوشی سے پھولے نہ سماتی تھی اور سب کو بتاتی پھرتی تھی کہ میرا بیٹا محض حضرت باواجی فقیر محمد رحمتہ اللہ علیہ کے خصوصی تصرف سے پاس ہوا ہے۔ بعد ازاں وہ لڑکا آپ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں شامل ہوا۔ایک عرصہ تک وہ راولپنڈی میں سینئر جج کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہوا اور آخر میں سیشن جج کے عہدہ سے سبکدوش ہوا۔

حادثہ سے محفوظ

ایک دفعہ آپ موضع بن ،علاقہ گھیبی کی ایک مسجد میں تشریف فرما تھے۔اطراف واکناف کے لوگوں کی ایک کثیر تعداد بغرض زیارت وفیض یابی آپ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر تھی۔ بڑی پر لطف مجلس ذکر وفکر انعقاد پذیر تھی۔ اچانک آپ اپنی نشست سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سب لوگوں کو فوراً مسجد خالی کرنے کا حکم صادر فرمایا۔حسب الارشاد لوگ سراسیمگی کی حالت میں مسجد سے باہر نکل گئے۔جب تک تمام لوگ اور سامان باہر نہ نکلا آپ بدستور پر سکون مسجد کے اندر ٹھہرے رہے۔ جب مسجد بالکل خالی ہوگئی تو آپ بھی باہر تشریف لے آئے۔ آپ نے اپنا قدم مبارک باہر رکھا ہی تھا کہ مسجد کی چھت فوراً زمین بوس ہوگئی۔اس طرح سینکڑوں لوگ لقمہ اجل بننے سے بچ گئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جذامی شفایاب ہو گیا

ایک دفعہ حضور باواجی قدس سرہٗ العزیز مسجد کلاں میں قیام پذیر تھے۔ ایک جذامی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ چونکہ مسجد میں ہی اپنا وقت بسر کرتے تھے۔ جذامی کو اپنی مرض کے بارے میں عرض کرنے کا وقت نہیں ملتا تھا۔ وہ مسجد کے باہر تین یوم تک قیام پذیر رہا۔ آخر تھک ہار کر تیسرے روز اس جذامی نے حضرت خواجہ باواجی قدس سرہٗ العزیز کی خدمت عالیہ میں حاضر ہونے کی جرأت کر ہی لی۔ اس نے حاضر ہو کر نہایت بے قراری کے عالم میں مندرجہ ذیل شعر تین مرتبہ پڑھا اور رخصت طلب کی

ما ست فقیریم دریں گوشہء دنیا
خلق است ہمہ دشمن ما یار نداریم

اس نے یہ شعر اس درد و سوز سے پڑھا کہ حضور باواجی فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا دریائے شفقت و ترحم جوش میں آ گیا۔ وہ ابھی صحن مسجد کے باہر ہی کھڑا تھا کہ پیکر مہر و وفا، مجسمۂ الفت و رحمت حضور باواجی قدس سرہ السامی نے اپنی زبان کیمیا اثر سے اس کے حق میں صرف اتنے الفاظ فرمائے اور رخصت کر دیا۔

"اللہ کریم صحت بخشے"۔

تھوڑے ہی عرصہ بعد وہی جذامی عمدہ عمدہ تحائف کے ساتھ اپنے بھائی کے ہمراہ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اور نہایت پر مسرت انداز میں آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہوا۔ حضور! میں وہی جذامی ہوں، جو آپ کی نظر شفقت اور نگاہِ کرم سے بالکل صحت یاب ہو گیا ہے۔ یہ میرا بھائی ہے جو بڑے شوق و ذوق اور ایقان کے ساتھ آپ کے در اقدس پر آیا ہے اور بصد عجز و نیاز کہتا ہے کہ "جس آستانۂ عالی وقار پر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جذامی صحت یاب ہوتے ہیں وہاں دلوں کی کدورتیں اور بغض وعناد کب ٹھہرتے ہوں گے۔حضور! ہمیں اپنے حلقہ ارادت میں قبول فرمالیجیے، تاکہ جسمانی امراض کے بعد روحانی امراض بھی ڈھل جائیں۔''

منبع رحمت وشفقت، حکیم روحانیاں مظہر اخلاق حسنہ حضور باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے دونوں کو اپنے دست مبارک پر بیعت فرما کر ان کے قلوب کا بھی تزکیہ وتصفیہ فرمادیا۔

شادی خانہ آبادی

ایک دفعہ حضرت خواجہ باواجی فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ سیدنا وسندنا حضور شاہ لاثانی قدس سرہ النورانی کے علاقے میں اپنے چند دیگر خلفائے عظام کے ہمراہ تبلیغی دورہ پر تھے۔آپ کا یہ دستور تھا کہ جس خلیفہ مجاز کے علاقے میں آپ تشریف لے جاتے، اس علاقے کے حاجت مندوں کے لئے مشیر وسفارشی کا کام بھی اسی خلیفہ سے لیتے تھے۔

حضور قبلہ عالم شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لڑکے کو آپ کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش فرمایا اور عرض کی کہ حضور! یہ لڑکا غریب والدین کا چشم وچراغ ہے۔اس کے والدین نے جس لڑکی سے اس کا رشتہ طے کیا تھا، اس لڑکی کے والدین منحرف ہوگئے ہیں اور اس لڑکی کی شادی کسی دوسرے لڑکے سے کر رہے ہیں۔حالانکہ یہ لڑکا شادی کی ضروریات پر خرچ بھی کر چکا ہے۔

یہ ساری داستان سن کر حضور باواجی قدس سرہ نے اپنی لسانِ پُر تاثیر سے ارشاد فرمایا کہ جس روز دوسری بارات آئے یہ لڑکا بھی اپنی بارات لے جائے۔حضور قبلہ عالم شاہِ لاثانی حیران ہوگئے اور دل میں خیال آیا کہ یہ بات تو ہمارے رسم ورواج کے خلاف ہے۔حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بصد ادب ونیاز وضاحت فرمانی چاہی کہ حضور وہاں دوسری جگہ سے برات آئے گی۔اگر یہ بھی برات لے کر چلے گئے تو دنگا فساد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہونے کا خدشہ ہے۔ پہلے ہی بہت بے عزتی ہو چکی ہے۔ کس منہ سے برات لے کر جائیں۔ حضور باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے تو خاموشی اختیار فرمائی مگر وہ خوش نصیب لڑکا خود اکیلا ہی وہاں چلا گیا۔ اور کسی کونے کھدرے میں دبک کر سو یا رہا۔ صبح کسی بات پر لڑکی کے والدین کا لڑکے والوں سے ایسا جھگڑا ہوا کہ بارات کو خالی ہاتھ لوٹنا پڑا۔ اسی اثنا میں لڑکی کے والد کو اس لڑکے کی موجودگی کا علم ہو گیا۔ اس نے اپنی لڑکی کا نکاح اسی لڑکے کے ساتھ کر دیا۔ حضور قبلہ گاہی باواجی رحمۃ اللہ علیہ ابھی اسی علاقے میں تھے کہ وہ لڑکا خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے مٹھائی لیکر حاضر خدمت ہو گیا۔ یہ سن کر قبلہ عالم حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نہایت مسرور ہوئے اور پکار اٹھے کہ "میرے باواجی قدس سرہٗ کے تصرف سے کام بن گیا۔"

فقیری میں سلطانی

علاقہ گھیبی موضع بن میں میرے آقا و مولا سلطانِ ولایت حضور باواجی فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ساربان غلام تھا۔ جو باباجی ساڑھی والے کے نام سے مشہور تھا۔ وہ ہمیشہ سیاہ رنگ کی چادر اوڑھتا تھا۔ ایک روز حضور باواجی قدس سرہٗ کے خلفاء ہم مجلس ہوئے اور ایک دوسرے کے مقامات دریافت کرنے لگے۔ دوران گفتگو "نفس" کو تنبیہ کرنے کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ سب نے اپنے اپنے حال و مقام کا ذکر کیا۔ جب باواجی بن والوں کی باری آئی تو انہوں نے فرمایا۔

"میں تو ان پڑھ آدمی ہوں، مگر حضور قبلہ عالم باواجی خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی توجہاتِ ظاہری و باطنی سے یارقند کے بادشاہ تک میرے مرید ہیں۔ مگر میں ہمیشہ اپنے نفس کو یہ تنبیہ کرتا ہوں کہ یہ سارا فیض حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ورنہ تیری کیا اوقات ہے۔ یہ بھورا کمبل، سوٹا (عصا) اور اونٹ! اگر خود باواجی بن بیٹھا اور باواجی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قدس سرہ' کا ادب و پاس نہ رکھا تو پھر اونٹوں کے ساتھ خراب حال ہوگا"

حضرت خواجہ پیر محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ انوار تیراہی میں رقم طراز ہیں کہ میں نے بھی اس باوا جی کی زیارت کی ہے۔ "عجب مردِ کامل تھا"۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا

یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ اسْمَعْ قَالَنَا

اِنَّنَافِیْ بَحْرِ هَمٍّ مُّغْرَقُوْا

خُذْ یَدِنَا سَہِّلْ لَّنَا اَشْکَالَنَا

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روز محشر عذر ہائے من پزیر

گر حسابم را تو بینی ناگزیر
از نگاہ مصطفےٰ پنہاں بگیر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

باب سوم

غوث زماں، دستگیر بیکساں
حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہ النورانی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

اجمالی تعارف

شمس العارفین سیّد السالکین حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خانوادہ سادات کے بے مثل و بے نظیر فرد تھے جو سرزمین علی پور سیّداں شریف ضلع نارووال میں اس عالم رنگ و بو میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ مسلکاً حنفی اور مشرباً نقشبندی مجددی تھے۔ طریقت میں قطب العارفین، غوث زمان، ہادیء دوراں حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت تھے۔ انہی کی زیر نگرانی آپ نے منازل سلوک طے کیں اور خلافت و اجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ آفتابِ حقیقت تھے اور سینہ مبارک اسرار و معارف کا بحر بیکراں تھا۔ آپ کا قلب اطہر انوار و تجلّیاتِ الٰہی کا مرکز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا۔ آپ پیکرِ صدق و اخلاص تھے۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ کا عملی نمونہ تھے۔ آپ عبادات و ریاضات میں کامل تھے۔ آپ سادگی، عجز و انکسار کا پیکر، غرباء و مساکین اور بے نواؤں کے ملجاء و ماویٰ تھے۔ آپ شریعت و طریقت، رموزِ حقیقت اور علومِ معرفت کے شناسا، فراست و ذکاوت میں ممتاز اور تفقہ فی الدین میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کا عفو و درگزر اور جود و سخا مثالی تھا۔ آپ مستجاب الدعوات، پیرِ کامل اور صاحبِ کشف و کرامات ولی تھے۔ آپ کا سایۂ مبارک نفس و شیطان کے لیے خنجرِ برہنہ تھا۔ آپ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حامی اور بدعت کے سخت مخالف تھے۔ آپ بفیضِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفاتِ الٰہیہ کے مظہر تھے۔ آپ ایسے فقیرِ بے ریا تھے کہ عشقِ الٰہی اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر فائز ہوئے۔

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اہلِ بیت اطہار کی اولاد ہونے کا شرف و امتیاز بھی حاصل ہے۔ آپ خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے مہکتے ہوئے گلِ سرسبد اور مہرِ منیر تھے جس کی خوشبو سے ایک عالم معطر ہوا اور جس کی ضیا باریوں سے کئی گم کردہ راہ منزلِ مقصود سے ہمکنار ہو گئے۔

آپ وجیہہ، باوقار، خوش گفتار اور جلال و جمال کا پیکر تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن اسمِ ذات کے نور سے روشن تھا۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے آپ کا قلبِ مبارک علومِ لدنیہ کا مخزن تھا۔ آپ سادہ الفاظ اور پُرتاثیر انداز میں دقیق مسائل اور اسرار و معارف کا بیان اس طرح فرماتے کہ الجھی گتھیاں سلجھ جاتیں۔ سب سوالوں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے جواب مل جاتے اور سامعین پر کیف وسرور کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ بڑے بڑے جید علماء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفیض ہونے کو باعث فخر سمجھتے تھے۔ آپ کو حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور حضرت امام ربانی مجدّد الفِ ثانی قدس سرہ العزیز سے بے حد عقیدت ومحبت تھی اور آپ کا ان بزرگوں کے ساتھ خصوصی روحانی رابطہ تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اہلِ بیت اطہار سے خصوصی محبت اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے والہانہ عقیدت تھی۔ آپ کی توجہ امراضِ ظاہری وباطنی کے لئے باعث شفا تھی۔ آپ صاحبِ فراست مؤمن تھے۔ کوئی ارادتمند خواہ دنیا کے کسی بھی کونے میں ہوتا آپ کی نظر فیض رساں سے محروم نہ رہتا۔ توفیق الٰہی اور ہمت واستعداد کے باعث آپ رشد وہدایت کے اعلیٰ وارفع منصب پر فائز تھے۔ آپ نے حضرت قبلہ باواجی فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چوراہی کی زیر تربیت احوال ومقامات کی دشوار ترین منزلیں طے کرتے ہوئے مشاہدہء ذات حق تک رسائی حاصل کی۔ آپ اکثر تہجد کے وقت سوز وگداز سے یہ شعر پڑھا کرتے۔

من کہ در ذاتِ تو شدم فانی
گے بسوئے صفات می بینم

ترجمہ: جب کہ میں تیری ذات میں فنا ہو چکا ہوں تو تیری صفات کو کیسے دیکھوں۔

اولیاء اللہ ایسا مینارۂ نور ہوتے ہیں جو مردہ دلوں کا تزکیہ وتصفیہ کر کے انہیں اسرارِ الٰہی کا مہبط بنا دیتے ہیں۔ اس طرح کہ ان کا چہرہ بھی رخ جمال یار کا مظہر بن جاتا ہے۔ ایک کامل مرشد گنہگار کو اسفل السافلین (سب سے نچلے طبقہ) سے اٹھا کر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایسے بلند مقام تک پہنچا دیتا ہے کہ فرشتے بھی اُس پر رشک کریں۔وہ اُسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار تک لے جا کر ان کے پاک قدموں میں بٹھا سکتا ہے۔

ایک مرشد کامل مریدین کے دلوں میں عشق الٰہی کا ایسا چراغ روشن کر دیتا ہے جس کی ضیا سے تمام ظلمتیں اور حجاب دور ہو جاتے ہیں اور راہ حق بالکل واضح دکھائی دینے لگتی ہے۔وہ بادشاہوں اور امراء کے دربار سے بے نیاز ہوتا ہے اور ان کے سامنے حق بات برملا کہہ دیتا ہے۔وہ توفیق الٰہی سے طالب کو منازل سلوک ایک ہی نظر کرم سے طے کرا دینے پر قدرت رکھتا ہے۔وہ چور کو قطب بنا سکتا ہے۔اُس کی توجہ سے طالب حق کے دل میں اسم ذات کا نوری شجر پھلنے پھولنے لگتا ہے اور پھر اس سے نور کی نہریں اور رشد و ہدایت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ایسے ہی مرشد کامل تھے جن کی صحبت سے بے شمار گم کردہ راہ فیض یاب اور بھٹکے ہوئے مسافر صراط مستقیم پر گامزن ہوئے۔بیماروں کو شفاء مل گئی، پریشان حالوں کو قرار آ گیا،لوگوں کے دکھ درد اور تکالیف راحت و مسرت میں بدل گئے۔رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یونہی برقرار رہے گا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فضائل اہل بیت اطہار

اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عظمتوں اور فضیلتوں کے مالک اور تمام انبیاء ورسل علیہم السلام کے امام ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام ومرتبہ دیگر انبیاء ورسل سے افضل ہے۔ ہر وہ چیز جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہے وہ اپنے جیسی دیگر تمام اشیاء سے ممتاز ہو جاتی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کے اہل بیت سے افضل ہیں۔ان کی شان اور فضیلت محتاج بیان نہیں۔اس عظیم المرتبت خانوادے کو سیّد یعنی سردار اور دادرس کے خصوصی القاب سے بھی پکارا جاتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیگر انبیاء کے صحابہ سے افضل،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس شہر یعنی مدینہ منورہ دیگر شہروں سے افضل، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ مبارک دیگر سب زمانوں سے افضل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت دیگر تمام امتوں سے افضل ہے۔

اللہ نبی کا گھرانہ یہ گھرانہ وراء الوریٰ ہے
اس میں حسنین ہیں سیّدہ ہیں اس گھرانے میں مشکل کشا ہیں

اگرچہ اہل بیت اطہار میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات،اولاد پاک اور دیگر رشتہ دار بھی شامل ہیں۔لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ،حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امام حسن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وامام حسین رضی اللہ عنہما کو ان میں خصوصی امتیاز اور شرف حاصل ہے۔اہل بیت اطہار امتیازی فضائل ومناقب کے حامل ہیں اور ان کی ذریّت بھی آل رسول ہونے کی بناء پر خصوصی ادب ومحبت کی مستحق اور عزت کے قابل ہے۔ان سے محبت اور ان کا ادب کامیابی کی کنجی ہے جبکہ ان سے بغض رکھنے والا اور ان کی فضیلت وعظمت کا منکر برباد و نامراد ہے خواہ وہ کتنا ہی دیندار کیوں نہ کہلائے۔انہی اہل بیت اطہار کی اولاد میں سادات علی پور سیّداں شریف بھی شامل ہیں جن میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ،حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ممتاز نظر آتے ہیں۔

قرآن پاک،احادیث مبارکہ،آثار صحابہ اور دیگر علماء کرام کے اقوال کثیرہ اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار خصوصی شان اور عزت کے حامل ہیں۔قرآن پاک میں یہودی علماء سے بحث ومجادلہ کے بعد ان سے مباہلہ کا حکم ہوا۔اس سلسلہ میں فرمان نازل ہوا

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ۔

(ال عمران:٦١)

ترجمہ: تو ان سے فرمادو آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں،اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس موقع پر اپنے اہل بیت اطہار میں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امامین حسنین کریمین رضی اللہ عنہما (بطور بیٹوں کے) اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (بیٹی) کو ہمراہ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں سے مباہلہ کے لئے تشریف لے گئے۔ ان کی نورانی صورتیں دیکھ کر یہودیوں کے سب سے بڑے یمنی عالم نے کہا کہ میں ان صورتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ اگر یہ ہمارے لئے بددعا کردیں قیامت تک کے لئے ہماری نسل ختم ہوجائے گی۔ اس کے مشورہ پر یہودیوں نے مباہلہ سے راہ فرار اختیار کی اور صلح کر لی۔ اگر وہ مباہلہ کی جرأت کرتے تو ہلاک ہوجاتے۔

اہل بیت اطہار کی شان میں دیگر آیات کریمہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب:۳۲)

ترجمہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیبیو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ (الشوریٰ:۲۳)

ترجمہ: فرمادو کہ میں اس پر تم سے کچھ اجر طلب نہیں کرتا سوائے اس کے کہ تم میرے اہل قرابت کے ساتھ محبت رکھو۔ اس آیہ کریمہ کی رو سے اہل بیت اطہار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت واجب ہے۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ج (الاحزاب:۳۳)

ترجمہ: اے اہل بیت نبی اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور فرمادے اور تمہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پاکیزہ بنا دے جیسے کہ پاکیزگی کا حق ہے۔اس آیت مبارکہ کی تشریح علامہ آلوسی اس طرح کرتے ہیں کہ اس تطہیر الٰہی کے نتیجے میں اہل بیت اطہار اپنے اعمال،فضائل اور اخلاق کے لحاظ سے ہر دور میں دیگر لوگوں سے پیش پیش دکھائی دیتے ہیں۔اہل کشف حضرات تصریح فرماتے ہیں کہ اسی فضیلت کی بنا پر ہر دور میں قطب مدار اسی خاندان سے ہوتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَا یُحِبُّ اَہْلَ بَیْتِیْ اِلَّا مُؤمِنٌ تَقِیٌّ وَلَا یُبْغِضُنَا اِلَّا مُنَافِقٌ "۔"متقی مومن کے سوا اہل بیت سے کوئی محبت نہیں کرتا اور بد بخت منافق کے سوا اہل بیت سے کوئی بغض نہیں رکھ سکتا"۔(ینابیع المودۃ،صفحہ ۴۸۹)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوران خطبہ فرمایا "یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّی تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ اَہْلَ بَیْتِیْ "اے لوگو میں نے تمہارے درمیان جو چیز چھوڑی ہے اگر تم اس کو پکڑے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ چیز ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے اور دوسرے میری اولاد و ذریت (یعنی میرے اہل بیت)۔

(مشکوٰۃ شریف)

امام احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں کو پکڑ کر فرمایا مَنْ اَحَبَّنِیْ وَ اَحَبَّ ھٰذَیْنِ وَاُمَّھُمَا وَ اَبَاءَ ھُمَا کَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔جس نے مجھ سے محبت رکھی اور ان دونوں اور ان کے والدین کریمین سے محبت رکھی تو وہ قیامت کے دن میرے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔یعنی پنجتن پاک سے محبت رکھنے والا بصورت خدمتگار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درجہ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ہوگا۔یہ مطلب نہیں کہ اس کا مقام بھی وہی ہوگا۔(الشرف المؤبد،صفحہ ۸۶)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ داروں کی خدمت کرنا مجھے اپنے رشتہ داروں کی صلہ رحمی سے زیادہ محبوب ہے۔

(اشرف المؤید،صفحہ ۸۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ لوگوں کے لئے یہ عظیم فخر کافی ہے کہ جو شخص آپ پر درود نہیں بھیجتا اس کی نماز نہیں قبول ہوتی۔(اشرف المؤید،صفحہ ۸۸)

اہل بیت اطہار حسب ونسب میں دیگر لوگوں سے افضل واعلیٰ ہیں۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے قبیلہ کنانہ کو منتخب فرمایا،کنانہ میں سے قریش کو اور قریش میں سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم میں سے مجھے منتخب فرمایا۔

(برکاتِ آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،صفحہ ۹۱)

امام طبرانی بیان فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی اولاد ان کی پشت میں رکھی اور میری اولاد علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب کی پشت میں رکھی(اشرف المؤید،۴۸)اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ماں کی اولاد اپنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پدری رشتہ داروں کی طرف منسوب ہوتی ہے ماسوائے اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کہ میں اُن کا ولی ہوں اوران کا عصبہ ہوں۔(برکاتِ آلِ رسول،۱۱۰)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ستارے آسمان والوں کے لئے باعث امن ہیں اور میرے اہل بیت زمین والوں کے لئے باعث امن ہیں (اشرف المؤید، صفحہ ۴۶)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص پسند کرتا ہو کہ اس کی عمر دراز ہو اور وہ اپنی آرزؤوں سے بہرہ ور ہو اسے میرے اہل بیت سے اچھی طرح پیش آنا چاہیے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبی تعلق کے باعث اہل بیت اطہار میں فکری و نظری طہارت اور رفعت و پاکیزگی بدرجہء اتم موجود ہوتی ہے اور راہِ سلوک کے مختلف مقامات سے گزر کر منزل مقصود کو پانا ان کے لئے آسان بنا دیا گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

علی پور سیّداں شریف کا تاریخی پس منظر

۱۵۴۰ء میں مغل بادشاہ ہمایوں نے شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ایران کا رخ کیا اور وہاں کے بادشاہ طہماسپ سے مدد مانگی۔ اس نے صاف انکار کر دیا۔ ہمایوں مایوس ہو کر حضرت نظام الدین شاہ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور حکم دیا کہ بادشاہ طہماسپ سے مدد طلب کرو۔ اس پر ہمایوں نے عرض کیا کہ میں وہاں سے ناکام لوٹا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اب جاؤ گے تو انشاء اللہ اُسے اپنا معاون و مددگار پاؤ گے۔ جب ہمایوں دوبارہ طہماسپ کے پاس گیا تو حضرت نظام الدین شاہ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ اور دعا کی برکت سے بادشاہ نے ہمایوں سے بھرپور تعاون کرتے ہوئے ایک لشکر جرار اس کے ہمراہ کر دیا۔ اس مرتبہ ہمایوں کو جنگ میں کامیابی نصیب ہوئی۔ ہمایوں ہندوستان روانہ ہونے سے قبل حضرت نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ آپ خود میرے ساتھ تشریف لے چلیں اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو اپنے خاندان کے کسی بزرگ کو خیر و برکت کے لئے میرے ہمراہ روانہ فرما دیں۔ آپ نے کمال مہربانی سے حضرت سید حسین شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیّد محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوروز کو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمایوں کے ہمراہ روانہ فرما دیا۔ ہمایوں نے تخت نشین ہوتے ہی دونوں بزرگوں کے معقول وظیفے مقرر کر دیئے۔ ہمایوں کی وفات کے بعد اکبر تخت نشین ہوا۔ اس نے دین الٰہی کے نام سے ایک جھوٹا دین ایجاد کیا اور ایک منظم سازش کے تحت ہندوانہ عبادات و رسوم کو دین اسلام میں شامل کر دیا۔ حضرت سید محمد سعید نوروز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس صورتحال سے بہت رنجیدہ ہوئے۔ آپ کا نکاح مبارک اکبر بادشاہ کے داروغہ سید شمس الدین کی صاحبزادی سے ہوا تھا جو اس وقت صوبہ پنجاب کے ایک قصبہ پسرور جسے اس وقت پُرسرور کہتے تھے میں رہائش پذیر تھے۔ اکبر بادشاہ نے تخت نشینی کے بعد حضرت سیّد محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک سرکاری منصب پیش کیا۔ آپ نے اس کے حصول سے انکار کیا اور یادِ الٰہی میں مشغول رہنا پسند فرمایا۔ شہنشاہ نے آپ کی اولاد کے لئے اڑھائی ہزار بیگھے زمین پسرور کے علاقہ میں چک بندی کے ذریعہ نذر کی۔ پھر وہاں چار عدد مواضع صاحبزادگان کے ناموں پر، سعید پور، علی پور، خیراللہ پور اور فتح پور آباد کیے گئے۔

ایک دوسری معتبر روایت کے مطابق سعید پور گاؤں بعد میں بوجوہ غیر آباد ہو گیا۔ حضرت سیّد محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوروز کی پانچویں پشت میں سیّد علی اکبر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے دوبارہ آباد کیا اور ان کے اسم گرامی کی نسبت سے اس کا نام علی پور رکھا گیا۔ سیّد علی اکبر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ساتویں پشت میں حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شجرہ نسب

آپ کا شجرہ نسب درج ذیل ہے۔

حضرت قبلہ پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت سیّد سید علی شاہ بن سیّد مہر علی شاہ بن سیّد فیض کریم شاہ بن سیّد محکم دین شاہ بن سیّد صغیر الدین شاہ بن سیّد میر سید بن سیّد علی اکبر شاہ بن سیّد محمد امین شاہ بن سیّد شاہ محمد بن سیّد حیدر علی شاہ بن سیّد محمد سعید شاہ نوروز (عرف دادا پیر بانی علی پور شریف) بن سیّد حسین شاہ شیرازی بن سیّد منصور شاہ شیرازی بن سیّد نظام الدین شاہ بن سیّد حبیب اللہ شاہ بن سیّد خلیل اللہ شاہ بن سیّد شمس الدین شاہ بن سیّد عبداللہ شاہ بن سیّد نور اللہ شاہ بن سیّد خسرو شاہ بن سیّد محمد عارف شاہ بن سیّد اسد اللہ شاہ بن سیّد محمد طاہر احمد شاہ بن سیّد حسین شاہ کلاں بن سیّد محمد علی العارض بن سیّد محمد دیباج شاہ (رحمۃ اللہ علیہم) بن سیّد امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ بن سیّد امام محمد باقر بن سیّد امام زین العابدین بن سیّد الشہداء حضرت امام حسین علیہم السلام بن سیّدنا ومولانا امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

ولادت باسعادت

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۸۶۰ عیسوی بمطابق ۱۲۷۶ ہجری بروز جمعۃ المبارک علی الصبح علی پور سیّداں شریف میں جلوہ افروز ہوئے۔آپ کے والد بزرگوار حضرت سیّد سید علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب آپ کی ولادت کی خبر سنی تو بہت خوش ہوئے۔فوراً گھر تشریف لائے اور آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بجالائے۔آپ کا اسم گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت سے جماعت علی رکھا گیا۔

عہدِ طفولیّت

آپ بچپن ہی سے پسندیدہ عادات، مثالی اطوار، اعلیٰ اخلاق اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔لغویات اور فضول کھیلوں سے آپ کو فطرتاً نفرت تھی۔آپ اپنی فطری سنجیدگی، متانت اور ذہانت کی وجہ سے اپنے ہم عمر لڑکوں میں ممتاز نظر آتے تھے۔آپ بچپن ہی سے بے کار کھیل کود کو پسند نہیں فرماتے تھے۔تاہم اپنے دوستوں میں ہر دلعزیز اور مقبول تھے۔آپ والدین کا ادب واحترام سب سے مقدم رکھتے تھے۔نہایت صابر، قانع اور محنتی تھے۔کھیت میں ہل چلانے والوں کی مدد کرتے تھے۔آپ اپنے ہم عمر لڑکوں سے زیادہ شائستہ، مہذب اور صفائی پسند تھے۔بچپن ہی سے عبادت وریاضت کے شوقین، خلوت پسند اور غور وفکر کے عادی تھے۔آپ کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی خصوصی عنایات آپ کے شامل حال ہیں اور یقیناً آپ سے خدمت دین کا کوئی اہم کام لیا جائے گا۔

معتبر روایت کے مطابق ایک مجذوب بزرگ علی پور سیّداں شریف کے باہر قیام پذیر ہوئے۔جب بھوک پیاس ستاتی تو گاؤں میں آ کر کسی گھر کے سامنے خاموش کھڑے ہو جاتے اور اہل خانہ ان کو کچھ کھانے کو دے دیتے۔گاؤں کے لڑکے بھی اکثر ان کے پاس جمع ہو جاتے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی دیگر لڑکوں کے ساتھ ان کے پاس تشریف لے جاتے اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ ان کی صحبت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں تشریف فرما رہتے۔ جس پر آپ کے ہمجولی بہت حیران ہوتے۔ ایک مرتبہ آپ اپنے ساتھیوں کے اصرار پر ان کے ہمراہ کھیلنے لگے تو اس مجذوب بزرگ نے آپ کو ان الفاظ کیساتھ منع فرمایا کہ آپ کو بے کار کھیل کود کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔ اس واقعہ کے بعد آپ پہلے سے بھی زیادہ سنجیدہ، کم گو اور متین ہو گئے۔ بعد ازاں آپ کافی عرصہ تک ان مجذوب بزرگ کی صحبت سے مستفید ہوتے رہے۔ انہی ایام میں آپ حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی اور حضرت مرزا اسکندر بیگ رحمۃ اللہ علیہما جیسے بزرگوں کی صحبت سے بھی فیض یاب ہوئے۔ ان بزرگوں کی صحبت سے آپ کے قلب مبارک میں عشق حقیقی کی آگ بھڑک اٹھی اور تلاش حقیقت آپ کو بے چین اور بے قرار رکھنے لگی۔

آپ کئی کئی روز گھر سے غائب رہنے لگے۔ تلاش کرنے پر کسی اللہ والے کے آستانے سے ملتے۔ کوئی اندرونی جذبہ آپ کو بے قرار رکھتا تھا۔ جوں جوں آپ کی عمر مبارک بڑھتی گئی روحانی ذوق وشوق اور جذبۂ عشق الٰہی بڑھتا گیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت خواجہ مرزا اسکندر بیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور پیر سیّد چنن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت تھے اور علی پور سیّداں کے قریب چک قریشیاں میں قیام پذیر تھے۔ آپ بلند مرتبت، یکتائے زمانہ روحانی قوتوں کے مالک اور مغلوب الحال بزرگ تھے۔ آپ نے حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عہد طفولیت میں ہی بلند روحانی استعداد ومقام کا حامل پایا اور آپ کے باطنی اور روحانی ذوق وشوق کا مشاہدہ کیا تو آپ کو خصوصی توجہ کا مرکز بنا کر نوازشات کا رخ ادھر کر دیا۔ حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی خداداد

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر ان خزانوں کو نہایت انہماک و اشتیاق سے سمیٹا۔

تحصیل علم

اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ (سورۃ الزمر: ۹)

ترجمہ "تم فرماؤ کیا برابر ہیں جاننے والے اور انجان، نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں" حقیقی معرفت علم والوں کو ہی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو علوم ظاہری و باطنی سے نوازنے کا انتظام بھی خود ہی فرما دیتا ہے اور اس کے لئے بہترین ظاہری و باطنی اسباب بھی مہیا کرتا ہے۔ حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بچپن میں حضرت مولوی عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس تحصیلِ علم کے لئے بھیجا گیا جن سے آپ نے دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ قرآن شریف، حدیث پاک، فقہ اور تصوف کے علوم حاصل کیے۔ اپنی فطری ذہانت و ذکاوت کے باعث آپ تحصیل علم میں دیگر ساتھی طلبا سے بہت جلد آگے نکل گئے۔ آپ جو کچھ پڑھتے فوراً ذہن نشین ہو جاتا۔ آپ مسائل تصوف پر خصوصی غور و خوض فرماتے۔ اولیاء اللہ کے حالات اور صوفیا و سالکین کی حکایات سے آپ کو گہری دلچسپی تھی۔ آپ تفکر و تدبر فی القرآن کرتے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہونے کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے۔ آپ مطالعہ اور غور و خوض کے لئے خلوت پسند فرماتے تھے۔ جوں جوں آپ تعلیم حاصل کرتے گئے آپ کا ذوق و شوق اور عشق حقیقی بڑھتا چلا گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کتب تصوف کے مطالعہ نے عشقِ حقیقی اور طلبِ حق کو مزید جلا بخشی۔ اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کے حالات زندگی آپ کے لئے چراغ راہ ثابت ہوئے۔آپ اس امر سے بخوبی واقف تھے کہ راہ طریقت کے سالک کا ہر لحہ قیمتی ہوتا ہے لہٰذا آپ اپنے وقت کو لہو ولعب میں ضائع کرنا سخت ناپسند فرماتے تھے۔ ہر وقت عبادت اور ذکر وفکر میں ہی مشغول رہتے تاہم اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنی دنیاوی ذمہ داریوں کو بھی بحسن وخوبی سرانجام دیتے تھے۔آپ اپنے کھیتوں میں خود ہل چلاتے، اپنے مویشیوں کی دیکھ بھال کرتے اور دیگر گھریلو کاموں کو بھی پوری ذمہ داری کے ساتھ سرانجام دیتے تھے۔

عالم شباب

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عشق حقیقی اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہاں تک ترقی حاصل کر لی کہ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کا مقام پالیا۔آپ کا ظاہر و باطن صبغۃ اللہ (اللہ تعالیٰ کے رنگ) کے مصداق ہوگیا۔سنت مطہرہ کی مکمل پیروی نے آپ کی شخصیت میں وہ کشش پیدا کردی کہ جو بھی آپ کو دیکھتا متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ آپ نہایت سنجیدہ، وضع دار، منکسر المزاج، مؤدب اور حیادار تھے۔آپ مکارم اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔آپ کا لباس، گفتگو، وضع قطع سب سنت مطہرہ کے عین مطابق تھا۔آپ اعلیٰ درجہ کے سخی بامروت اور ہمدرد تھے۔آپ کو نمود ونمائش سے نفرت تھی۔جو کچھ پاس ہوتا راہ خدا میں دے ڈالتے۔آپ کے ذوق وشوق کا عالم یہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھا کہ اللہ والوں کی تلاش میں دیوانہ وار کئی میل پیدل ہی گھوما کرتے تھے۔اگر کسی بزرگ کے بارے میں پتا چلتا تو چالیس چالیس میل تک پیدل سفر کر کے ان کی زیارت کے لئے تشریف لے جایا کرتے۔آپ اکثر حضرت سید نور شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا کرتے تھے۔آپ کے اور ان کے درمیان الفت و یگانگت کا گہرا رشتہ تھا۔ایک مرتبہ آپ حضرت سید نور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملنے کے لئے گھوڑی پر سوار ہو کر تشریف لے گئے۔انہوں نے آپ کی گھوڑی کی تعریف کی تو آپ نے بصد اصرار انہیں گھوڑی کی سواری کروائی۔حضرت سید نور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گھوڑی پر سوار تو ہو گئے مگر فرمانے لگے کہ''اے گھوڑی میری بے ادبی کو معاف کر دینا کہ میں تجھ پر سوار ہوا کیونکہ تو ایک مردِ کامل کی گھوڑی ہے''۔

حلیہ مبارک

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلند قامت تھے۔آپ کے اعضائے جسمانی متناسب و موزوں تھے۔رنگت سفیدی مائل گندمی تھی۔آپ کے رُخ روشن سے نورانی شعاعیں پھوٹتی محسوس ہوتی تھیں۔پیشانی مبارک روشن بلند اور کشادہ تھی جس سے ذہانت و فطانت مترشح ہوتی تھی۔ابرو مبارک باریک سیاہ اور خوش نما تھے جو چہرہ مبارک پر نہایت موزوں اور بھلے معلوم ہوتے تھے۔آپ کی چشم مبارک سیاہ غلافی اور عشق حقیقی کے نشہ میں مخمور رہتی تھیں۔آپ عموماً نظریں جھکائے رکھتے تھے۔کسی کو آپ کی آنکھ سے آنکھ ملانے کی ہمت نہ ہوتی تھی۔جب طبیعت پر جلال غالب ہوتا تو چشم مبارک میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سرخ ڈورے اُبھر آتے۔ آپ کی ناک کھڑی اور ستواں تھی، لب ترشے ہوئے سرخ رنگت کے نہایت خوش وضع تھے۔ آپ کی ہتھیلی مبارک کشادہ اور چوڑی تھی۔ انگلیاں لمبی، باریک، خوش وضع اور نرم تھیں۔ سینہ مبارک کشادہ اور اُبھرا ہوا تھا۔ کندھے چوڑے اور سیدھے تھے۔ داڑھی گھنی، بال قدرے گھنگریالے اور سیاہ تھے۔ جب عمر مبارک بڑھی تو سر اور داڑھی کے بالوں میں سفیدی غالب آگئی تاہم جسم مبارک بھاری نہ ہوا۔ آپ سفید رنگ کی سوتی ٹوپی اور سفید سوتی دستار استعمال فرماتے تھے۔ دستار دوہری اور سادہ انداز میں باندھتے تھے۔ کندھے پر سفید چادر رکھنا بھی معمول تھا۔ دست مبارک میں لکڑی کا عصا رکھتے تھے۔ چہرہ مبارک سنجیدہ بارعب اور متین تھا۔ کھل کر ہنسنا یا قہقہہ لگانا آپ کو ناپسند تھا۔ ہنسی کی بات ہوتی تو ہلکا سا تبسم فرما دیتے۔

نکاح مُبارک

انسان کی بقا ازدواجی زندگی پر منحصر ہے۔ بے شک نکاح حکمِ الٰہی اور سنّتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ (النور:۳۲) ''تم میں سے جو صاحب حیثیت کنوارے ہیں ان کا نکاح کروا دو''۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔ ''نکاح میری سنت ہے جس نے اس سے منہ پھیرا وہ ہم میں سے نہیں''۔ درحقیقت ازدواجی زندگی کی دشواریاں، مسائل، اولاد کی تعلیم و تربیت ایسے مراحل ہیں جو قربِ الٰہی کے حقیقی حصول میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ مجرد زندگی گزارنا، ریاضتیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور مجاہدے کر لینا آسان ہے جبکہ خوش اسلوبی سے ازدواجی زندگی گزارنا اور اہل وعیال کے حقوق ادا کرنا کہیں مشکل اور کڑا امتحان ہے۔علاوہ ازیں ذہن وقلب کی پاکیزگی بھی اسی سنت مقدسہ کی تکمیل سے وابستہ ہے۔

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پہلا نکاح تحصیل پسرور چک قریشیاں کے ایک نہایت معزز سادات گھرانے میں ہوا۔آپ کی زوجہ محترمہ عابدہ، زاہدہ، بلند مرتبہ، پابند صوم وصلوٰۃ ،سلیقہ شعار اور عفت مآب خاتون تھیں۔ان کی صحبت سے بے شمار خواتین مستفید ہوئیں۔آپ کی تمام اولاد انہیں کے بطن مبارک سے تولد ہوئی۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی وصال فرما گئی تھیں۔ بعدازاں گھریلو معاملات کے انتظام وانصرام کے لئے آپ نے نکاح ثانی ایک عمر رسیدہ عفیفہ سے کیا۔جو حضرت پیر چنن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آلو مہار شریف کے حلقہء ارادت میں شامل تھیں۔نہایت عبادت گزار، پرہیز گار اور نیک اطوار خاتون تھیں۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد عقیدت رکھتی تھیں۔ان کا وصال حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کے بعد ہوا۔

کسبِ معاش

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے:اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہ"(رزق حلال) کمانے والا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے"۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عبادات و ریاضات کے ساتھ ساتھ اپنے دنیاوی فرائض اور ذمہ داریاں بھی بحسن وخوبی ادا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتے تھے۔آپ نے کسب معاش کے لئے کھیتی باڑی کو ذریعہ بنایا جو آپ کا آبائی پیشہ بھی تھا۔آپ کھیتوں میں اپنے ہاتھ سے کام کرنا پسند فرماتے تھے۔فصلوں اور مویشیوں کی دیکھ بھال بنفس نفیس فرمایا کرتے تھے۔

بیعت

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ (سورۃ الفتح:۱۰) اے محبوب بے شک وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متعدد مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی۔صوفیاء کرام بھی جب داخل سلسلہ ہوتے ہیں تو مرشد کامل کے دست مبارک پر بیعت کرتے ہیں۔درحقیقت بیعت دین پر استقامت اور اتباع شریعت وسنت پر مداومت کے عہد کا نام ہے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیشتر اولیاء کرام کی صحبت بابرکت سے فیض حاصل کر چکے تھے۔

مرزا اسکندر بیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوران تربیت آپ کے بلند و بالا روحانی مقام کو محسوس کرتے ہوئے آپ کو چورہ شریف میں خواجہ فقیر محمد چوراہی المعروف باوا جی سرکار کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشورہ دیا تھا۔

آپ کئی مرتبہ چورہ شریف حاضر ہو چکے تھے تاہم مرشد کامل کی جستجو اور تلاش ہنوز جاری تھی۔آخر کار آپ نے غور و خوض اور سوچ بچار کے بعد خواجہ خواجگان خواجہ فقیر محمد چوراہی المعروف باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستِ مبارک پر بیعت ہونے کا فیصلہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرلیا۔

آپ فرمایا کرتے تھے ''میں نے خواجہء خواجگاں حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی لاہوری محلہ چاہ میراں لاہور میں آمد کی خبر سنی تو حاضر خدمت ہونے کی غرض سے روانہ ہوگیا۔ وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع پٹیالہ میں دوست محمد کے ہاں تشریف لے جاچکے ہیں۔ میں وہاں حاضر ہوا مگر شرف ملاقات حاصل نہ ہوسکا اور میں ان کے پیچھے پیچھے موضع دھونکل متصل وزیر آباد اور پھر سیالکوٹ جا پہنچا، جہاں مجھے آپ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے مجھ پر بڑی شفقت فرمائی اور سلسلہء عالیہ نقشبندیہ مجدّدیہ میں بیعت سے سرفراز فرمایا۔ جس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا''۔

ایک روایت کے مطابق حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی شدت سے اپنے مرید خاص (حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا انتظار تھا۔ آپ اکثر اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر مشرق کی طرف رخ فرما کر بیٹھ جاتے گویا کسی کے منتظر ہیں۔ جب آپ سے اس طرح بیٹھنے کا سبب دریافت کیا گیا تو فرمانے لگے کہ اس طرف ایک شہباز ہے جسے میں پکڑنا چاہتا ہوں۔ بعد ازاں جب حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کی تو باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے کہ یہی وہ شہباز ہے جس کی ہمیں جستجو تھی۔

بیعت سے مشرف ہونے کے بعد آپ کی باقاعدہ روحانی تربیت شروع ہوئی اور آپ حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیرِ تربیت تیزی سے منازل سلوک طے کرنے لگے۔ کامل اتباع، اخلاص اور ادب و حیا کے باعث آپ جلد ہی اُن کے منظورِ نظر ہوگئے۔ حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ کی برکت سے مقامات سلوک کا سفر آپ کے لئے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آسان ہو گیا۔شیخ کامل حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرید صادق حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اس قدر اعتماد کرنے لگے کہ انہوں نے اپنے گھر کے بیشتر کاموں کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد فرما دی۔باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو شاہ صاحب کہہ کر پکارتے اور فرماتے ”میں قیامت تک آپ سے راضی ہوں“۔یہ بھی فرماتے کہ آپ دیا اور تیل گھر سے ہی لے کر آئے تھے میں نے تو صرف چراغ کو روشن کیا۔

ادب واحترام مرشد

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مبارک ہے ”دین سارے کا سارا ادب ہے“۔سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں کامیابی اور ترقی کا دارومدار مرشد کی کامل اتباع، خصوصی محبت، صحبت، رابطہ، احترام اور عقیدت پر ہے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی غوث زماں حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محبت کرتے تھے۔دن رات ان کی خدمت میں حاضر رہتے، ان کے احکام کی تعمیل اور ان کا دیدار آپ کا مقصد حیات تھا۔آپ حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حد درجہ ادب واحترام فرماتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں جب بھی پیر و مرشد حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ وقت مرشد کامل کی حضوری میں رہ کر ان کے جمال جہاں آراء سے نگاہوں کو آسودہ کرنے میں گزارتا اور اس مقصد کے حصول کے لئے نہایت قلیل غذا استعمال کرتا تا کہ حوائج ضروریہ کیلئے اٹھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔جب مرشد کامل

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

استراحت فرما ہوتے تو میں حجرہ مبارک کے قریب باادب اور خاموش بیٹھا رہتا تا کہ جب بھی آقائے نعمت مجھے یاد فرمائیں میں غیر حاضر نہ رہوں۔آپ پیر خانہ میں تشریف لے جاتے تو ادب واحترام مرشد کی وجہ سے پوری رات بیدار رہ کر گزار دیتے۔

آپ مرشد کامل کی موجودگی میں مؤدب اور خاموش رہتے،کبھی ان سے آنکھ ملا کر گفتگو نہ کرتے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ تصورِ شیخ ہی اصل فکر ہے۔آپ نے بہت جلد اپنی بے لوث محبت،وفاداری اور ادب واحترام کی بنا پر حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں گھر کر لیا۔آپ کو ان کے ساتھ حد درجہ کی عقیدت تھی۔آپ اکثر اوقات فتوح کے ذریعے حاصل شدہ آمدن بھی مرشد کی بارگاہ میں پیش کر دیا کرتے تھے۔اگر آپ کو کسی قسم کا کوئی نقصان پہنچتا یا کوئی ناخوشگوار خبر ملتی تو آپ فرماتے کہ شائد مجھ سے مرشد خانہ کے احترام ومحبت میں کوئی کوتاہی سرزد ہوگئی ہے جس کی وجہ سے یہ نقصان ہوا ہے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اتباع سنت کے ساتھ ساتھ مرشد کامل کی پیروی اور تقلید کرنا بھی پسند فرماتے تھے۔آپ نے فرمایا میرا دل بھی تکلفات اور عالیشان عمارات سے بیزار ہے کیونکہ حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی بلند و بالا عمارات اور کروفر پسند نہ تھا۔اسی طرح ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں نے تقریباً بتیس برس تک شیخ کامل حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کی ہے۔مگر حتی الامکان کوشش کی کہ ان کے ادب واحترام میں کوئی فرق نہ آنے دوں۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے پناہ محبت اور عقیدت رکھنے کے باعث ہمہ وقت انہی کے تصور میں مستغرق رہتے تھے۔ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جب بھی کسی چیز پر دم کرتا ہوں تو میرے دھیان میں حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تصور ہوتا ہے۔ مجھے اس کے بغیر اطمینان نہیں ہوتا۔ایک مرتبہ حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک خادم کو تلاوت فرمانے کے بعد قرآن مجید رکھنے کے لئے دیا اس نے وہ نسخہ دوسرے قرآن شریف کے نیچے رکھ دیا۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر پڑی تو اس سے کہنے لگے اس قرآن مجید کو سب سے اوپر رکھو کیونکہ اسے میرے مرشد کامل نے ملاحظہ فرمایا ہے اور دوسرے نسخہ کو مجھ جیسے عام انسان نے۔لہٰذا اسے دوسرے قرآن مجید کے نیچے رکھنا بے ادبی ہے۔اس واقعہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آپ کے دل میں مرشد کامل کا حد درجہ احترام اور عزت تھی۔

حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد پیار اور شفقت فرمایا کرتے تھے۔وہ ہمیشہ آپ کو شاہ جی کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔ایک مرتبہ ان کے ایک خادم خاص نے حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حفظ مراتب کا خیال رکھے بغیر مخاطب کیا تو حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ میں تو انہیں شاہ جی کہہ کر بلاتا ہوں اور آپ انہیں ان کے نام سے پکار رہے ہیں۔حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد بھی چورہ شریف باقاعدگی سے حاضری آپ کا معمول رہا۔ایک مرتبہ سخت بیمار ہونے کے باوجود آپ نے چورہ شریف حاضری کا ارادہ ظاہر فرمایا۔بعض احباب نے خرابیٔ صحت کی وجہ سے آپ کو منع کیا تو آپ فرمانے لگے بخدا میری لاش بھی چورہ شریف ضرور حاضر ہوگی اور جو مجھے وہاں حاضر ہونے سے روکے گا وہ میرا دشمن ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اولادِ مرشد سے محبت وعقیدت

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرشد کامل خواجۂ خواجگان حضرت فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے بے حد محبت وعقیدت رکھتے تھے۔ایک مرتبہ حضور باواجی چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تین پوتے علی پور سیّداں تشریف لائے۔ان کی آمد کے موقع پر حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسرت وشادمانی دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔آپ نے مذکورہ صاحبزادگان کو چارپائیوں پر نئے بستر لگوا کر نہایت شان سے بٹھایا اور خود ان کی خدمت کے لئے کبھی آپ گھر کے اندر تشریف لے جاتے اور کبھی باہر آتے۔آپ نے گھر میں موجود تمام نقدی پارچات اور دیگر قیمتی اشیاء باہر رکھوادیں اور پھر خود ہی زمین پر بیٹھ کر ان تمام اشیاء کو تین برابر حصوں میں تقسیم کردیا۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بصد اصرار تینوں صاحبزادگان کی خدمت میں ایک ایک حصہ بطور نذرانہ پیش کردیا۔اس واقعہ سے آپ کی مرشد کامل اور ان کی اولاد سے محبت وعقیدت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

چورہ شریف کے ایک صاحبزادے پندرہ جولائی 1921ء کو حضرت پیر سیّد فدا حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لائے تو آپ نے ان کی بے حد خاطر ومدارت کی۔جب وہ تشریف لے جانے لگے تو آپ نے انہیں ازراہ ادب گھوڑی پر سوار کرایا اور ان کے قدموں کو چوم لیا۔وہ آپ کے اس عجز وانکسار سے سخت حیران اور پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ میں اس قابل کہاں ہوں کہ آپ جیسے بلند

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مرتبہ بزرگ میرے پاؤں کو بوسہ دیں۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آپ خواہ مخواہ پریشان نہ ہوں میں نے آپ کے قدم چوم کر درحقیقت اپنے پیرو مرشد حضور باوا جی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کی قدم بوسی کی ہے۔ایک مرتبہ چورہ شریف سے صاجزادہ پیر محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیّداں شریف تشریف لائے اور حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مہمان ہوئے۔آپ نے صاجزادہ صاحب کی خاطر مدارت میں کوئی کمی نہ چھوڑی۔ جب انہوں نے روانگی کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے گھوڑی منگوا کر انہیں اوپر بٹھایا اور نصف میل تک گھوڑی کے ساتھ پاپیادہ چل کر انہیں الوداع کیا۔بعدازاں آپ نے ان کے قدم چھونا چاہے تو انہوں نے گھبرا کر پاؤں پیچھے کر لئے۔آپ نے فرمایا صاجزادہ صاحب میں ضعیف آدمی ہوں میری سفید داڑھی کا خیال کریں میں آپ کے قدموں کو نہیں بلکہ اپنے پیرو مرشد حضور قبلہ باوا جی چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک قدموں کو چھو رہا ہوں۔مرشد کامل اور ان کے صاجزادگان کے ادب واحترام کرنے کی وجہ سے حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ روحانیت کی معراج پر فائز المرام ہوئے۔

ثانی سے لاثانی

علی پور سیداں شریف دو بزرگ ہستیوں کی وجہ سے مشہور ومعروف ہے۔ حسن اتفاق سے دونوں کا اسم مبارک "سیّد جماعت علی" تھا اور دونوں ہی حضرت باوا جی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔حضرت باوا جی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو جماعت علی ثانی اور حضرت امیر ملت حافظ جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو حافظ جی کہہ کر بلاتے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بعدازاں منازل سلوک کی جلد کامیاب تکمیل پر حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ''لاثانی'' کا لقب عطا فرمایا اور یہی لقب آپ کی شناخت اور پہچان بن گیا۔

عطائے خلافت

قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً۔(البقرۃ:۳۰) اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ مقرر فرما کر دیگر تمام مخلوقات پر فضیلت وشرف عطا فرمایا۔ پھر انسانوں میں اپنے انبیاء اور رسول بھیجے جنہوں نے اصلاح وہدایت کا فریضہ سرانجام دیا۔ پھر انبیائے کرام کی وراثت کے امین اولیائے کرام مقرر فرمائے جن کے طفیل یہ سلسلہ تا قیامت جاری وساری رہے گا۔ ایک سالک طریقت جب جذب وسلوک کے مختلف مقامات کی تکمیل کر لیتا ہے تو مرشد کامل اسے خلافت واجازت سے سرفراز فرما کر سلسلہ رشد وہدایت کے فرائض سرانجام دینے کے لئے مقرر فرما دیتا ہے۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اتباع شریعت واسوہء حسنہ کا کامل نمونہ بن چکے تھے۔ حضرت باواجی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کیمیا اثر نے آپ کو کندن بنا دیا تھا۔ آپ نے مشاہدہ ذات حق تک رسائی حاصل کر لی تھی۔ آپ عالم وجد میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

من کہ در ذاتِ تو شدم فانی
گے بسوئے صفات می بینم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یا اللہ چونکہ میں آپ کی ذات میں فنا کی منزل پا چکا ہوں اس لئے آپ کی صفات کی جانب کیسے متوجہ رہ سکتا ہوں۔

جذبہ وسلوک کی تکمیل کے بعد جب آپ کو خرقہء خلافت سے نوازا گیا تو آپ مرشد کامل کے ارشاد کی تعمیل میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔گم گشتگان راہ کو صراط مستقیم پر چلانے کے لئے آسمان ولایت پر آفتاب ہدایت بن کر چمکے اور اپنی نور افشاں کرنوں سے ایک عالم کو منور فرما دیا۔آپ نے مرشد کامل سے حاصل کردہ خزانہ عرفان کو نہایت محبت واحترام کے ساتھ خیر وعطا اور لطف وسخا کے ان خزانوں میں شامل فرما لیا جو آپ کو اپنے آباؤ اجداد سے بطور خاص تفویض ہوئے تھے۔آپ نسبت روحانیہ صدیقیہ نقشبندیہ کے فیض وکرم سے مالا مال تھے اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کو نسبت روحانیہ صُلبیہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بے پناہ عنایت وشفقت سے نواز رکھا تھا۔یہ کامل ترین نسبتیں آپ کے درجات کی بلندی اور بے پناہ قوت روحانیہ کی دلیل تھیں۔

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر بنفس نفیس تبلیغ وتلقین کے سلسلہ میں دور دراز کا سفر اختیار فرماتے اور اس دوران مریدین سے ملاقات بھی کرتے اور ان کے مسائل حل فرماتے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا اجرا بھی بھرپور طریقہ پر فرماتے تھے۔آپ اپنے خلفا اور دیگر خصوصی مریدین کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے فروغ واجرا اور وعظ ونصیحت کے لئے قرب وجوار کے علاقوں میں بھیجا کرتے تھے۔ آپ کے توجہ اور روحانی تصرف کی برکت سے خلقِ خدا کی کثیر تعداد عقائد قبیحہ سے تائب ہو کر مذہب حقہ اہل سنت وجماعت میں شامل ہو گئی اور بیشتر لوگ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہو کر صوم وصلوٰۃ اور شریعت مطہرہ کے پابند ہو گئے۔

عقائدِ حسنہ

عقائد جمع ہے عقیدہ کی جس کے لغوی معنی اعتقاد اور یقین کے ہیں اور عقیدہ وہ بنیادی تصور یا قانون واصول ہے جس پر چل کر دو جہاں میں کامیابی متوقع ہوتی ہے۔ دین کا معنیٰ بدلہ، نتیجہ اور انجام ہے۔ عقیدہ دین ہے جو اپنے انجام اور نتیجہ کو بہتر بنانے کے لئے اپنایا جاتا ہے۔ عقیدہ اصل اور عمل اس کی فرع ہے۔ عقیدہ درست ہو مگر عمل مفقود ہو تو آخرت میں نجات کی امید ہے۔ معاملہ مشیت الٰہی کے سپرد ہے۔ خواہ معاف کرے خواہ گناہوں کے موافق سزا دے۔ دائمی عذاب بدعقیدہ کے لئے ہے جو ضروریات دین کا منکر ہو اور اسے ہی کافر کہتے ہیں۔

دنیا میں بہت سے مذاہب ہیں اور ان سب کے اپنے اپنے عقائد ہیں۔ ان سب میں سے صرف وہی عقیدہ برحق اور نجات دہندہ ہے جو دنیا کے خالق ومالک نے دیا اور پسند فرمایا ہے۔ وہ نظریہ، وہ عقیدہ اور سوچ صرف دین اسلام میں ہے جو حقیقی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ جیسا کہ خالق کائنات کا ارشاد گرامی ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ:۳)۔

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ (آل عمران:۱۹)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے یہاں اسلام ہی دین ہے۔

دین اسلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت اور وسیلہ سے نصیب ہوا اور یہی اصل میں حق اور درست ہے۔ اسلام میں عقیدہ سب سے بنیادی چیز ہے۔ اگر عقیدہ درست ہو تو ایمان اور اسلام کا فیض ملے گا۔ اگر عقیدہ درست نہ ہو تو مسلمان کہلانا بھی زیبا نہیں۔ ایک مسلمان اور مؤمن کے جو عقائد و نظریات ہونے چاہئیں اولیاء کرام کے عقائد و نظریات بعینہٖ وہی ہوتے ہیں۔ یہ عقائد و نظریات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا نتیجہ اور اللہ کریم کی رضا کا باعث ہوتے ہیں۔ اسلام میں کئی فرقے ہیں، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''بنی اسرائیل میں ۷۲ فرقے ہوئے اور میری اُمت میں ۷۳ فرقے ہوں گے جن میں سے صرف ایک فرقہ ہی جنتی ہوگا باقی سب دوزخی ہوں گے۔ وہ ایک گروہ وہ ہوگا جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر چلے گا اور وہ سوادِ اعظم (بڑی جماعت) ہوگا۔ مزید فرمایا تم پر لازم ہے کہ سوادِ اعظم کے ساتھ رہو۔ ارشادات عالیہ کے مطابق اہل سنت و جماعت ہی حق پر ہیں اور ان میں ہی اولیاء کرام ہوتے ہیں۔

اولیائے کاملین کی طرح حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اہل سنت و جماعت کے عقائد و نظریات کے حامل و مبلغ تھے۔

توحید باری تعالیٰ

آپ توحید باری تعالیٰ کے داعی و مبلّغ تھے اور کسی طرح بھی ذات وصفات باری تعالیٰ میں شرک برداشت نہ فرماتے تھے۔اس سلسلہ میں ذرا سی بھی کمی و کوتاہی کی نشاندہی کرتے اور اصلاح احوال کی مساعی فرماتے۔آپ یقین رکھتے تھے کہ ہر خوشی، غمی، عزت، ذلت اور تمام نظام کائنات اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی یقین رکھتے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیوض و برکات اس کے محبوب رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک وسیلہ جلیلہ سے ملتے ہیں۔آپ کا ایمان تھا کہ نبوت و رسالت عطیہء الٰہی ہے کوئی اکتسابی شے نہیں اور تمام انبیاء کرام برحق اور معصوم ہوتے ہیں۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امام الانبیاء اور خاتم النبیین ہیں۔تمام انبیاء، آسمانی کتابیں اور صحیفے برحق ہیں۔قرآن مجید آخری آسمانی کتاب اور پہلی تمام کتابوں کی جامع اور ناسخ ہے۔اسی طرح شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے۔اس کے علاوہ جو ضروریات دین ہیں مثلاً قیامت، حشر و نشر، حساب قبر، جنت، دوزخ، فرشتے، جنات وغیرہ سب پر کامل ایمان رکھتے تھے۔

حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ تعالیٰ کے محبوب اعظم حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(الحدیث)۔"تم میں کوئی اس وقت مؤمن کامل نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے اس کے ماں باپ، اولاد اور سب انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں"۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی محبت اور کامل ایمان ہے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس قدر والہانہ محبت وعقیدت تھی کہ جب بھی مجلس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک ہوتا تو آپ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی اور آپ کی آنکھیں بھر آتیں۔آپ اکثر فرمایا کرتے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و مدارج کو کوئی انسان نہیں جان سکا اور نہ ہی جان سکتا ہے۔ وہاں تو روح الامین علیہ السلام جیسے فرشتے بھی عاجز و درماندہ ہیں۔آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و مدارج علیا میں شک اور اعتراضات کی روش کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ دنیا اور آخرت میں کامیابی کی کنجی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت وعقیدت رکھنا اور زندگی کے ہر معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنا ہے۔

ترتیب خلافت راشدہ

اہلسنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ان کے صحابہ کرام کا درجہ ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مرتبہ ومقام دیگر نبیوں کے صحابہ سے افضل ہے۔نیز یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مرتبہ تمام غیر صحابہ سے بدرجہا افضل ہے۔کوئی غیر صحابی اگرچہ ولی، قطب، غوث ہو وہ صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔قرآن وحدیث کی روشنی میں تمام صحابہ کرام جنتی ہیں۔ان سب کی تعظیم وتکریم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لازم ہے اور ان کی محبت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے۔حدیث پاک کے مطابق صحابہ کرام نجوم ہدایت ہیں اور اہل بیت اطہار کی محبت سفینہ ہے۔ان دونوں کی محبت کے بغیر ایمان کامل نہیں۔

صحابہ آسمان رشد کے روشن ستارے ہیں
رہِ حق کے دکھانے کو یہ نورانی منارے ہیں
اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ، فرماتے ہیں کہ شیخین (سیدنا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما) رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم خانہ ہیں۔انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک ہی حجرہ میں مدفون ہونے کا خصوصی شرف حاصل ہوا۔گویا شیخین وصال کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصاحب اور مقرب وقرین ہیں۔(مکتوب نمبر ۲۵۱۔دفتر اول)

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ، دیگر اولیاء کاملین اور علماء اہلسنت کی طرح حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بالترتیب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی فضیلت بشمول خلافت وامامت کے قائل تھے اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشمول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عزت واحترام لازم ایمان جانتے تھے۔آپ کے نزدیک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان واقع ہونے والے اختلافات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اجتہادی تھے۔ ان کی صلح بھی حق کے لئے تھی اور اختلاف بھی حق کے لئے تھا۔

اہل بیت اطہار

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، امامین کریمین علیہما السلام اور سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے انتہائی گہرا لگاؤ رکھتے تھے۔ آپ کو اہل بیت اطہار کا ذکر سننا سنانا بہت مرغوب تھا۔ جب ذکر اہل بیت اطہار شروع ہو جاتا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر استغراق کی ایک خاص کیفیت طاری ہو جاتی اور یوں معلوم ہوتا کہ آپ کا رُواں رُواں گریہ زاری کر رہا ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علی شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سرچشمہ ء روحانیت ہیں۔ تمام اولیائے کرام نے آپ سے فیض حاصل کیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ختم باقاعدگی سے دلایا کرتے تھے اور اس موقع پر لنگر بھی تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں آپ ہر سال تین رمضان المبارک کو سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عرس شریف کا اہتمام فرماتے اور احباب کو اس کی ترغیب دلاتے تھے۔

فقہ حنفی

اہل سنت عقائد میں ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمنوا اور فقہ میں ائمہ اربعہ میں سے کسی امام کے مقلد ہوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقہ حنفیہ کی تعلیم و تبلیغ اس تدبر، فراست اور حکیمانہ انداز سے فرماتے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ سننے والے قائل ہو جاتے اور مخالفین کو انکار کی جرأت نہ ہوتی۔فقہ حنفی سے آپ کے لگاؤ کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جب آپ سرہند شریف سے واپسی پر سخت علیل ہو گئے تو آپ نے اپنے فرزندان گرامی کے نام وصیت لکھوائی کہ

''نہ صرف خود اہل سنت و جماعت کے عقائد اور فقہ حنفی پر سختی سے
عمل پیرا رہیں بلکہ اپنی اولاد کو بھی اس کی تاکید کرتے رہیں''

آپ فرمایا کرتے کہ اپنے عقائد کو اہلِ سنت و جماعت (سوادِ اعظم) کے عقائد کے موافق درست رکھو تاکہ آخرت میں انجام بخیر ہو سکے۔آپ بدعقیدگی، شرک و بدعت اور دینی معاملات میں بے ادبی کے رجحان کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بدعقیدگی راہِ راست سے دور کر کے عذاب و عتاب کا باعث بنتی ہے۔عمل میں سستی اور کوتاہی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے معاف ہو سکتی ہے لیکن عقیدہ کی خرابی اور بے ادبی کی حدیں بلاشبہ کفر و شرک سے جا ملتی ہیں جو نا قابل معافی جرم ہے۔قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔(النساء:۴۷)۔ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ شرک (کفر) کو نہیں بخشتا اور اس کے علاوہ اور سب کچھ بخش دیتا ہے جس کے لئے چاہتا ہے۔

آپ کو چہار سلاسل طریقت (نقشبندیہ، چشتیہ، قادریہ، سہروردیہ) میں خلافت و اجازت حاصل تھی تاہم آپ اکثر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی ترویج و اشاعت کو ترجیح دیتے رہے۔آپ فرقہ وارانہ جھگڑوں اور فروعی اختلافات سے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پرہیز کرتے تھے۔آپ مذہبی رواداری کے قائل تھے۔ ہر مذہب وفرقے کے پیروکار آپ کی بزرگی وعظمت کے قائل تھے۔

عقائد باطلہ کی تردید

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک وہابی مولوی حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ہم لوگ اپنے شاگردوں کو حروف تہجی سے لے کر تحصیل علوم کی انتہائی منازل تک پہنچاتے ہیں مگر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ وہی شاگرد ہمارے ساتھ مقابلہ اور مناظرہ شروع کر دیتے ہیں اور تحصیل علوم کے بعد ساری عمر ہم سے سلام دعا لینے کے بھی روادار نہیں ہوتے جبکہ آپ کے حلقہ کے مریدین نہ تو کوئی کتاب پڑھتے ہیں اور نہ درس وتدریس میں شمولیت اختیار کرتے ہیں مگر تمام زندگی مرشد کامل کا حقِ غلامی ادا کرتے رہتے ہیں اور اس کے وصال کے بعد اس کی قبر سے بھی فیض حاصل کرتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے مرید خاص پیر سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حکم دیا کہ وہ اس بات کا شافی جواب دیں۔ انہوں نے مولوی صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ ساری زندگی قَالَ، اَقُوْلُ کی تعلیم دیتے ہیں۔ یعنی اس نے یہ کہا اور میں نے یہ جواب دیا۔ اس صورت میں انانیت اور نفس کی سرکشی پائی جاتی ہے جبکہ اللہ والے اپنی ذات کی بجائے ذات خداوندی کی عظمت وکبریائی کی تعلیم دیتے ہیں۔ اگر آپ لوگ انا انا کی بجائے انت انت یعنی میں میں کی بجائے تُو تُو کا وظیفہ شروع کر دیں تو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کو بھی شان مخدومیت عطا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمادے۔بس یہی فرق ہے آپ کی تعلیم اور اولیائے کرام کی صوفیانہ تعلیم میں۔اس مدلل جواب سے مولوی صاحب مذکور مطمئن ہو گئے اور بعدازاں عقائد وہابیہ سے تائب ہو گئے۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ موضع کھیالہ کی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ مسجد کے صحن میں ایک غیر مقلد مولوی نے اولیائے کرام کی شان میں گستاخانہ تقریر شروع کر دی۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باآواز بلند فرمایا کہ اندر آ کر ہمیں بھی کوئی مسئلہ سمجھا دو۔یہ سنتے ہی مذکورہ مولوی بے اختیار ہو کر دوڑتا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے رخ انور پر نظر پڑتے ہی پہلے اس پر سکتہ کی کیفیت طاری ہوئی اور پھر وہ بے اختیار ہو کر چیخنے چلانے لگا۔وہ نہایت تکلیف میں معلوم ہوتا تھا۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: مولوی صاحب مسئلہ سناؤ چیختے کیوں ہو۔یہ سنتے ہی وہ بے اختیار ہو کر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور رو رو کر اپنے گستاخانہ کلام کی معافی مانگنے لگا۔ آپ نے فرمایا جاؤ آئندہ کبھی اللہ والوں کی شان میں گستاخی نہ کرنا۔آپ کی توجہ کی برکت سے مذکورہ مولوی اپنے باطل عقائد سے تائب ہو کر اولیائے کرام کا ایک سچا غلام بن گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عشق و دیوانگی کی حد تک محبت تھی بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ آپ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ کی عملی تفسیر تھے تو بے جا نہ ہوگا۔

آپ مذہبًا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے مقلد تھے۔طریقت میں آپ نقشبندی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجددی مسلک پر کاربند تھے۔

حضرت خاتم الرسل ﷺ کے بعد امام برحق اور خلیفہ مطلق حضرت ابوبکر صدیق ﷛ ہیں۔ان کے بعد حضرت عمر فاروق ﷛۔ان کے بعد حضرت عثمان ذی النورین ﷛۔ بعد ازاں حضرت علی ابن ابی طالب ﷛ ۔ان کی افضلیت ان کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔

حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِیَّاکُمْ وَمَا شَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِیْ (جو اختلاف میرے اصحاب کے درمیان ہوا ہے تم اس سے بچو) پس پیغمبر علیہ الصلوٰۃ و السلام کے تمام صحابہ کرام کو بزرگ جاننا اور ان کی عزت واحترام کرنا چاہیے اور سب کو نیکی سے یاد کرنا چاہیے۔ان میں سے کسی کے حق میں بدگمان نہ ہونا چاہیے اور ان کے اجتہادی اختلافات کو دوسروں کی صلح سے بہتر جاننا چاہیے۔ فلاح ونجات کا طریق یہی ہے کیونکہ اصحاب کرام ﷡ کی دوستی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوستی کا باعث ہے۔

تہتر فرقوں میں سے ہر ایک فرقہ شریعت کی فرمانبرداری کا مدعی ہے اور اپنی نجات کا دعویٰ کرتا ہے۔ کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ (ہر گروہ اس پر خوش ہے جو اس کے پاس ہے) ان کے حال کے شامل ہے لیکن وہ دلیل جو پیغمبر صادق ﷺ نے ان متعدد فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجیہ کی تمیز کے لئے بیان فرمائی ہے یہ ہے:۔
اَلَّذِیْنَ هُمْ عَلٰی مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِیْ یعنی وہ ایک جنتی گروہ وہ لوگ ہیں جو اس طریق پر ہیں جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اصحاب کا ذکر صاحب الشریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے کافی ہونے کے باوجود اس مقام میں اسی واسطے ہو سکتا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ میرا طریق بعینہٖ اصحاب کا طریق ہے اور نجات کا راستہ صرف ان کے طریق کی اتباع سے وابستہ ہے۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ. پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت عین اطاعتِ حق ہے اور ان کی مخالفت بعینہٖ حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

جن لوگوں نے خدا تعالیٰ کی اطاعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے برخلاف کہا ہے حق تعالیٰ نے ان کے حال کی خبر ان الفاظ میں دے کر ان پر کفر کا حکم لگایا ہے۔حق تعالیٰ فرماتا ہے:

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ حَقًّا.

”ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان فرق ڈالیں اور کہتے ہیں کہ بعض کے ساتھ ہم ایمان لاتے ہیں اور بعض سے ہم انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کے درمیان رستہ اختیار کر لیں یہی لوگ پکے کافر ہیں۔“

پس مذکورہ بالا صورت میں اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے طریق اور تابعداری کے برخلاف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تابعداری کا دعویٰ کرنا باطل اور جھوٹا ہے بلکہ حقیقت میں وہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عین نافرمانی ہے۔پس اس مخالف طریق میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نجات محال ہے۔ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ عَلٰى شَيْءٍ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ. (اور گمان کرتے ہیں یہ کہ وہ اوپر کسی چیز کے ہیں، خبردار رہو تحقیق وہی ہیں جھوٹے) ان کے حال کے موافق ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ فرقہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی فرمانبرداری کو لازم پکڑا ہے اہل سنت و جماعت ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو مشکور فرمائے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اخلاقِ لاثانی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنُ (الحدیث) ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق مبارکہ سب قرآن ہی ہے'' یعنی اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن کی عملی تفسیر ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام اخلاق کے نہایت اعلیٰ درجے پر فائز ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے خلقِ خدا کی رہنمائی اور ہدایت کا فریضہ سرانجام دینا ہوتا ہے۔ انبیائے کرام کے وارث اولیائے عظام بھی ان کی پیروی میں اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل وممتاز ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خُلقِ عظیم کے بارے میں سورۃ القلم میں فرماتا ہے: اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:۴)۔ تحقیق آپ بڑے خلق پر ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (مؤطا امام مالک) ''میں محاسن اخلاق کی تکمیل کیلئے بھیجا گیا ہوں''۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''اَكْرَمُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا'' (الحدیث) ''کامل ایمان اس مؤمن کا ہے جس کا اخلاق سب سے بہتر ہے'' حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس فرمان عالی شان کی عملی تفسیر تھے۔ آپ اس امر سے بخوبی واقف تھے کہ اخلاق حمیدہ سے ہی عوام الناس کو گمراہی کے قعر مذلت سے نکال کر راہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مستقیم پر گامزن کیا جا سکتا ہے اور اسی میں رضائے الٰہی پنہاں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو راہ ہدایت دکھا کر عذاب سے بچاتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار ان اولیائے کاملین میں ہوتا ہے جو انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں اور اپنے اعلیٰ اخلاق کی بدولت لوگوں کا تزکیۂ نفس کر کے راہِ حق کی طرف ان کی راہنمائی کرتے ہیں۔ آپ کے اخلاق حمیدہ کا مکمل بیان احاطۂ تحریر میں لانا ممکن نہیں۔ آپ مکارم اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے۔ آپ خوش خلق اور رحمدل تھے۔ آپ کی سیرت نہایت پاکیزہ اور خصائل نہایت عمدہ تھے۔ آپ کمالاتِ علمی وروحانی کے حامل تھے۔ آپ کامل صوفی ہونے کے ساتھ ساتھ میدانِ عمل میں بھی ممتاز تھے۔ آپ کی گفتگو نہایت پرتاثیر، نصیحت آموز، غیر ضروری تفصیل اور بناوٹ سے پاک ہوتی تھی۔ آپ کی زبان مبارک سے حق کے سوا کچھ نہ نکلتا تھا۔ جو بات کہتے سیدھی سامعین کے دل میں اتر جاتی۔ آپ بیکار اور لغو گفتگو کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔

آپ کا صبر وحلم اور عفو مثالی تھا۔ آپ کی شفقت ورحمت بلا تخصیص سب کیلئے یکساں تھی۔

آپ انسانوں کے ساتھ ساتھ چوپایوں اور پرندوں وغیرہ پر بھی شفقت ورحمت فرماتے تھے۔ آپ سخاوت وایثار میں بے مثال تھے۔ آپ کسی کے سوال کو رد نہ فرماتے۔ آپ کی شجاعت وعدالت اور عزم واستقلال دوسروں کے لئے عملی نمونہ تھا۔ آپ مشکلات میں ہمیشہ ثابت قدم رہا کرتے۔ جس کام کا ارادہ فرما لیتے اُسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر ہی دم لیتے۔ آپ نہایت عادل وامین تھے۔ آپ کی صداقت اور حق گوئی کے سبھی قائل تھے۔

آپ پیکرِ عفت وحیا تھے۔ آپ نامحرم عورتوں سے میل ملاقات اور گفتگو سے پرہیز

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرماتے تھے۔آپ سالکِ طریقت کے لئے غیر ضروری اور فضول گفتگو کو زہر قاتل سمجھتے تھے۔آپ کا نظریہ اور عمل مبارک گویا اس شعر کے مصداق تھا۔

گر خبر داری ز ہبرّ لایموت
بر دہانِ خود بنہ مہر سکوت

ترجمہ:"اگر تجھے ہمیشہ زندہ رہنے والے اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت و مشاہدہ درکار ہے تو اپنے منہ پر خاموشی کی مہر لگا لے۔" آپ کے ہم عصر علماء اور مشائخ آپ کی بزرگی،فضیلت اور کمالاتِ ظاہری و باطنی کے معترف تھے۔

آپ نہایت محنتی اور جفاکش تھے۔بے کار رہنے اور دوسروں کے دست نگر ہونے کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔آپ کا نقطۂ نظر تھا کہ "بیکار رہنے کا عادی انسان چور بن جاتا ہے یا بیمار رہنے لگتا ہے۔"

آپ نہایت ہمدرد اور رقیق القلب تھے۔لوگ حاضرِ خدمت ہو کر اپنے دُکھ اور پریشانیاں بیان کرتے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت توجہ سے ان کی بات سنتے اور ان کے مسائل کا حل تجویز فرماتے۔آپ حق بات برملا کہنے کے عادی تھے۔آپ خوشامد اور چاپلوسی کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔اپنی تعریف سننا آپ کو پسند نہیں تھا۔صوفی محمد رفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (مصنف "انوارِ لاثانی") سے روایت ہے کہ ایک شاعر مضطر نظامی پسروری نے آپ کی شان میں قصیدہ لکھا مگر آپ نے نہ تو اسے سننا پسند کیا اور نہ ہی حجرہ پاک میں لٹکانے کی اجازت دی۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ درویش کو اپنی صفت سننا منع ہے۔ آپ خود نمائی سے کوسوں دور تھے۔آپ عجز و انکسار،سادگی اور حلیمی کا پیکر تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کو اپنے نام مبارک کے ساتھ القاب شامل کرنا سخت ناپسند تھا۔ایک شخص حاضر خدمت ہو کر سفارشی رقعہ کا طالب ہوا۔آپ نے ایک خادم خاص کو لکھنے کے لئے فرمایا۔اس نے آپ کے نام کے ساتھ کچھ القابات لکھ دیئے۔آپ نے دیکھا تو تمام القابات کاٹ دیئے۔آپ کو محفل میں کسی ممتاز مقام یا خصوصی نشست پر بیٹھنا پسند نہیں تھا۔مجلس میں جہاں جگہ ملتی وہیں تشریف فرما ہو جاتے۔قیمتی اور رنگدار لباس پہننا آپ کو پسند نہیں تھا۔آپ ہمیشہ صاف ستھرا اور سادہ لباس زیب تن فرماتے۔ آپ دوسروں کو بھی ہمیشہ لباس اور دیگر معاملات میں سادگی اختیار کرنے کی تلقین فرماتے۔ایک درویش رنگین لباس پہن کر حاضر خدمت ہوا تو فرمانے لگے کہ فقیری رنگدار لباس پہننے میں نہیں بلکہ سادگی میں ہے۔

آپ عاجزی اور انکسار کا پیکر تھے۔تکبر اور غرور کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔آپ کا نظریہ تھا کہ بڑائی اور شان صرف اللہ تعالیٰ ہی کو زیبا ہے۔ایک مرتبہ ایک لاعلاج مریض آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔اس کی حالت اور اس کے جسم سے اٹھتی بدبو کے پیش نظر اسے باہر ہی بٹھا دیا گیا۔آپ کو معلوم ہوا تو فوراً اسے اندر بلوا لیا اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جس کی برکت سے وہ جلد ہی صحت یاب ہو گیا۔

ایک مرتبہ کسی نمبردار کی دعوت پر تشریف لے گئے۔حاضرین میں ایک مفلس اور بدحال لڑکا بھی شامل تھا۔میزبان نے کھانے سے قبل سب کے ہاتھ دھلوائے مگر اس لڑکے کو کمتر جان کر اس کے ہاتھ نہ دھلوائے۔آپ نے یہ منظر دیکھا تو خود اٹھ کر اس کے ہاتھ دھلوائے اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا جبکہ اس لڑکے کا بچا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوا کھانا نمبردار صاحب کو کھلایا۔ گویا اس طرح ان کی اخلاقی بیماری کا علاج بھی فرما دیا۔

ایک مرتبہ دورانِ سفر آپ ایک دکان سے جوتا خریدنے کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک جوتا پسند آیا تو دوکاندار سے اُس کی قیمت پوچھی۔ آپ کے ایک عقیدت مند جو آپ کے ہمراہ تھے دوکاندار سے کہنے لگے کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیّد ہیں اور بزرگ بھی ہیں لہٰذا قیمت میں رعایت کردو۔ آپ یہ سن کر سخت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ میری بزرگی اور فقیری کو بازار میں مت بیچو۔

ایک مرتبہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجامت بنوا رہے تھے۔ حاضرین میں ایک چنبل کا مریض بھی تھا۔ آپ کی حجامت بنانے والے صاحب کے دل میں اسے دیکھ کر کراہت پیدا ہوئی۔ آپ نے فراست سے بھانپ لیا اور فرمانے لگے کہ شہنشاہ نقشبند خواجہ سیّد بہاء الدین بخاری قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اپنے نفس کو ایک بدبودار کتے سے بھی کمتر سمجھو۔ حجامت بنانے والا یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔

آپ بے جا نمود و نمائش کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔ کہیں تشریف لے جاتے تو وہاں موجود خلاف شریعت تصاویر اور دیگر سامانِ آرائش ہٹوا دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ نے فرمایا قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ (الاعراف:۳۳) ترجمہ۔ فرمادیجئے میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی جو ان میں کھلی ہیں اور جو چھپی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔اور یہ اس کی غیرت ہی ہے کہ اس نے بے حیائیاں حرام کر دیں خواہ وہ ظاہری ہوں یا باطنی (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حد درجہ کی دینی حمیت و غیرت کے حامل تھے۔ جہاں خلاف شریعت یا خلاف سنت معاملہ دیکھتے فوراً درستگی اور اصلاح کی کوشش فرماتے۔کسی میں کوئی خامی دیکھتے تو اصلاح کے لئے اس انداز میں نصیحت فرماتے کہ مخاطب کے روحانی مرض کا شافی علاج ہو جاتا۔آپ داڑھی منڈوانے اور لبوں کو بطریق سنت نہ ترشوانے کو بہت معیوب جانتے تھے۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہندو تو والدین کے مرنے پر سر اور منہ کے بال منڈوا لیتے ہیں مگر مسلمانوں کو کیا ہو گیا ہے کہ داڑھی اور مونچھوں کا صفایا کراتے رہتے ہیں۔

آپ تبلیغ کے سلسلہ میں شہروں کی نسبت دیہات میں جانا زیادہ پسند فرماتے تھے۔آپ فرماتے کہ شہروں میں تو صوفیائے کرام اور علمائے عظام بکثرت موجود ہوتے ہیں جبکہ دیہات میں لوگوں کو دین سکھانے کی زیادہ ضرورت ہے۔آپ جن علاقوں میں تبلیغ و وعظ کے سلسلہ میں تشریف لے جاتے رہے آپ کی برکت سے وہاں کے لوگ علم و فضل میں بہت سے شہر والوں پر سبقت لے گئے۔انہوں نے آپ کی روحانی تربیت کی بدولت اپنے دینی و دنیاوی معاملات درست کر لئے۔آپ آیات قرآنی کے اسرار و معارف، احادیث مبارکہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیائے عظام کے حالات و واقعات کا سادہ مگر دلکش انداز میں بیان فرمایا کرتے۔دقیق فقہی مسائل سے حاضرین کو نہایت آسان اور عام فہم طریقے سے آگاہ کرتے تھے۔آپ کی بات

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مخاطب کے دل کی گہرائیوں میں اتر کر اس کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیتی تھی اور اس کے عقیدے، فکر اور عمل کی اصلاح ہو جاتی تھی۔

آپ بہت کم لوگوں کو حلقہء ارادت میں داخل فرماتے تھے۔ تاہم آپ کے اخلاق حمیدہ کی کشش نے بے شمار لوگوں کو آپ کا عقیدت مند اور گرویدہ بنا دیا۔ آپ کی پاکیزہ سیرت اور اعلیٰ اخلاق سے غیر مسلم بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ کئی غیر مسلم آپ کی خدمت اقدس میں باقاعدگی سے حاضری دیا کرتے تھے اور ان میں سے بیشتر نے آپ کی صحبت بابرکت کے فیض سے اسلام قبول کر لیا۔

سادگی

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ نے آپ کو دینی و روحانی عظمتوں کے ساتھ ساتھ دنیاوی مال و دولت سے بھی خصوصی طور پر نوازا تھا۔ تاہم آپ نے سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرتے ہوئے تمام عمر لباس، طعام، انداز نشست و برخاست میں سادگی اور فقر کو ہی اختیار کیا۔ آپ قلت طعام، قلت کلام اور قلت منام کی عملی تصویر تھے۔ آپ قیمتی اور مہنگی اشیاء استعمال کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ غلام غوث صاحب ساکن موضع لنگاہ کو فرمایا کہ سادہ لباس پہننا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اسی لئے مجھے سادہ لباس پہننے والے پرہیز گار لوگ زیادہ پسند ہیں خواہ ان کے کپڑے پھٹے پرانے ہی کیوں نہ ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں مساکین کو پسند کرتا ہوں اور قیامت کے دن انہی کے ساتھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اٹھوں گا۔ پھر آپ نے آیت مبارکہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات:۱۳) ''بیشک اللہ تعالی کے نزدیک تم میں سے وہی اکرام و بزرگی والے ہیں جو پرہیز گار ہیں'' کی تلاوت وترجمہ سے اپنی بات کی وضاحت فرمائی۔

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات مبارکہ سادگی اور استغنا کا حسین امتزاج تھی۔ آپ وسیع زرعی اراضی کے مالک تھے تاہم آپ کی سادگی کی وجہ سے ناواقف شخص آپ کو ایک عام کسان خیال کرتا۔ آپ کے لباس میں اکثر کھلے گریبان والا کھدر کا کرتہ اور تہبند ہوتا۔ آپ کھدر کی چادر اوڑھنا پسند فرماتے تھے۔ آپ کے دست مبارک میں عام دیہاتیوں جیسا عصا مبارک ہوتا تھا۔ آپ غذا میں اکثر و بیشتر سبزی، دال، ساگ، اچار یا مولی وغیرہ کی چٹنی خشک اور سوکھی روٹی کے ساتھ استعمال کرنا پسند فرماتے تھے۔ اکثر گھی، مکھن اور دیگر مرغن غذاؤں سے پرہیز فرماتے تھے۔ آپ رات کی بچی ہوئی روٹی کو ٹھنڈی روٹی کہا کرتے جسے نہایت رغبت سے تناول فرماتے تھے۔ اسے باسی روٹی کہنے والوں کو تنبیہ فرماتے۔ اگر خدمت اقدس میں مرغن کھانا پیش کیا جاتا تو اس میں پانی ملا لیتے اور فرماتے کہ میں نے کونسی کشتی لڑنی ہے جو مرغن غذائیں استعمال کروں۔

آپ عموماً ریل کے تیسرے درجہ (اکانومی کلاس) میں سفر کرنا پسند فرماتے تھے۔ ایک دفعہ آپ ریل پر کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ اسی گاڑی میں حضرت حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اوّل درجہ میں سفر کر رہے تھے۔ ایک سٹیشن پر گاڑی رکی تو انہوں نے آپ کی خدمت میں اپنے ایک خادم کے ہاتھ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ناشتہ بھیجا۔آپ نے برتن سے کپڑا اٹھایا تو اس میں مغزیات اور دیگر مقوی و مرغن اشیاء پر مشتمل مٹھائی تھی۔آپ نے برتن کو کپڑے سے ڈھانپتے ہوئے فرمایا کہ حضرت صاحب سے پوچھیں کہ ایسی غذا کھا کر تہجد کے وقت بیدار ہونا ممکن ہے؟۔اس نے واپس آ کر عرض کیا کہ حضرت محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں تو بیدار ہو جاتا ہوں۔آپ نے فرمایا ان کے لئے یہ ٹھیک ہے مگر اس قسم کی غذا استعمال کر کے میں وقت پر بیدار نہیں ہوسکوں گا۔یہ کہہ کر آپ نے ناشتہ واپس کر دیا۔آپ نے اپنی حیات طیبہ میں گرم کپڑا زیب تن نہیں فرمایا۔آپ گرمیوں میں بغیر تکیئے کے چارپائی پر استراحت فرماتے اور سردیوں میں زمین پر گھاس وغیرہ ڈال کر اوپر چادر ڈال کر آرام فرماتے تھے۔بہت کم کھانے کے باوجود آپ کی صحت مناسب تھی جو درحقیقت اس اطمینان قلب کی وجہ سے تھی جو آپ کو ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنے کی وجہ سے حاصل تھا۔قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىٕنُّ الْقُلُوْبُ۔(الرعد:۲۸)۔''سن لو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان ملتا ہے''۔

آپ کی خدمت میں ایک مرتبہ گھوڑے پر ڈالنے کے لئے نہایت عمدہ اور قیمتی کاٹھی بطور ہدیہ پیش کی گئی جسے آپ نے یہ ارشاد فرماتے ہوئے واپس کر دیا کہ اگر اس کاٹھی کی قیمت کے برابر رقم کو غرباء و مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا تو بہتر ہوتا۔اسی طرح ایک صاحب قیمتی زری دار جوتی پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے فرمایا۔اتنا اسراف! اس جوتے کی قیمت سے دس آدمیوں کو جوتے خرید کر دیئے جاسکتے تھے۔ایک دفعہ ایک صاحب تلے دار جوتا پہن کر دربار شریف حاضر ہوئے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے دیکھا تو فرمایا۔مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

نفسِ ما ہم کمتر از فرعون نیست
لیک او را عون ما را عون نیست

ترجمہ: ہمارا نفس بھی فرعون سے کم نہیں ہے۔وہ بااختیار تھا لیکن ہم بااختیار نہیں۔وہ صاحب یہ سن کر بہت نادم ہوئے اور پھر کبھی تِلّے دار جوتا استعمال نہیں کیا۔

آپ قرآن پاک کی یہ آیت بطورِ نصیحت اکثر تلاوت فرماتے۔

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ (بنی اسرائیل:۲۷)
"تحقیق فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں"۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ راہِ طریقت کے سالک کے لئے خواہشِ نفس کی پیروی حرام ہے۔یعنی اسراف ایسی بری چیز ہے کہ حلال کو حرام بنا دیتی ہے۔

ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے اور آپ کے ساتھ کھانے میں شامل ہوئے۔آپ کے دسترخوان پر خشک روٹی اور نمک مرچ کے علاوہ کچھ نہ تھا۔کھانا کھانے کے بعد وہ صاحب فرمانے لگے کہ آپ کے دسترخوان نے بلاشبہ سلف صالحین کی یاد تازہ کردی ہے۔

آپ نے ایک شخص کی پُرتکلف دعوت جس میں کھانوں پر چاندی کے ورق لگائے گئے تھے یہ فرما کر رَد کردی کہ درویش کو ایسے کھانے زیبا نہیں۔پھر آپ نے ایک غریب کے گھر سے مٹی کے برتنوں میں ساگ اور جوار کی روٹی تناول فرمائی اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر بجالائے۔

ایک مرتبہ آپ کے چند عزیزوں نے آپ کو سادہ خوراک کی بجائے پُرتکلف خوراک استعمال کرنے کا مشورہ دیا تو آپ نے فرمایا کہ انسان کا پیٹ ایک تنور کی مانند ہے۔اصل مقصود اس کو گرم رکھنا ہے۔چاہے گھاس پھوس سے رکھا جائے یا چھت کی لکڑیوں سے۔تاہم اس تنور کو خشک گھاس پھوس سے گرم رکھنا ہی مناسب ہے۔

آپ نے صوفی محمد رفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا کہ ہمیشہ کفایت کو مدِّ نظر رکھنا اور اسراف سے پرہیز کرنا چاہیے۔آپ کو دوسروں پر بوجھ بننا پسند نہیں تھا۔ایک مرتبہ کوٹلی لوہاراں تشریف لے گئے وہاں ہر شخص آپ کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے کا خواہشمند تھا۔آپ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنے گھر سے دو دو روٹیاں لے آئے اور ایک شخص سالن پکالائے۔اس طرح آپ نے سب حاضرین کی دلجوئی کرتے ہوئے انہیں اپنی مشترکہ میزبانی کا شرف عطا فرمایا۔

عجز وانکسار

ارشادِ باری تعالیٰ ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ (المؤمنون:۱) ترجمہ۔وہ مؤمن یقیناً نجات پاگئے جو اپنی نمازیں بحالت عجز وانکسار پڑھتے ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے،جنازے کے ہمراہ چلتے،گدھے پر سوار ہوتے اور غلام تک کی دعوت بھی قبول فرمالیتے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ تعالیٰ کے سامنے جھک جانا عجز کہلاتا ہے اور اپنے آپ کو اس کی مرضی پر چھوڑ دینا اور اس کے کسی حکم پر اعتراض نہ کرنا انکسار کہلاتا ہے۔ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مبارک شخصیت عجز وانکسار کا پیکر تھی۔ جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قیام، رکوع وسجود میں آپ کا خشوع وخضوع دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ تلاوت قرآن مجید، نعت شریف یا بیان مسائل وفضائل سماعت فرماتے تو آپ پر رقت طاری ہو جاتی۔ آپ اکثر احباب کی نماز جنازہ اور مریضوں کی عیادت کے لئے دور ونزدیک تشریف لے جاتے۔ آپ امیروں اور دولتمندوں کی بجائے غریبوں اور مسکینوں کی دلجوئی اور ان کی صحبت کو پسند فرماتے تھے۔ آپ سفر وحضر، لباس وطعام، گفتگو غرض کہ ہر معاملہ میں عاجزی وانکساری کا پیکر تھے۔

ایک مرتبہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت پیر سیّد چنن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس مبارک میں شرکت فرمانے کے لئے آلومہار شریف تشریف لے جا رہے تھے دیگر مریدین بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ دوران سفر سرِ راہ ایک شخص نے پوچھا کہ یہ قافلہ کدھر جا رہا ہے۔ جب اُسے بتایا گیا کہ حضرت پیر چنن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آلومہار شریف والوں کے عرس مبارک کی حاضری کے لئے جا رہے ہیں تو وہ بول اُٹھا کہ ہاں عرس میں شکم پروری کے لئے جا رہے ہیں وہاں خوب گوشت پلاؤ اُڑائیں گے۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی یہ ساری گفتگو سماعت فرما رہے تھے مگر چونکہ آپ کا یہ معمول تھا کہ سادہ اور معمولی لباس استعمال فرماتے اور کسی ناواقف شخص کے لئے آپ کو دیگر ساتھیوں سے ممتاز کرنا ناممکن ہو جاتا تھا لہٰذا اس شخص کے یہ کہنے پر آپ نے اظہار ناراضگی فرمانے کی بجائے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آہستگی سے فرمایا کہ بھائی ہم تو روحانی فیض لینے جا رہے ہیں اور آپ شکم پروری سمجھ رہے ہیں۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی تعریف وتوصیف قطعاً پسند نہیں تھی۔ایک مرتبہ فتو چک تحصیل شکر گڑھ میں آپ کی آمد کے موقع پر بابا محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی شان میں منقبت پڑھنا شروع کردی۔آپ نے منشی غلام دین صاحب کو حکم دیا کہ فوراً جلسہ گاہ میں جا کر محمد علی نعت خواں سے کہہ دو کہ میری منقبت نہ پڑھے ورنہ سخت نقصان اُٹھائے گا۔اگر وہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نعت شریف اور دیگر اولیائے کرام کی منقبتیں پڑھے گا تو دنیا میں اس کا نام روشن ہو جائے گا۔اس فرمان کی تعمیل پر وہی بابا محمد علی صاحب طوطیءِ ہند کے لقب سے مشہور ہوئے اور معروف ترین نعت خوانوں میں ان کا شمار ہونے لگا۔

جلال واستغنا

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سنجیدہ، متین اور جلال واستغنا کا پیکر تھے۔حق بات کہنے میں آپ کسی قسم کی مصلحت کو آڑے نہیں آنے دیتے تھے۔آپ کسی کے ظاہری اقتدار اور شان وشوکت سے مرعوب نہیں ہوتے تھے۔آپ فرماتے کہ سالک طریقت چاہے مجلس میں ہی موجود کیوں نہ ہو اس کا قلب ہمہ وقت معبودِ حقیقی کی طرف ہی متوجہ رہنا چاہیے۔آپ کی ذات مبارک جلال وجمال کا ایک حسین مجموعہ تھی۔آپ نماز عصر کے بعد خاموشی اختیار فرماتے تو چہرۂ اقدس اس قدر پُر جلال اور بارعب ہوتا کہ کسی کو کلام

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرنے کی جرأت نہ ہوتی، جب تک کہ آپ خود اشارہ سے اجازت نہ دیتے۔ آپ نہایت رقیق القلب تھے۔ طبیعت میں سوز و گداز اس قدر تھا کہ اکثر تلاوت قرآن پاک یا ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سنتے تو آبدیدہ ہو جاتے۔ کسی کی تکلیف یا دکھ کے بارے میں سنتے تو نہایت رنجیدہ ہو جاتے، اس کے لئے دعا فرماتے اور مداوا کرنے کی کوشش فرماتے۔

جود و سخا

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (آل عمران:۹۲) "تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو" یعنی اگر بھلائی چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ، جود و سخا کے واقعات سے بھرا پڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "سخاوت کرنے والا اللہ تعالیٰ سے قریب ہوتا ہے، جنت سے قریب ہوتا ہے، لوگوں سے قریب ہوتا ہے اور دوزخ سے دور ہوتا ہے"۔ حقیقی جود و سخا یہ ہے کہ بغیر کسی غرض و عوض کے ہو۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جود و سخا درجہ کمال کا تھا۔ آپ کسی سوالی کو کبھی مایوس نہیں لوٹاتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے دست سوال دراز کرنے والے دنیاوی اور روحانی طور پر مالا مال ہو کر ہی واپس لوٹتے تھے۔ آپ دوسروں کو بھی سخاوت کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ کسی کو کچھ دینا ریا سے ہی کیوں نہ ہو بہرحال فائدہ مند ہے۔ دینے والے کو اگرچہ فائدہ نہ ہو لینے والے کو تو ہوگا۔ جب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لینے والا دینے والے کے حق میں دعا کرے گا تو اسے بھی یقیناً فائدہ پہنچے گا۔ آپ کثرت سے اعلانیہ اور پوشیدہ سخاوت کرتے تھے۔ اتباع سنت میں مخلص لوگوں کے نذرانے اور تحائف قبول تو فرما لیتے مگر جلد ہی ان کو مستحقین میں تقسیم فرما دیتے۔ آپ کو دنیاوی مال و دولت سے کوئی لگاؤ نہیں تھا۔ آپ فرماتے کہ دنیاوی مال و دولت اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش ہے۔ لہٰذا اس کو غربا اور حاجت مندوں کی ضروریات پورا کرنے میں فوری طور پر خرچ کرنا بہتر ہے۔ حضرت پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہلِ عرب کے ساتھ نہایت ادب واحترام سے پیش آتے اور ان کی حاجت روائی نہایت فراخدلی سے فرمایا کرتے تھے۔

آپ کا لنگر ہر وقت جاری رہتا تھا۔ آپ اکثر بنفس نفیس مہمانوں کے قیام و طعام کے انتظامات کی نگرانی فرماتے۔ آپ کے دستر خوان پر امراء وفقراء ایک ہی صف میں بیٹھتے تھے اور سب کو ایک ہی قسم کا کھانا کھلایا جاتا تھا۔ کسی مہمان کے ساتھ امتیازی سلوک نہیں برتا جاتا تھا۔

ایک مرتبہ حضرت باواجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیالکوٹ کے علاقہ میں تشریف لائے ، حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے مرشد کامل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علی پور شریف تشریف لانے کی دعوت دی جو قبول کر لی گئی۔ کھانے کے وقت آپ انہیں اپنے گھر لے جا رہے تھے تو راستہ میں آپ کے پیر بھائی حضرت پیر حافظ سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چند حضرات کے ساتھ منتظر تھے۔ انہوں نے مرشد کامل حضور باواجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے ہاں قیام کی دعوت دی۔ مرشد حضور نے انہیں حضور شاہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اجازت لینے کا فرمایا۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی۔ اگرچہ آپ نہایت شوق، محبت اور دلی تمنا کے ساتھ مرشد کامل کو ساتھ لائے تھے مگر آپ نے ایثار و وضع داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے برادر طریقت کو مایوس نہ کیا۔ حضور باوا جی سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ازراہِ لطف و کرم حضرت محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر تشریف لے گئے۔

آپ کو اپنے مرشد کامل سے بے حد محبت و لگاؤ تھا۔ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جو جذام کے مرض میں مبتلا تھا اور آپ نے پانی دم کرکے اسے پلایا تھا جس سے اسے کامل شفا نصیب ہوئی تھی۔ اُس نے آپ کی تعریف کی تو آپ فرمانے لگے کہ درحقیقت یہ سب میرے مرشد کامل حضرت باوا جی چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کرامت ہے۔

آپ کے پاس جو کچھ ضروریات سے زائد ہوتا راہِ خدا میں دے ڈالتے۔ جس سال آپ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کا وصال ہوا آپ نے گھر کا تمام مال و اسباب ضرورت مندوں میں فی سبیل اللہ تقسیم فرمادیا۔ آپ نے اپنے نبیرۂ محترم حضرت پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نصیحت فرمائی کہ "دربار میں آنے والوں کے لئے لنگر ہمیشہ جاری رہنا چاہئے۔ تمہارا سادہ اور کچا مکان اس شیش محل سے بدرجہا بہتر ہے جہاں سے مسافر بھوکے نکلیں"۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی علالت کے دوران حکیم صاحب کے تجویز کردہ نسخہ کی قیمت کے برابر رقم خیرات فرمادیتے تھے۔

آپ بسا اوقات اپنی تمام آمدنی کو دو حصوں میں تقسیم فرما کر ایک حصہ دربار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریف کے درویشوں اور مہمانوں پر خرچ کرتے جب کہ دوسرا حصہ حضرت باواجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں چورہ شریف روانہ فرمادیتے۔

ایک مرتبہ چورہ شریف کے ایک صاحبزادہ حضرت پیر قادر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے صاحبزادے حضرت رحیم شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ آپ سے ملاقات کیلئے تشریف لائے۔ ان کی آمد سے ایک دو روز قبل ہی چورہ شریف سے اطلاع مل چکی تھی کہ ان کی ایک عدد بھینس نالے میں گر کر مر چکی ہے۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحبزادگان کی دلجوئی کے لئے اپنی سب سے قیمتی بھینس ان کے انکار کے باوجود ان کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کردی۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اخوت و مساوات کے قائل تھے۔ جو چیز اپنے لئے پسند فرماتے وہی مسلمان بھائی کے لئے پسند فرماتے۔ آپ غرباء اور مساکین پر خصوصی شفقت و رحم فرماتے اور ہر ممکن طریقہ پر ان کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ مقامی غربا کی امداد اکثر رات کے وقت پوشیدہ طور پر فرمایا کرتے تھے۔ ہمیشہ محفل میں غربا اور مساکین کے ہمراہ تشریف رکھنا پسند فرماتے تھے۔ اپنی ذاتی ضروریات کو پسِ پشت ڈال کر ان کی مدد فرماتے۔ حضرت پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ایک نہایت پسندیدہ گھوڑی بطور نذرانہ دربار عالیہ مجددیہ سرہند شریف پیش کردی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صلہ رحمی

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت غریب پرور اور لجپال تھے۔آپ اپنی زرعی اراضی سے حاصل کردہ اناج وغیرہ میں سے قرب وجوار کے مساکین وغربا کا ان کی ضرورت کے مطابق حصہ نکال لیتے۔علاوہ ازیں آپ کو اپنے ان خویش واقربا کا خصوصی خیال رہتا تھا جو غیرت سادات اور خون ہاشمی کی عظمت کے پیش نظر کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے تھے۔کسی سے تحفہ یا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمال لطافت وباریک بینی سے ان اقارب کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور علیحدگی میں انہیں مشورہ دیتے کہ اگر گھر میں اناج وغیرہ کم ہے تو دربار کے خادم خاص کریم بخش سے خرید لیں جب پیسے ہوں گے تو اسے دے دینا۔یہ بھی فرماتے کہ اناج باہر سے خریدنے کی بجائے گھر سے خریدنا بہتر ہے۔ چنانچہ وہ لوگ حسب ضرورت بازار کے نرخ کے مطابق کریم بخش صاحب سے غلہ خرید کرلے جاتے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کچھ عرصہ بعد پھر ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے اور نہایت لطیف اور غیر محسوس طریقہ سے فرماتے کہ میرا گھر اور آپ کا گھر علیحدہ نہیں ہے اس لئے کریم بخش کو اناج کی رقم دینے کی ضرورت نہیں میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ میں خود ہی اس کی قیمت وصول کروں گا۔اگر کوئی صاحب کریم بخش کو پیسے دینے کی کوشش کرتے تو وہ نہایت ادب سے کہہ دیتے کہ یہ رقم حضور قبلہ عالم شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں خود ہی پیش کریں۔اس طرح آپ نہایت لطیف اور

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پوشیدہ انداز میں اپنے رشتہ داروں کی مدد فرماتے تھے۔

صبر و رضا

فرمان باری تعالیٰ ہے۔وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ (النحل:۱۲۷)

ترجمہ۔اور صبر کرو اور یہ صبر اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اصل صبر تو پہلے ہی صدمہ پر کیا جاتا ہے(بخاری،ابوداؤد،ترمذی)

فرمان باری تعالیٰ ہے رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ(القرآن)اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔حضرت ابو دقاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اصل رضا بلا و مصیبت کا احساس نہ کرنا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی تقدیر کو تسلیم کر لینا اور اس پر اعتراض نہ کرنا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص بندوں کے مراتب عالیہ میں اضافہ کے لئے انہیں مختلف امتحانوں سے گزارتا ہے۔قرآن پاک میں حضرت ایوب علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے جنہیں بطور امتحان شدید بیماری میں مبتلا کیا گیا حتیٰ کہ ان کے جسم میں کیڑے پڑ گئے تاہم وہ اس حال میں بھی راضی برضا رہ کر صبر و برداشت کا مظاہرہ کرتے رہے۔آخر کار رحمت خداوندی جوش میں آئی اور انہیں درج ذیل دعا پڑھنے کا حکم دیا گیا وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ. اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ـ(الانبیاء:۸۳)(اور ایوب کو یاد کرو جب اس نے اپنے رب کو پکارا۔کہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مجھے تکلیف پہنچی اور تو سب مہر والوں سے بڑھ کر مہر والا ہے)۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خصوصی رحم و کرم فرماتے ہوئے اس دعا کو شرف قبولیت بخشا اور انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائی۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بطور امتحان مختلف النوع امراض میں مبتلا کر دیا گیا۔ آپ نے ہر تکلیف اور مصیبت کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی عطا سمجھ کر صبر واستقامت سے برداشت کیا۔ ابتلا و آزمائش کا یہ شدید ترین دور سات ماہ تک آپ پر مسلط رہا۔ اس تمام عرصہ کے دوران زبان مبارک سے کبھی شکایت کا ایک لفظ تک نہیں نکلا بلکہ شدید کرب وتکلیف کے عالم میں بھی آپ یہی فرماتے الٰہی تیری رضا۔ میرے مولیٰ تیری رضا۔ اولیاء کرام اپنی جان پر ہر قسم کی مصیبتیں جھیل کر بھی صبر وشکر کو ترک نہیں کرتے۔ اسی وجہ سے ان آزمائشوں میں پورا اترنے کا خصوصی صلہ اور ثمر جو بارگاہ ایزدی سے عطا ہوتا ہے وہ بھی انہی کا حصہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اس عالم میں بھی دوسروں کے دکھوں اور مصیبتوں کا مداوا برابر کئے جا رہے تھے۔ آپ نے بیماری کی حالت میں بھی مریدین کی روحانی تعلیم وتربیت کا انتظام احسن طریقہ پر کیا۔ آپ ان کے احوال کی نگہداشت فرماتے رہے اور تلقین ونصیحت اور تصرف روحانی سے اصلاح احوال کی ذمہ داری ادا فرماتے رہے۔ آپ زمانۂ علالت میں نماز پنجگانہ باقاعدگی سے ادا فرمانے کے ساتھ ساتھ ذکر وفکر میں مشغول رہتے تھے۔

مولوی فضل الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ صاحبزادہ پیر سیّد غلام رسول شاہ صاحب کے صاحبزادے حضرت سیّد باقر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ہوا تو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر شدید غم کی کیفیت طاری ہو گئی۔تاہم آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور میں صبر وضبط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتا۔اس موقع پر آپ کا چہرہ مبارک نہایت پُرسکون تھا اور کسی غم اور پریشانی کا اندازہ چہرہ مبارک سے ہرگز نہیں ہو رہا تھا۔اسی طرح جناب شیر محمد دھوبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے صاحبزادے حضرت پیر سیّد فدا حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کے موقع پر حد درجہ صبر وضبط کا مظاہرہ کیا۔آپ تدفین سے فارغ ہو کر تشریف فرما تھے اور چہرہ اقدس پر رنج وملال کا شائبہ تک معلوم نہیں ہوتا تھا۔آپ کی خدمت میں تعزیت کے لئے حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے پیر سیّد نور حسین شاہ صاحب اور دیگر حضرات جمع تھے۔آپ نے پیر سیّد نور حسین شاہ صاحب کے چہرہ مبارک پر حزن وملال کے اثرات دیکھے تو ان کے ساتھ عام دنیاوی امور پر گفتگو شروع کر دی اور اسی طرح دیگر حضرات سے بھی محوِ گفتگو ہو گئے جیسے آپ صاحبزادے کی تعزیت کے بجائے کسی شادی کی تقریب میں تشریف فرما ہوں۔بعض باتوں میں آپ ہلکا سا تبسم بھی فرماتے۔بعدازاں آپ نے اپنے غم سے دوسروں کو بچانے اور انہیں کھانا کھلانے کے لئے کمال حکمت سے فرمایا میرا خیال ہے کہ آپ سب حضرات کھانا کھا لیں، مجھے بھی بھوک محسوس ہو رہی ہے۔تاہم آپ کے مزاج شناس جان گئے کہ ہمیشہ قائم اللیل اور صائم النہار رہنے والے صبر وضبط اور برداشت کے اعلیٰ ترین مدارج پر فائز ہیں اور یہ سب اسی کے اظہار کے انداز ہیں۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ سرہند شریف جانے کی تیاری فرما رہے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے۔آپ کی مجلس میں داڑھی منڈوانے والے حضرات بھی موجود تھے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ داڑھی رکھنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور سب کو اس پر عمل کرنا چاہیے۔داڑھی کم از کم چار انگل (ایک مٹھی) کے برابر ہونی چاہیے اور زیادہ طول بھی نہ دینا چاہیے۔پھر آپ نے فرمایا خیر الامور اوسطھا یعنی میانہ روی بہترین چیز ہے۔

بڑوں کا ادب

قرآن پاک اور حدیث شریف میں والدین استاذ اور دیگر بزرگوں کے ادب واحترام کی بڑی تاکید آئی ہے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مجلس میں موقع کی مناسبت سے شریعت،فقہ اور تصوف کے مسائل بیان فرمایا کرتے تھے۔ایک دن آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی رضا والدین کی فرمانبرداری سے ہی حاصل ہوتی ہے اور جو شخص اپنے والدین،مرشد اور استاد کا نافرمان ہو وہ درحقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نافرمان ہے۔مزید فرمایا کہ عمر رسیدہ والدین کی خدمت واطاعت نفل نماز ادا کرنے سے بہتر ہے۔

جمعہ میں احتیاط الظہر

آپ نے فرمایا میں جمعۃ المبارک کی نماز کو نہایت افضل اور موجب ثواب سمجھتا ہوں مگر اکثر لوگ جمعۃ المبارک کی نماز کے ساتھ احتیاطی ظہر ادا نہیں کرتے جو نہایت ضروری ہے۔اس وقت برصغیر میں انگریز کی حکومت تھی اور فقہ حنفی کے مطابق

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غیر اسلامی حکومت میں جمعہ فرض نہیں ہوتا۔اسی طرح دیہات اور گاؤں میں جمعہ فرض نہیں۔وہاں اگر جمعہ پڑھیں تو ظہر احتیاطی بھی پڑھی جائے گی۔ظہر احتیاطی یہ ہے کہ باجماعت نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر کی نیت سے ادا کریں تا کہ اگر اس جمعہ کے فرض نہ ہونے کے باعث نماز کی ادائیگی قبول نہ ہو تو اس کی جگہ وہ رکعتیں لے لیں۔

یتیموں پر شفقت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:فَاَمَّا الْیَتِیْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝۔(سورۃ الضحیٰ:۹)تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عالی شان ہے مَنْ لَمْ یُعَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَ مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا (الحدیث)۔جو بزرگوں کی عزت وتوقیر اور چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ایک اور روایت کے مطابق حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو کوئی یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتا ہے اس کے بدلے اللہ کریم اسے اتنی نیکیاں دیتا ہے اس یتیم کے جتنے بال اس کے ہاتھ کے نیچے آئے۔علاوہ ازیں قرآن وحدیث میں یتیموں پر شفقت اور مہربانی کی بہت تاکید ہے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ کوٹ بھٹیاں ضلع گورداسپور سے ایک یتیم اور جلودھر کے مرض میں مبتلا بچے جان محمد کو اپنے ساتھ علی پور سیّداں شریف لے آئے اور اس کی پرورش وتعلیم وتربیت اپنی نگرانی میں فرمانے لگے۔آپ کی زوجہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا بھی یتیموں ومسکینوں پر خصوصی شفقت فرماتی تھیں۔آپ کی شفقت وتوجہ سے وہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بچہ جلد ہی صحت یاب ہو گیا۔آپ اس بچے سے خصوصی شفقت و محبت سے پیش آتے۔ خدّام دربار بھی اسے میاں جان محمد کہہ کر بلانے لگے۔ایک مرتبہ ایک صاحب نے اس بچے کو اوئے جانیا کہہ کر پکارا۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنا تو سخت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ تمہیں میرے پاس آنے کا کیا فائدہ ہوا کہ تم کسی کو پکارنے کا سلیقہ بھی نہیں سیکھ سکے۔ اس پر وہ صاحب نہایت شرمندہ ہو کر معافی کے طالب ہوئے۔اس طرح حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بچوں کے ساتھ بھی سنت مطہرہ کے مطابق محبت و شفقت سے پیش آنے کا عملی درس دیا۔

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں سوتیلی والدہ کے ظلم و ستم کا ستایا ہوا غلام فرید خان نامی ایک عقیدت مند بچہ اپنے والد سے ملے ہوئے خرچہ میں سے بچت کر کے تین آم اور تین کیلے لے کر حاضر ہوا۔اس نے مذکورہ پھل آپ کی خدمت میں پیش کیے۔اس کے دل میں خیال گزرا کہ شائد آپ اس حقیر نذرانہ کو قبول نہ فرمائیں۔ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بذریعہ کشف اس بچے کے خیالات پر مطلع ہوئے۔آپ نے تہجد کی نماز کے بعد اُس یتیم بچے کے حال پر خصوصی توجہ فرمائی اور اس کے لائے ہوئے پھل منگوائے جب کہ ایک اور عقیدت مند نے آپ کی خدمت میں اعلیٰ ترین آموں کا ایک بھرا ہوا ٹوکرا بھی پیش کیا۔آپ فرمانے لگے کہ ہم تو اس بچے کے لائے ہوئے آم ہی کھائیں گے۔پھر آپ نے اس بچے کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور اس کی دلی خواہش کے مطابق اسے اپنی جیب سے ایک روپیہ عطا فرمایا۔آپ کی خصوصی توجہ اور دعا کی برکت سے چند سالوں بعد وہ بچہ ایک نامور انجینئر بن گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رواداری

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس بابرکت میں سب کو خیر ملتی تھی۔ چھوٹے بڑے، امیر غریب میں فرق نہیں رکھا جاتا تھا۔ آپ کی رواداری کا یہ عالم تھا کہ حاضر ہونے والے غیر مسلموں سے بھی انسانی ہمدردی کے جذبہ سے حسن سلوک کیا جاتا تھا۔

ایک مرتبہ ایک سکھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے فرمان کے مطابق اسے پانی کے ساتھ پتاشے بھی دیئے گئے۔ سکھ نے پہلے ہاتھ دھوئے اور پھر کچھ پتاشے پانی میں ڈال کر پانی پینا شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اور پتاشے لے لو۔ سکھ نے عرض کی حضور پانی میٹھا ہو گیا ہے زیادہ لالچ کیوں کروں۔ اس کے جانے کے بعد آپ نے اہل مجلس کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ اس سکھ نے اسلام کی دو باتوں پر عمل کیا ہے۔ اول یہ کہ کھانے پینے سے پہلے ہاتھ دھوئے۔ دوم یہ کہ قناعت کا مظاہرہ کیا۔

غریب پروری

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ربیع الاول کے مبارک مہینہ میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلہ میں ایک گاؤں تشریف لائے جہاں مسجد میں محفل میلاد کا انتظام کیا گیا تھا۔ اسی دوران اجنالہ کے تحصیل دار اور تھانے دار صاحب کار پر آئے اور حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ ان کے ساتھ محفل میلاد میں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرکت کے لئے اجنالہ تشریف لے چلیں۔آپ نے فرمایا آپ امیر لوگ ہیں کسی اور مولوی صاحب کو بھی بلوا سکتے ہیں، یہ بیچارے تو غریب لوگ ہیں انہوں نے ایک ایک پیسہ جمع کر کے یہ اہتمام کیا ہے۔میں ان کی دل شکنی کیسے کر سکتا ہوں۔مزید فرمایا کہ میں تو غریبوں کی صحبت میں ہی خوشی اور اطمینان محسوس کرتا ہوں۔اس طرح آپ ان کے ساتھ تشریف نہ لے گئے۔

حقہ نوشی سے نفرت

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خوشبو کو پسند فرماتے تھے۔آپ فرماتے سالک طریقت کے لئے جائز نہیں کہ تمباکو، نسوار یا دیگر کسی قسم کی نشہ آور یا بدبودار چیز استعمال کرے۔آپ تمباکو نوشی کرنے والے افراد کو ختم خواجگان میں شمولیت کی اجازت نہ دیتے۔ایک مرتبہ ایک شخص تسبیح پہنے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ کے استفسار پر اس نے بیان کیا کہ میں روزانہ آٹھ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھتا ہوں۔آپ نے فرمایا تمہارے منہ سے حقہ کی بو آتی ہے گویا تم خوشبودار چاولوں کا تھال بھر کر اس کے اوپر شکر کے بجائے راکھ ڈال لیتے ہو۔آپ کی اس بات سے وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا اور اس نے حقہ نوشی ترک کر دی۔

آپ فرماتے کہ فتاویٰ عزیزی میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حقہ نوشی سے منع فرمایا ہے اور اس کی دلیل یہ دی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہر قول اور فعل پر شاہد ہیں۔لہٰذا دربار شریف پر حاضر ہونے والوں کو تمباکو نوشی سے مکمل پرہیز کرنا چاہیے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کھانے پینے میں احتیاط

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حلال،طیب اور سادہ غذا پسند فرماتے تھے۔آپ سالکان طریقت کو مشکوک خوراک سے مکمل پرہیز کا حکم دیا کرتے تھے۔اس ضمن میں آپ حضرت پیر چنن شاہ صاحب آلو مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ بطور نصیحت بیان فرمایا کرتے تھے۔آپ فرماتے کہ جوالہ سنگھ نامی ایک سکھ نے ایک مرتبہ حضرت پیر چنن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے گھر مدعو کیا اور عرض کی کہ میں اولیائے کرام کو ماننے والا ہوں اور آپ نے مہربانی فرما کر آج میری تمنا پوری فرما دی ہے کہ میرے گھر قدم رنجہ فرمایا۔اب میرے حال پر یہ کرم بھی فرما دیں کہ آپ کے لئے خصوصی طور پر تیار کرائے گئے کھانے میں سے میرا دل رکھنے کے لئے ایک لقمہ ہی لے لیں۔حضور سیّد چنن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کا دل توڑنا مناسب نہ سمجھا اور ایک لقمہ اٹھا کر تناول فرمالیا۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ایک لقمہ کے کھانے سے آپ کو قبض ہوگئی اور جب اللہ تعالیٰ کے ولی کو قبض ہوجاتی ہے تو پھر اس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف راغب نہیں رہتا۔اللہ تعالیٰ کا نام لینے کو دل نہیں چاہتا۔اس سختی اور تنگی کو دور کرنے کے لئے اولیائے کرام کو جنگلوں میں جا کر شدید مجاہدہ اور مراقبہ کرنا پڑتا ہے اور پھر بڑی مشکل سے اس قبض کے ٹوٹنے سے کہیں دل اصلی حالت پر آ کر مطمئن ہوتا ہے۔چنانچہ حضرت پیر سیّد چنن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جو قبض ہوگئی تھی آپ نے اس کو دور کرنے کے لئے لمبے مراقبے کئے اور سخت ترین مجاہدوں کے دور سے گزرے مگر قبض پھر بھی نہ ٹوٹی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ سخت حیران و پریشان تھے کہ ایک رات خواجۂ خواجگان حضرت باوا جی خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا شاہ جی جاگتے ہو یا سو رہے ہو۔ آپ نے فرمایا حضور جاگ رہا ہوں۔ خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رکابی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ لو اس میں سے کھا لو۔ حضرت پیر چنن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی حضور اس میں تو کتے کا گوشت ہے کیسے کھاؤں۔ حضرت خواجہ نور محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاہ جی یہ گوشت جوالہ سنگھ کے کھانے سے تو برا نہیں۔ یہ سن کر حضرت پیر چنن شاہ تڑپ اٹھے۔ تاہم مرشد کریم نے ان پر نظر کرم فرما کر انہیں اس پریشانی سے نجات دلائی۔

انداز تربیت

حکیم سراج دین صاحب کا بیان ہے کہ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ظاہری و باطنی علم کا ادراک ناممکن ہے۔ آپ کی خدمت میں اگر کوئی ان پڑھ شخص حاضر ہوتا تو آپ اس کی استعداد کے مطابق انتہائی سادہ انداز میں گفتگو سے تربیت فرماتے۔ اگر علمائے کرام حاضر خدمت ہوتے تو آپ ان کی علمی قابلیت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے گفتگو فرماتے۔ اگر کوئی بزعم خویش بڑا علامہ حاضر ہوتا تو آپ کی گفتگو ایسی دقیق ادبی اور علمی اصطلاحوں پر مشتمل ہوتی کہ وہ ششدر رہ جاتا اور اگر خدمت میں حاضر ہونے والے سالکان طریقت ہوتے تو آپ ان کے سامنے انہی احوال و مقامات کا تذکرہ فرماتے جو انہیں درپیش ہوتے۔ الغرض علوم ظاہری و باطنی میں اعلیٰ مقام رکھنے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے باوجود آپ سادگی، عجز اور انکساری کا پیکر تھے۔عوام کی مجالس میں آپ کی سادہ گفتگو سن کر عام شخص کو گمان گزرتا کہ آپ شائد پڑھے لکھے نہیں ہیں۔

شریعت کی پابندی

قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔(آل عمران:۳۱)''آپ فرما دیجئے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ محبت کرے گا، تمہیں بخش دے گا اور اللہ معاف فرمانے والا مہربان ہے''۔

حضور شاہ لاثانی قدس سرہ النورانی زندگی کے ہر معاملہ میں شریعت مطہرہ کا مکمل اتباع اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل فرماتے تھے۔آپ سلسلہء عالیہ نقشبندیہ کے امتیازی وصف کے مصداق احکام شریعت میں رخصت کی بجائے عزیمت پر عمل پیرا ہونا پسند فرماتے تھے۔شریعت کے کسی حکم کے خلاف عمل آپ کو انتہائی ناگوار گزرتا۔آپ کی حیات مبارکہ کا ہر ہر پہلو سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطابق ہوتا تھا۔

جن کی ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ
ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

آپ احکام شریعت کی پاسداری میں کسی قسم کی رعایت کو پسند نہیں فرماتے تھے۔جہاں کہیں اور جس کسی میں خلاف شریعت بات دیکھتے فوراً اصلاح احوال کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے نصیحت اور سخت تنبیہ فرماتے۔کسی کا تہ بند و پاجامہ ٹخنوں سے نیچے بڑھا دیکھتے تو اس کی اصلاح کا حکم فرماتے۔ایک مرتبہ ایک صاحب کو بائیں ہاتھ سے پانی پیتا دیکھا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ دائیں ہاتھ سے پانی پینا سنت ہے۔اس طرح آپ کی مجلس میں حاضر ہونے والوں کے عقیدہ وعمل کی اصلاح ہوتی رہتی تھی۔

باہمی مشاورت

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ (الشوریٰ:۳۸)۔اور ان کا کام ان کے باہم مشورہ سے ہے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کاروبار زندگی کے معاملات میں باہمی مشاورت کی روشنی میں عمل کرنا پسند فرماتے تھے۔آپ بوقت ضرورت اپنے صاحبزادگان ،خلفاء عظام اور کئی دیگر مریدین وخدام سے مختلف معاملات میں مشورہ طلب فرماتے تھے۔ایک مرتبہ آپ نے ختم قرآن کا اہتمام فرمایا اور لنگر شریف کے لئے استعمال ہونے والی رقم بعض احباب کے مشورہ کے مطابق کچھ غرباء و مساکین کو بلوا کر ہر شخص کو ایک ایک دیگ کے برابر نقد رقم عطا فرمادی۔پھر ختم شریف کے لئے متعدد دیگیں بھی پکوا کر حسب معمول تقسیم فرمادیں۔

ذوق سماعتِ قرآن

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن مجید کی تلاوت انتہائی ذوق وشوق ،استغراق وتفکر سے سننا پسند فرماتے تھے۔آپ رمضان المبارک کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دوران مختلف دیہات اور شہروں میں محافل شبینہ کے انعقاد کا اہتمام کرواتے اور ان محافل میں بنفس نفیس شریک ہوکر عوام الناس کو تلاوت کلام پاک کی سماعت کا شوق دلاتے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ قرآن پاک کے فیوضات و برکات سے مستفید ہوں۔

جانوروں پر رحم

صوفی سلطان احمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ وہ دربار عالیہ علی پور سیّداں شریف میں حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔موسم خوشگوار تھا اور سامنے کھیتوں میں چڑیاں دانہ دنکا تلاش کررہی تھیں۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک درویش کو بلا کر استفسار فرمایا کیا چڑیوں کو دانہ ڈال دیا؟۔اس نے عرض کیا حضور ابھی نہیں ڈالا۔آپ نے فرمایا خود تو ٹوپہ ٹوپہ (اناج ماپنے کا آلہ) کھا کر سو رہتے ہو اور دوسری مخلوقِ خدا کا کچھ خیال نہیں۔کیا درویشی کے یہی آداب ہیں۔یاد رکھو درویشی کا پہلا سبق بے زبانوں پر رحم کرنا ہے۔

اناج کی قدر

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اناج کی بے حد قدر و احترام فرماتے تھے اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی تلقین فرماتے۔آپ اکثر و بیشتر زمین پر بکھرے ہوئے اناج کے دانوں کو اکٹھا کرنے کے بعد بوسہ دیتے اور فرماتے کہ اناج کی قدر کرنی چاہیے ،اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے۔یہ بھی فرماتے کہ یہ کسی نہ کسی ذی روح کی غذا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔

مہمان نوازی

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ عالیہ پر سالکین کا اجتماع رہتا تھا اور آپ کے دروازے ہر ایک کے لئے بلاتخصیص ہر وقت کھلے رہتے تھے۔آپ کے دسترخوان پر تمام مہمانوں کے لئے ایک ہی قسم کا کھانا پیش کیا جاتا تھا۔تاہم مہمانوں کی تواضع آپ بنفس نفیس فرماتے اور اپنے صاحبزادگان کو حکم دیتے کہ جب تک مہمان کھانا کھاتے رہیں وہ پانی وغیرہ لے کر کھڑے رہیں مہمان کی ضرورت کی چیز اسے فوراً پیش کریں۔

آدابِ طعام

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مریدین اور دیگر متعلقین کو زندگی کے ہر شعبہ کے متعلق آداب سکھانے کی طرف خصوصی توجہ فرمایا کرتے تھے۔آپ آداب طعام کی تعلیم وتربیت پر بھی خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ آپ دوپہر کا کھانا تناول فرمارہے تھے کہ قلعہ صوبھا سنگھ کی مسجد کے امام صاحب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آگے بڑھ کر آپ سے مصافحہ کرنا چاہا۔آپ نے فرمایا حافظ صاحب قرآن مجید کی تلاوت کرتے وقت اور کھانا کھاتے وقت مصافحہ نہیں کرنا چاہیے۔یہ آداب کے خلاف ہے۔بعدازاں آپ نے انہیں اپنے ساتھ کھانے میں شامل فرمالیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تعمیر مساجد

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مساجد و مدارس کی خصوصی سرپرستی فرماتے تھے۔ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مساجد نماز باجماعت کے اہتمام کے ساتھ ساتھ بنیادی دینی مسائل سے آگہی کا بہترین ذریعہ ہیں۔آپ نے مختلف علاقوں میں کئی مساجد تعمیر کروائیں۔دسمبر 1931ء میں آپ ایک گاؤں میں تشریف لے گئے جہاں سکھوں کا غلبہ تھا۔اس گاؤں کے مسلمانوں نے جمع ہو کر آپ کی خدمت میں مسجد تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی اور دعا کی درخواست کی۔سکھ مالکان مسلمانوں کو گاؤں میں مسجد نہیں بنانے دیتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گاؤں میں واقع قبرستان تشریف لے گئے اور وہاں فاتحہ خوانی اور دعا کے بعد اگلی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔اسی اثناء میں ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور اس نے بتایا کہ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وہاں آمد کی وجہ سے سکھوں نے اعلان کیا ہے کہ مسلمان جہاں چاہیں مسجد بنا لیں انہیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔چنانچہ آپ کے روحانی تصرف اور توجہ باطنی کی برکت سے جلد ہی وہاں ایک عظیم الشان مسجد تعمیر ہو گئی۔

احسان نہ جتانا

آپ صدقہ و خیرات کر کے احسان جتلانے کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔آپ فرمایا کرتے کہ قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِکُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰی ۔(البقرۃ:۲۶۴)۔ترجمہ۔"اے ایمان والو

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہ باطل کرو اپنے صدقات احسان جتلا کر اور ایذا دے کر"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین آدمیوں سے بات نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا۔ایک وہ جو دے کر احسان جتائے۔ دوسرا تہبند (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا۔ تیسرا (جھوٹی) قسم کھا کر سودا فروخت کرنے والا۔ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ لہٰذا اپنے صدقات وخیرات کو احسان جتلا کر ضائع نہ کیا کرو۔

فضائل علم

آپ علم کی فضیلت کے قائل تھے۔شریعت اور طریقت کو ایک دوسرے سے جدا نہیں سمجھتے تھے۔آپ فرمایا کرتے کہ منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے شریعت اور طریقت کے دونوں پَر درکار ہیں۔آپ علوم شریعت سے بے بہرہ صوفی اور طریقت سے ناآشنا عالم کو دین کے لئے سخت نقصان دہ سمجھتے تھے۔اس لئے آپ ان علمائے دین کی عزت وتکریم فرماتے تھے جو شریعت پر عمل کرتے اور طریقت کے راہی ہوتے۔ آپ ارشاد فرماتے کہ عالم باعمل ہی عزت واحترام کے مستحق ہیں۔

آپ اہل ظاہر کی صحبت سے پرہیز کرنے کی نصیحت فرماتے کیونکہ ان کی صحبت سے دلوں میں شکوک پیدا ہوتے ہیں۔آپ کا ارشاد ہے کہ فقیر کو طمع اور حرص برباد کر دیتی ہے جبکہ اخلاص عمل اس کے لئے بہترین زادِ راہ ہے۔

آپ نے فرمایا۔"حضرت باواجی خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے لَا طَامِعٌ لَا جَامِعٌ لَا مانِعٌ یعنی فقیر و درویش طمع نہیں کرتا، جمع نہیں کرتا اور منع نہیں کرتا۔ یہ فقیری کے راز ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے فرمایا کہ آج کل لوگ ذکرِالٰہی کرنے میں سست ہیں۔میں جوانی میں رات کے وقت شمار کر کے سانس لیا کرتا تھا (مقررہ تعداد کے مطابق ذکر کر کے سانس لیتا) اور حبس دم (سانس روکنا) یہاں تک کرتا کہ میرے سینہ سے خون آنا شروع ہوگیا۔ایک حکیم صاحب نے مجھے حبس دم سے منع کیا تو میں نے جواب دیا کہ میں کسی صورت میں حبسِ دم نہیں چھوڑ سکتا۔

از سرِ بالینِ من بر خیز اے ناداں طبیب
درد مندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

ترجمہ:"اے نادان طبیب میرے سرہانے سے اٹھ کھڑا ہو کیونکہ عشق کے مریض کیلئے دیدار کے سوا کوئی دوا (علاج) نہیں۔"

عفت وحیا ۱۶

فرمان باری تعالیٰ ہے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی (علق:۱۴) ترجمہ۔کیا اسے نہیں معلوم کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا حیا ایمان کا ایک حصہ ہے (بخاری،مسلم،ابوداؤد)۔حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا"جو اللہ تعالیٰ سے حیا کا سوچتا ہے اسے سر اور اس سے متعلق چیزوں (کان،ناک،آنکھ،زبان)،پیٹ اور اس سے متعلق چیزوں (شرمگاہ وغیرہ) کی حفاظت کرنا ہوگی اور آزمائشوں کو یاد کرنا ہوگا اور اگر آخرت کی بہتری چاہتا ہو تو دنیا کی رنگینی کو خیرباد کہنا ہوگا اور جو ایسا کرے گا اس نے حیاء کا حق ادا کر دیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت باعفت وباحیا تھے۔نامحرم خواتین سے میل جول میں بہت احتیاط برتتے تھے۔آپ حاضر خدمت ہونے والی خواتین کو ہمیشہ پردہ میں بٹھانا پسند فرماتے تھے۔آپ نے فرمایا سالک کو دو چیزیں برباد کرتی ہیں۔حرص دنیا اور نامحرم عورتوں سے تعلقات۔آپ جب کسی خاتون کو بیعت فرماتے تو اُسے علیحدہ پردہ میں بٹھایا جاتا اور وہ آپ کی چادر کا کنارہ پکڑ کر آپ سے بیعت کرتی۔ دربار شریف حاضر ہونے والی خواتین کے لئے الگ باپردہ اہتمام کیا جاتا تھا۔آپ اپنے عقیدت مندوں اور متعلقین کو ہمیشہ نامحرم عورتوں سے بلاضرورت میل ملاقات سے پرہیز کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔آپ اس ضمن میں اکثر حضرت باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ فرمان بطور نصیحت ارشاد فرماتے کہ ''میں تو اس (نامحرم عورتوں کا معاملہ) میں خود کو کمزور پاتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں کیا تم نہیں ڈرو گے؟'' آپ نے فرمایا کہ خواتین کو ہمیشہ پردہ کے آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے۔آپ نے فرمایا کہ نامحرم عورت کے پاس تنہائی میں کسی مرد کی موجودگی گویا آگ اور روئی کو یکجا کرنا ہے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سفرِ حج و زیارات

اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان عالیشان ہے وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا۔ (آل عمران:۹۷) ''اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے''۔ حج دین کے بنیادی ارکان میں شامل ہے اور ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ بلاشبہ ایک مسلمان کے لئے وہ دن انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے جب وہ اپنی آنکھوں سے خانہ کعبہ اور روضہء رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرتا ہے۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں یہ سعادت بار بار نصیب ہوتی ہے۔

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی سرزمین حجاز سے والہانہ محبت و عقیدت رکھتے تھے۔ خانہ کعبہ اور روضہء رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت آپ کی دلی خواہش تھی۔

آپ کو حج بیت اللہ شریف اور زیارت گنبدِ خضریٰ کا اس قدر شوق تھا کہ شب و روز آپ اسی تصور میں مستغرق رہنے لگے۔ آپ جب کسی سے سرزمین حجاز کے حالات و واقعات سنتے تو آپ کی آتشِ شوق تیز تر ہو جاتی۔ آخر کار آپ کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے بلاوا آ گیا۔ لہٰذا آپ کچھ رفیقوں کے ہمراہ ۱۳۲۳ھ بمطابق ۱۹۰۴ء میں بذریعہ بحری جہاز فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے عازم سفر ہوئے۔ دوران سفر آپ نے عبادات، اذکار و معمولات میں اضافہ کر دیا۔ آپ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہنے لگے۔

جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قافلہ سرزمینِ حجاز پہنچا تو آپ کی کیفیت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ آپ ادب وحیا اور خشیت سے جھکے جا رہے تھے۔ مناسک حج کی ادائیگی کے دوران آپ کا ذوق وشوق، خشوع وخضوع اور خشیت عروج پر تھی۔ آپ نے حج کے تمام ارکان نہایت محبت، سکون اور دلجمعی سے ادا کیے۔

مناسک حج سے فارغ ہو کر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے۔ مدینہ منورہ ابھی بارہ میل دور تھا کہ آپ نے اونٹ کی سواری چھوڑ کر پیدل سفر اختیار کر لیا۔ جب مسجد نبوی شریف کے مینار نظر آنے لگے تو آپ کی محویت واستغراق بڑھ گیا۔ آپ کی پُرشوق نگاہیں مسجد نبوی کے میناروں پر جمی تھیں اور آپ کا چہرۂ انور آنسوؤں سے تر تھا۔ روضہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پہنچ کر آپ نے تعظیم وتکریم کی انتہا کر دی۔ آپ پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی۔ ایک سچے عاشق رسول کو دربار میں حاضری کا شرف حاصل ہو گیا۔ درودِ پاک کا وِرد آپ کی زبان پر مسلسل جاری تھا اور آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ بارگاہ رسالتمآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام قابل رشک تھا۔ وہاں آپ اس شعر کی عملی تفسیر تھے۔

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ترجمہ: آسمان کے نیچے یہ ایسی ادب گاہ ہے جو عرش سے بھی زیادہ نازک ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے اولیائے کاملین

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی یہاں ادب سے سانس کی آواز نہیں نکلنے دیتے۔

آپ نے مدینہ منورہ میں قیام کے دوران ہر شخص اور ہر شے کو عزت و احترام اور محبت کی نظر سے دیکھا۔اس مبارک سفر میں بہت سے فیوض و برکات حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کو روحانی درجات میں مزید سر بلندی اور ترقی نصیب ہوئی۔

سرزمین مکہ و مدینہ سے واپسی پر آپ انتہائی کبیدہ خاطر ہوئے۔جدائی کے ان لمحات میں آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی ایک جھڑی لگ گئی۔آپ کے صاحبزادگان والا شان کا بیان ہے کہ جب آپ واپس وطن تشریف لائے تو خاموشی آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بھی خاموشی بہت پسند تھی۔سنت مطہرہ کی پیروی میں آپ کے کلام میں مزید اختصار اور جامعیت آ گئی تھی۔ آپ اکثر خانہ کعبہ اور روضہء رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتے۔آپ فرماتے کہ عرب کے باشندوں کا رویہ ہمارے ساتھ بہت اچھا تھا۔لوگ بے جا ان کے ناروا سلوک کی شکایت کرتے ہیں۔آپ نے سفر حج کے دوران استعمال کیے جانے والے لباس کو عرصہ دراز تک بطور تبرک محفوظ رکھا۔اس مبارک سفر میں عارف کامل حضرت شیخ عبدالحق مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کو خصوصی اوراد اور دلائل الخیرات کی اجازت مرحمت ہوئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سفر زیارات مقدسہ

غرضِ سیرِ قلندر طلبِ دیدار است
ورنہ ایں نان و نمک در ہمہ جا بسیار است

ترجمہ۔درویش کا سفر دیدار کی خاطر ہوتا ہے ورنہ کھانا پینا تو ہر جگہ بہت مل جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔هُوَ الَّذِىْ يُسَيِّرُكُمْ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ (یونس:۲۲) وہی ہے جو تمہیں خشکی اور تری میں سیر کراتا ہے۔

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ (البقرۃ:۲۰۷)

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا ولی ہے،انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ. (المائدہ:۵۵)یعنی اے مسلمانو! تمہارے مددگار(دوست)اللہ اور اسکا رسول اور وہ مومن ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر روانہ ہوتے تو سواری پر درست ہو کر بیٹھ جاتے اور یہ آیت کریمہ پڑھتے سُبْحٰنَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ (الزخرف:۱۳۔۱۴) ترجمہ۔پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے ان جانوروں

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(سواریوں) کو مسخر کر دیا حالانکہ ہم میں یہ طاقت نہ تھی اور ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔اس کے بعد آپ ارشاد فرماتے الٰہی اس سفر میں تو ہی ہمارا ساتھی ہے اور تو ہی ہمارے گھر اور مال و متاع کا محافظ ہے۔الٰہی میں سفر کی مشکلات، واپسی کے اندوہ وغم اور مال واہل خانہ میں کسی پریشانی دیکھنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

صوفیائے کرام کا سفر دو طرح کا ہوتا ہے۔پہلی قسم بدنی سفر ہے یعنی ظاہری طور پر ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہو جانا اور دوسری قسم قلبی سفر یعنی ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف ترقی کر جانا۔

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں دین اسلام اور سلسلہ عالیہ کی تبلیغ وترقی کے لئے انگنت سفر کیے۔آپ سفر کے آغاز سے لے کر انجام تک آداب شریعت اور سنت مطہرہ کا خصوصی خیال رکھتے۔آپ اکثر تنہا سفر نہیں کرتے تھے۔دوران سفر ہمراہیوں کا خاص خیال رکھتے اور ان پر شفقت فرماتے۔آپ اکثر پیدل،تانگے پر، گھوڑی پر یا ریل گاڑی پر سفر فرماتے۔حج مبارک کے لئے آپ نے بحری جہاز پر سفر فرمایا۔سفر کے دوران بھی آپ اپنے اذکار ومعمولات کی پابندی کا التزام کیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا سے اولیائے کرام لوگوں کی مدد کرنے پر قدرت رکھتے ہیں،خواہ حاضر ہوں یا غائب۔ان کی نظر کرم سے بے شمار فیوض وبرکات حاصل ہوتے ہیں۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اولیائے کرام سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ نے ہندوستان کے بہت سے اولیائے کرام کے مزارات پر اکثر حاضری دی اور ان سے روحانی استفادہ کیا جو آپ کے روحانی درجات میں مزید بلندی کا باعث بنا۔

اسی طرح آپ اکثر لوگوں کو خود فیوضات و برکات سے نوازنے کے لئے ضرورت مندوں کے پاس سفر کر کے تشریف لیجاتے اور انکے مسائل حل فرماتے اور برکتوں سے نوازتے۔

سرہند شریف۔ آپ تقریباً ہر سال سرہند شریف تشریف لے جاتے۔ عمدۃ الواصلین، سند الکاملین حضرت خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کا گہرا روحانی تعلق تھا۔ آپ کو قیوم اول امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی کی تمام اولاد خصوصاً قیوم ثانی حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، قیوم ثالث مروج الشریعت خواجہ نقشبند ثانی قیوم ثالث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور قیوم رابع حجۃ اللہ حضرت خواجہ محمد زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہت محبت وعقیدت تھی۔ آپ ان بزرگوں کے مزاروں پر حاضر ہو کر دعائے خیر کرتے، تادیر مراقبہ میں رہتے اور ان کے فیوضات سے مستفید و مستفیض ہوتے۔

سرہند شریف کا مقام و مرتبہ۔ سرہند شریف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا وہ عظیم روحانی مرکز ہے جہاں ہمہ وقت انوار وتجلیاتِ الٰہی کی بارش برستی ہے۔ یہاں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر تین عدد قیوم تشنگانِ معرفت کو فیض عام سے مستفید فرما رہے ہیں۔ اس مرکز تجلیات کی فضیلت کے بارے میں امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی بیان فرماتے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

"اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کرم سے شہر سرہند میری جائے پیدائش ہے۔اسے میرے لئے ایک تاریک گہرے کنوئیں کو پُر کرکے بلند صفہ بنایا گیا ہے۔اکثر شہروں اور قصبوں پر اسے فضیلت بخشی گئی ہے۔اس سرزمین میں اس قسم کا نور بطور امانت رکھا گیا ہے جو بے صفتی اور بے کیفی کے نور سے اقتباس کیا گیا ہے۔فرزند اعظم مرحوم کے سانحہ ارتحال سے چند ماہ پہلے اس نور کو اس درویش پر ظاہر کیا گیا تھا۔

پانی پت: حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجمیر شریف جاتے ہوئے راستہ میں انبالہ میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب کے مزار پر انوار پر حاضری دی اور پھر پانی پت میں حضرت قبلہ شاہ شرف الدین بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔بعد ازاں وزیر خاں مقرب اور خواجہ الطاف حسین حالی رحمۃ اللہ علیہما کے مزارات کی زیارت کی۔پھر دوسرے روز مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی، سراج الحق، حضرت شمس الدین، حضرت جلال الدین، امام اکبر علی اور امام بدرالدین شہید رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات پر حاضری دی۔امام بدرالدین شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مقدس پر آپ دیر تک مراقب رہے اور فرمایا کہ اس مردِ خدا کا درجہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہیں بلند نظر آتا ہے۔

دہلی: حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دہلی میں وزیر اودھ منصور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ کی زیارت کی اور فرمایا یہ بہت کامل درویش گزرے ہیں۔پھر آپ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ پر پہنچے اور وہاں سے تبرکات حاصل کرکے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خواجۂ خواجگان حضرت نظام الدین اولیا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مقدس کی زیارت سے فیض یاب ہوئے۔اس کے بعد حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار کی زیارت کا شرف بھی حاصل کیا۔

آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا حضرت رضی الدین المعروف خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر تمام رات گزاری اور عبادت، ریاضت اور مراقبہ میں مصروف رہے۔حضرت خواجہ صاحب قدس سرہٗ سے آپ کو بہت اُنس تھا۔آپ دہلی کے تمام معروف مزارات کی زیارت کر کے اجمیر شریف تشریف لے گئے۔

اجمیر شریف:۔ آپ اجمیر شریف میں خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو وہاں کے سجادہ نشین حضرت عبدالمجید شاہ صاحب نے آپ کو دستار فضیلت اور کچھ تبرکات پیش کیے۔ایک غیر مقامی درویش نے بھی آپ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔اسکے بعد آپ واپس دہلی تشریف لے گئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارات کی زیارت کی اور ان سے استفادہ فرمایا۔اجمیر شریف میں قیام کے دوران ایک روز آپ پر ایک خاص روحانی کیفیت طاری ہوئی جسکے زیر اثر آپ کئی میل پیدل چل کر شاہی مسجد کے قریب خانقاہ حضرت کلیم اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے گئے جہاں ایک مجذوب آپ کے سامنے محو رقص ہو کر کہنے لگا "یہ بزرگ آلِ رسول میں سے ہیں اور اِن کے بلند مرتبہ کا احاطہ کوئی نہیں کر سکتا"۔

کلیر شریف: آپ نے کلیر شریف میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بزرگ حضرت خواجہ علاؤالدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس میں شرکت کی اور بہت سے فیوضات و برکات حاصل کر کے واپس وطن تشریف لے آئے۔

اس سفر میں آپکے نورِ نظر پوتے سیّدنا و مرشدنا حضرت سید علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔اس سفر کا ایک مقصد عظیم حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روحانی درجات میں ترقی اور انہیں ان اولیائے کرام سے روشناس کرانا بھی تھا۔

حضرت شاہ لاثانی مزارات پر حاضری کے وقت مسنون طریقہ پر صاحب مزار کو سلام اور دعائیں پیش فرماتے ، وہاں تلاوت قرآن مجید، درود شریف اور دیگر ذکر اذکار اور دعائیں خاموشی اور خضوع و خشوع کے ساتھ فرماتے۔دیر تک مزار کے پاس مراقبہ کرتے۔مزار کے پاس مسجد میں نوافل ادا فرماتے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معمولاتِ شب و روز

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہستی وہ دریائے نور تھی جو بحرِ رسالت سے ولایت اور پھر قطبیت کے منصب پر فائز ہو کر محبانِ الٰہی کو سیراب کر رہی تھی۔ آپ کا تعلق و رابطہ اپنے جدِ امجد حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھ تھا جن پر اللہ تبارک وتعالیٰ، فرشتے اور مومنین درود پڑھتے ہیں ہے۔

هزار بار بشویم دهن زِمشک و گلاب
هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

ترجمہ۔ اگر میں اپنا منہ ہزار بار مشک وگلاب سے دھولوں تو پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک لینا بے ادبی ہے۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندگی کے ہر معاملہ میں شریعت مطہرہ اور سنّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا تھے۔ عبادات ہوں، معاملات ہوں یا اخلاقیات۔ حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارکہ اطاعت واتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ فرائض وسنن کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کا اہتمام بھی آپ نے اپنے اوپر لازم فرما لیا تھا۔ فرائض کی بجا آوری میں جو کیف وسرور آپ کو حاصل تھا اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس دوران اسرار و معارف اور احوال و واردات کی جو بارش آپ پر برستی تھی اس کا ادراک کرنا ممکن نہیں۔ تاہم آپ کے معمولات شب وروز کا جاننا سالکان طریقت

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لئے نہایت مفید ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معمولات سنت خیرالانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی ہی ہے جوفلاح دارین کا باعث ہے۔

رات کے معمولات

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا جہاد اجر میں زیادہ ہے؟۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرنا۔پھر پوچھا گیا کہ صالحین میں سے کون ثواب میں زیادہ ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جواللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرے۔اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز،روزہ،زکوۃ،حج اور پھر صدقہ کے بارے میں بھی فرمایا کہ جوان لوگوں میں سے (ان نیکیوں کے ساتھ ساتھ) اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کرے اُسے زیادہ اجر ملے گا۔اس موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے عمر! اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے تو ساری خیر لے گئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سن کر ارشاد فرمایا ہاں ایسا ہی ہے (مسند احمد)۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کو لازم پکڑ لو اس لئے کہ یہ شفا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کے تذکرے (خوشامد) سے بچاؤ کہ یہ بیماری ہے۔حضور قبلہ عالم شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کسی شخص کو نصیحت کی کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو،اس نے جواب دیا کہ حضور وقت نہیں ملتا۔آپ فرمانے لگے کہ میں نے اس وقت ایک سانس میں ایک سو گیارہ مرتبہ اسم ''اللہ'' کا وِرد کر لیا ہے اور تم ہو کہ تمہیں ایک مرتبہ بھی اللہ تعالیٰ کے نام کے ورد کا وقت نہیں ملتا۔اس پر وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ رات کے پہلے حصہ میں کچھ دیر آرام فرمایا کرتے تھے۔ تاہم آپ کا قلبِ اطہر اس دوران بھی ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا تھا۔ آپ سوتے وقت چارپائی کو سرہانے کی طرف سے قدرے اونچا کر لیا کرتے تھے۔ حضرت قبلہ پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ آپ اکثر رات کے وقت چھتری تان کر پھرتے اور سخت سردیوں میں ٹھنڈے پانی سے غسل فرماتے۔ آپ کے مقرب خاص سائیں مہر شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ جب تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے تو تمام عزیزوں کو بھی جگا دیا کرتے تھے۔ آپ زیادہ تر نماز تہجد کی آٹھ رکعات ادا فرماتے۔ البتہ کبھی بارہ یا چھ بھی کر لیتے۔ وتر کی تین رکعات اس کے علاوہ ہوتیں۔ اس کے بعد آپ اول و آخر گیارہ، گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر گیارہ مرتبہ سورہ مزمل شریف اور پھر گیارہ مرتبہ سورۃ یٰسین کی تلاوت فرماتے۔ آپ درود تاج نہایت سوز و گداز سے پڑھا کرتے تھے۔ علاوہ ازیں کلمہ طیبہ اور استغفار کا ورد بھی آپ کے معمولات میں شامل تھا۔ آپ تہجد کی نماز سے فارغ ہو کر اکثر خواہشمند افراد کو داخل طریقہ فرماتے۔ تاہم انہیں سلسلہ کی تعلیمات وغیرہ سکھانے کے لئے آپ بسا اوقات اپنے کسی خلیفہ کو مامور فرما دیتے۔ آپ وظائف وغیرہ سے فراغت کے بعد نہایت سوز و گداز کے ساتھ مندرجہ ذیل اشعار پڑھتے۔

پادشاہا جرم مارا در گزار ماگنہ گاریم تو آمرزگار

تو نیکو کاری و مابد کردہ ایم جرم بے انداز مابد کردہ ایم

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بردر آمد بندۂ بگریختہ آبروئے خود ز عصیاں ریختہ
مغفرت دارم امید از لطف تو زانکہ خود فرمودہ ای لا تقنطوا

۲

غریبم یا رسول اللہ غریبم ندارم درجہاں جز تو حبیبم
مرض دارم زعصیاں لا دوائے مگر الطاف تو گردد طبیبم
برایں نازم کہ ہستم امت تو گنہ گارم و لیکن خوش نصیبم

آپ نماز تہجد کی ادائیگی کے متعلق بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے مولانا فضل الٰہی صاحب کو ایک دفعہ نماز تہجد سے متعلق مندرجہ ذیل اشعار لکھوائے۔

جو فرما دے تجھ کو پیر اس پر چلے تو ہو فقیر
آدھی رات اٹھ بیٹھے سالک چار کوٹ کا ہووے مالک
پڑھے تہجد نال نیازے دل حاضر اور نال گدازے
کلمہ پاک کا کرے تکرار ایک ہزار یا تین ہزار
اللہ اللہ اتنا کہے اللہ رہے اور آپ نہ رہے
پرسش اس کی پیر سوں پاوے جو لکھنے میں رسم نہ آوے
سنت عصر کی ترک نہ کرے تو گویا میداں سو کھڑے
عارف ہووے پورا پورا تا دوڑاوے عرش پہ گھوڑا

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب نماز کی ادائیگی کے لئے قیام فرماتے تو آپ کا جسم مبارک نہایت نازک اور لطیف محسوس ہوتا۔ آپ پر محویت اور استغراق کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ معلوم ہوتا گویا آپ فنا فی اللہ ہو چکے ہیں یا عالم بالا کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ آپ درود شریف بکثرت پڑھا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ ذکر نفی اثبات بھی آپ کا معمول تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اسم ذات سے جذب (اللہ کا لگاؤ) پیدا ہوتا ہے جبکہ ذکر نفی اثبات سے دل منور اور مطمئن ہوتا ہے اور سلوک تمام ہوتا ہے۔ نماز تہجد و اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر نماز فجر تک عقیدتمند حاضرین کو خصوصی روحانی توجہ سے نوازتے جو ان کے قلوب کے تزکیہ و تصفیہ کے لئے اکسیر ثابت ہوتی۔ بسا اوقات حاضرین پر عجیب کیفیات طاری ہو جاتیں۔ ان کے قلوب منور ہو جاتے اور ان پر تجلیات الٰہی کی بارش ہونے لگتی۔ جو بھی آپ کی خدمت میں ایک مرتبہ حاضر ہوتا پھر آپ کے در کا ہی ہو کر رہ جاتا تھا۔

دن کے معمولات

آپ نماز فجر کی سنتیں ادا فرمانے کے بعد ایک سو گیارہ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ کا وِرد کرتے اور ان اشیاء پر دم فرماتے جو ضرورت مند مریضوں کے استعمال کے لئے ہوتیں۔ آپ نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک مراقب رہتے۔ بعد ازاں آپ تلاوت قرآن شریف فرماتے اور درود مستغاث شریف پڑھتے۔ اشراق کے بعد زائرین و حاضرین کیلئے لنگر شریف کا اہتمام فرماتے اور اسے شاہ ویلا کہا کرتے تھے۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اسکے بعد آپ دور دراز سے آئے ہوئے سائلین کی طرف متوجہ ہوتے۔ ہر ایک کی گذارش توجہ اور شفقت کے ساتھ سنتے اور نصائح مفیدہ اور توجہ باطنی سے اُن کے مسائل حل فرماتے۔ پھر خاطر تواضع کے بعد انہیں عزت و احترام سے رخصت فرماتے۔ ان امور سے فراغت پانے کے بعد آپ دربار شریف کے معاملات کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

آپ زمینوں اور مویشیوں کی دیکھ بھال و نگہداشت خود فرماتے تھے۔ آپ دربار شریف کے خادمین، حاضرین اور درویشوں کو اُن کی مقررہ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے لئے روانہ فرماتے اور خود بھی ریاضت و محنت کے کاموں میں مشغول ہو جاتے۔

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بظاہر دنیاوی معاملات میں مشغول نظر آتے مگر آپ کا قلب ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہتا اور آپ پر بے شمار روحانی احوال و مقامات کا نزول ہوتا رہتا۔ آپ ذکر قلبی کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ اس طرح ذکر کرو کہ دل تو اللہ تعالیٰ ہی کی جانب متوجہ رہے اور ساتھ ساتھ اپنے دیگر کام بھی سرانجام دیتے رہو۔ آپ اس کی وضاحت پنجابی مقولہ ''ہتھ کار وَل، دل یار وَل'' سے بھی فرمایا کرتے تھے۔ اللہ والوں کے احوال و مقامات بدلتے رہتے ہیں۔

احوال و مقامات پہ موقوف ہے سب کچھ
ہر لحظہ ہے سالک کا زماں اور مکاں اور

قیلولہ۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ دوپہر کے وقت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پیروی میں کچھ دیر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی قیلولہ کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اور قیلولہ کو شب بیداری کا پیش خیمہ قرار دیا ہے۔ قیلولہ سے بیدار ہو کر آپ نماز ظہر باجماعت ادا فرماتے اور ظہر کی نماز کے بعد پانچ ہزار مرتبہ درود خضری کا وِرد کیا کرتے تھے۔ آپ نے بعض احباب طریقت کو بھی اس کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ نماز عصر کی ادائیگی کے بعد آپ ختم شریف مجددیہ اول و آخر سو مرتبہ درود شریف، سات مرتبہ الحمد شریف اور پانچ سو مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھتے (ہر دانے پر لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھتے اور ہر سو کے آخر پر ایک دفعہ اَلْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھتے اور ختم خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس طریقہ پر پڑھتے تھے کہ اول و آخر سو، سو مرتبہ درود شریف اور سات مرتبہ الحمد شریف پھر پانچ سو مرتبہ آیت کریمہ ’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ‘‘پڑھتے۔

آپ عصر کی نماز کے بعد خاموشی اختیار فرما لیتے اور اس دوران اگر کسی کو غیر ضروری گفتگو میں مشغول پاتے تو بعد نماز مغرب اس کی اصلاح فرماتے۔

خاموشی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا ایک امتیاز ہے۔ نماز عصر کے بعد آپ کی خاموشی پُر جلال ہوتی تھی۔ کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ کو مخاطب کر سکے۔ آپ نماز مغرب باجماعت ادا فرمانے کے بعد بھی کچھ وقت خاموش رہتے۔ وہ خاموشی بھی بارُعب اور پُر وقار ہوتی تھی۔

بعد ازاں آپ کھانا تناول فرماتے۔ امیر و غریب کی تخصیص کے بغیر سب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے لئے یکساں طعام پکایا جاتا اور سب ایک ہی دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ آپ نمازِ عشاء ادا فرما کر کچھ وقت حاضرین کو مستفید فرماتے اور پھر اپنے حجرہ مبارک میں تشریف لے جاتے۔

عشاء کی چار سنتوں کی ادائیگی

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمازِ عشاء کے فرائض سے قبل چار سنتوں کی ادائیگی پابندی سے فرمایا کرتے تھے۔ آپ اکثر مریدین کو ان چار سنتوں کی لازمی ادائیگی کا حکم دیا کرتے تھے

ختم خواجگان:

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ باقاعدگی کے ساتھ ختم خواجگان پڑھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے کہ یہ درویش کا لشکر ہے اور ہر دعا اس کے پڑھنے سے قبول ہو جاتی ہے۔ ختم خواجگان میں نمازِ عصر یا نمازِ مغرب کے بعد حاضرین مجلس کو بھی ساتھ شامل فرمالیتے تھے۔ آپ فرماتے کہ اگر کوئی مہم یا مشکل درپیش ہو تو اس کے حل کے لئے متواتر سات روز ختم خواجگان بمعہ حلقہ یاران طریقت پڑھ کر دعا مانگی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تمام مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔ ختم خواجگان پڑھنے کا طریقہ اس طرح ہے۔ سات مرتبہ الحمد شریف، سو مرتبہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ ۔ سورۃ الم نشرح ۷۹ مرتبہ مع بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ سورۃ الاخلاص ایک ہزار مرتبہ بمع بِسْمِ اللّٰهِ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، الحمد شریف سات مرتبہ، ایک سو مرتبہ درود شریف مذکورہ بالا، الحمد شریف سات مرتبہ، درود خضری صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ سو مرتبہ، پانچ سو مرتبہ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ، ہر سو کے بعد ایک مرتبہ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ الحمد شریف ۷ مرتبہ، درود خضری سو مرتبہ۔ آخر میں سب کے لئے دعا کی جاتی ہے۔

آپ تنگی رزق والوں کے لئے حضرت شاہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کا ختم شریف پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ جس میں اول و آخر سو مرتبہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمَرْزُوْقِیْنَ۔ اس کے بعد ہزار مرتبہ یارزاق اور ہر سو کے بعد اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ رِزْقًا وَّاسِعًا یَا رَازِقَ الْمَرْزُوْقِیْنَ۔ پڑھے۔

ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر درخواست کی کہ مجھ پر قرضہ بہت ہو گیا ہے۔ کوئی حل تجویز فرمائیں۔ آپ نے اسے اول و آخر سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر پانچ سو مرتبہ یَا عَزِیْزُ مِنْ کُلِّ عَزِیْزٍ پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خواجہ خواجگان باواجی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر فتوح کو پہنچانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ اس عمل سے انشاءاللہ تعالیٰ قرض ادا ہو جائے گا۔ اس شخص نے حسب الحکم عمل کیا تو اس کا مسئلہ حل ہو گیا۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشف وکرامات

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجا۔ انہیں مختلف معجزات دیئے تا کہ انکار کرنے والے اپنے نبی پر ایمان لے آئیں اور ماننے والوں کا یقین مزید پختہ ہو جائے۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث اور سلسلہ رشد وہدایت کے امین اولیائے کاملین ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے تصرفات وکرامات عطا کرتا ہے تا کہ منکرین اولیاء مانیں اور ماننے والوں کا یقین مزید پختہ ہو۔ خرق عادت اگر نبی سے ظاہر ہو تو معجزہ کہلاتا ہے اور اگر ولی سے صادر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔ معجزات اور کرامات اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہوتے ہیں تاہم ایک ولیء کامل کی کرامت اس کے نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔ ایک مسلمان کو اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ انبیاء واولیاء کا وسیلہ بھی ڈھونڈنا چاہیے۔ قرآن حکیم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ۔ (المائدۃ:۳۵)

”اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی جانب وسیلہ تلاش کرو“۔

قرآن مجید میں انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزات کا بھی ذکر ہے اور اولیائے کاملین کی کرامات کا بھی تذکرہ ہے۔

سورۃ آلِ عمران میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ فرمان ”میں اللہ کے اذن

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں، جو کچھ تم کھا کر آتے ہو اور جو گھروں میں بچا کر آتے ہو وہ تمہیں بتا دیتا ہوں اور مٹی سے ایک پرندہ کی صورت بنا کر اسے پھونک مارتا ہوں تو وہ پرندہ بن کر اُڑ جاتا ہے"۔حضرت صالح علیہ السلام نے پہاڑ سے اونٹنی نکالنے کا معجزہ دکھایا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر عصا مار کر اس سے بارہ چشمے پانی کے جاری کیے۔اس طرح دیگر بہت سے معجزات کا تذکرہ ملتا ہے۔ہماری نبی خیر البشر سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات سب سے زیادہ اور نہایت بلند مرتبہ ہیں۔

اولیاء کرام سے کرامات کا صادر ہونا دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کا ظہور اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔"کَرَامَتُ الْاَوْلِیَاءِ مُعْجِزَۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" (ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتا ہے)۔اس بات میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کہ کسی ولی سے خواہ کتنی ہی کرامات صادر کیوں نہ ہوں وہ نبی کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔عموماً ولی اپنی کرامات کو حتی الامکان پوشیدہ رکھتا ہے۔تاہم بوقت ضرورت کرامات کا اظہار اور اعلان بھی ہوتا رہا ہے۔قرآن مجید کی سورۃ النمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک ولی کی کرامت کا ذکر ملتا ہے۔جب حضرت آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ نے چشم زدن میں ملکہ بلقیس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کے قدموں میں حاضر کر دیا تھا۔احادیث مبارکہ سے بھی کرامات کے متعدد ثبوت ملتے ہیں۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر ایک مہمان آیا آپ نے اس کو کھانا پیش کیا تمام گھر والوں نے اور مہمان نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا مگر کھانا ذرہ برابر بھی کم نہ ہوا۔یہاں تک کہ آپ کی زوجہ محترمہ نے فرمایا کہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ اسی طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جمعۃ المبارک کے دن خطاب فرمارہے تھے آپ نے مسلمانوں کی فوج حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی زیرِ نگرانی نہاوند میں جہاد کے لئے بھیجی تھی جہاں وہ مصروفِ جہاد تھے۔ دورانِ خطاب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سینکڑوں میل دور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے بلند آواز سے فرمایا یاسارية الجبل اے ساریہ پہاڑ کی طرف متوجہ ہو۔ وجہ یہ تھی کہ پہاڑ کی اوٹ سے کفار کا لشکر مسلمانوں کی فوج پر حملہ آور ہونے والا تھا اور حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ اس سے غافل تھے۔ اس واقعہ کی تصدیق اس وقت ہوئی جب حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ واپس مدینہ منورہ تشریف لائے۔ دریائے نیل جو ہر سال ایک جوان لڑکی کی جان بطور نذرانہ لے کر چلتا تھا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط جب اس دریا میں ڈالا گیا تو ایسا چلا کہ آج تک بند نہ ہوا۔

کرامات کی بہت سی اقسام ہیں۔ جن میں دعا کی قبولیت، بغیر کسی ظاہری سبب کے خوراک اور پانی حاصل ہونا۔ مختصر وقت میں طویل فاصلہ طے ہونا۔ دشمن سے نجات ملنا۔ غیبی آواز کے ذریعے رہنمائی ۔ بیماری سے شفا نصیب ہونا جیسے خلاف عادت اُمور کا ظہور پذیر ہونا شامل ہے۔ علمائے حق کا فرمان ہے کہ اثبات کرامت کے لئے یہ دلیل کافی ہے اِنَّ اللّٰہَ یَفۡعَلُ مَا یُرِیۡد (البقرۃ:۲۵۳) ''اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے''۔

اولیائے کرام کا وجود خلق خدا کیلیے سراپا رحمت ہوتا ہے۔ ولایت کی غایت عشق الٰہی سے سرشار ہوکر شریعت مطہرہ کی پابندی کرنا ہے۔ حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرامات کے افشا کو ناپسند فرماتے تھے تاہم آپ سے بے شمار کرامات ظاہر ہوئیں۔ آپ کا نظریہ تھا کہ۔

ہے اصل ولایت کا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت
بے معنی ہیں بن آپ کے سب کشف و کرامات

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کشف وکرامات اور فیوضات و برکات کے مکمل بیان کے لئے الگ ضخیم کتاب درکار ہے تاہم آپ کی چند کرامات وتصرفات کا تذکرہ برائے برکت درج کیا جارہا ہے۔

شفائے بیماراں

حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک قریب المرگ لاعلاج مریض کے بارے میں اطلاع دی گئی۔آپ مریض کے گھر تشریف لائے اور اپنی چادر مبارک اتار کر اس پر ڈالی اور سلب مرض کے لئے اس پر اپنی باطنی توجہ فرمائی۔دیکھتے ہی دیکھتے وہ مریض اٹھ کر بیٹھ گیا اور ایک دوروز میں صحت یاب ہوکر چلنے پھرنے کے قابل ہوگیا۔

ایک لاعلاج جذامی (کوڑھی) اپنی زندگی سے مایوس ہوکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے اسے اپنے پاس اندر بلایا اور اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا۔ آپ کی روحانی توجہ اور اس کھانے کی برکت سے وہ جلد ہی صحت یاب ہوگیا۔

ایک خاتون کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہوکر نابینا ہوگئی۔علاج معالجہ سے مایوس ہوکر حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔آپ نے اپنا لعاب

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دہن اس کی آنکھوں پر لگایا جس کی برکت سے اس کی بینائی لوٹ آئی۔

ایک صاحب بچپن سے گنٹھیا کے مرض میں مبتلا تھے۔بہت علاج معالجہ کے بعد بھی آرام نہ آیا۔ڈاکٹر نے ان کی کمر کی ہڈی کا آپریشن تجویز کیا۔ایک روز انہیں خواب میں حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ نے خواب میں ان صاحب کو گندم کی بھاپ لینے کا کہا۔اس عمل سے بھی انہیں آرام نہ آیا۔آخر خواب میں دوبارہ آپ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ نے انہیں اپنے حضور طلب فرمایا۔جب وہ حسب ہدایت حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے مصلحتاً جلالی انداز میں انہیں ڈانٹا اور اس کے تمام بدن پر اپنا ہاتھ پھیرا۔جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اسے شفایاب کر دیا۔

مولوی محمد الدین بھمبر والے بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مجھے سانپ نے ڈس لیا۔حتی المقدور علاج کروانے کے باوجود زہر پورے جسم میں پھیل گیا اور میرے بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمارے علاقہ میں تشریف لائے ہوئے تھے۔آپ صبح کے وقت خود ہی ہمارے گھر تشریف لائے اور اپنا لعاب دہن سانپ کے ڈسے کی جگہ پر لگا دیا جس کی برکت سے چند ہی لمحوں میں زہر کے اثرات میرے جسم سے ختم ہو گئے۔

آپ کے ایک مرید کی بیوی طاعون کے مرض میں مبتلا ہو گئی۔آپکو علم ہوا تو اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے لئے دعا فرمائی جس کی برکت سے وہ بہت جلد بالکل تندرست ہو گئی۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کی خدمت میں ایک مریضہ لائی گئی جس کی آنکھیں خراب تھیں۔ آپ نے اسے مربہ ہلیلہ دیا اور فرمایا کہ جاؤ یہ کھاؤ انشاء اللہ تعالیٰ اب تمہاری آنکھیں خراب نہیں رہیں گی۔ آپ کی دعا و توجہ کی برکت سے اسے مکمل شفا نصیب ہوئی۔

امداد و اعانت

آپ کے ایک مرید صادق صوفی خان محمد ساکن قطرووال ضلع فیصل آباد کی گھوڑی رات کو چور لے جانے لگا۔ آپ نے صوفی خان محمد کو خواب میں آ کر بتا دیا۔ وہ جاگ اٹھا تو چور گھوڑی چھوڑ کر بھاگ گیا۔

آپ کے مرید منشی غلام غوث اور اس کے دو ساتھیوں پر عدالت نے ایک مقدمہ میں فرد جرم عائد کر دی تھی۔ اُس کی والدہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے روضے پر پچیس روپے بطور نذرانہ اس نیت سے بھیجو کہ میرا بیٹا رہا ہو جائے۔ آپ کے روحانی تصرف سے منشی غلام غوث باعزت بری ہو گیا جبکہ اس کے دیگر دو ساتھیوں کو پچیس روپے فی کس جرمانہ ہو گیا۔

آپ کے ایک مرید کمزور حافظہ کے سبب قرآن پاک کی تلاوت سے محروم تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے روحانی توجہ فرمائی جس کی برکت سے انہوں نے جلد ہی مکمل قرآن پاک پڑھ لیا۔

سید فضل حسین شاہ ولد امیر حسین شاہ صاحب موضع جھانیاں ایک مرتبہ دربار شریف جا رہے تھے۔ دل میں خیال آیا کہ میرے پاس کوئی گھوڑی ہوتی تو دربار

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شریف آنے جانے میں آسانی ہو جاتی۔ جب وہ دربار شریف پہنچ کر حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے انکار کے باوجود انہیں ایک گھوڑی عطا فرما دی۔ گویا آپ ان کے خیالات سے واقف تھے۔ آپ نے ان کے کہے بغیر ان کی ضرورت پوری فرما دی۔

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے بیمار بیٹے کے لئے طالب دعا ہوا۔ آپ نے ایک برتن میں سے پانی پی کر بچا ہوا پانی اسے دے دیا اور فرمایا اسے لے جا کر اپنے بیٹے کو پلا دو کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق مؤمن کے جوٹھے میں شفا ہے، اس طرح میرے مؤمن ہونے کا بھی پتہ چل جائے گا۔ اس نے حسب الحکم پانی پلا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دیئے ہوئے پانی کی برکت سے اس کے بیٹے کو شفا دے دی۔

ایک دفعہ دورانِ سفر آپ نے ایک گاؤں میں قیام کیا جہاں سانپ بکثرت پائے جاتے تھے۔ آپ نے اپنے ہمراہیوں کو سانپوں سے بچ کر رہنے کی تلقین کی اور ایک ٹیلے پر دائرہ کھینچ کر اپنے ہمراہیوں کو اس کے اندر سونے کا حکم دیا۔ صبح اُٹھ کر دیکھا گیا تو آپ کے کھینچے گئے دائرے کے باہر سانپوں کی آمد و رفت کے بہت سے نشانات موجود تھے۔ جبکہ آپ کے روحانی تصرف کے باعث دائرے کے اندر ایک بھی سانپ داخل نہ ہو سکا۔

ایک دفعہ آپ کسی جگہ تشریف فرما تھے۔ لوگوں نے قریب کی مسجد میں سانپ کی موجودگی کی اطلاع دی۔ آپ نے انہیں تسلی دی اور فرمایا کہ فکر نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

کے حکم کے بغیر کوئی شے نقصان نہیں پہنچا سکتی۔اگلے روز صبح کی نماز کے بعد مسجد کی چٹائی کے نیچے وہی سانپ مرا ہوا پایا گیا۔

آپ کے ایک مرید کے بیٹے کا پیشاب بند ہو گیا۔ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا۔وہ حاضر خدمت ہوا تو آپ نے بذریعہ کشف اس کا حال معلوم کر لیا اور فرمایا کہ تمہارے بیٹے کو زہر باد ہو گیا ہے۔اسے فلاں درخت کے پتے شہد میں ملا کر کھلاؤ۔اس طریقہ سے علاج کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔

ایک مجذوب درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ میں اپنا یار دیکھنا چاہتا ہوں۔آپ نے ایک مٹھی شکر اسے عنایت فرما کر بیعت کیا۔ بعد ازاں آپ نے اسے جنگل میں جا کر ایک خاص اسم پڑھنے کا حکم دیا۔آپ کے روحانی تصرف کی برکت سے اس کی مراد بر آئی اور وہ مجذوب مل گیا مل گیا کہتا ہوا وہاں سے رخصت ہو گیا۔

آپ کے ایک مرید کے گاؤں میں کمیٹی والے مسجد نہیں بننے دیتے تھے۔ مقدمات کا سلسلہ جاری تھا۔آپ کی توجہ و دعا کی برکت سے جلد ہی تمام مقدمات ختم ہو گئے اور مذکورہ مسجد بھی جلد ہی پایہ تکمیل کو پہنچ گئی۔

ایک صاحب کی آنکھ پر بچپن سے رسولی تھی۔باوجود علاج کے انہیں آرام نہ آیا۔وہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے آنکھ پر دم کیا۔ جب صبح وہ صاحب سو کر اٹھا تو رسولی غائب تھی۔آپ کی اس کرامت کو دیکھ کر لوگ حیران رہ گئے۔

موئے مبارک کی برکت

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک عقیدت مند آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت سر مبارک میں انگلیوں سے کنگھی فرمارہے تھے۔ آپ کا ایک بال مبارک اس عقیدت مند کے ہاتھ پر گر پڑا۔ جسے اس نے نہایت احتیاط سے متبرک سمجھ کر اپنی جیب میں رکھ لیا۔ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہوں سے بظاہر یہ منظر پوشیدہ تھا لیکن آپ نے اسی وقت کنگھی منگوائی اور سر مبارک اور داڑھی مبارک پر پھیری اور اس میں آجانے والے متعدد بال اسے عطا کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تمہیں میرے بال اچھے لگتے ہیں تو اور لے لو، ایک کو کہاں سنبھالتے پھرو گے۔ اس شخص کا بیان ہے کہ ان مبارک بالوں کو میں نے عطر لگا کر محفوظ کرلیا اور ان کی برکت سے نہایت قلیل عرصہ میں میری تمام پریشانیاں دور ہوگئیں اور مجھے قلبی سکون مل گیا۔

مقدمہ سے بری

جناب چوہدری حسین بخش صاحب بیان فرماتے ہیں کہ 1915ء میں مرزائیوں نے مذہبی تعصب و دشمنی کی بناء پر حضرت پیر سیّد حافظ جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے پر ایک جھوٹا مقدمہ دائر کردیا۔ برٹش حکومت چونکہ مرزائیوں کی پشت پناہی کرتی تھی لہٰذا صاحبزادہ صاحب پر فردِ جرم عائد کردی گئی۔ اپیل کی آخری تاریخ تھی۔ سماعت اعلیٰ عدالت کے روبرو تھی جس کا چیف جسٹس ایک متعصب انگریز تھا۔ تاریخ مقررہ پر حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی دیگر اکابر

مشائخ اور علماء کرام کے ہمراہ کمرہ عدالت میں تشریف فرما تھے۔آپ نے ایک شخص سے فرمایا کہ مجھے جج کی شکل دکھاؤ۔اس نے انگریز جج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور یہ انتہائی سنگ دل اور تندخو جج ہے۔اس سے کسی منصفانہ فیصلہ کی توقع نہیں۔آپ نے اس جج کی طرف بغور دیکھا اور فرمایا مجھے تو یہ اچھا انسان معلوم ہوتا ہے ٹھیک ہی فیصلہ کرے گا۔یہ کہہ کر آپ کمرہ عدالت سے باہر تشریف لے گئے۔آپ کے روحانی تصرف کی برکت سے تھوڑی ہی دیر بعد مذکورہ متعصب جج نے صاحبزادہ والا شان کو نہایت عزت و تکریم سے بری کر دیا۔

شادی کی نوید

ماسٹر نور محمد جھنڈا النگاہ والے بیان کرتے ہیں کہ میری عمر کافی ہو چکی تھی تاہم میری شادی نہیں ہو رہی تھی۔میں نے حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کی کہ حضور دعا فرمائیں کہ میری شادی جلد ہو جائے۔آپ نے فرمایا باقاعدگی سے نماز پڑھا کرو شادی ہو جائے گی۔چنانچہ حسب الحکم مجھے نماز پڑھتے ہوئے ابھی ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہی ہوا تھا کہ آپ کی دعا کی برکت سے میری شادی ایک اچھے گھرانے میں ہو گئی۔

کنوئیں میں پانی آ گیا

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دفعہ موضع بھرڑی تشریف لے گئے۔وہاں کے رہائشیوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ گاؤں کا کنواں عرصہ دراز

سے گدلے اور کم پانی کی وجہ سے غیر آباد پڑا ہے۔آپ دعا فرمائیں تاکہ کنوئیں سے صاف پانی وافر مقدار میں مل سکے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھ کر وضو فرمایا اور بچا ہوا پانی کنوئیں میں انڈیل کر فرمایا اس کنوئیں کو آباد کرو۔انشاء اللہ تعالیٰ بہت پانی ملے گا۔چنانچہ حسب الارشاد کنوئیں کا پانی صاف اور زیادہ ہو گیا۔

جنات سے بچالیا

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید رستم علی صاحب جو سریہ گجراں کے رہنے والے تھے۔بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ نصف شب کے وقت حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لئے علی پور سیّداں شریف روانہ ہوئے۔راستے میں ایک ویران جگہ پر دو عدد دیو قامت اور خوفناک جنّوں نے ان کا راستہ روک لیا۔ایک جن نے دوسرے سے کہا کہ اس شخص کا کام تمام کردو۔وہ آگے بڑھا لیکن اچانک رُک گیا اور کہنے لگا کہ ایک سفید ٹوپی والے بزرگ مجھے جلا دینا چاہتے ہیں۔اس پر وہ دونوں جن وہاں سے غائب ہوگئے۔رستم علی صاحب کا بیان ہے کہ جب میں نے نظر اُٹھائی تو تین چار قدم کے فاصلے پر حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کھڑے پایا۔آپ کا دیدار کرتے ہی میری تمام پریشانی اور خوف دور ہو گیا اور میں نے باقی ماندہ سفر اطمینان سے طے کیا۔جب میں حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اتنی اندھیری رات میں آئندہ اکیلے سفر نہ کرنا۔جنگلوں میں ایسی بہت سی بلائیں ہوتی ہیں جو انسانوں کو تنگ کرتی ہیں۔

کمال تصرف

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ خصوصی شرف و امتیاز حاصل تھا کہ آپ حاضرین کے دل کی بات بذریعہ کشف جان لیتے اور ان کے تمام مسائل کا فوری حل بھی فرمادیتے۔آپ ایسے طبیب روحانی وجسمانی تھے کہ محض تصرف روحانی،سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی عطا کردہ خصوصی توجہ اور دعا سے تمام تکالیف اور دکھ دور فرمادیا کرتے تھے۔تاہم آپ کبھی پانی پر دم بھی فرماتے اور کبھی تعویذات بھی عطا فرماتے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ کبھی کبھی اصلاح احوال کے لئے جلالی انداز بھی اختیار فرما لیتے۔ جس سے نفسیاتی اور روحانی الجھنیں دور ہونے کے ساتھ ساتھ جسمانی تکالیف بھی دور ہوجاتیں۔ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک صاحب اپنی بچی کو لے کر حاضر ہوئے جس کا ایک بازو فالج سے مکمل طور پر بیکار ہو چکا تھا۔آپ نے باطنی تصرف فرمایا اور بچی کو فرمایا ''بیٹی ہاتھ کھول دو''۔اس نے آپ کے فرمان کے مطابق ہاتھ کھولا تو بازو ٹھیک اور تندرست تھا جیسے کبھی کوئی تکلیف نہ ہوئی ہو۔

وظائف کی تلقین

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر خدمت ہونے والوں کو قرآن وحدیث میں درج دعائیں اور وظائف پڑھنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ ایک مشکلات میں گھرا ہوا شخص حاضر خدمت ہوا۔ابھی اس نے اپنے دل کا حال بیان بھی نہیں کیا تھا کہ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف سے اس کا مسئلہ معلوم فرمالیا اور اسے آیت

کریمہ لا الٰہ الا انت سبحانك انی کنت من الظّٰلمین کاوظیفہ پڑھنے کی تلقین فرمائی۔آپ کی دعااور آیت کریمہ کی برکت سے اس کے مسائل حل ہو گئے۔

عقائد باطلہ سے توبہ

ایک شخص آپ کی بیعت سے سرفراز ہوا تو اس پر جذبہ کی کیفیت طاری ہوگئی۔گاؤں کے چند غیر مقلدوں نے اس کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔ایک روز وہ شخص حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے پیچھے پیچھے اس کا مذاق اڑانے والے وہابی بھی چلے آئے۔اس شخص نے جب حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا تو بے خود ہو گیا۔آپ کے روحانی تصرف سے تمام اہل مجلس پر وجد اور بے خودی کی کیفیت طاری ہوگئی۔مذاق اڑانے والے غیر مقلدین دوسروں کی نسبت زیادہ مغلوب الحال ہو گئے۔اس کیفیت سے باہر آتے ہی اکثر نے عقائد باطلہ سے تائب ہوتے ہوئے حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کرلی۔

ایک طالب مرشد

علامہ مولانا بارک اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دورانِ سفر حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایسی جگہ تشریف فرما تھے جہاں پانی دستیاب نہ تھا۔نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا۔تمام ہمراہی پانی نہ ملنے کی وجہ سے پریشان تھے۔آپ کے ایک خادم خاص لوٹا لے کر ایک طرف کو گئے اور پندرہ بیس منٹ بعد آپ کی خدمت میں پانی لے کر حاضر ہوئے۔آپ نے اس پانی سے وضو فرمایا اور نماز ادا کرنے کے بعد اس خادم کو بلا کر

فرمانے لگے کہ میں تم سے بہت خوش ہوں جو مانگنا چاہتے ہو مانگ لو۔ اس نے ہمت کر کے عرض کی حضور میں تو آپ سے آپ ہی کو مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا آگے بڑھو۔ وہ قریب آیا تو آپ نے اسے معانقہ سے مشرف فرمایا تو اس کی قلبی کیفیت بدل گئی۔ اس پر وجد و استغراق کی کیفیت طاری ہوگئی۔ وہ جس طرف نگاہ اٹھاتا اسے حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صورت ہی نظر آتی تھی۔

بعد از وصال تصرف

آپ کا ایک متقی اور پرہیز گار عقیدت مند آپ کی حیات ظاہری میں بوجوہ آپ کی بیعت سے سرفراز نہ ہوسکا۔ تاہم آپ کے وصال شریف کے بعد اسے خواب میں آپ کا دیدار نصیب ہوا۔ آپ نے اس کا ہاتھ حضرت سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس نے بیدار ہونے کے بعد جلد ہی علی پور سیّداں شریف حاضر ہو کر حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح آپ نے دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی اس کی راہنمائی کی۔

فکرِ معاش سے نجات

حافظ غلام مرتضیٰ صاحب حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے اور فکر معاش کے سلسلہ میں پریشان تھے۔ یہ واقعہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال سے دو روز قبل کا ہے۔ آپ اگرچہ صاحب فراش تھے تاہم اس حال میں بھی مریدین کی تعلیم و تربیت اور اصلاح احوال سے بے نیاز نہیں تھے۔ آپ نے اچانک

انہیں مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حافظ صاحب آیت کریمہ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ کس پارے میں ہے۔ حافظ صاحب نے عرض کیا حضور یہ آیت پچیسویں پارے کی ہے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے کہ اس آیت مبارکہ کی رو سے ہر شخص کا رزق پہلے ہی مقدر ہو چکا ہے جو اسے مل کر رہے گا لہٰذا اس کی فکر کرنا بیکار ہے۔آپ کی توجہ اور حکمت عملی و نصیحت سے حافظ صاحب کو سکون دل نصیب ہوا اور جلد ہی ان کی پریشانیاں دور ہو گئیں۔

حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا توشہ

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک مرتبہ سلسلہ چشتیہ کے کسی بزرگ کا مرید حاضر ہوا جسے ایک دن بعد نوکری سے برخواست کیا جانے والا تھا۔آپ نے فرمایا ''انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں ملازمت سے نہیں نکالا جائے گا۔تم خواجۂ خواجگان حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام کا توشہ پکا کر تقسیم کرو''۔حسب الحکم عمل کرنے سے اس کی ملازمت برقرار رہی۔اس واقعہ سے یہ اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا در رحمت بلا تخصیص سب کے لئے کھلا تھا۔چونکہ آپ کو چہار سلاسل میں اجازت و خلافت حاصل تھی۔لہٰذا آپ تمام سلاسل کے بزرگان سے محبت و عقیدت رکھتے تھے۔

طعام میں برکت

ایک دفعہ آپ موضع بوعہ میں حکیم عبدالعزیز صاحب کے ہاں تشریف فرما

تھے۔انہوں نے حسب ضرورت ستر آدمیوں کا کھانا تیار کروایا۔مگر کھانے کے موقع پر تین سو کے لگ بھگ مہمانوں کو دیکھ کر وہ سخت پریشان ہو گئے کہ اب کیا ہوگا۔آخرکار حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں تمام ماجرا عرض کیا۔آپ نے انہیں تسلی دی اور کھانے پر اپنی چادر مبارک ڈال کر اسے تقسیم کرنے کا حکم فرمایا۔آپ کے روحانی تصرف کی برکت سے تمام مہمانوں کے سیر ہو کر کھانا کھانے کے باوجود بہت سا کھانا بچ گیا۔آپ کی یہ کرامت دیکھ کر بیشتر حاضرین نے آپ سے بیعت کی سعادت حاصل کی۔

ایک مرتبہ ایک دعوت میں دس پندرہ مہمانوں کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔جبکہ حاضرین کی تعداد ایک سو چالیس کے قریب ہوگئی۔آپ نے کھانے پر اپنی چادر مبارک ڈال کر کھانا تقسیم کرنے کا حکم دیا۔آپ کے روحانی تصرف سے وہ کھانا سب کے لئے کافی ہو گیا۔

اسی طرح ایک اور موقع پر آپ کی ایک نظر کرم کے طفیل پچاس مہمانوں کے لئے تیار کیا گیا کھانا سو مہمانوں کے لئے کافی ثابت ہوا۔ایسے واقعات بہت سے لوگوں کے ساتھ پیش آئے۔

بوقت وصال مرید کی خبر گیری

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ناظر حسین صاحب کا بیان ہے کہ جس روز حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال مبارک ہوا اس دن میں بوجہ علالت چارپائی پر

لیٹا تھا۔ صبح 4 بجے کے قریب غنودگی کی حالت میں میں نے دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہیں اور میری چارپائی پر بیٹھ گئے ہیں۔ میں اُٹھ کر آپ کی قدم بوسی کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے فرمایا "ناظر حسین لیٹے رہو، ہم تو آج روانگی کے لئے تیار ہیں مگر تم انشاء اللہ جلد ہی تندرست ہو جاؤ گے"۔ یہ جملہ سننے کے بعد میں فوراً اُٹھ بیٹھا مگر آپ مجھے کہیں نظر نہ آئے۔ اسی روز شام کے وقت آپ کے وصال شریف کی اندوہناک خبر مجھ تک پہنچ گئی۔

کشفِ قبور

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیگر علوم کے ساتھ ساتھ کشف قبور کا علم بھی عطا کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں دو واقعات بطور مثال درج ذیل ہیں۔

مولانا عبدالعزیز صاحب سوکاسن والے بیان کرتے ہیں کہ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ حضرت پیر شاہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضری دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب آپ دربار پر فاتحہ خوانی فرما چکے تو ارشاد فرمایا کہ واہ کیسا جواں مرد ہے کہ قبر میں بھی عشق حقیقی سے سرشار ہے۔

خدا بخش صاحب جوئیاں والا بیان فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پاکپتن شریف میں حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری دینے کے بعد قصور میں حضرت بابا سیّد بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ فاتحہ خوانی کے بعد باہر تشریف لائے تو

مسکرانے لگے اور خدا بخش صاحب کو ملحقہ مسجد سے قرآن مجید لانے کا حکم دیا۔ انہوں نے حسب الحکم قرآن مجید پیش کیا تو آپ نے بیٹھ کر تھوڑی دیر تلاوت فرمائی اور دعا مانگ کر باہر تشریف لے آئے۔ بعدازاں خدا بخش صاحب نے آپ سے بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر تبسم فرمانے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ جب میں فاتحہ خوانی کے بعد باہر آیا تو صاحب مزار بابا بلھے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی باہر تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ شاہ جی قرآن پاک کی تھوڑی سی تلاوت ہی کر جائیں۔ چنانچہ میں نے مسکرا کر اچھا جی کہا اور قرآن مجید منگوا کر تلاوت کر دی۔

غائبانہ بیعت

حاجی علم دین صاحب سکنہ چاہ میراں لاہور حج پر تشریف لے گئے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ انہیں کسی ولی کامل کے سپرد فرمائے۔ انہیں مراقبہ میں حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کروائی گئی اور ان کے سپرد کر دیا گیا۔ واپسی پر جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیت اللہ شریف میں پیش آنے والا واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ٹھیک ہے بیعت اس طرح بھی ہوتی ہے۔ گویا آپ بذریعہ کشف پہلے ہی سے تمام واقعہ پر مطلع تھے۔ البتہ پھر ظاہری بیعت سے بھی مشرف فرمایا۔

جو ہے پردے میں مخفی چشم بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ (الحدیث) مومن کی

فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے دیکھتا ہے۔

ایک مرتبہ آپ کا ایک مرید مالی پریشانیوں کی وجہ سے اپنے گاؤں سے نقل مکانی کرنے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔اسی اثناء میں آپ اس کے گاؤں تشریف لائے،وہ حاضر خدمت ہوا اور اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔آپ نے قدرے توقف کے بعد فرمایا کہ آپ یہاں رہنا چاہتے ہیں یا نقل مکانی کا فیصلہ کرلیا ہے۔انہوں نے عرض کیا کہ حضور اپنا گاؤں چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔آپ نے فرمایا فکر نہ کرو اللہ تعالیٰ سب ٹھیک کردے گا۔آپ کے اس فرمان کی برکت سے جلد ہی ان کی مفلسی تونگری میں بدل گئی۔

آپ کے ایک مرید کے گاؤں میں برگد کے درخت پر جنات کا بسیرا تھا جو اکثر و بیشتر لوگوں کو تنگ کرتے تھے۔آپ کو علم ہوا تو آپ وہاں تشریف لے گئے اور جنات سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے جو شریر ہیں یہاں سے چلے جائیں اور باقی ماندہ آج کے بعد کسی قسم کی شرارت نہ کریں۔آپ کے حکم کے بعد وہاں کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد آپ کا ایک مرید پھلبہری کے مرض میں مبتلا ہوگیا۔وہ پریشانی کے عالم میں مزارِ اقدس پر حاضر ہوا اور اپنی شفایابی کے لئے عرض کیا۔چند روز بعد ہی اسے خواب میں حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ کے ہمراہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ بیٹا علی حسین اس کا علاج کرو۔

اس کے بعد اس شخص کی آنکھ کھل گئی۔تاہم چند ہی روز بعد پھلبہری کے نشان مکمل طور پر اس کے جسم سے غائب ہو گئے۔اس طرح حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعد وصال تصرف فرما کر اس کو تکلیف سے نجات دلائی۔

حضرت پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شام مجھے کچھ اینٹوں کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ رکھنے کا حکم دیا۔میں نے حسب الحکم اینٹیں اٹھا کر دوسری جگہ رکھ دیں۔اگلے ہی روز حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علی الصبح مراقبہ سے فارغ ہوتے ہی مجھے حکم دیا کہ ان اینٹوں کو پھر سے پرانی جگہ پر رکھ دو اور ایک لکڑی بھی ساتھ لے لو۔میں نے جب اینٹیں اٹھانی شروع کیں تو ان کے نیچے سے اچانک ایک سانپ نکل آیا۔جس کو آپ کے حکم کے مطابق اسی لکڑی سے مار دیا گیا۔گویا حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بذریعہ کشف سانپ کی موجودگی سے پہلے ہی آگاہ تھے۔

مراتب علیا

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ۔(البقرۃ:۲۵۳)''ہم نے رسولوں میں بعض کو بعض پر فضیلت دی''۔

اللہ تعالیٰ کے تمام نبی اور رسول واجب الاحترام ہیں اور سب بڑے مرتبے والے ہیں۔مسلمانوں کو حکم ہے کہ کسی نبی میں بحیثیت نبی ہونے کے فرق نہ کریں۔تاہم فضیلت و مراتب تو عطائے ربی ہیں۔جس کا جتنا چاہے مرتبہ بلند فرما دے۔

اس نے اپنے محبوب اور ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیگر تمام انبیائے کرام پر بے حد فضیلت اور درجات عطا فرمائے۔اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام کے وارث اولیائے کرام کو بھی مختلف درجات اور فضیلتیں عطا فرمائیں۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ان اولیاء کرام میں شامل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دیگر اولیاء کرام پر فضیلت عطا فرمائی۔

حضرت سید امیر حسین شاہ صاحب ساکن جھانیاں بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سند خط طغرا میں لکھی ہوئی میرے سامنے پیش کی گئی جس کے پُرنور الفاظ یہ تھے۔ ”منصب غوثیت وقطبیت سید جماعت علی شاہ لاثانی رضی اللہ عنہ محلہ غربی علی پور شریف کو دیا گیا“

صوفی محمد رفیق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت حکیم خادم علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت قبلہ شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں کثرت سے رہنے کی نصیحت فرمائی تھی۔کیونکہ ان کے بقول حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منصب قطبیت پر فائز تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک عقیدتمند چند روز آپ کی خدمت میں رہنے کے بعد گولڑہ شریف حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ بعض کم نظر لوگ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کچے اور سادہ حجرے دیکھ کر چلے آتے ہیں حالانکہ وہاں پچھلے پہر انوار ربانی کی بارش ہوتی ہے۔

حضرت مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید کو ان کی مجلس میں کسی بزرگ کے مقام ومرتبے کی بلندی کا خیال آیا۔مولانا عبدالخالق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بذریعہ کشف اس کے

خیالات پر مطلع ہو گئے۔ انہوں نے فرمایا اس بزرگ جیسا بلند مقام حاصل کرنے کے لئے تم کو محض آٹھ روز کا ایک وظیفہ درکار ہے۔ درحقیقت عالی مرتبہ بزرگوں میں بلند ترین مقام کے حامل تو حضرت شاہ لا ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ وہ تو ہر روز رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کو کئی معاملات میں دیگر سلاسل پر فضیلت و فوقیت حاصل ہے۔ اسی طرح اولیاء کرام کے بلحاظ فضیلت و مرتبہ مختلف مراتب و درجات ہیں۔ ان کے بقول ایک کامل اور افضل ولی وہ ہوتا ہے۔ جسے اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسم ظاہر اور اسم باطن دونوں کی معرفت حاصل ہو۔ حضرت شاہِ لا ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ایسے ہی کامل و اکمل ولی اللہ تھے۔ آپ کو طریقت میں قطب مدار کا درجہ حاصل تھا۔ قطب مدار کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا سر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے مبارک قدموں کے نیچے ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اسے دیگر اہل بیت اطہار حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور امامین کریمین رضی اللہ عنہما سے بھی خصوصی نسبت روحانی حاصل ہوتی ہے اور ان سب کی توجہ اور عنایات اس کے شامل حال رہتی ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ منصب نبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے لیکن اس منصب کے کمالات میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واتباع کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو بھی وافر حصہ ملتا ہے۔

حضرت شاہِ لا ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی عشق الٰہی، حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ادب واخلاص کے

باعث فیض نبوّت سے وافر حصہ ملا ہے۔ آپ کو قطب مدار کا درجہ حاصل تھا۔ آپ کی نگاہ و توجہ قلبی و باطنی امراض کے لئے شفا بخش تھی۔ آپ کی صحبت سے فیض پانے والوں میں بہت سے اولیاء کاملین بھی شامل ہیں۔ یہ مقام و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و عطا سے ہی نصیب ہوتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔ (الجمعہ:۴) ''یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے''۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے عزیز الوجود اولیاء کاملین بہت کم ہوتے ہیں۔ اس قسم کا گوہر صدیوں بعد ظہور پذیر ہوتا ہے جس کے نور کے ظہور سے دنیا میں نور چھا جاتا ہے۔ ان کا وجود مردہ دلوں کو حیات نو بخشتا ہے، گمراہوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرتا ہے اور صالحین کو درجہ ولایت پر فائز کرتا ہے۔ جس کسی کو رشد و ہدایت اور ایمان و معرفت کی دولت حاصل ہوتی ہے انہیں کے واسطے سے حاصل ہوتی ہے۔ ان کی ذات نور نبوت کا مظہر ہوتی ہے۔ اس چشمہء فیض کے توسط کے بغیر کوئی شخص بھی اس دولت تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ ان کاملین کی صحبت اختیار کرنے اور ان سے محبت و عقیدت رکھنے کی وجہ سے رشد و ہدایت کا نور حاصل ہوتا ہے۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے معاصرین حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گولڑہ شریف، حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرقپور شریف جیسی نابغہء روزگار ہستیاں اور دیگر ہمعصر علمائے کرام و مشائخ عظام آپ کی عظمت اور بلند مراتب کے قائل تھے۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک خصوصی فضیلت یہ بھی حاصل تھی کہ آپ کو

طریقت کے چاروں معروف سلاسل میں بیعت و تلقین کی اجازت تھی مگر آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور سلسلہ قادریہ کو زیادہ رواج دیا۔ تاہم اگر کوئی چشتیہ یا سہروردیہ سلسلہ طریقت کے فیض کا طالب ہوتا تو آپ اسے اُسی طریقہ پر تلقین فرماتے اور شریعت کی پیروی کی خصوصی نصیحت فرماتے۔

اولادِ نرینہ

اولیائے کرام سنّت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں کسب معاش بھی کرتے ہیں اور اپنے اہل وعیال اور دیگر عزیز واقارب کے حقوق بھی ادا کرتے ہیں۔ تاہم ان کے قلوب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ وہ دنیاوی رشتوں اور ذمہ داریوں سے بحسن وخوبی عہدہ براہوتے ہیں اور ان کو راہ حق میں رکاوٹ نہیں بننے دیتے۔

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنت مطہرہ کے مطابق نکاح فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اولاد کی نعمت سے بھی نوازا۔ عمومًا خصوصی تعلیم وتربیت اور قرب اولیاء کے باعث اولیاء کرام کی اولاد بھی پرہیز گاری اور تقویٰ میں اپنی مثال آپ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تین باکمال فرزند حضرت سیّد فدا حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت سیّد خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیّد غلام رسول شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عطا فرمائے تھے۔ یہ تینوں صاحبزادگان اتباع شریعت وسنت، تقویٰ، پرہیز گاری اور ولایت میں اپنی مثال آپ تھے۔ اخلاص عمل، صدق وصفاء اور صبر ورضا جیسی صفات

ان کے پاکیزہ خون میں شامل تھیں۔ اگرچہ تینوں صاحبزادگان کا وصال حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ہی ہو گیا تھا تاہم ان تینوں کی اولاد آسمان ولایت کے روشن ستارے بن کر جگمگائی اور ایک عالم کو رشد و ہدایت کی شمع سے منور کیا۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۔ (البقرۃ:۱۵۵) ''اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا دو صبر والوں کو''۔

اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمتوں میں اولاد کی نعمت بھی شامل ہے۔ اولاد کا دکھ بھی دیگر تمام دکھوں سے بڑھ کر ہے۔ اس ہستی کے صبر اور حوصلہ کی داد دینا چاہئے جس کے تینوں بیٹے عین جوانی میں اس کی نگاہوں کے سامنے ایک ایک کر کے انتقال کر جائیں اور وہ صبر و استقامت کا پیکر بنا رہے۔ اللہ تعالیٰ جہاں اپنے محبوب بندوں کو خصوصی فضائل سے نوازتا ہے وہاں ان کی آزمائش بھی دیگر لوگوں کے مقابلہ میں سخت ہوتی ہے۔ جس کا مقصود یہ دکھانا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خصوصی بندے مصائب و آلام میں کس طرح صبر و شکر کا مظاہرہ کرتے ہیں اور اپنے رب کی رضا میں کس حوصلہ مندی سے راضی رہتے ہیں۔ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد گرامی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کن لوگوں پر زیادہ مصائب آتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انبیاء کرام پر اور پھر دیگر نیک لوگوں پر درجہ بدرجہ (مسند احمد)۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے

صاحبزادگان کے انتقال پر ملال پر انتہائی صبر و برداشت کا مظاہرہ کیا اور راضی برضا رہے۔ بلاشبہ یہ آپ جیسے ولی کامل ہی کے شایانِ شان ہے۔

حدیث پاک ہے تَتَنَزَّلُ الرَّحْمَةُ عِنْدَ ذِكْرِ الصّٰلِحِيْنَ ۔ ''نیک لوگوں کے تذکرے کے وقت خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے''۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادگان اور ان کی اولادِ پاک کا مختصر تذکرہ نذر قارئین ہے۔

(۱) حضرت سید فدا حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ نہایت خوش وضع، خوش خلق، خاموش طبع اور اسم بامسمّٰی تھے۔ آپ ہو بہو اپنے والد گرامی حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ آپ کا کردار پاکیزہ، اطوار شائستہ اور گفتار مہذب تھی۔ زہد و تقویٰ میں درجہ کمال رکھتے تھے۔ مجلس میں رونق افروز ہوتے تو مجلس منور ہو جاتی۔ آپ بہت باادب اور باحیا تھے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری کے وقت ہمیشہ احتراماً ان کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔

آپ نے موضع چک قریشیاں میں کھیتی باڑی کو بطور ذریعہ معاش اختیار کیا۔ وہاں آپ نے مرزا گوہر بیگ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں سلسلہ درس و تدریس بھی شروع کیا۔ آپ کا درس نہایت حکمت آموز اور نصیحت آمیز نکات پر مشتمل ہوتا تھا۔ لوگ کثیر

تعداد میں آپ کے درس میں شرکت کر کے مستفید ہوتے تھے۔آپ باطل فرقوں کی تردید نہایت مدلل اور دلکش انداز میں فرمایا کرتے۔

آپ صحیح معنوں میں اپنے بلند مرتبہ والد گرامی کے کمالات کا مظہر تھے۔

آپ صاحب حال اور صاحب کشف وکرامات بزرگ تھے۔آپ دربار شریف سے وابستہ خدمت گاروں اور درویشوں کی بہت قدر کیا کرتے تھے۔آپ نہایت منکسر المزاج اور حلیم الطبع تھے۔دوسروں کی بڑی سے بڑی غلطی بھی آپ نہایت صبر وتحمل سے برداشت کرتے اور درگزر فرماتے۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ اور تعلیم وتربیت کے نتیجہ میں ایک ولی کامل بن گئے تھے۔آپ 14 شوال بمطابق اپریل 1926ء بروز جمعرات مرض استسقاء میں کچھ عرصہ مبتلا رہ کر واصل بحق ہو گئے۔آپ کی وفات کا جانکاہ صدمہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہایت صبر واستقامت سے برداشت کیا۔

حضرت سیّد فدا حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادگان حضرت سیّد علی اکبر شاہ، حضرت سیّد علی اصغر شاہ، حضرت سیّد قطب نثار شاہ رحمۃ اللہ علیہم سے نوازا تھا۔جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

حضرت سید علی اکبر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت فدا حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔

آپ نے ابتدائی تعلیم مقامی مدرسہ میں حاصل کی۔آپ بچپن ہی سے نہایت سنجیدہ اور حلیم الطبع تھے۔آپ مجاہدہ وریاضت کے شوقین تھے۔اپنے والد گرامی کے وصال کے

بعد آپ نے حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر تربیت منازل سلوک طے کر کے خلافت حاصل کی۔آپ شریعت مطہرہ اور سنت پاک کی مکمل پیروی کرتے تھے۔آپ کے وعظ و تلقین سادہ اور پُر تاثیر ہوتے تھے۔لوگوں کی ایک کثیر تعداد نے آپ سے فیض حاصل کیا۔آپ کا وصال 1965ء میں ہوا۔

حضرت سیّد علی اصغر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت سید فدا حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر نگرانی حاصل کی۔آپ نہایت بارعب، پُر جلال، وجیہ اور صالح نوجوان تھے۔آپ صاحب علم و فضل اور اخلاق حمیدہ سے متصف تھے۔نہایت متقی، پرہیزگار، قناعت پسند اور متوکل تھے۔

حضرت سیّد قطب نثار شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت سید فدا حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی کی زیر نگرانی حاصل کی۔آپ ذہانت و فطانت میں بے مثال تھے۔آپ نے بچپن میں قرآن پاک حفظ کرنے کی سعادت حاصل کرلی۔آپ سلیم الطبع، خوش وضع اور حیادار نوجوان تھے۔آپ اردو اور فارسی ادب میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔آپ کو شاعری سے بھی شغف تھا۔آپ نے نہایت اعلیٰ درجہ کا عارفانہ کلام تخلیق کیا۔

(۲) حضرت قبلہ سیّد خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔آپ نے اپنا

بچپن اپنے ننھیال موضع چک قریشیاں جہاں حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آبائی زرعی اراضی تھی بسر کیا۔آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت بھی وہیں حاصل کی۔آپ بہت محنتی تھے۔آپ خود اپنے ہاتھوں سے کھیتی باڑی کا کام کرنا پسند کرتے تھے۔آپ نہایت معاملہ فہم،فرض شناس اور مؤدب تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیشتر معاملات میں آپ کے ساتھ مشاورت فرمایا کرتے تھے۔آپ نہایت منکسر المزاج،خوش اطوار، مہمان نواز اور سخی تھے۔آپ فقراء ومساکین کی خفیہ طور پر امداد کیا کرتے تھے۔آپ زرعی اراضی سے حاصل ہونے والی تمام آمدنی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں پیش فرما دیتے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خادم حسین نے جو کچھ کمایا وہ میری نذر کر دیا اور اپنی ضروریات کیلئے کچھ بھی اپنے پاس نہیں رکھا۔آپ اپنے والد گرامی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت کے مظہر اتم تھے۔آپ کا وصال اپریل 1924ء بروز جمعرات ہوا۔آپ شریعت وطریقت کی مکمل پیروی کیا کرتے تھے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو چار صاحبزادگان سے نوازا تھا۔جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

حضرت سیّد محمد عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی کے زیر نگرانی حاصل کی۔آپ علوم ظاہری وباطنی میں مہارت اور دسترس رکھتے تھے۔آپ اپنے والد گرامی کی طرح حسن صورت وسیرت،خوش طبعی،معاملہ فہمی اور سخاوت جیسی خوبیوں سے متصف تھے۔آپ کی

شخصیت مبارکہ حسنِ جلال و جمال کا دلکش مجموعہ تھی۔ آپ نہایت پاکیزہ صفات کے حامل اور صفائی پسند تھے۔ آپ کو فنِ طِب میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔ آپ طِب میں ایک ماہر سنیاسی سے سند یافتہ تھے۔ آپ کے تجویز کردہ نسخہ جات اور ادویات نہایت مجرّب اور بااثر ہوتے تھے۔ آپ کا انتقال پُر ملال مارچ 1977ء میں ہوا۔ آپ کا مزار شریف علی پور سیّداں شریف کے آبائی قبرستان میں ہے۔

حضرت پیر سیّد مظہر حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت پیر سیّد خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دوسرے صاحبزادے تھے۔ آپ بچپن ہی سے نہایت ذہین و فطین اور علم و فضل کے شائق تھے۔ آپ نہایت خوش خلق، بلند حوصلہ اور فرض شناس تھے۔ آپ پر آپ کے دادا حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ اور نظر کرم تھی۔ آپ بچپن سے ہی دربار شریف میں لنگر شریف کی خدمات سرانجام دیا کرتے تھے۔ آپ کا وصال کم عمری میں ہی ہو گیا۔

حضرت پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت پیر سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے فرزند تھے۔ آپ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نہایت منظور نظر پوتے تھے۔ آپ نے ظاہری و باطنی فیوضات انہی سے حاصل کیے۔ آپ کو اپنے دادا حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہا درجہ کی قلبی محبت و عقیدت تھی۔ آپ کی توجہ کا مرکز انہی کی ذات مبارک تھی۔ آپ اکثر وقت حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر رہتے اور ان کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے۔ ادھر حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ پر خصوصی فضل

وکرم فرمایا اور آپ کو تمام تر اسرار و معارف کے عطا کرنے اور شریعت و طریقت میں اکمل و کامل بنانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ آپ کی پیشانی مبارک بچپن ہی سے روشن و منور تھی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیرِ نگرانی حاصل کی۔ گاؤں کے سکول میں بھی علم حاصل کیا اور حفظ قرآن پاک اور دیگر مروجہ و متداولہ علوم دینیہ کے حصول کے لئے آپ کو لاہور مفسر قرآن حضرت مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ بھیجا گیا۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی خصوصی روحانی تربیت فرما کر آپ کو خلعتِ خلافت سے نوازا۔ آپ صحیح معنوں میں فنافی الشیخ کے مقام پر پہنچ چکے تھے۔ آپ نے حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادِ عالیہ کے مطابق سلسلہ تلقین وارشاد شروع فرمایا۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے ان کے جانشین کے طور پر بے شمار انسانوں کو راہِ ہدایت کے نور سے منور فرمایا۔ آپ کا اندازِ تکلم نہایت سادہ اور دل نشین تھا۔ آپ جو بات کہتے سیدھی مخاطب کے دل میں اتر جاتی۔ آپ صاحب فہم و فراست، متحمل مزاج اور عالی ظرف تھے۔ آپ کی شخصیت مبارکہ جلال و جمال کا حسین امتزاج تھی۔ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جملہ اسرار و معارف اور انوار و تجلیات آپ کے مبارک پیکر میں جلوہ نما رہے۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو کئی معروف اولیاء کرام کے مزارات پر لے جا کر آپ کی خصوصی روحانی تعلیم و تربیت کا بندوبست بھی کیا۔

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انعکاسی اور القائی توجہ کی مثال دنیا کے سامنے عملی رنگ میں پیش فرما کر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایات کو از سرِ نو تازہ فرما دیا۔

آپ صورت و سیرت اور گفتار و کردار میں حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کامل نمونہ تھے۔احبابِ اہل محبت و عقیدت کے نزدیک آپ کی زیارت حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہی زیارت تھی۔

آپ نے تحریک پاکستان میں بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔آپ کا وصال 27 جولائی 1987ء میں ہوا۔آپ کا مزار اقدس دربار حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس مرجع خلائق ہے۔آپ کا روحانی فیض آپ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی جاری و ساری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یہ سلسلہ یونہی برقرار رہے گا۔آپ کے تفصیلی سوانحی حالات کتاب ھٰذا کے اگلے حصہ (باب چہارم) میں ملاحظہ کیے جائیں۔

حضرت سید غلام مصطفیٰ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔آپ نہایت باحیا اور مؤدب تھے۔آپ انتہائی خاموش طبع، کم گو، پرہیزگار، متشرع اور متورع بزرگ تھے۔شریعت مطہرہ کی پابندی فرماتے تھے۔آپ کو ایک مدت تک حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیرِ تربیت رہنے کا شرف حاصل ہوا۔بعد ازاں آپ حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہو کر

خلافت سے سرفراز ہوئے۔ آپ عرصہ دراز تک حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اکتساب فیض کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ اور کرم آپ کے شامل حال رہا۔ دربار شریف کے کئی اہم امور میں آپ سے مشاورت فرماتے اور کئی اہم کاموں میں آپ کو نگران مقرر فرمایا جاتا تھا۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عقیدت رکھنے والے آپ کو بہت عزت واحترام کی نظر سے دیکھتے تھے۔ آپ کا وصال علی پور سیّداں شریف میں 26 ستمبر 1999 کو ہوا۔ آپ کا مزار شریف حضور شاہ لاثانی کے قدمین شریفین کی طرف ہے۔

(۳) حضرت پیر سیّد غلام رسول شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے تھے۔

آپ صاحب کمال، خوش خلق، حسن صورت و سیرت کا مجموعہ، رحم دل، سخی اور فیاض تھے۔ آپ صبر و رضا اور حوصلہ و جرأت کا پیکر تھے۔ آپ جود و سخا میں اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ فقراء، مساکین اور غرباء کی حاجت روائی میں ہمیشہ مستعد رہتے اور ان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قرض لینے سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ آپ اپنا لباس بھی راہِ خدا میں دے ڈالتے۔ آپ نے کئی مجذوب اولیاء سے بھی اکتساب فیض کیا۔ آپ جب کسی بزرگ کی خدمت میں یا کسی مزار کی زیارت کو جاتے تو ہمراہیوں کو تاکید فرما دیتے کہ ہرگز آپ کا تعارف نہ کروائیں۔ آپ نہایت مؤدب اور باحیا تھے۔ زہد و تقویٰ میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ اپنے ننہال موضع چک قریشیاں بھی

اکثر تشریف لے جاتے جہاں آبائی زرعی اراضی کی دیکھ بھال بھی کرتے تھے۔

آپ کا وصال مورخہ ۲۷ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ بمطابق 1920ء میں ہوا۔

آپ کو بذریعہ کشف اپنے وصال کے بارے میں معلوم ہو چکا تھا۔ آپ نے نمازِ عصر کے بعد بازو میں درد کی شکایت کی۔ آپ کے بازو پر مالش کی گئی مگر آپ نے فرمایا کہ اب میں کچھ ہی دیر کا مہمان ہوں علاج معالجہ کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ نماز مغرب سے قبل ہی آپ نے جامِ وصل نوش فرمالیا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو صاحبزادگان سے نوازا تھا۔ جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

حضرت سید زین العابدین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت پیر سید غلام رسول شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔

• اپنے والد گرامی کے انتقال کے وقت آپ کی عمر صرف نو برس تھی۔ آپ نے اپنے دادا حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیرِ سایہ پرورش پائی اور ابتدائی تعلیم و تربیت انہی کی زیرِ نگرانی حاصل کی۔ آپ نہایت وضع دار، ذہین اور سنجیدہ تھے۔ آپ کو نوجوانی میں ہی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خصوصی فیضان کرم کے باعث علم ظاہری و باطنی میں دسترس تھی۔ آپ عشق الٰہی اور حب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار تھے۔ آپ کے دل میں دین سے محبت اور انسانوں سے ہمدردی کا جذبہ موجزن تھا۔ آپ کا وصال نوجوانی کے عالم میں 1979ء کو ہوا۔

حضرت سید باقر حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت سیّد غلام رسول شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔

اپنے والد گرامی کے وصال کے موقع پر آپ شیر خوار بچے تھے۔ آپ بچپن سے ہی مؤدب اور سلیقہ شعار تھے۔ آپ دینی رجحان کے حامل، باحیا اور پرہیز گار تھے۔ آپ حد درجہ کے بہادر اور حوصلہ مند تھے۔ آپ کا وصال صرف پندرہ برس کی عمر میں ہی ہو گیا۔

صاحبزادگان کی تربیت

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک شفیق اور محبت کرنے والے باپ تھے۔ تاہم احکام شریعت کے نفاذ کے معاملہ میں آپ صاحبزادگان کو کوئی رعایت نہ دیتے تھے۔ آپ نے صاحبزادگان کی ظاہری تربیت کے ساتھ ساتھ باطنی تربیت بھی نہایت جانفشانی سے فرمائی تھی۔ آپ صاحبزادگان کی تعلیم و تربیت اور اصلاح حال کے لئے ہر ممکن کوشش فرماتے تھے۔ آپ اکثر صاحبزادگان کو نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے بارے میں خصوصی وعظ و نصیحت فرماتے۔ آپ نے دربار عالیہ علی پور سیداں شریف کے انتظام و انصرام کے سلسلہ میں صاحبزادگان کو دیگر مریدین سے زیادہ سخت ذمہ داریاں سونپ رکھی تھیں اور ان سے جواب طلبی بھی سختی سے فرماتے تھے۔ آپ کی خصوصی تعلیم و تربیت کی بدولت صاحبزادگان مقام ولایت کے اعلیٰ مراتب پر فائز المرام ہوئے۔

اولاد سے محبت

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی اولاد کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ

کی امانت ہے اور میں اس امانت میں خیانت نہیں کر سکتا۔یہی وجہ ہے کہ میں ان کی بہترین تعلیم و تربیت میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا۔میرے دل میں ان کی شدید محبت ہے۔

آپ اولاد کو آداب شریعت و طریقت سکھانے کے سلسلہ میں کامل توجہ فرمایا کرتے تھے۔آپ ان کے سامنے نہ تو بے تکلفانہ طور پر ہنستے اور نہ کوئی ایسی بات ارشاد فرماتے جسے سن کر کسی کو ہنسنے کا موقع مل سکے۔

وصال شریف

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (الانبیاء:۳۵۔العنکبوت:۵۷) "یعنی ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے"۔یہی قانون قدرت ہے جس سے کسی بشر کو مفر نہیں۔ہر ایک جان نے موت کی مے کو ایک نہ ایک دن ضرور چکھنا ہے۔انبیاء کرام، صحابہ کرام یا اولیاء عظام سب اسی راستہ سے گزر کر معبودِ حقیقی سے واصل ہوتے ہیں۔تاہم اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندوں کی حیات و ممات کے معاملات دیگر تمام انسانوں سے مختلف ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان کو کچھ خصوصی صلاحیتوں سے نوازا ہوتا ہے اور یہ عالم برزخ میں رہتے ہوئے بھی اس دنیا کے معاملات میں عطائے ربی سے تصرف کرنے اور دوسروں کی مدد کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ٥ ارْجِعِىْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٥ فَادْخُلِىْ فِىْ عِبٰدِىْ وَادْخُلِىْ جَنَّتِىْ۔(سورۃ

الفجر: ۲۷ تا ۲۹) ''اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف اس طرح واپس ہو کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ'' یہ مقام و مرتبہ بھی عطائے ربی سے ان محبوب بندوں کو نصیب ہوتا ہے جن کا ہر عمل اللہ تعالیٰ ہی کیلئے اور اس کے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کی پیروی میں ہوتا ہے۔ جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہر حال میں راضی تھے اور اس کے دوام ذکر سے اطمینان قلب کے مرتبے پر فائز ہو چکے تھے۔ گویا آپ اللہ تعالیٰ سے راضی تھے اور اللہ تعالیٰ بھی آپ سے راضی تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کا مقام جنت الفردوس کے اعلیٰ ترین مدارج میں ہی ہوگا۔

نبی کریم رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ''اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ''۔ ''دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے'' کافر کے لئے دنیاوی زندگی ہی سب کچھ ہوتی ہے۔ وہ تمام عمر اسی کے حصول کیلئے تگ و دو کرتا ہے اور آخرت سے غافل و بے فکر رہتا ہے۔ اس لئے یہ دنیا اس غافل انسان کے لئے جنت کی مانند ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے اس دنیا کو امتحان گاہ سمجھتے ہوئے یہاں اپنا سارا وقت اُس مسافر کی طرح گزارتے ہیں جو دورانِ سفر کچھ دیر سستانے کے لئے ٹھہر جائے اور اپنی حقیقی منزل پر پہنچنے کی دھن میں لگا رہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان بندوں کے لئے نزع کی تکلیف آسان کر دیتا ہے اور برزخی و اخروی حیات میں انہیں بے شمار انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

کون کہتا ہے کہ مومن مر گئے

قید سے چھوٹے وہ اپنے گھر گئے

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے دنیاوی زندگی کی قید سے آزاد ہو کر شاداں و فرحاں اپنے رب کی طرف لوٹ جاتے ہیں اور اس کی خصوصی عنایات و فضل سے دائمی خوشی کی زندگی پاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا. حَدَآئِقَ وَاَعْنَابًا . وَّ كَوَاعِبَ اَتْرَابًا . وَّكَاْسًا دِهَاقًا . لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا كِذّٰبًا . جَزَآءً مِّنْ رَّبِّكَ عَطَآءً حِسَابًا. رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا . (النبا:۳۱۔۳۷)

ترجمہ:بیشک متقین کے لئے کامیابی کی جگہ ہے۔باغ ہیں اور انگور اور اُٹھتے جوبن والیاں ایک عمر کی اور چھلکتا جام جس میں نہ کوئی بیہودہ بات سنیں نہ جھٹلانا۔صلہ تمہارے رب کی طرف سے نہایت کافی عطا۔وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے رحمٰن کہ اس سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے۔

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد قیامت تک کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔لہٰذا اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے انسانوں کی ہدایت و راہنمائی کے لئے اولیائے کرام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانشین مقرر فرمایا تاکہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری و ساری رہے۔اولیائے کرام دنیاوی زندگی میں بھی بے پناہ روحانی قوت و استعداد کے حامل ہوتے ہیں اور اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد ان کی روحانی

قوت اور اختیارات میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ اس امر میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ و جاوید ہیں اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حصہ پانے والے اولیائے کرام بھی فنا نہیں ہوتے۔ تاہم ان سے فیض حاصل کرنے اور استفادہ کیلئے اپنی آنکھوں سے غفلت اور تعصب کی عینک اتارنا ضروری ہے۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی عطائے ربی سے زندہ و جاوید ہیں۔ اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بھی آپ کے فیض کا چشمہ جاری وساری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت جاری رہے گا۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وصال شریف سے کئی سال قبل عبادات، مجاہدات اور مشاہدات میں اضافہ کر دیا تھا۔ آپ اکثر گوشہ نشین ہو کر ذکر وفکر اور استغراق و مراقبہ میں مشغول رہتے تھے۔ تاہم آپ نے حیات ظاہری کے آخری سانس تک اتباع شریعت وسنت کا دامن ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ آپ آخری وقت تک باجماعت نماز ادا فرماتے رہے اور اپنی اولاد و متوسلین کو شریعت وسنت پر کاربند رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔

آپ کی طبیعت مبارک ۱۹۳۹ء کے آغاز ہی سے قدرے ناساز رہنے لگی تھی تاہم آپ اپنے معمولات پر باقاعدگی سے عمل پیرا رہے۔ آپ نے سلسلہ تلقین وارشاد پہلے سے بڑھا دیا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ تبلیغ واشاعت دین کی ذمہ داری سے جلد از جلد عہدہ برآ ہونا چاہتے ہیں۔ آپ نے صحت کی کمزوری کے باوجود

عبادات، معمولات اور اوراد و وظائف کی ادائیگی کا سلسلہ جاری رکھا۔آخری ایام میں آپ خصوصاً اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم کے حالات اور فضائل کثرت سے سماعت فرماتے۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے قبل از وقت اپنے وصال سے آگاہ ہو جاتے ہیں اور اپنے عقیدتمندوں کو اشارے کنائے میں اپنی روانگی سے مطلع فرمادیتے ہیں۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنے وصال سے تین دن قبل اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی بند کر کے تین مرتبہ کھولی اور زبان مبارک سے ایک دو تین کے الفاظ مکرر ارشاد فرمائے جس کا مفہوم یہ تھا کہ اب آپ کا دنیا فانی سے رخصتی کا وقت قریب ہے اور آپ تین روز بعد واصل باللہ ہوں گے۔اس واقعہ کے ٹھیک تین دن بعد آپ کا وصال ہو گیا۔حضرت شاہ لاثانی کا وصال فرمانا اس شعر کے مصداق تھا۔

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو مرجاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا

یومِ وِصال شریف

آپ ۱۶ شعبان المعظم ۱۳۵۸ھ بمطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء بروز اتوار صبح کھیتوں کی طرف تشریف لے گئے۔کچھ ہی دیر بعد آپ واپس تشریف لے آئے اور اپنے حجرہ پاک میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ ”مجھے تنہا چھوڑ دو“۔اس کے بعد آپ

ذکر جہر میں مشغول ہو گئے۔ دوپہر کے قریب آپ کے اہل وعیال اور دیگر عقیدتمند آپ کی ناسازی طبع پر حد درجہ پریشان تھے اور بے چینی سے آپ کی زیارت کے خواہشمند تھے۔ حجرہ مبارک کے باہر سے عرض کیا کہ حضور کھانا حاضر ہے تھوڑا بہت تناول فرمالیں۔ مگر حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نرمی سے منع فرمادیا اور بدستور ذکر میں مشغول رہے۔ بعدازاں نمازظہر کی ادائیگی کے لئے آپ کی خدمت میں عرض کی گئی تو آپ نے پاک مٹی طلب فرما کر تیمّم فرمایا اور نمازظہر ادا کر کے پھر محوذکر ہو گئے۔ آپ کی یہ کیفیت نمازمغرب تک رہی۔ نمازمغرب کی ادائیگی کے بعد آپ نے پھر ذکر بالجہر شروع کر دیا۔ اسی دوران نمازعشا کا وقت ہو گیا۔ آپ نے حالت جذب واستغراق میں ہی نمازعشاء ادا کی اور پھر اسم ذات (اللہ) کا ورد شروع کر دیا۔ اسی کیفیت میں رات تقریباً نوبج کر پانچ منٹ پر آپ معبودِ حقیقی سے جاملے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

آہ

ہند کے سارے جواہر جس کے آگے ماند تھے
آہ! وہ انمول، وہ لاثانی گوہر چل بسا
وہ کہ جس کی ہر ادا تجدید شانِ رفتہ تھی
سیرت بسطامی و بوذر کا مظہر چل بسا

آپ کے وصال شریف کی خبر آناً فاناً ملک بھر میں پھیل گئی۔ بوقت وصال آپ کی عمر مبارک تقریباً ۷۹ برس تھی۔ علی پور سیّداں شریف کے متوسلین کے لئے یہ رات قیامت کی رات تھی۔ ان کا مربی و راہنما، ان کا ملجاؤ ماویٰ اس دنیا سے پردہ فرما گیا تھا۔ ہر دل غم سے چور اور ہر آنکھ آنسوؤں سے لبریز تھی۔ لوگوں کی ہمت بندھانے والا، ان کی راہنمائی کرنے والا، ان کے مصائب دور کرنے والا اور انہیں پریشانیوں سے چھٹکارا دلانے والا آج ان سے بچھڑ گیا تھا۔

آپ کے وابستگان اور ارادتمند ملک کے کونے کونے سے جوق در جوق علی پور سیّداں شریف پہنچنا شروع ہو گئے۔ ہر کوئی چاہتا تھا کہ اسے حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آخری دیدار کی سعادت نصیب ہو جائے۔ فضا آہ و زاری اور غم و اندوہ سے لبریز تھی۔

نماز جنازہ

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بطریق سنت غسل دینے کے بعد آپ کی تجہیز و تکفین کی گئی۔ آپ کی نماز جنازہ تین مرتبہ ادا کی گئی۔ پہلی مرتبہ نماز جنازہ کی امامت کا شرف آپ کے خلیفہ مجاز حضرت پیر سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، دوسری مرتبہ آپکے مقرب خاص مولانا محمد حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور تیسری مرتبہ آپکے برادر طریقت ہمعصر ولی کامل حضرت حافظ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حاصل کیا۔

ایک روایت کے مطابق حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حجرہ مبارک سے جنوب کی جانب واقع ایک کھیت میں اکثر تشریف لے جا کر آرام فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے

اپنے مدفن کے طور پر اسی جگہ کو پسند فرمایا تھا اور اس کی بابت عقیدتمندوں کو اشارۃً مطلع بھی فرمایا تھا۔آپ کے ارشاد کے موجب اسی کھیت کو آپ کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔آپ کو یہیں پر لحد مبارک میں نہایت عزت و احترام سے پہنچا دیا گیا۔

مسیحائے زماں پہنچا فلک پر چھوڑ کر سب کو
لحد میں چھپ گیا اے وائے قسمت ماہ کنعانی

قطعہ ءتاریخ وصال حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کے وصال پر بہت سے قطعات کہے گئے۔ایک عدد قطعہ بطور نمونہ درج ذیل ہے۔

وہ ماہ منور چھپا جب زمین میں
طلوع شد بر آفاق جنت نعیما
بہشتی پکارے سلام علیکم
ملائک بر افلاک قولاً کریما
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو تحفہ گزارا یہ کہہ کہ
کہ الفقر فخری عزیزاً رحیما
تو فرمان تاریخی صادر ہوا یہ

کُــلُّــــــہٗ فَــازَ فَــوْزًا عَــظِـیْـمًـــــا

فَبَشِّـــــــــــرَ لَھُـــــــــــمْ عِیْشَۃً رَاضِیَۃ

فَــرَوْحٌ و رَیْــحَــانٌ و جَــنّـــتِ نَــعِـیْــمًـــا

۱۳۵۸ھ

خلافت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً (البقرۃ:۳۰) ترجمہ:"اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں"۔اس آیت کریمہ کی رو سے انسان کو دیگر تمام مخلوقات پر شرف اور فضیلت بخشی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر زمین پر بھیجا تا کہ اسے آزمائے۔اس کے ساتھ ہی مشیت ایزدی اور حکمت الٰہی کے تحت شیطان کو اجازت مل گئی کہ انسانوں کو مختلف بہانوں سے بہکا کر ان کے اصل مقام سے گرانے کی کوشش کرے۔

تاہم اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا کہ میرے خاص بندوں پر شیطان کا کوئی داؤ اور زور نہیں چلے گا۔انبیائے کرام علیہم السلام اور ان کی نیابت میں اولیائے کرام ہی وہ خاص بندے ہیں جو صراطِ مستقیم پر گامزن رہتے ہیں۔ان پر کوئی شیطانی تدبیر و کاوش کارگر نہیں ہوتی۔چونکہ انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کا بندوبست قیامت تک کے لئے

ہے اور نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اور کوئی نبی نہیں آئے گا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد آپ کے نائبین اولیائے کرام رہتی دنیا تک رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔ اولیائے کرام اپنی ظاہری زندگی میں اپنے لائق مریدین کی تربیت کے بعد ان کو خلعت خلافت سے سرفراز فرما کر سلسلہ رشد و ہدایت کو جاری رکھنے کی اجازت عطا فرماتے ہیں تا کہ مخلوق خدا کی راہنمائی اور ہدایت تا قیامت جاری و ساری رہے۔

معروف خلفاء لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہزار ہا مریدین و معتقدین نے استفادہ کیا۔ آپ نے بیسیوں طالبان حق کو خصوصی تربیت کے بعد خلافت و اجازت سے نوازا۔ آپ سے خلافت و اجازت پانے والے خوش نصیبوں کی فہرست طویل ہے۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ آپ سے فیض پانے والے مریدین کی کثیر تعداد ولایت کے اعلیٰ مقامات تک پہنچی اور انہوں نے دین اسلام کی ترقی و ترویج اور مخلوق خدا کی راہنمائی اور ہدایت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔ ذیل میں حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کچھ معروف خلفائے عظام کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جنہوں نے حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ اور برکت سے سلسلہ رشد و ہدایت کو جاری و ساری رکھا اور آپ سے حاصل کردہ فیوض و برکات کو خلق خدا میں تقسیم کیا۔

حضرت پیر محمد شفیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ موضع بھڑتھ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔آپ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منظورِ نظر خلفاء میں شامل تھے۔آپ کے متعلق حضرت مولوی فتح محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنڈی شریف والوں نے فرمایا تھا کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ محمد شفیع کے ہاتھ میں ایک ایسی روشن شمع دے گئے ہیں کہ جہاں جاتا ہے روشنی پھیلاتا جاتا ہے۔آپ کے داخل طریق ہونے کا قصہ اس طرح ہے کہ ایک دن آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں چند دوستوں کے ہمراہ حاضر ہوئے۔حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پہلی ہی صحبت میں ان کو وہ فیوض و برکات عطا ہوئے جو دوسروں کو سالہا سال کی محنت شاقہ کے بعد بھی حاصل نہیں ہوتے۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو داخلِ طریقت کر کے خصوصی توجہ سے نوازنے کے بعد فرمایا"میرا ادھر آنا جانا کم ہی ہوتا ہے لہٰذا تم لوگوں کو اللہ کا نام بتادیا کرو(ان کی تربیت و رہنمائی کیا کرو)۔اس طرح آپ نے انہیں پہلی ہی صحبت میں خلعت خلافت سے بھی نواز دیا۔

حضرت پیر محمد شفیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہونے کے بعد اتباعِ شریعت و سنت میں درجہ کمال حاصل کیا۔آپ صائم الدہر اور قائم اللیل ہو گئے۔آپ سے بے شمار مخلوق خدا نے فیض حاصل کیا۔

حضرت میاں احمد دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ موضع لنگاہ ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خلیفہء اول ہونے کا شرف حاصل ہے۔آپ نہایت پاک باز، متشرع، صاحب دل اور وفا شعار مرید صادق تھے۔آپ عابد و زاہد، شب بیدار، متقی اور پرہیز گار تھے۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشاد کے مطابق مریدین کو آداب طریقت کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔آپ نہایت سادہ مزاج اور خوش اخلاق تھے۔آپ کشف قبور میں کامل دسترس رکھتے تھے۔آپ دربار شریف کے درویشوں کی خدمت کو ہر شے سے مقدم سمجھتے تھے۔آپ کو ایک مدت تک سفر و حضر میں حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔دورانِ سفر کسی کی جوتی ٹوٹ جاتی یا کپڑا پھٹ جاتا تو آپ اس کی مرمت کر کے اسے درست کر دیتے۔آپ اوراد و وظائف پابندی کے ساتھ ادا کرتے تھے۔

الحاج پیر سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ موضع مراڑہ ضلع نارووال کے رہنے والے تھے۔آپ علم و فضل، تقویٰ و پرہیز گاری میں اپنی مثال آپ تھے۔آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہا درجہ کی محبت اور عقیدت تھی۔آپ حلیم الطبع، نرم گفتار، رحم دل اور سادہ مزاج تھے۔آپ شریعت اور سنت مطہرہ کی سختی سے پابندی فرماتے تھے۔آپ کو علم ظاہری و باطنی میں وسیع دسترس حاصل تھی۔آپ ہر وقت باوضو اور ذکر الٰہی سے سرشار رہتے تھے۔آپ

اپنے مرشد کامل حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حد درجہ ادب کرتے تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مویشی بھی اگر کبھی ان کے گاؤں میں آجاتے تو یہ احتراماً مویشیوں کے پاؤں چوم لیتے۔ایک مرتبہ آپ نے دربار شریف سے آنے والے ایک درویش کی گھوڑی کو برکت حاصل کرنے کے لئے اپنے گھر کے کونے کونے میں پھرایا۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ پر خصوصی شفقت فرماتے تھے۔آپ نے حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کردہ فیض سے بے شمار مخلوق خدا کی راہنمائی اور ہدایت کا فریضہ سرانجام دیا۔آپ کا مزار مبارک والٹن لاہور میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت سیّد امیر حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ موضع جھانیاں ضلع نارووال کے رہنے والے تھے۔خوش قسمتی سے آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں کافی عرصہ تک رہنے کا موقع ملا۔آپ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔آپ علم ظاہری و باطنی میں یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔آپ عالم وزاہد اور صاحب کشف بزرگ تھے۔آپ ایک صاحب طرز ادیب اور ماہر طبیب تھے۔آپ کے تجویز کردہ نسخہ جات نہایت مجرب و مؤثر ہوتے تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ آپ کو خصوصی ربط و اتحاد حاصل تھا۔آپ دربار شریف کے پُر خلوص خدمتگار اور خیر اندیش تھے۔آپ کے صاحبزادے سید ظہور حسین شاہ صاحب کو بھی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت اور خلافت کا شرف حاصل ہوا۔

حضرت میاں محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ موضع بھڑتھ ضلع گورداس پور کے رہنے والے تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ سرکاری ملازم تھے۔ بیعت ہونے کے بعد آپ استعفیٰ دے کر مستقلاً حاضر خدمت ہو گئے۔آپ کو سفر وحضر میں حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمراہی کا شرف بھی حاصل ہوا۔آپ نہایت مؤدب اور خدمت گزار تھے۔آپ متقی ، پرہیز گار اور عابد وزاہد تھے۔آپ وقت کو ضائع کرنا سخت ناپسند فرماتے تھے۔

آپ دوران سفر بھی اوراد ووظائف اہتمام کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔آپ کی شخصیت سادگی اور عجز وانکسار کا مجموعہ تھی۔آپ ہر وقت باوضو رہتے تھے۔آپ کے صاحبزادے میاں محمد اسحاق صاحب کو بھی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلافت واجازت حاصل ہوئی۔

حضرت سیّد نذیر حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت امیر حسین شاہ جہانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چھوٹے بھائی تھے۔آپ موضع جہانیاں کے رہنے والے تھے۔بعد ازاں آپ نے موضع پہاڑی پور ضلع فیصل آباد میں رہائش اختیار کر لی۔آپ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے۔آپ ہر وقت ذکر وفکر میں مستغرق رہتے تھے۔آپ عابد شب بیدار اور سخی تھے۔آپ نہایت کم گو اور سادہ مزاج تھے۔آپ کو دینی علوم میں وسیع دسترس حاصل تھی۔آپ نہایت پاکیزہ، حلیم الطبع

اور راست گو تھے۔آپ کے متعلق حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ سلف صالحین کی نشانیوں میں سے ہیں۔آپ کے حقیقی بھائی جناب سید لطیف شاہ صاحب کو بھی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازت عطا فرمائی تھی۔آپ نے حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کردہ فیض سے خلق خدا کو مستفید کیا۔

حضرت مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ موضع الہڑ تحصیل پسرور کے رہنے والے تھے۔آپ کو علوم دینی میں درجۂ کمال حاصل تھا۔آپ کو علم لدنی سے بھی وافر حصہ ملا تھا۔آپ انتہا درجہ کی ذہانت اور فہم و فراست کے حامل تھے۔آپ کی قوت حافظہ بلا کی تھی۔آپ کو کتابوں کے ابواب اور صفحات زبانی یاد رہتے تھے۔آپ ایک کامل طبیب تھے۔آپ نہایت خوش اخلاق،معاملہ فہم اور سخی تھے۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منظورِ نظر خلفاء میں شامل تھے۔آپ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے علاج کروانا پسند فرماتے تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے آپ سرکاری ملازمت سے وابستہ رہے مگر غلبہ عشق شیخ نے ملازمت سے مستعفی ہو کر صحبت شیخ اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔آپ کے حقیقی بھائی مولوی عبدالکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی نہایت عابد وزاہد،شب بیدار،متقی اور پرہیزگار تھے۔انہیں بھی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خلعت خلافت حاصل ہوئی تھی۔

حضرت مولانا محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مولانا محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عزیز تھے۔آپ عالم وفاضل تھے۔آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ کی برکت سے مرزائیوں اور وہابیوں کا رَدّ اور ان سے مناظرہ کرنے میں کمال حاصل تھا۔آپ نہایت متقی، پرہیز گار، حلیم الطبع، خوش اخلاق اور عالم باعمل تھے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ دورِ حاضر میں مولوی محمد مسعود سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے۔

حضرت مولانا فضل الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ موضع بوعہ تحصیل شکر گڑھ کے رہنے والے تھے۔آپ نہایت متقی، پرہیز گار اور عبادت گزار تھے۔آپ کو طویل مدت حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں بسر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔آپ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بے حد ادب فرماتے تھے۔آپ نہایت خوش اخلاق، منکسر المزاج، حلیم الطبع اور معاملہ فہم تھے۔آپ کو فن طب میں بھی مہارت تامہ حاصل تھی۔آپ علوم ظاہری و باطنی میں وسیع دسترس کے حامل تھے۔آپ کو حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ اور سلسلہ قادریہ دونوں میں اجازت حاصل تھی۔آپ کے دو صاحبزادگان کو حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں رہنے کی سعادت حاصل

ہوئی۔

حضرت حاجی محمد غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ موضع سکھو چک ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔آپ بہت بڑے عالم وفاضل،ادیب اور شاعر تھے۔آپ عشق الٰہی،عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حبِ اہل بیت سے سرشار تھے۔آپ شب بیدار،صاحب درد واعظ اور نہایت اعلیٰ درجہ کے مناظر تھے۔آپ کے نام سے گمراہ فرقے بالخصوص وہابیہ اور اہل تشیع لرزتے تھے۔آپ کو گمراہ فرقوں کے ردّ میں کمال حاصل تھا۔ضلع گورداسپور میں آپ کے پایہ کا کوئی اور عالم نہ تھا۔آپ حضرت مولانا نجم الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ان کے انتقال کے بعد حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔آپ نہایت خلیق،حلیم الطبع اور صاحب حال بزرگ تھے۔

حضرت مولانا سید مظہر حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ جنڈی شریف ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔آپ کو علمِ طریقت وحقیقت کے رموز واسرار سے کامل آگاہی حاصل تھی۔آپ کی طبیعت جلالی تھی۔آپ نہایت متقی،پرہیزگار،متورع،عابد وزاہد اور صوفی منش تھے۔آپ عبادات وطاعات میں خصوصی استقامت کے حامل تھے۔آپ کو اوراد ووظائف سے

خصوصی شغف تھا۔آپ سیفی شریف، دلائل الخیرات، حزب البحر، درود مستغاث اور تلاوت قرآن کریم کے علاوہ دیگر کئی قسم کے اوراد و وظائف اور نوافل میں مشغول رہتے تھے۔آپ کا دِل نورِ معرفت سے منوّر تھا۔آپ کی مجلس میں اگر کوئی خلاف شریعت حرکت کرتا تو فوراً تادیب فرما دیتے۔آپ طہارت و پاکیزگی کے سلسلہ میں بہت محتاط تھے۔آپ ہمیشہ جاری پانی سے وضو کرنا پسند فرماتے تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ یہ مردِ خدا صحیح النسب سیّد اور امین ہے۔آپ کے عملیات نہایت بااثر ہوتے تھے۔

حضرت مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ لاہور کے رہنے والے تھے۔آپ انتہا درجہ کے متقی، پرہیزگار اور عالم باعمل تھے۔آپ کو تفسیر قرآن اور حدیث و فقہ میں خصوصی مہارت حاصل تھی۔آپ نے قرآن کریم کی پنجابی منظوم تفسیر "تفسیر نبوی" کے نام سے لکھی۔آپ علوم طریقت و حقیقت میں اعلیٰ درجہ کے حامل تھے۔آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خصوصی عقیدت تھی۔آپ کو گمراہ فرقوں کے ردّ میں بھی کمال حاصل تھا۔آپ نے عقائد اہل سنت و جماعت کے خلاف لکھی گئی گمراہ فرقوں کی اکثر کتابوں کا مسکت اور مدلل جواب دیا۔آپ عشقِ الٰہی اور حبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرشار تھے۔آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں کسی قسم کی لغزش یا بے ادبی کو برداشت نہیں کرتے تھے۔

حضرت سائیں مہر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ ریاست جموں کے موضع چھنی فتووال کے رہنے والے تھے۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادم خاص اور مقربین میں شامل تھے۔آپ عالم شباب میں ہی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں مستقلاً حاضر ہو گئے تھے۔آپ کو سفر وحضر میں شب و روز حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہمراہی اور صحبت کا امتیازی شرف حاصل تھا اور حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ نے انہیں محرم راز ومخزن اسرار بنا دیا تھا۔آپ کا شمار حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بے لوث اور ممتاز خدام میں ہوتا تھا۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر کے کئی اہم امور بھی ان کے سپرد تھے۔آپ کی امانت ودیانت کا حال یہ تھا کہ کوئی معمولی سی چیز بھی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اجازت کے بغیر استعمال نہیں کرتے تھے۔آپ متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ آپ درویش صفت اور کم گو تھے۔آپ ہمیشہ سادہ اور موٹا لباس پہنتے تھے۔آپ عشق الٰہی، عشق رسول اور حب شیخ سے سرشار تھے۔آپ کے مقام ومرتبہ کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سرہند شریف سے واپسی پر بیمار ہوئے تو انہوں نے مولوی فضل الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بلا کر فرمایا کہ "میری اولاد کو کہنا کہ کسی نہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت ہوتے رہیں۔اپنا عقیدہ اہل سنت وجماعت کے مطابق رکھیں اور سائیں مہر شاہ صاحب کو میری جگہ سمجھیں"۔سائیں مہر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا

انتقال سیالکوٹ میں ہوا اور سیالکوٹ چھاؤنی میں آپ کا مزار مرجعِ خلائق ہے۔

حضرت حافظ سیّد فضل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ قاضی باقر ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔آپ کو علم و فضل میں کمال حاصل تھا۔آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور راست گو تھے۔آپ خوش اخلاق، حلیم الطبع اور اوصاف حمیدہ کے حامل تھے۔آپ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت اعلیٰ درجہ کے قاری بھی تھے۔آپ کو یہ خصوصی شرف حاصل ہے کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رمضان شریف میں آپ سے دس دس، بارہ بارہ سپارے ایک رات میں سماعت فرماتے اور آپ کی قرأت کو بہت پسند فرماتے تھے۔

حضرت میاں فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت میاں فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ صوفی محمد خاں عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باوَلی شریف والوں کے حلقۂ ارادت میں شامل تھے۔آپ نہایت مؤدب، بااخلاص اور محبت شیخ سے سرشار تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت صوفی محمد خان عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باوَلی شریف والوں کے برادرانہ تعلقات تھے اور دونوں آپس میں پیر بھائی بھی تھے۔حضرت صوفی محمد خان عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بہت ادب و احترام کرتے تھے اور ہر معاملہ میں ان کی رائے کو ترجیح دیتے تھے۔خواجہ محمد خان عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اپنی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔البتہ میاں فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت صوفی محمد خان عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کے مقرب خاص اور بیٹے کی مانند تھے۔لہٰذا حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کو حضرت خان عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرزند روحانی سمجھتے ہوئے فیوضات ظاہری و باطنی سے نوازا اور اجازت وخلافت بھی عطا فرمائی۔بعدازاں آپ کی خصوصی توجہ اور نظر کرم کی برکت سے حضرت میاں فضل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو باوَلی شریف کی سجادہ نشینی کا شرف بھی حاصل ہوا۔

حضرت سیّد ہاشم علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ تخت پور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔آپ نہایت سادہ، منکسر المزاج اور دیانتدار تھے۔آپ دربار شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خادمان خاص میں شامل تھے۔آپ بہت خدمت گزار اور وفا شعار تھے۔آپ شریعت وسنت مطہرہ کی مکمل پابندی کرتے تھے۔آپ علم ظاہری و باطنی میں کامل تھے۔آپ اعلیٰ اخلاق اور اوصاف حمیدہ کے حامل تھے۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف کی تعمیر کے سلسلہ میں بنائی گئی کمیٹی کے سیکرٹری اور خزانچی کی ذمہ داریاں نہایت عمدگی اور دیانت داری سے سرانجام دیتے رہے۔

حضرت میاں محمد شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ فتووال ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منظور نظر خلفاء میں شامل تھے۔آپ علم وفضل میں کامل اور صاحب حال

بزرگ تھے۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور راست گو تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کے متقی اور عابدو زاہد تھے۔ آپ جود و سخا اور فضل و کرم میں اعلیٰ درجہ کے حامل تھے۔ آپ نہایت اعلیٰ درجہ کی روحانی کیفیت کے حامل اور باکمال بزرگ تھے۔ آپ کے والد ماجد حضرت میاں احمد دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت پیر سید چنن شاہ صاحب آلومہار والوں کے اجل خلفاء میں شامل اور نہایت باکمال بزرگ تھے۔

حضرت صوفی محمد دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رمداس ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منظورِ نظر خلفاء میں شامل تھے۔ آپ سادگی اور انکساری کا پیکر تھے۔ آپ نرم طبیعت، بردبار، معاملہ فہم اور دانا تھے۔ آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہا درجہ کا عشق تھا۔ آپ قیام پاکستان سے قبل حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد ہر سال ان کا عرس رمداس میں منعقد کرواتے رہے۔ قیامِ پاکستان کے موقع پر آپ گوجرہ تشریف لے آئے اور یہاں بھی ہر سال حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس منعقد کرواتے رہے۔ جس میں ملک بھر سے جید علمائے کرام اور خوش الحان نعت خوان حضرات مدعو کیے جاتے تھے۔ ان کی کوششوں سے گوجرہ کے علاقہ میں مسلک حق اہل سنت اور فقہ حنفیہ کا رواج عام ہوا۔ آپ ہر سال حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرکزی عرس شریف علی پور سیّداں میں اپنے دیگر احباب کے ساتھ بھرپور شرکت فرماتے

رہے۔آپ دینِ حق کی تبلیغ میں ہر وقت کوشاں رہتے تھے۔آپ اپنی سال بھر کی کمائی عرس شریف پر صرف کر دیتے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ کی برکت سے آپ اعلیٰ درجہ کے صاحب حال بزرگ تھے۔آپ نے حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ اپنی نسبت کو قائم رکھا۔آپ نے اپنے صاحبزادے علامہ صوفی غلام حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کروایا۔صوفی غلام حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گوجروی حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ کی برکت سے پاکستان کے مشہور خطیب اور مناظر ہوئے۔آپ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفا میں شامل تھے۔

حضرت پیر ماہی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ علی پور سیّداں شریف کے رہنے والے تھے۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منظورِ نظر خلفاء میں شامل تھے۔آپ صحیح النسب سیّد اور علی پور سیّداں شریف کے رہائشی ہونے کے باوجود حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اور ان کی غلامی کو اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔آپ انتہا درجے کے صاحب اخلاص، بامروت اور صاحب حال بزرگ تھے۔آپ اتباعِ شریعت وسنت میں کامل تھے۔

حضرت مولانا حافظ ظفر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے۔آپ نے نو برس کی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا۔آپ سولہ برس کی عمر میں انٹرنس کا امتحان پاس کر کے ریاست کشمیر میں نائب تحصیلدار مقرر ہوئے۔آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور علم ظاہر و باطن میں درجہ کمال کے حامل تھے۔آپ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔آپ کو ان سے حد درجہ کا عشق و محبت تھی۔آپ چھ سال متواتر نماز فجر کے بعد پسرور سے پیدل حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بلاناغہ حاضر ہوتے رہے اور اس عرصہ میں کوئی بھی رکاوٹ یا مصیبت آپ کا راستہ نہ روک سکی۔پسرور اور علی پور سیّداں شریف کے درمیان ڈیک نامی ایک نالہ تھا۔جسے روزانہ عبور کر کے آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ایک مرتبہ نالہ ڈیک سیلاب کے باعث طغیانی پر تھا۔آپ بلاخوف و خطر اس میں اتر گئے۔جب درمیان میں پہنچے تو ڈوبنے لگے۔اتنے میں غیب سے ایک ہاتھ نمودار ہوا اور آواز آئی کہ اسے پکڑ لو!۔ آپ نے ہاتھ کو پکڑ لیا اور نالہ کے پار بحفاظت پہنچ گئے۔جب آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے مسکرا کر پوچھا کہ حافظ صاحب آپ کو راستہ میں زیادہ تکلیف تو نہیں اٹھانی پڑی۔گویا انہوں نے آپ کی مدد کی اور بحفاظت آپ کو سیلابی ریلے سے بچا کر لے گئے۔حضرت مولانا حافظ ظفر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے والہانہ عشق و محبت رکھنے کی وجہ سے تھوڑے ہی عرصہ میں اجازت و خلافت عطا کردی گئی۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت اختیار کرنے کے بعد آپ نے باقی عمر نہایت سادگی سے گزاری۔

ایک دفعہ مسجد دربار شاہِ دولہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گجرات میں حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کے مطابق آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر سماع موتی کے مسئلہ کو بیان کیا۔آپ فرماتے ہیں کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ کی برکت سے بیان اس قدر شاندار ہوا۔کہ حضرت قاضی سلطان محمود صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو موقع پر موجود تھے۔انہوں نے میری پیٹھ تھپکی اور فرمایا آپ تو بڑے جرنیل ہیں۔اس واقعہ کے بعد حضرت حافظ ظفر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تمام عمر دین کی خدمت،ترقی وترویج میں گزری۔آپ اعلیٰ درجہ کے خطیب ومقرر تھے۔آپ کا وصال ۱۸،اکتوبر ۱۹۱۸ء کو بروز جمعرات ہوا۔

حضرت حافظ سیّد غلام مرتضٰی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ علی پور سیّداں شریف کے رہنے والے تھے۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھانجے اور خلفاء میں شامل تھے۔آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ اور فیض حاصل تھا۔آپ نے ابتدائی تعلیم حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر نگرانی حاصل کی۔آپ حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ اعلیٰ درجہ کے عالم باعمل بھی تھے۔ آپ علم طریقت وحقیقت میں کامل تھے۔آپ اتباع شریعت وسنت پر عامل تھے۔ آپ اعلیٰ اخلاق اور اوصافِ حمیدہ کے مالک تھے۔آپ کو عبادات وریاضات سے خصوصی شغف تھا۔

حضرت پیر محمد شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ رمداس ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔آپ حضرت محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والوں کی اولاد میں سے تھے۔آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ آپ عشق الٰہی، حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور محبت شیخ میں کامل تھے۔آپ سال بھر کی کمائی حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں بطور نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔آپ سادگی اور عجز وانکسار کا پیکر تھے۔آپ کو دربار شریف کی مسجد میں امامت کا شرف بھی حاصل ہوا۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم کے مطابق مریضوں اور سائلوں کی حاجت روائی بھی کیا کرتے تھے۔آپ نہایت ایماندار، راست گو اور صاحب جمال بزرگ تھے۔

حضرت میاں نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ دیولی ریاست جموں کے رہنے والے تھے۔آپ نہایت حلیم الطبع، منکسر المزاج اور جمالی طبیعت کے حامل تھے۔آپ نہایت متقی و پرہیزگار اور عابد و زاہد تھے۔آپ دربار شریف سے خصوصی محبت اور عقیدت رکھتے تھے۔آپ علم و عمل میں کامل تھے۔آپ اعلیٰ درجہ کے فقیہ تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ پر خصوصی شفقت و کرم فرماتے تھے۔آپ دنیا سے بے نیاز اور فکر آخرت میں ڈوبے رہتے تھے۔آپ صاحب حال اور کامل بزرگ تھے۔

حضرت پیر سید محمد اسمٰعیل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کو ہالی ضلع امرتسر کے رہنے والے تھے۔ آپ علم وفضل میں کامل اور تصوف وطریقت میں یکتا تھے۔ آپ پرہیزگار، شب بیدار اور صوفی منش انسان تھے۔ آپ اعلیٰ اخلاق اور اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ آپ اعلیٰ درجہ کی قلبی و روحانی کیفیت کے حامل تھے۔

الحاج حضرت مولانا حافظ سراج احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ اچھرہ لاہور کے رہنے والے تھے۔ آپ سادگی اور عجز وانکسار کے پیکر تھے۔ آپ کا اکثر وقت اوراد ووظائف کی ادائیگی اور زہد وریاضت میں صرف ہوتا تھا۔ آپ صوفی منش واعظ تھے۔ آپ کا وعظ اس قدر مؤثر ہوتا کہ سننے والوں کے دل پر فوری اثر کرتا۔ آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ آپ دربار شریف میں کثرت سے حاضری کے سبب تھوڑے ہی عرصہ میں حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منظورِ نظر مریدین میں شامل ہوکر خلعت خلافت سے نوازے گئے۔ آپ مثنوی شریف ایسے پردرد انداز میں پڑھتے کہ سننے والے وجد میں آجاتے۔ آپ کی طبیعت میں سوز وگداز اور اخلاص بہت زیادہ تھا۔

حضرت صاحبزادہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ نتھیال شریف ضلع کیمل پور کے رہنے والے تھے اور حضرت ہادی نامدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پوتے تھے جو حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تیراہی کے اجل خلفاء میں

سے تھے۔حضرت صاحبزادہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت خوش اخلاق باوضع اور حلیم الطبع تھے۔آپ کو ظاہری اور باطنی اوصاف سے بدرجہ کمال نوازا گیا تھا۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو آپ کے دادا حضرت ہادی نامدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک کے احاطہ میں بیعت کیا اور خصوصی توجہ سے نواز کر تلقین فرمائی۔

حضرت حکیم سید سردار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ دوسُوہا ضلع ہوشیار پور (انڈیا) کے رہنے والے تھے۔آپ نہایت عبادت گزار اور پرہیزگار تھے۔آپ کی طبیعت میں جمالی رنگ غالب تھا۔آپ دنیا سے بے نیاز اور صابر و شاکر انسان تھے۔آپ علم طب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہ کی برکت سے ظاہری و باطنی علوم سے مالا مال تھے۔آپ کو متواتر کئی سال تک حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دربار شریف آنے والے مریضوں کے علاج معالجہ کی ذمہ داری آپ کے سپرد کر رکھی تھی۔

حضرت سید نور اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ راجوری کے رہنے والے تھے۔آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔آپ صاحب حال اور صاحب کمال بزرگ تھے۔آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خصوصی محبت و عقیدت تھی۔آپ اعلیٰ اوصاف اور اخلاق حمیدہ سے

متصف تھے۔

حضرت پیر حفیظ اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کشمیر کے رہنے والے تھے۔ نہایت متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔ آپ کے خاندان میں کئی حضرات صاحب طریقت وولایت بزرگ گزرے ہیں۔ آپ علوم ظاہری وباطنی میں وسیع دسترس کے حامل تھے۔ آپ اوراد ووظائف اور نوافل کی ادائیگی پابندی سے فرماتے تھے۔

حضرت سائیں مقصود علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ چھوساہنا ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ابتدائی زمانہ میں سفر وحضر میں آپ کے ساتھ رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ اور شفقت سے آپ پابند شریعت اور ماہر طریقت ہوگئے۔ آپ کے مزاج میں سادگی، عجز اور انکساری تھی۔ آپ پابند صوم و صلوٰۃ اور تہجد گزار تھے۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت میں دنیاوی علائق سے کنارہ کشی اختیار کرلی تھی۔ آپ اتباعِ شریعت وسنت میں استقامت کے حامل تھے۔ دینی ودنیاوی معاملات میں حق گوئی وبے باکی آپ کا شعار تھا۔

خدایا عاصیم استغفر اللہ
تو ئی فریاد رس الحمد للہ

دیگر خلفائے کرام

سائیں جواہر خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع لنگاہ۔

حضرت سید امیر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وڈالہ ضلع امرتسر۔

حضرت سید سردار فتح علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چک ماجرا ریاست جموں۔

حضرت سید سردار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح پور ضلع میر پور (آزاد کشمیر)۔

حضرت حاجی سید عطر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنڈی شریف، ضلع گورداسپور

حضرت سید امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قصبہ کوٹہ۔

حکیم عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پٹھان کوٹ۔

سید الطاف حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضلع گورداسپور (انڈیا)۔

جناب چوہدری ارشد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع کنگرے ضلع سیالکوٹ۔

جناب پیر صدر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع دریا۔

حضرت میاں حسین بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی پور سیّداں۔

حضرت حافظ محمد دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع بھجوالی

جناب سید حافظ سلطان احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع رتن گڑھ۔

جناب حافظ مشتاق احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع میرٹھی۔

جناب حافظ سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چک نمبر ۸۶ جنوبی ضلع سرگودھا۔

جناب میاں محمد اسحاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن میاں محمد اسمٰعیل موضع ارتھ رتھ۔

جناب نبی بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع کنگرے۔

جناب مولوی شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع جکراور

جناب مولوی احمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوٹ مہتاب خاں المعروف بھجیر

جناب چوہدری خان محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قطرووال ضلع فیصل آباد۔

حضرت مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار اڑیسہ (انڈیا)۔

حضرت عبدالسمیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضلع نواب شاہ (سندھ)۔

حضرت قاضی پیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع نواں شہر ضلع جموں۔

حضرت حکیم محمد شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع عالمیانہ ضلع سیالکوٹ

حضرت مولٰنا حکیم حافظ محمد شفیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع سنکھیڑہ ضلع سیالکوٹ۔

جناب چوہدری حکیم دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فقیر والی ضلع بہاولنگر۔

جناب سید لطیف شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جھانیاں حال مقیم موضع پہاڑی پور ضلع شیخوپورہ۔

حضرت سید ظہور حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جھانیاں حال پہاڑی پور۔

حضرت حافظ جلال دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع قصبہ ضلع گجرات۔

جناب چوہدری لعل دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جناب ملک محمد اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وزیر آباد۔

حضرت سید لعل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مقام سالم ضلع سرگودھا۔

حضرت حفیظ اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشمیر۔

دیگر چند مقربین و خادمانِ خاص

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزاج میں نہایت درجہ کی سادگی اور عجز و انکسار تھا۔ آپ سُنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق اپنے تمام کام اپنے ہاتھوں سے سرانجام دینا پسند فرمایا کرتے تھے۔ تاہم مریدین و عقیدتمند حضرات آپ کی خدمت اور آپ کے احکام کی بجا آوری کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتے تھے۔ تمام مخلص مریدین اور خدمت گار آپ کے اشارہ ابرو کے منتظر رہتے تھے۔ آپ دربار شریف کے مہمانوں کی خدمت یا کوئی اور ذمہ داری جس کے سپرد کر دیتے وہ اسے اپنی خوش نصیبی سمجھتا اور دل و جان سے اسے بجالانے کی بھرپور کوشش کرتا۔

آپ سے خصوصی قرب و عقیدت رکھنے والے مریدین آپ کی خدمت گزاری اور آپ کے احکام کی بجا آوری میں ہی خوشی محسوس کیا کرتے تھے۔ ذیل میں آپ کے چند مقربین اور خادمین خاص کا مختصر تذکرہ اور اسمائے گرامی درج کئے جا رہے ہیں۔

جناب کریم بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ علی پور سیداں کے رہنے والے تھے۔ آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نہایت منظورِ نظر خادم تھے۔ آپ کی پرورش اور تعلیم و تربیت حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیرِ نگرانی ہوئی تھی۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو بمنزلہ فرزند کے سمجھتے تھے اور آپ پر نہایت محبت و شفقت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی

خصوصی توجہ وتربیت کے باعث آپ نہایت اعلیٰ روحانی مقام پر پہنچے اور اتباع شریعت وسنت میں کمال حاصل کیا۔

جناب مستری حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کیمبل پور کے رہنے والے تھے۔اگرچہ آپ حضرت قبلہ غلام نبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ للہ شریف والوں کے دست مبارک پر بیعت تھے تاہم آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے والہانہ عقیدت تھی اور ان کی خدمت کرنا وہ اپنے لئے باعث فخر سمجھتے تھے۔ آپ کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کے بعد ان کے روضہ پاک کی تعمیر کی سعادت بھی آپ کو حاصل ہوئی۔آپ نے اپنے ہاتھوں سے ایک ایک اینٹ باوضو روضہ پاک پر لگائی۔آپ نہایت متقی، پرہیزگار اور عبادت گزار تھے۔آپ کا وصال روضہ پاک کی تعمیر مکمل ہونے سے کچھ ہی مدت پہلے ہوا۔آپ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ پاک سے چند گز کے فاصلہ پر جانب جنوب دفن ہوئے۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رحمتوں سے مزید نوازے۔

دیگر خدام دربار شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

چوہدری علی محمد موضع رتن گڑھ، چوہدری شیر محمد گٹ والے، میاں نواب دین موضع کرلوپ، مستری محمد دین، میاں رحیم بخش، میاں روشن دین، طالع مند، میاں حسین بخش، محمد خاں، شیر محمد، علی احمد، محمد صادق، میاں الف دین، نیاز علی، میاں فضل الٰہی، جعفر دین، سراج دین، عبدالعزیز، ابراہیم، اللہ دتہ، میاں نبی بخش، بابا قاری،

چوہدری خیر الدین، جلال دین اور دین محمد، میاں نظام الدین موضع بوعہ۔ بابو محمد عثمان راولپنڈی۔ میاں تاج الدین رسول پورہ۔ چوہدری اسمٰعیل سنگھڑیال۔ میاں خدا بخش ونشی بشیر احمد موضع جوئیاں۔ کرم الدین۔ غلام قادر۔ میراں بخش بوعہ۔ چوہدری حکیم غلام رسول سدووال۔ مستری لال دین جونیکے۔ مولوی تاج الدین بھرڑی۔ مستری نواب دین لنگوٹیاں۔ صوفی عبدالعزیز جموں۔ حضرت مولوی تاج الدین کھاریاں ریاست جموں۔ میاں نظام الدین بھٹھے کلاں۔ میاں نظام الدین مسیتیاں۔ حکیم خدا بخش۔ حاجی علم الدین۔ شیخ گل محمد۔ صوفی چراغ دین۔ شیخ محمد علی۔ عبدالمجید شاہ لاہور۔ عاقل حسین لاہور۔ مرزا اللہ رکھا اریاں۔ حضرت سید محمد صدیق شاہ بھوپری۔ حاجی محمد روڈ والا۔ بابو رحیم بخش اچھرہ لاہور۔ حاجی محمد لطیف لاہور۔ رحمت علی مالو کے۔ سائیں لال دین لنگیاں۔ منشی نذر محمد چندر کے۔ شیخ نور محمد ڈیرہ بابا نانک۔ چوہدری حیات محمد آچھ گوچھ۔ چوہدری خدا بخش مراڑہ۔ صوفی نذیر احمد کوٹلی لوہاراں شرقی۔ شکر دین نڑولیاں۔ بابو اللہ بخش قصور۔ رستم علی سریعہ۔ محمد علی نعت خواں طوطی ہند ٹریپی۔ مولوی دین محمد۔ میاں بدرالدین چھجو کھیوا۔ رانجھا کرپھل۔ مستری محمد شریف رنگ پورہ۔ منشی حسین بخش چھاؤنی سیالکوٹ۔ میاں رحمت علی ساہنا ضلع گجرات۔ چوہدری شیر علی عزیز پور بوہڑی۔ چوہدری فتح الدین بہاولپور۔ مولوی رحمت علی لنگیاں۔ سید سعادت علی شاہ لاہور۔ سید برکت علی شاہ سید پور کھنہ۔ سلطان احمد۔ میاں حیات محمد۔ محمد اسمٰعیل بوعہ۔ قاسم علی۔ مولوی عبدالکریم ببرال۔ مولوی غلام محمد بھوپال۔ مولوی محمود دالحسن موضع الہڑ۔ الٰہی بخش بھیڑی۔ چوہدری چراغ دین پٹو،

چوہدری محمد فاضل خاں سینگو وال، منشی عبدالرحمٰن ولد مستری مہرالدین چک محمد یار۔ محمد الدین وشرف الدین سرگ پور۔ چوہدری اللہ رکھا نواں شہر۔ منشی اللہ د، دیولی۔ چوہدری عبداللہ ٹرپئی۔ چوہدری محمد صادق جودھے۔ فضل الٰہی کوٹلی پٹھاناں۔ نواب الدین وحکیم غلام نبی امرتسر۔ مستری ابراہیم۔ مستری شاہ محمد کسیر خاں لنگاہ۔ منشی مقبول احمد بکنور۔ شاہ محمد حجام آھلو لعل، محمد سلطان حجام چندرکے۔ جان محمد حجام ککر۔ مہرالدین املیانہ۔ سائیں شاہ محمد جوئیاں۔ مستری محمد رفیق جوڑیاں۔ صوفی اللہ دتا۔ حافظ رحمت اللہ۔ محمد اقبال وزیرآباد۔

مذکورہ بالا سب حضرات کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے والہانہ عقیدت و محبت تھی اور حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احکام کی بجا آوری اور دربار شریف کی خدمات کو یہ اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے تھے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت اور حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت نصیب فرمائے۔ آمین

پاسبانی دِل کی کرتو اسقدر ماسوا حق کے نہ ہو تجھ کو خبر

فکرِ باطل نے کیا تجھ کو تباہ ہو گیا درگاہِ حق سے روسیاہ

فخرِ دنیا پر کیا تو نے خیال یہ نہ سمجھا دین میں ہے یہ وبال

ارشادات کاملین

اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کا فرمان عالی شان ہے: اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (آل عمران:۱۹۱)

ترجمہ: جولوگ یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر اور اپنی کروٹوں پر اور آسمانوں و زمین کی تخلیق میں غور و فکر کرتے ہیں۔ (کہتے ہیں) اے ہمارے پروردگار یہ جو کچھ تو نے تخلیق فرمایا باطل نہیں ہے تو پاک ہے پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے یعنی اولیائے کاملین عشق الٰہی اور حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرشار رہتے ہیں۔ وہ کامل طور پر شریعت و سنت کی پابندی کرتے ہیں۔ وہ اعمال، افعال اور اقوال میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی خصوصی حفاظت اور نگرانی میں رہتے ہیں۔ ان کا ہر قول و فعل اتباع سنت کا مکمل نمونہ ہونے کی وجہ سے دوسروں کے لئے باعث تقلید ہوتا ہے۔ ان کے ارشادات حکمت اور دانائی پر مبنی ہوتے ہیں۔ وہ کبھی بے فائدہ اور نامناسب گفتگو نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے ان کی زبانوں پر حق جاری فرما دیتا ہے۔ ان کے کلام پر عمل پیرا ہونے سے ہدایت و راہنمائی نصیب ہوتی ہے اور معاملات کو درست رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ اس طرح دنیا و آخرت میں کامیابی کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اولیائے کرام کی زندگی رضائے الٰہی اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت اور محبت میں بسر ہوتی ہے۔اللہ تعالیٰ ان کی گفتگو میں وہ تاثیر پیدا فرمادیتا ہے کہ جب بات کرتے ہیں تو سیدھی مخاطب کے دل میں اتر جاتی ہے۔ان کی زبان سے نکلے ہوئے چند الفاظ ہی انسانی زندگی کا رخ بہتری وفلاح کی طرف موڑ دیتے ہیں۔اولیائے کرام قلت طعام،قلت منام اور قلت کلام کے اُصول پر عمل پیرا رہتے ہیں۔رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

مَنْ صَمَتَ نَجَا۔جو چپ رہا وہ نجات پا گیا۔(طبرانی،احیاء العلوم)

اَلصَّمْتُ حِکْمَةٌ وَ قَلِیْلٌ فَاعِلَہٗ۔(بیہقی)

خاموشی دانائی ہے اور کم ہی لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔

اِیَّاکُمْ وَالْفُحْشَ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَا یُحِبُّ الْفُحْشَ۔(احیاء العلوم)

فحش سے بچو کہ اللہ تعالیٰ فحش کو پسند نہیں کرتا۔

لَیْسَ الْمُؤمِنُ بِالطَّعَانِ وَلَا اللَّعَانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِّ۔(احیاء العلوم)

مومن طعن اور لعن کرنے والا فاحش اور بدگو نہیں ہوتا۔

اَلْجَنَّةُ حَرَامٌ عَلٰی کُلِّ فَاحِشٍ اَنْ یَدْخُلَھَا۔(احیاء العلوم)

جنت ہر ایک فاحش شخص پر حرام ہے کہ اس میں داخل ہوسکے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

مَنْ کَثُرَ کَلَامُہٗ کَثُرَ خَطَاؤُہٗ۔

جو باتیں زیادہ کرتا ہے وہ غلطیاں زیادہ کرتا ہے۔

اولیائے کرام ان احادیث واقوال مبارکہ پر سختی سے عمل پیرا ہوتے ہیں۔ ان کی خاموشی میں سمندر کی سی گہرائی، دانش اور حکمت ہوتی ہے۔ان کی زبانیں پاک ہوتی ہیں۔ان کا کلام بے پناہ تاثیر کا حامل ہوتا ہے۔جب بولتے ہیں خیر و بھلائی اور حکمت و دانائی کی بات ہی کرتے ہیں۔قلت کلام سے مراد یہ ہے کہ بلا ضرورت اور فضول گفتگو سے اجتناب کیا جائے اور ذکر و فکر میں مشغول رہا جائے۔تاہم کسی کی بھلائی مقصود ہو یا کسی کو وعظ و نصیحت کرتے وقت اپنا سکوت توڑ دیا جائے اور زبان پر صرف وہ کلمات خیر لائے جائیں جن سے کسی کے دین و دنیا کے معاملات سنور سکیں۔تو ایسا کلام خاموشی سے افضل ہے۔

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت سنجیدہ، متین اور کم گو تھے۔آپ کی خدمت اقدس میں بڑے بڑے علماء و فضلا ادب و احترام کے ساتھ بیٹھتے تھے۔آپ کو یہ ملکہ حاصل تھا کہ کسی پریشان حال کی پریشانی دور کرنے کیلئے اشارۃً ایسی بات ارشاد فرماتے جسے صرف وہی سمجھ سکتا۔بعض اوقات آپ بذریعہ کشف ہی سائل کا مدعا معلوم کر کے اس کا حل تجویز فرما دیتے۔آپ کی خاموشی اور قلت کلام سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اصول ''خاموشی بہترین عبادت ہے'' کی عکاس ہوتی تھی۔آپ انتہائی سادہ کلمات سے پیچیدہ اور دقیق مسائل کو چند ہی لمحوں میں حل فرما دیتے۔حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چند ارشادات مبارکہ اس غرض سے درج کئے جا رہے ہیں کہ پڑھنے والوں کو اعمال صالحہ کی توفیق ملے اور ان کی دنیاوی و اخروی فلاح و نجات کا باعث ہوں۔

ارشادات حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

توحید ربانی

☆ انسان کو چاہیے کہ ذات باری تعالیٰ کے سوا سب سے بے نیاز ہو جائے اور کسی دوسرے سہارے کا خیال بھی دل میں نہ رکھے۔

☆ بعض جاہل لوگ اپنے مرشد کو اللہ تعالیٰ کے برابر حاجت روا سمجھتے ہیں۔یہ بڑے گناہ کی بات اور سخت غلطی ہے انہیں چاہیے کہ اس سے باز رہیں۔

رسالت

☆ ایمان کی حقیقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت وعظمت کو دل وجان سے تسلیم کرنا ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے بغیر خدا شناسی کا دعویٰ باطل ہے۔

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے جیسا بشر سمجھنا سخت گمراہی اور گناہ کی بات ہے (اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ حشر میں فرمایا ہے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔یعنی اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر نازل فرمادیتے تو وہ بھی اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتا جبکہ قرآن پاک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل کیا گیا۔لہٰذا نہ تو مقام رسالت میں ان کی برابری اور ہمسری ممکن ہے اور نہ ہی دیگر خصوصیات میں)

درود شریف

☆ درود شریف کا ورد مومنین کے لئے نعمت عظمیٰ اور دیگر تمام اوراد و وظائف

سے افضل ہے۔فرمایا درود شریف ہزارہ نماز تہجد کے بعد کم از کم ایک سو گیارہ مرتبہ پڑھا کرو۔

عظمت صحابہ کرام واہل بیت اطہار

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار کے مرتبے کو تسلیم نہ کرنے والے اوران کی شان میں گستاخی کرنے والے بلاشبہ اپنی بے ادبی کی وجہ سے برباد و نامراد ہیں۔

☆ وہ لوگ برباد ہو گئے جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کی۔

☆ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روحانیت کے پیشوائے اعظم ہیں اور کل اولیاء امت کو ان سے فیض حاصل ہے۔تاہم سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا سلسلہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے وابستہ ہونا حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام و مرتبہ اور ادب واحترام کی وجہ سے ہے کہ آپ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ اور دیگر سب صحابہ کرام علیہم رضوان کے امام ہیں۔یہ دوہری نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے بلند مرتبہ اور فضیلت کی دلیل ہے۔

☆ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بلاشبہ صحابی رسول،عادل اور کاتب وحی ہیں۔وہ ہر طرح عزت واحترام کے مستحق ہیں۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں دعا فرمائی تھی کہ اے اللہ اسے ہادی اور ہدایت یافتہ بنا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا ضرور مقبول بارگاہ الٰہی ہے۔

احترام سادات

ایک مرتبہ آپ نے حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر خاندان سادات کے دو بھائیوں کا آپس میں اختلاف ہو جائے اور بات بحث و تکرار تک جا پہنچے اور وہاں پر ایک بھائی کا کوئی غلام (مرید) حاضر ہو اور تقاضائے فطرت کے مطابق وہ اپنے مرشد سے کامل محبت رکھنے کے باوجود اس مقابلہ میں شرکت نہ کرے۔اگر اس نے اپنے مرشد کی طرفداری کرتے ہوئے ان کے بھائی سے مقابلہ کیا یا ان کو نفرت کی نگاہ سے بھی دیکھا تو وہ جہنمی ہے اور اگر وہ ان دونوں بھائیوں کے جوتوں کے درمیان اپنا سر کر دے تو وہ قطعی جنتی ہے اور اگر وہ خاموش ہو کر اس جھگڑے سے علیحدہ رہے تو اس کے لئے سلامتی ہے۔

اولیائے کرام کا ادب

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بہت ہی بلند مرتبہ رکھتے ہیں میں تو حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام کا ورد کرتا ہوں یعنی یا غوث اعظم بھی کہتا ہوں۔

ذکر و فکر

☆ ذکر نفی اثبات (لا الٰہ الا اللہ) ضرور کیا کرو، اس سلطان الاذکار سے اپنے دل کو روشن کیا کرو۔یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے جس سے قلب منور اور مطمئن ہو جاتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا ذکر چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے اور سوتے جاگتے کیا کرو۔

☆ چلتے پھرتے نظر اپنے قدموں پر رکھو تا کہ تفرقہ سے بچ سکو۔

☆ جو شخص نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک خاموش رہے وہ چار غلام آزاد کرنے کا ثواب پاتا ہے۔

☆ نماز عصر کے بعد سالک طریقت کے لئے خاموشی کا روزہ ہوتا ہے۔

☆ اپنے اوقات کی حفاظت کرو خصوصاً نماز فجر کے بعد طلوع آفتاب تک، نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک اور نماز عشاء کے بعد سونے تک۔ میں تمہاری نجات و کامیابی کا ضامن بن جاؤں گا۔

☆ اللہ تعالیٰ کا ذکر ذوق وشوق اور حضور قلب سے کیا کرو۔ منزل مراد پالو گے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا جو بھی اسم مبارک اخلاص نیت اور دل کو ریا کاری اور خیالات فاسدہ سے پاک وصاف کر کے پڑھا جائے وہی پڑھنے والے کے حق میں اسم اعظم ہے

☆ اللہ تعالیٰ کا ذاتی اسم مبارک "اللہ" تمام صفاتی اسماء کا مجموعہ ہے۔

☆ ہر دم ذکر وفکر میں مشغول رہو۔ تم جو دم غفلت میں گزارو گے روز قیامت تمہارے لئے باعث افسوس ہوگا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل رہنے والے انسان کا دل مردہ اور پتھر سے بھی سخت ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے چھوڑ دیتا ہے اور وہ غضب الٰہی کا شکار ہو جاتا ہے۔

☆ كُلُّ قَلْبٍ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ مَيْتَةٌ.

ہر وہ دل جو اللہ کی یاد سے خالی ہے مردہ ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہر دم مشغول رہو کیونکہ جو دم غافل سو دم کافر۔

☆ تم کوّے کی طرح دنیا کے حریص نہ بنو بلکہ فاختہ کی طرح صابر اور ذاکر بنو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بے حد وحساب رزق عطا فرمائے گا۔

☆ تم دن بھر اپنے اہل وعیال کے لئے رزقِ حلال تلاش کرو۔ تاہم رات میں صرف ذکر وفکر کے لئے ایک ایسی گھڑی مخصوص کر لو جس میں دیگر دنیاوی رشتوں اور معاملات سے کٹ کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرو اور کہو کہ اللہ تعالیٰ میں صرف تیرا اور تو میرا۔ نہ میں کسی کا نہ کوئی میرا۔

مراقبہ

☆ میں نے حضرت باواجی قدس سرہٗ سے قرآن پاک پڑھنے کی اجازت طلب کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ ہاں پڑھا کرو اس کا بہت ثواب ہے مگر تلاوت کا اصل مقصود مراقبہ ہے۔

☆ سالک طریقت مراقبے ہی سے معرفت کے دریا میں غوطہ لگا سکتا ہے۔

☆ تم مراقبے میں اس طرح محو ہو جاؤ کہ پاس گھی کا برتن بھی گر کر بہہ جائے تو تمہیں خبر نہ ہو۔

☆ ہر نماز کے بعد مراقبہ کیا کرو۔

☆ ہمیشہ تصور شیخ کے ساتھ ذکر کرنا چاہیے۔

☆ مراقبہ میں کم از کم اتنا وقت ضرور مشغول رہو جتنا وقت پانی کا پیالہ پینے کیلئے درکار ہوتا ہے۔

☆ آپ نے فرمایا مقصود کے حصول کیلئے مراقبہ ایسا زینہ ہے جو سالک کو منزل

آشنا کر کے مقام عظیم پر فائز المرام کر دیتا ہے۔

☆ جو لوگ دوران مراقبہ ادھر ادھر جھانکتے رہتے ہیں (خطرات ووساوس سے نجات حاصل نہیں کرتے) وہ غلطی کرتے ہیں۔ایسے مراقبے سے انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

☆ ذکر و مراقبہ میں اس قدر مشغول ہو جاؤ کہ ذکر تمہاری رگ رگ میں سرایت کر جائے۔

☆ آپ سے مراقبے میں لطف نہ آنے کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا نوکر کا کام حکم کی بجا آوری ہے اسے مزے اور لطف سے کیا کام۔

☆ مراقبے میں یکسوئی حاصل کرنے کے لئے فرمایا۔مراقبے سے پہلے تین بار کلمہ تمجید پڑھ کر سینے پر دم کر لیا کرو۔پھر تین مرتبہ ذکر نفی اثبات (لا الٰہ الا اللہ) کرو اور اس کے بعد اسم ذات (اللہ) کی ضربیں لگاؤ۔

ادائیگی تہجد

☆ نماز تہجد پر مداومت کرو۔

☆ نماز تہجد کی ادائیگی میں سستی کرنے والا اس گدھے کی مانند ہے جو صرف پیٹ بھر کر کھانا جانتا ہے۔

☆ اس شخص سے بڑھ کر بدنصیب کون ہوگا جو رات کے پہلے حصے میں تو جاگتا رہے اور جب رحمتِ پروردگار کے دروازے کھل جائیں تو رات کا آخری حصہ سو کر

گزار دے۔

ایک علامہ صاحب نے عرض کیا حضور! میں واعظ ہوں۔ بعض اوقات رات کا اکثر حصہ وعظ میں گزر جاتا ہے جس کی وجہ سے تہجد کے وقت بیدار ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں میرے لئے کیا حکم ہے؟۔ آپ نے فرمایا: کہ تہجد کی نماز ترک نہ کیا کرو۔ کیونکہ جو شخص نماز تہجد چھوڑ دیتا ہے اس کا نہ صرف دل سخت ہو جاتا ہے بلکہ اس کا نام درویشوں کی صف سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر آدھی رات سے زیادہ وقت ہو جائے تو کچھ نوافل (تہجد کی نیت سے) پڑھ کر سو جایا کرو تا کہ حاضری لگ جائے۔

☆ تہجد کی نماز ضرور ادا کرو خواہ بکری کا دودھ دوہنے جتنا وقت ملے تا کہ تمہارا نام ذاکرین میں لکھا جائے۔

وظیفے میں مداومت

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ مریدین کو اوراد و وظائف میں مداومت اور ہمیشگی کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ جناب محمد شفیع صاحب امام مسجد ٹھیکریاں بیان فرماتے ہیں کہ ایک شب نماز تہجد کے بعد حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کمال شفقت سے مجھے سورۃ مزمل، سورۃ یٰس بمع اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف اور درود مستغاث پڑھنے کی تلقین فرمائی اور مزید فرمایا کہ وظیفہ دراصل وہی ہوتا ہے جسے ہمیشہ پڑھا جائے۔

اہمیت استغفار

☆ کسی مشکل میں گرفتار ہو تو استغفار پڑھ کر مراقبہ میں مشغول ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری پریشانی دور فرمادے گا۔

کشفِ قبور

1935ء میں حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منگھڑ یالہ میں قیام پذیر تھے۔سیّد سردار علی شاہ صاحب کے بقول بہاول خان نامی ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور روتے ہوئے فریاد کی کہ میرا جوان بیٹا فوت ہو گیا ہے۔آپ نے اسے تسلی دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے تین بیٹے تھے اور تینوں ہی جوانی کے عالم میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔اللہ تعالیٰ کی رضا کو صبر و شکر کے ساتھ تسلیم کرنا چاہیے۔تمہارے رونے سے لڑکا واپس نہیں آئے گا۔بعدازاں آپ اس کی تالیف قلبی کے لئے اس کے ہمراہ اس کے بیٹے کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہاں فاتحہ خوانی کے بعد مراقبہ فرمایا اور اسے تسلی دی کہ تمہارا بیٹا خوش وخرم اور اچھے حال میں ہے۔

دعا

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز تہجد کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور بسا اوقات دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ اپنے محبوب رحمۃ للعالمین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مرشد کامل حضرت باواجی چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقہ سے میرے متوسلین کی حاجتیں پوری فرما اور تمام بیماروں کو شفا عطا فرمادے۔آپ فرماتے

☆ اللہ تعالیٰ کے حضور دوزانو ہو کر نہایت گریہ وزاری سے دعا مانگا کرو۔

اگر ساری محفل میں ایک شخص بھی دعا کے دوران (بغیر عذر) چارزانو بیٹھے تو کسی کی دعا قبول نہیں ہوتی (کیونکہ یہ تکبر کی علامت ہے)۔

☆ جمعہ کے روز نماز عصر کے بعد ایک گھڑی ایسی بھی ہوتی ہے جس میں مانگی گئی ہر جائز دعا اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

مسجد کے آداب

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں غیر ضروری گفتگو کو ناپسند فرماتے تھے۔ آپ مسجد کے تقدس اور احترام کو ہر حال میں مقدم رکھنے کے قائل تھے۔ ایک مرتبہ آپ قصبہ مقام میں تکیہ والی مسجد میں نماز کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں کچھ لوگ اونچی آواز میں کسی دنیاوی مسئلہ پر بحث میں مصروف تھے۔ آپ سخت ناراض ہوئے اور انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں بے کار دنیاوی باتیں کرتا ہے اس کی چالیس روز کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے۔

چاپلوسی

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقولہ دہرایا کرتے کہ تمہارا حقیقی دوست وہ ہے جو تمہارے سامنے تمہارے عیبوں کو ظاہر کرے۔ جبکہ تمہارے منہ پر تمہاری تعریف کرنے والا تمہارا دشمن ہے۔

اتباع شریعت

☆ احکام شریعت کے بجالانے میں کوتاہی نہ کیا کرو۔ کیونکہ جس رب العالمین

نے آج تمہیں ڈھیل دی ہے اس کی گرفت بھی بہت مضبوط اور سخت ہے۔

عقیدہ کی درستگی

☆ میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں بلکہ اظہار تشکر کے طور پر کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ علم عطا کیا ہے کہ میں میلوں دور موجود شخص کا عقیدۂ باطنی معلوم کر لیتا ہوں۔

☆ اہل حق کی صحبت میں عقیدہ درست اور ایمان مضبوط ہوتا ہے۔

☆ جب تک عقیدہ درست نہ ہو شیخ کی صحبت سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

☆ شیخ کامل کی صحبت سے دلوں کی کدورت اور زنگ دور ہوتا ہے۔

☆ اپنے مرشد کے حضور دل کو خطرات و وساوس سے پاک رکھو تاکہ معرفت کی شعاعوں سے دل منور ہو سکیں۔

☆ منافقانہ طور پر شیخ کی خدمت میں رہنا گناہ ہے۔قدم بوسی اگر دلی محبت سے ہو تو ثواب ہے ورنہ گناہ۔سلام و مصافحہ ہی کافی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور صراط مستقیم پر چلنے کے لئے ہی شیخ کی صحبت اختیار کرو۔

☆ احکام شریعت کی بجا آوری ہر حال میں لازم ہے۔خواہ اہل دنیا اس سے ناراض ہو جائیں۔بے شک رب کریم جل شانہٗ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضامندی سب سے بڑی سعادت ہے۔

فقر و درویشی

☆ فقر و درویشی کا راستہ بہت دشوار گزار ہے۔تاہم اس میں ثابت قدمی پر انجام و انعام بھی محنت سے بڑھ کر ہے۔سالکین کو چاہئے کہ اس راہ محبت میں قدم سوچ سمجھ کر رکھیں۔

☆ نفس کی بدی سے نجات پانے کا اہم ذریعہ کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا ہے۔

☆ درویش کے لئے بے کار گفتگو میں الجھنا معیوب ہے۔

☆ فرمایا:۔شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے شیخ نے دو نصیحتیں کیں۔

ا۔اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ سمجھو۔۲۔کسی کو اپنے سے حقیر نہ جانو۔

☆ عموماً انسان ہر طرف سے مایوس ہو کر ہی درویشی اختیار کرتا ہے اور اللہ والوں کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔اگر پہلے ہی رجوع کر لے تو کیا ہی اچھا ہو۔

حقیقت دنیا

☆ دنیا کے حریص کا دین برباد ہو جاتا ہے۔

☆ لباس ہمیشہ سادہ استعمال کرو کیونکہ اس کا بنیادی مقصد ستر پوشی ہے اور یہ مقصد سادگی میں بہتر طور پر حاصل ہو سکتا ہے۔

☆ دنیا کی مثال بھڑکتی ہوئی آگ کی مانند ہے۔سخت سردی میں اس سے ہاتھ تو تاپے جا سکتے ہیں لیکن اگر اسے جھولی میں بھر لیں تو جل جائیں گے۔

☆ راہ طریقت میں احوال و مقامات اور روحانی مراتب کا کوئی اعتبار نہیں۔یہ

سب در حقیقت عارضی چیزیں ہیں۔

☆ فرشتہ انسان پر تین وقت ہنستا ہے۔

۱۔ جب کوئی کسان دوسرے کی زمین میں ہل چلا کر اپنی زمین کو وسعت دیتا ہے۔

۲۔ جب زانی زنا کر کے غسل کرتا ہے۔

۳۔ جب کوئی نماز عشاء کے بعد بیکار باتوں میں مشغول ہو جائے۔

☆ اپنے دل کو دنیاوی خواہشات سے پاک وصاف رکھنے کی کوشش کرو کیونکہ جہاں دنیا آتی ہے وہاں سے دین اُٹھ جاتا ہے۔

☆ دنیا ایک زہریلا سانپ ہے لہٰذا پہلے اس کا منتر سیکھو پھر اسے اپنے استعمال میں لاؤ۔

رزق حلال

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور ذکر الٰہی میں دل نہیں لگتا۔ آپ نے فرمایا کیا کھاتے ہو؟۔ اس نے عرض کیا حضور روٹی۔ فرمایا میں رزق حلال کی بات کرتا ہوں۔ جب تک لقمہ حلال نصیب نہیں ہوگا اللہ اللہ کرنے میں لطف نہیں ملے گا۔ اس نے مزید عرض کیا کہ حضور میری برادری والے مجھے اچھا نہیں سمجھتے۔ آپ نے فرمایا یہی اچھا ہے۔ جب تک تمام دروازے بند نہ ہوں اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ نہیں کھلتا۔

☆ رزق حلال تلاش کرو کیونکہ رزق حلال سے ہی صالح خون پیدا ہوتا ہے۔

☆ رزق حلال کمانے کے لئے محنت اور کوشش کرو اور حق گوئی کو اپنا شعار بنالو۔

حاجی علم دین چاہ میراں لاہور حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ آپ کے مال میں زیادہ برکت شاید پاک پانی کی وجہ سے ہے۔ آپ نے بذریعہ کشف ان کے خیال پر مطلع ہو کر فرمایا

"اگر پانی زمزم کا ہو اور پکانے والی بی بی بھی صالحہ ہو لیکن آٹا حلال کمائی کا نہ ہو تو برکت نہیں ہوگی"۔

☆ حرام کھانے والے شخص کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

مہمان نوازی

☆ مہمان خواہ ایک ہی روٹی کھائے مگر اس کی خدمت میں زیادہ کھانا رکھو کیونکہ جتنا زیادہ رکھو گے اسی قدر ثواب پاؤ گے۔

انفاق فی سبیل اللہ

☆ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جس قدر خرچ کرو گے اسی حساب سے وہ تمہیں اجر عطا کرے گا۔

☆ ضرورت کے وقت خرچ کرنے میں بخل سے کام نہ لیا کرو۔

☆ فضول خرچی اور اسراف سے پرہیز کرو لیکن نیکی اور بھلائی کے کاموں میں دل کھول کر خرچ کرنا اسراف نہیں۔

علم کی فضیلت

☆ اپنے حسب ونسب پر فخر نہ کرو۔علم اورادب سیکھنے کی کوشش کرتے رہو کیونکہ حقیقی فضیلت اور بزرگی اہل علم وادب کے لئے ہے۔

☆ اکثر گدی نشینوں کی اولاد اپنے حسب ونسب پر نازاں ہو کر فیض باطنی سے محروم رہ جاتی ہے۔

☆ کتب تصوف کا مطالعہ کرتے رہا کرو کیونکہ یہ علوم باطنی کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

میانہ روی

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خَیْرُ الْاُمُوْرِ اَوْسَطُهَا کے پیش نظر فرماتے۔

☆ دین ودنیا کے معاملات میں میانہ روی اختیار کرو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ آسانیوں سے فائدہ اٹھاؤ۔

☆ ختم شریف میں بھی تکلفات سے پرہیز کرو تاکہ تادیر آسانی سے نبھا سکو۔

عفت وحیا

☆ آپ نے فرمایا۔سالک طریقت کو دو چیزیں برباد کرتی ہیں۔حرص دنیا اور نامحرم عورتوں سے تعلق۔

☆ آپ عورتوں کو بیعت کرتے وقت ایک طرف بٹھا کر اپنی چادر کا ایک کونہ پکڑاتے پھر انہیں ارشاد وتلقین فرماتے۔

☆ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والی ضرورت مند خواتین کے لئے

نشست و برخاست کا علیحدہ باپردہ انتظام کیا جاتا تھا۔

☆ آپ نے ایک حکیم صاحب کو کسی مریضہ کی نبض دیکھتے ہوئے پایا تو فرمایا اگر نبض کپڑے سے ڈھک کر دیکھتے تو بہتر ہوتا۔

☆ آپ نامحرم عورتوں سے ہمیشہ بچ کر رہنے کی تلقین فرماتے۔ بعض اوقات ضعیف خواتین آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر سر پر ہاتھ پھیرنے کی درخواست کرتیں مگر آپ صرف دعائے خیر دے کر انہیں رخصت فرما دیتے اور سر پر ہاتھ نہ پھیرتے۔

☆ آپ فرمایا کرتے کہ حضور باوا جی فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ میں تو نامحرم عورتوں کے معاملہ میں خود کو کمزور پاتا ہوں اور بہت ڈرتا ہوں۔ کیا تم لوگ نہیں ڈرو گے۔

☆ خواجہ صوفی محمد خان عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باولی شریف والے فرماتے تھے کہ زہر کئی قسموں کا ہوتا ہے۔ نامحرم عورت ایسے سریع الاثر زہر کی مانند ہے جس کو چھونا تو درکنار صرف اسے دیکھ لینے سے ہی موت واقع ہو سکتی ہے۔

☆ آپ حاضر خدمت ہونے والی خواتین کو پردہ کرنے کی تلقین اور نصیحت فرماتے تھے۔

☆ لڑکیوں کو مرد معلم سے نہ پڑھائیں اگرچہ بوڑھا ہی کیوں نہ ہو۔ ایمان والی عورت کو نامحرم پیر و مرشد سے بھی پردہ کرنا لازمی ہے۔

☆ نابالغ بچیوں کے متعلق سوال پر آپ نے فرمایا کہ سانپ خواہ بڑے ہوں یا چھوٹے سب ہی سے بچنا چاہیے۔

(فرمان رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جب کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہ بھی فرمان ہے کہ عورت اپنے دیور سے بھی پردہ کرے کیونکہ وہ بھی (ایمان وتقویٰ کی) موت ہے)۔

آدابِ مریدین

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

۱۔ مرشد کے ساتھ اپنے اہل وعیال اور جان ومال سے زیادہ محبت رکھنی لازم ہے۔

۲۔ حسبِ توفیق مرشد کی خدمت کرنا فرض ہے۔

۳۔ مرشد سے آنکھ ملا کر بات کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے

۴۔ حتی الوسع مرشد کی طرف پیٹھ کر کے نہیں بیٹھنا چاہیے۔

۵۔ مرشد کی خدمت میں حاضری کے وقت وظائف میں مشغول ہو جانا اور مرشد کی طرف متوجہ نہ ہونا محرومی کی دلیل ہے۔

۶۔ مرشد کی اولاد سے محبت اور اس کی خدمت کرنے میں بہتری ہے۔

۷۔ مرشد کے قدموں کے نشان پر قدم رکھ کر چلنا بے ادبی ہے۔

۸۔ تصورِ شیخ ہی اصل فکر ہے۔

۹۔ مرشد کی خدمت میں خالی ہاتھ نہ جانا چاہیے۔

ایک کارآمد نصیحت

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مجلس میں نصیحت فرمائی کہ میری تین باتیں ہمیشہ یاد رکھنا اور ان پر عمل کرنا۔ (۱) کسی درویش اور فقیر کی اہانت نہ کرنا۔ (۲) کسی شخص سے بیکار بحث ومباحثہ نہ کرنا۔ (۳) کسی کے ساتھ برائی نہ کرنا بلکہ کسی سے برائی کا ارادہ بھی نہ کرنا۔

تلاوت قرآن پاک کی برکت

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے اور اپنی

مفلسی کا ذکر کیا۔آپ نے فرمایا کیا قرآن مجید پڑھنا آتا ہے۔اُس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا روزانہ سواپارہ تلاوت کیا کرو کیونکہ جو شخص بلاناغہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گھر والوں کی ضرورت کے برابر اس کے رزق میں برکت اور فراوانی عطا کرتا ہے۔مزید فرمایا کہ حلال کی کمائی سے ایک روٹی خیرات کرنے سے اللہ تعالیٰ دو روٹیاں عطا فرماتا ہے۔اگر خلوص نیت سے ان دو باتوں پر عمل کرو گے تو افلاس دور ہو جائے گا۔

اسماء الحسنٰی کا ادب واحترام

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے جس کاغذ پر اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک لکھا ہو اس کا ادب واحترام کرنا چاہیے۔آپ نے ایک مرتبہ اس ضمن میں ایک حکایت بیان

فرمائی کہ ایک ایسا شخص جس کی تمام زندگی گناہ اور معصیت میں گزری تھی ایک روز کہیں جا رہا تھا۔اسے راستہ میں ایک کاغذ پڑا ملا جس پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے اسمائے مبارکہ لکھے ہوئے تھے۔اس نے وہ کاغذ اٹھا کر اسے صاف کر کے عطر لگایا اور چوم کر نہایت ادب و احترام سے اونچی جگہ ایک سوراخ میں رکھ دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی رات اسے خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔آپ ﷺ نے اسے بشارت دی کہ آج تم نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے اسمائے مبارکہ کا جو احترام کیا اس کے صدقہ میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اور تمہارے والدین کو بخش دیا ہے۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزید فرمایا کہ یہ تو اس شخص کا معاملہ تھا جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے اسمائے مبارکہ کا احترام کیا،تو جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس سے عقیدت ومحبت رکھتا ہو اسے کیا کیا انعامات ملیں گے۔

اہل بیت اطہار کے ذکر والے درود کی فضیلت

حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک مرتبہ مولانا محمد حسین صاحب سکھو چک والوں کو درود پاک کے فضائل بیان کرنے کے لئے فرمایا۔انہوں نے علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے بیان کیا کہ جس درود پاک میں رسول کریم ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ کے اہل بیت اطہار کا ذکر نہ ہو وہ درود مقبول نہیں ہوتا اور نامکمل رہتا ہے لہٰذا میں صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَاٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ...... وَسَلَّمَ عَلَيْكَ وَاٰلِكَ يَا

حَبِیْبَ اللّٰہِ پڑھتا ہوں۔حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ یہ درود بہت اچھا اور اعلیٰ ہے اسے دیگر لوگوں کو بھی یاد کروائیں۔

ارشادات باری تعالیٰ

منشی غلام محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اکثر و بیشتر اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشادات مقدسہ بطور نصیحت و تلقین سنایا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

☆ اے فرزند آدم اس وقت تک روزی کا غم نہ کر جب تک میرا خزانہ بھرا ہوا ہے اور میرا خزانہ کبھی خالی نہیں ہوگا۔

☆ جب تک میری سلطنت ہے کسی بادشاہ اور امیر کبیر سے مت ڈر اور میری سلطنت ہمیشہ قائم رہے گی۔

☆ میرے سوا نہ تو کسی سے محبت کر اور نہ کسی سے مانگ۔جب تو مجھے چاہے گا تو سب کچھ پالے گا۔

☆ میں نے سب چیزیں تیرے لئے ہی بنائی ہیں اور تجھ کو اپنے لئے پیدا کیا ہے اس لئے دوسروں کے دروازے پر ذلیل نہ ہو۔

☆ جس طرح میں تجھ سے کل کا عمل نہیں چاہتا اسی طرح تو بھی مجھ سے کل کے لئے رزق طلب نہ کر۔

☆ جس طرح میں ساتوں آسمانوں،ساتوں زمینوں،عرش و کرسی کو پیدا کرنے

سے عاجز نہیں ہوا اسی طرح تجھے پیدا کرنے اور تجھے روزی دینے سے بھی عاجز نہیں ہوں۔لہٰذا میں یقیناً تجھے روزی پہنچاؤں گا۔

☆ جس طرح میں تیرے رزق کو کل پر نہیں ٹالتا تو بھی میری عبادت کو دوسرے وقت پر نہ ڈال۔

☆ اے ابن آدم جس قدر میں نے تیری قسمت میں لکھا ہے اس پر شاکر رہ اور نفس وشیطان کی خواہشات کی پیروی نہ کر۔

☆ میں تیرا دوست ہوں تو میرا دوست بنا رہ اور میری محبت سے کبھی خالی دامن نہ ہو۔

☆ جب تک تو پل صراط سے گزر کر جنت میں داخل نہیں ہو جاتا میرے جلال سے ڈرتا رہ۔

☆ تو اپنے نفس کے تابع ہو کر مجھ سے ناراض ہو جاتا ہے مگر میرے تابع ہو کر نفس سے ناراض نہیں ہوتا۔میرے تابع ہو کر خود کو میرے عذاب سے بچا۔

☆ اگر تو میری رضا پر راضی نہیں ہوگا تو تیرا نفس تجھے جنگلوں میں بھٹکا بھٹکا کر فنا کر دے گا۔

دیگر متفرق ارشادات

☆ اللہ تعالیٰ کے ولی کی مثال بارانی زمین کی طرح ہے۔جس طرح بارانی زمین بروقت بارش کی محتاج ہے۔اسی طرح ولی اللہ بھی فضل ربانی کے بغیر زندہ نہیں

رہ سکتا۔

☆ حضور باوا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان ''طمع نہ کرو، جمع نہ کرو، منع نہ کرو'' پر عمل کرنا چاہیے۔

☆ پیری مریدی کو ذریعہ معاش نہ بناؤ بلکہ کسب حلال سے روزی حاصل کرو۔

☆ حرص بری بلا ہے۔اسے چھوڑنا جہادِ اکبر ہے۔

☆ جو گناہ ندامت اور عجز و انکساری کا سبب بن کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بنا دے وہ اس نیکی سے بہتر ہے جو متکبر بنا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دے۔

☆ منت (نذر واجب) ادا کرنے والا اس میں سے خود کچھ بھی نہ لے کیونکہ اس طرح منت ادا نہیں ہوتی۔

☆ تبرکات کا گھر میں عزت و احترام کے ساتھ رکھنا باعث برکت ہے۔

☆ صحت و تندرستی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عظیم نعمت ہے اس کا شکر ادا کیا کرو۔

☆ شیخ کامل کی خدمت میں کثرت سے سوال کرنا منع ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ جسے اپنی طرف بلاتا ہے اسے حاضری کے آداب بھی سکھا دیتا ہے۔

☆ ہر وقت باوضو رہنا باعث برکت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْوَضُوْءُ سَلَاحُ الْمُؤْمِنِ۔(وضو مومن کا اسلحہ ہے)۔

☆ بخیل کی دعوت بیماری اور سخی کی دعوت شفا ہے۔

☆ پچھلے پہر سفر کرنا چاہیے کیونکہ اس وقت قدرت الٰہی سے زمین سمٹ جاتی

ہے۔

☆ جس گھر سے پانی پیو اس کے باسیوں کے لئے دعا بھی کرو۔

☆ دربار شریف میں پیش کی جانے والی معمولی سے معمولی چیز بھی مجھے مطلع کئے بغیر استعمال نہ کرو کیونکہ اس کے لئے مجھے کچھ محنت (خصوصی دعا) کرنا پڑتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کسی شخص کی محنت ضائع نہیں کرتا۔

☆ لین دین کے معاملات کو حکم شرع کے مطابق تحریر کرلیا کرو خواہ معاملہ باپ بیٹے کے درمیان ہی کیوں نہ ہو۔

☆ انسان اپنے حال پر قانع نہیں رہتا حالانکہ لالچ اور حرص کا انجام تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کا ولی دنیاوی زندگی میں ایسے ہوتا ہے جیسے تلوار میان کے اندر اور دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد بے نیام تلوار کی مانند ہو جاتا ہے۔

☆ خوش طبعی اور مزاح جس کے ساتھ کیا جائے اگر وہ خوش ہو تو جائز ورنہ ناجائز ہے۔

☆ جو بندوں کا شکر گزار نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بھی نہیں ہوتا۔

☆ کسی کے گھر مہمان ایسے وقت میں جانا چاہئے کہ گھر والے کو دشواری نہ ہو۔

☆ اوپر اوڑھنے والی چادر کو بطور تہبند استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

☆ سادہ اور شرعی لباس پہننے والا مضبوط ایمان کا حامل ہوتا ہے جبکہ ایسا پر تکلف لباس پہننا جس سے بدن کی ساخت اور رنگ ظاہر ہو کمزور ایمان کی نشانی ہے۔

وہ دانائے سُبل ختم الرسل مولائے کُل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیِ سینا

☆ میں تہجد کے وقت سب عزیزوں کے لئے دعا مانگتا ہوں۔

☆ جس گاؤں کی مسجد آباد ہے وہ گاؤں بھی آباد ہے اور جس کی مسجد برباد ہے وہ گاؤں بھی برباد ہے۔ایک گاؤں کی مسجد کے مؤذن نے اذان غلط دی تو فرمایا:

اکو غلطی بانگ دی اُجڑ جاوے پنڈ
ملاں دا کیہ جاونا یا بغلی یا ٹنڈ

یعنی غلط اذان پڑھنے سے گاؤں برباد ہو جاتا ہے جبکہ پڑھنے والا اپنا سامان لے کر کسی اور طرف کا رُخ اختیار کر لیتا ہے۔

☆ جس مکان میں بدکاری ہوتی ہے وہ برباد ہو جاتا ہے۔

☆ اولیاء اللہ کے تین طبقے ہیں اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پہلے طبقے کے اولیاء میں سے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو ان کے متعلقین کے معاملات اور حالات سے آگاہ فرما دیتا ہے۔

☆ ایک صاحب لنگر شریف کیلئے لکڑی پھاڑ رہے تھے انہیں فرمایا: کیا ہی اچھا ہوتا اگر تم یہ کام باوضو کرتے۔

☆ کسی نے غربت وقرض سے نجات کے لئے عرض کی تو فرمایا رات کے پچھلے پہر اٹھ کر نہایا کرو رب تعالیٰ فضل فرمائے گا۔

☆ جو شخص کھانا کھانے سے پہلے اور کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کا عادی ہو اللہ تعالیٰ اسے قرض سے چھٹکارا عطا فرماتا ہے۔

منقبت حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

شاہِ لاثانی فروغِ جلوہ ہائے بوتراب
واقفِ شرعِ پیمبر، وارثِ اُمّ الکتاب

مُجھ پہ کُھلتے ہی نہ تھے اسرارِ راہِ زندگی
تیرے در کو چومتے ہی اُٹھ گئے سارے حجاب

تجھ کو خالق سے ملا ہے جب کہ لاثانی لقب
کون ہوگا پھر بھلا تیرے سوا تیرا جواب

تیرے قدموں کے تصدق تیری برکت کے طفیل
ہو گئے ذرّے علی پور کے نجوم و آفتاب

اپنی کرنوں کا تبسم ہیں نچھاور کر رہے
گنبدِ خضرا پہ تیرے آفتاب و ماہتاب

تیرے در پہ تاجور بھی سرنگوں آتے رہے
پر غریبوں پر پڑی تیری نگاہِ انتخاب

تیرے فیضان و کرم تیری عطا سے ہو رہے
اب بھی ہیں لاکھوں پیاسے مستفید و فیضیاب

تیرا در ہے باعثِ وجہِ سکونِ زندگی
ترے در پہ ختم ہو جاتے ہیں سارے اضطراب

صورتِ الفاظ سینوں میں اُتر کر رہ گیا
گرچہ تھا خاموش تر تیری نگاہوں کا خطاب

فاطمہ کے شیر سے تیرا منور تھا خمیر
مصطفےٰ کا نُور تھا تیری جبیں میں بے نقاب

اپنے دامانِ کرم میں جس کو تو نے لے لیا
اس کے سر سے ٹل گیا خوفِ جزا و احتساب

تیری مدحت کا بیاں صائم کرے تو کس طرح
میں ہوں اک ناچیز ذرّہ تُو درخشاں آفتاب

صائم چشتی

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

باب چہارم

شہنشاہِ ولایت، قطب العصر، فخرالاماثل

حضرت قبلہ پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اجمالی تعارف

شمس الاولیاء عمدۃ الاصفیاء قطب العصر حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ المعروف نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ خاندان سادات کے عظیم فرد تھے جو سرزمین علی پور سیّداں شریف ضلع نارووال میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ مسلکاً حنفی اور مشرباً نقشبندی مجددی قادری تھے۔ طریقت میں اپنے دادا جان قطب العارفین، غوث زمان، ہادیٔ دوران حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ انہی کی زیر نگرانی آپ نے منازل سلوک طے کیں اور خلافت واجازت سے سرفراز ہوئے۔ آپ آفتابِ طریقت تھے اور سینہ مبارک اسرار و معارف کا بحر بیکراں تھا۔ آپ کا قلب اطہر انوار و تجلّیاتِ الٰہی کا مرکز تھا۔ آپ پیکر صدق واخلاص تھے۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ کا عملی نمونہ تھے۔ آپ عبادات وریاضات کے رسیا تھے۔ آپ سادگی، عجز و انکسار کا پیکر، غرباء و مساکین اور بے نواؤں کے آسرا تھے۔ آپ شریعت وطریقت،

رموز حقیقت اور علوم معرفت کے شناسا، فہم وفراست میں ممتاز اور تفقہ فی الدین میں یکتائے روزگار تھے۔آپ کا عفو ودرگزر اور جود وسخا مثالی تھا۔آپ مستجاب الدعوات، پیر کامل اور صاحب کشف وکرامات ولی تھے۔آپ کا سایہء مبارک نفس وشیطان کے لیے خنجر برہنہ تھا۔آپ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حامی اور بدعت کے سخت مخالف تھے۔ آپ بفیض مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صفاتِ الٰہیہ کے مظہر تھے۔آپ ایسے فقیر بے ریا تھے کہ عشق الٰہی اور حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مقام پر فائز ہوئے۔

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایسے مہکتے ہوئے پھول اور درخشندہ ستارے تھے جس کی خوشبو سے ایک عالم معطر ہوا اور جس کی نورانیت سے انگنت راہرو منزل مقصود پا گئے۔

آپ وجیہہ، پُروقار، خوش گفتار اور جلال وجمال کا پیکر تھے۔آپ کا ظاہر وباطن اسم ذات کے نور سے روشن تھا۔اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے آپ کا قلب مبارک علوم لدنیہ کا مخزن تھا۔آپ سادہ الفاظ اور پرتاثیر انداز میں دقیق مسائل اور اسرار ومعارف کا بیان اس طرح فرماتے کہ الجھی گتھیاں سلجھ جاتیں، سب سوالوں کے جواب مل جاتے اور سامعین پر کیف وسرور کی کیفیت طاری ہو جاتی۔بڑے بڑے جید علماء آپ کی صحبت بابرکت سے مستفیض ہونے کو باعث فخر سمجھتے تھے۔آپ کو حضرت شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز اور حضرت امام ربانی مجدّد الفِ ثانی قدس سرہ العزیز سے بے حد عقیدت ومحبت تھی اور آپ کا ان بزرگوں کے ساتھ خصوصی روحانی رابطہ تھا۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اہلِ بیت اطہار سے خصوصی محبت اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے والہانہ عقیدت تھی۔آپ کی توجہ امراضِ ظاہری وباطنی کے لئے باعث شفا تھی۔آپ صاحبِ فراست مؤمن تھے۔کوئی ارادتمند خواہ دنیا کے کسی

بھی کونے میں ہوتا آپ کی نظر فیض رساں سے محروم نہ رہتا۔توفیق الٰہی اور ہمت واستعداد کے باعث آپ رشد وہدایت کے اعلیٰ وارفع منصب پر فائز تھے۔

آپ کے لطف وکرم سے بے شمار بیماروں کو شفاء مل گئی، پریشان حالوں کی پریشانیاں دور ہوگئیں، بے قراروں کو قرار آگیا اور لوگوں کے دکھ درد اور تکالیف راحت ومسرت میں بدل گئے۔رشد وہدایت کا یہ سلسلہ جاری وساری ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک یونہی برقرار رہے گا۔

عظیم گھرانہ

حضرت قبلہ پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تین فرزند عطا فرمائے جو آسمان ولایت کے روشن ستارے تھے۔تینوں صاحبزادگان صورت وسیرت میں اپنے لاثانی والد گرامی کا کامل نمونہ تھے۔صدق وصفا اور صبر ورضا جیسی صفات حمیدہ سے متصف تھے۔گویا حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان ارجمند کی سیرت وکردار میں حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہی فیض تربیت جھلکتا تھا۔شب بیداری سے ان کی جبینیں منور تھیں۔اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے ان کے سینے معمور تھے۔تاہم عظیم ہستیوں کے امتحانات ان کی عظمت وشان کے اعتبار سے عوام الناس کی بہ نسبت سخت ہوتے ہیں۔حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جو مصائب وآلام نازل ہوتے ہیں وہ سب سے زیادہ انبیاء کرام پھر صالح لوگوں پر پھر درجہ بدرجہ عام انسانوں پر نازل ہوتے ہیں۔لہٰذا حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بلند ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہر آزمائش میں پورے اترے۔گویا ”فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ“ کے گہوارہ میں تربیت حاصل کر کے صبر واستقلال کا پیکر ثابت ہوئے۔جس کی تائید یہ حدیث پاک بھی کرتی ہے۔

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرور انبیاء علیہ التحیۃ والثناء نے فرمایا کہ دنیا کی عیش وعشرت اور ناز ونعمت سے زندگی بسر کرنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایان شان نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اولوالعزم سے بجز صبر کے اور کسی چیز پر راضی نہیں ہوتا اور مجھے یہی حکم دیا گیا ہے''۔

آپ کے تینوں فرزند صاحبزادہ سیّد فدا حسین، صاحبزادہ سیّد خادم حسین اور صاحبزادہ سیّد غلام رسول یکے بعد دیگرے عین عالم شباب میں وصال فرما گئے مگر آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آئی بلکہ آپ نے ''مرضیٔ مولیٰ از ہمہ اولیٰ'' کے مصداق اِسے خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ حضور قبلہ عالم شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحبزادگان کے وصال کے بعد اکثر ان کی ولایت کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

حضرت پیر سیّد خادم حسین شاہ علیہ الرحمۃ جو حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منجھلے فرزند تھے۔ انتہائی خوش خلق، مہمان نواز اور منکسر المزاج طبیعت کے مالک تھے۔ ہر کوئی آپ کی تواضع، حسن اخلاق اور اعلیٰ سیرت وکردار کا معترف تھا۔ خصائل وشمائل میں حضور قبلہ عالم شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مظہر اتم تھے۔ سادگی، نمود ونمائش سے نفرت اور غریب پروری نے آپ کو عوام وخواص میں مقبول بنا دیا تھا۔ فرض شناس، محنتی، متوکل علی اللہ، معاملہ فہم اور مؤدب تھے۔ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آپ پر بہت اعتماد تھا۔ خاندانی امور اور معاشرتی معاملات میں آپ سے مشاورت فرمایا کرتے تھے۔ صاحبزادہ پیر سیّد خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالم جوانی میں ہی خالق حقیقی کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ (البقرہ:۱۵۶)۔ اس وقت آپ کے اس عظیم القدر صاحبزادہ سیّد علی حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عمر مبارک صرف سات سال تھی۔

ولادت باسعادت

حضرت پیر سیّد خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں 18 ربیع الثانی 1335ھ بمطابق 11 فروری 1917ء کو ایک بلند اقبال فرزند ارجمند پیدا ہوا جسے آج دنیا حضور نقش لاثانی کے نام سے جانتی ہے۔حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے پوتے کی ولادت کی خبر سنی تو بے حد خوش ہوئے۔گھر تشریف لائے اور لاڈلے پوتے کو گود میں لے کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی اور اپنی خصوصی توجہ سے نوازا۔ آپ پیدائشی طور پر حسن و جمال کا مرقع تھے۔مبارک پیشانی رشد وہدایت کے انوار سے روشن تھی۔

نام ونسب

حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا نام علی حسین رکھا اور عقیقہ ادا کیا۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حسنی حسینی سیّد ہیں۔والد گرامی کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب چالیس واسطوں سے حضرت امام عالی مقام سیّد الشہداء امام حسین علیہ السلام سے ملتا ہے جبکہ والدہ ماجدہ کی جانب سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب امام حسن علیہ السلام سے ملتا ہے۔آپ حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا باقی شجرہ نسب حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

آپ کی عمر مبارک ابھی سات سال چار ماہ نو دن تھی کہ آپ کے والد ماجد انتقال فرما گئے۔گویا آپ کو سنت رسول ﷺ کی اتباع میں یتیمی کا داغ برداشت کرنا پڑا۔اب ولایت کے اس دُرِ یتیم کی تربیت و کفالت قطب زماں حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے ذمہ لے لی۔

بچپن

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بچپن اپنے دادا حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر سایہ گذرا۔کم سنی میں ہی آپ کی پیشانی مبارک سے عظمت و بزرگی کے آثار نمایاں تھے۔آپ کے عظیم المرتبت دادا نے آپ کی روحانی تعلیم و تربیت کا ذمہ خود اُٹھایا اور انہی کے زیر سایہ راہِ سلوک کی منازل طے کر کے آپ آفتاب رشد و ہدایت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے۔

تعلیم و تربیت

ابتدائی تعلیم آپ نے لوئر مڈل سکول علی پور سیّداں میں حاصل کی۔آپ تحصیل علم سے نہایت شغف رکھتے تھے اور اپنے ہم جماعتوں میں ممتاز تھے۔پھر آپ نے علوم اسلامیہ کی تعلیم لاہور کے یگانہء روزگار نامور عالم دین مفسر قرآن مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مدرسہ میں براہِ راست مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیر نگرانی حاصل کی۔

ادھر حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیمیا اثر نظر اور خصوصی تربیت نے نہ صرف حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سینہء مبارک کو علم و عرفان کا خزینہ بنا دیا بلکہ آپ کے قلب و نظر کو پاک و صاف کر کے ایک عالم کو سیراب کرنے کے قابل بھی بنا دیا تھا۔آپ ایک کامل رہبر اور راہنما بن چکے تھے۔بعد ازاں جب آپ کے کندھوں پر رشد و ہدایت کا فریضہ آن پڑا تو دنیا نے دیکھا کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ کیمیا سے وقت کے جیّد علماء، فضلاء، فیض یاب ہوئے جن میں حضرت مولانا سیّد احمد علی شاہ شمیم (لاہور)، حافظ محمد عالم سیالکوٹی، حضرت علامہ صوفی غلام حسین گوجروی، حضرت مولانا صاحبزادہ افتخار الحسن، حضرت مولانا پیر محمد سلیم، حضرت مولانا غلام رسول سمندری

والے فیصل آباد، حضرت مولانا محمد قاسم مانانوالا، حضرت مولانا پیر عباس علی شاہ (فاروق آباد)، پروفیسر حافظ محمد اجمل (سابق پروفیسر عربی، گورنمنٹ کالج، لاہور) رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔ علاوہ ازیں مفکر ملت صوفی محمد علی نقشبندی، مفتی سیّد مزمل حسین شاہ، مولانا پیر سیّد خادم حسین شاہ (چیچو کی ملیاں) مولانا سیّد محمد حسین شاہ جلوموڑ، علامہ حاجی بشیر احمد نقشبندی مجددی (پرنسپل ادارہ تعلیمات قرآن، لاہور) پروفیسر محمد حسین آسی (شکر گڑھ)، شیر پنجاب مولانا محمد فاضل (فیصل آباد)، خطیب پاکستان قاری محمد دین نعیمی، مولانا فتح محمد نقشبندی، صاحبزادہ محمد مقبول احمد سرور، مولانا محمد یعقوب نقشبندی، پروفیسر حافظ عبدالمجید (فیصل آباد)، مولانا محمد اکرم نقشبندی (گوجرانوالہ)، محمد نعیم نگوروی، مولانا بدر منیر گلفام سیالکوٹ، مولانا حکیم عبداللطیف جھلکوی، مولانا حکیم محمد شفیع کھنوروی (پسرور)، علامہ غلام مصطفیٰ مجددی (شکر گڑھ)، مولانا صفدر حسین، مولانا سیّد محمد یوسف شاہ، مولانا سیّد انور علی شاہ، مولانا سیّد محمد اقبال شاہ، مولانا حافظ محمد یعقوب، مولانا سیّد مقبول حسین شاہ (لاہور) بھی آپ کی نگاہِ ولایت کے فیض یافتہ ہیں۔

عالم شباب

حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سعادت مند پوتے سے والہانہ محبت تھی مگر آپ مصلحتاً اس محبت کا زیادہ اظہار نہیں فرماتے تھے بلکہ اپنی باطنی توجہات سے نوازتے رہتے تھے۔ آپ کو منازل سلوک طے کرانے کے لئے دربار عالیہ کی سخت ترین خدمات سونپی گئی تھیں۔ ظاہری و باطنی علوم اور تربیت سے مزید نوازنے کے لئے حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اکثر اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ سفر و حضر میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اکثر حاضر رہتے اور ان کی جملہ

ضروریات کا خیال رکھتے۔ آپ سن بلوغ کو پہنچے تو طریقت و حقیقت کے جملہ اسرار و رموز آپ پر منکشف ہو چکے تھے۔ ہمہ وقت توجہ الی اللہ کا سلیقہ سیکھ چکے تھے۔ اتباع سنت کے پیکر جمیل بن چکے تھے۔ اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہونے کی عادت پختہ ہو چکی تھی۔ غرضیکہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ شباب پاکیزگی و طہارت کا کامل نمونہ تھا۔ نظریں یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:٣٠) کا مصداق ہو چکی تھیں۔ الغرض آپ نقشبندی سلوک سفر در وطن، ہوش در دم، نظر بر قدم، خلوت در انجمن اور یادداشت کی منازل عالم شباب میں ہی طے کر لیں تھیں۔

آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جلال و جمال، جود و سخا، قلب سلیم، طبع حلیم، شفقت و رافت، صبر و تحمل، بردباری اور توکل علی اللہ جیسی صفات حمیدہ کے مظہر اتم بن چکے تھے۔ رواداری، عفوو درگزر اور مہر و وفا جیسی صفات آپ کی عادت ثانیہ بن چکی تھیں۔ آپ کا شباب اسوۂ حسنہ کا کامل نمونہ تھا۔ بچپن میں گھڑ سواری کا شوق تھا مگر جوانی میں اسے محض اتباع سنت کے لئے اختیار کئے رکھا۔ چونکہ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو رشد و ہدایت کا فریضہ سونپنا چاہتے تھے لہٰذا دربار عالیہ کا نظم و نسق آپ کے سپرد کر دیا گیا۔ دراصل یہ آپ کی تربیت کا بالکل انوکھا طریق تھا۔ کیونکہ حسن انتظام کو نصف درویشی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ عموماً نصف شب کے بعد قدرے آرام فرماتے تھے۔ بعض اوقات عالم شباب میں ساری ساری رات سرکار لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی چوکھٹ کے ساتھ کھڑے کھڑے گزار دیتے تھے۔ سرکار لاثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی محبت و خدمت سے خوش ہو کر فرمایا کرتے تھے "اے منڈا میتھوں کی لینا چاہندا اے۔ ساری ساری رات جاگ دار ہندا اے" کبھی کبھی یوں اظہار فرماتے۔ "میرا تے بس اک ای اے" یعنی میرا خصوصی خدمتگار یہی "علی حسین" ہی ہے۔

سادگی

آپ کی خوراک نہایت سادہ ہوتی تھی۔ دال اور اچار کے ساتھ چپاتی آپ کو مرغوب تھی۔ مرغن اور تیز مرچ مصالحے والی غذا پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ آقائے دوجہاں، سرورانبیاء، حضور خاتم النبیین ﷺ کی اتباع میں غیر پسندیدہ کھانے میں نقص نہ نکالتے بلکہ حسب ضرورت ومنشا تناول فرمالیتے یا چھوڑ دیتے۔ سبزیوں میں کدّو مرغوب تھا۔ رانا جماعت علی خاں بیان کرتے ہیں کہ 1972ء میں جب آپ سفرحج پر تشریف لے گئے تو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں آپ اکثر مجھے کدو کا شوربہ پکوانے کا حکم صادر فرماتے۔ جب سالن پک کر دسترخوان پر آتا تو آپ شوربے سے کدو تلاش کر کے تناول فرماتے جاتے اور بغرض تربیت فرماتے جاتے کہ ''حضور نبی کریم ﷺ کو کدّو اتنا مرغوب تھا کہ شوربے سے کدّو تلاش کر کے تناول فرمایا کرتے تھے''۔ آپ خوراک کی نہایت قلیل مقدار استعمال فرماتے تھے۔ کبھی کبھی نمکین چاول بھی تناول فرمالیتے۔ بکرے کے گوشت کو پسند فرماتے تھے۔ خصوصاً اس کے شانے کا گوشت کیونکہ یہ سرورانبیاء علیہ التحیۃ والثناء کو بہت مرغوب تھا۔ کھانا کھاتے وقت آقائے کریم ﷺ کی سنت کو ملحوظ خاطر رکھتے تھے اور اپنے متوسلین کو بھی تاکید فرماتے تھے۔ کھانا کھانے سے قبل دونوں ہاتھوں کو دھونا آپ کا معمول تھا مگر کسی کپڑے یا تولیہ سے خشک نہ فرماتے تھے۔ کھانا کھاتے وقت دایاں گھٹنا کھڑا رکھتے اور بایاں گھٹنا بچھا کر بیٹھتے تھے۔ تاہم عمر کے آخری حصہ میں ٹانگ میں تکلیف کی وجہ سے چارزانو بیٹھ کر کھانا تناول فرمالیتے تھے۔ کھانا شروع کرنے سے قبل بسم اللہ شریف پڑھتے تھے۔ لقمہ چھوٹا لیتے اور خوب اطمینان سے چبا کر کھاتے تھے۔ کھانا تناول فرما چکنے کے بعد دونوں ہاتھ صابن سے دھو کر صاف کپڑے سے خشک کرتے، کُلّی کرتے اور دانتوں

کوخوب اچھی طرح صاف فرماتے۔دانتوں کا خلال باقاعدہ کرتے تھے۔کھانا کھا چکنے کے بعد مسنون دعا پڑھنا آپ کا معمول تھا۔دعا کبھی ہاتھ دھوکر مانگتے کبھی کبھی دعا مانگ کر ہاتھ دھوتے۔تہجد کے نوافل کے بعد قہوہ پسند فرماتے تھے۔چائے شاذ و نادر ہی نوش فرماتے تھے۔عموماً صبح کے وقت لسی کبھی میٹھی اور کبھی نمکین پینے کی عادت تھی۔ دیگر افراد کی موجودگی میں جب تک کھانا سب کے سامنے نہ رکھ دیا جاتا آپ شروع نہیں فرماتے تھے۔کسی ارادت مند کا خلاف سنت عمل دیکھ لیتے تو فوراً تنبیہ فرماتے۔ رزق حلال اور صدق مقال پر عمل تھا۔مشتبہ کھانے کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھتے تھے۔

1972ء میں جب آپ حج سے واپس آئے تو ماسٹر حاجی محمد عبداللہ صاحب کی درخواست پر ان کے گاؤں رسول نگر میر پور خاص (سندھ) تشریف لے گئے۔رات کا کھانا ایک پرانے عقیدت مند کے ہاں تھا۔آپ نے اس کی بچی کو ننگے سر کھانا تیار کرتے دیکھا تو کھانا دستر خوان پر آتے ہی جلال میں آ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ایک لقمہ بھی نہیں لیا۔واپس آ کر ماسٹر محمد عبداللہ صاحب کے گھر سے ایک چپاتی ساگ کے ساتھ تناول فرمائی۔آپ نے کبھی ننگے سر کھانا کھایا نہ پانی پیا۔

آپ پاک صاف اور سادہ لباس زیب تن فرماتے جو جسم اطہر پر نہایت بھلا معلوم ہوتا تھا۔تکلّف اور تصنّع آپ کو ناپسند تھا۔تہبند اور سفید کپڑے کا سادہ کُرتا پہنتے تھے۔کُرتے کی لمبائی مناسب ہوتی اور آستین ہمیشہ کھلے ہوتے تھے۔کف یا کالر والی قمیض کبھی زیب تن نہ فرماتے بلکہ اسے ناپسند کرتے تھے۔ایک دفعہ ماسٹر محمد عبداللہ صاحب کو کالر والی قمیض پہنے دیکھا تو سخت تنبیہ فرمائی۔تہبند بادامی یا ہلکے نیلے رنگ کا استعمال کرتے تھے۔کبھی خانے والے تہبند بھی استعمال فرما لیتے۔اسی طرح چیک دار کپڑا الطور عام بھی استعمال کرتے تھے۔آپ کبھی سر ننگا نہیں رکھتے تھے۔اکثر کپڑے

کی چار کلی سفید ٹوپی پہنتے جس سے سادگی اور وقار میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ گرمیوں میں باریک سفید چادر ہمراہ ہوتی جسے کبھی کندھوں پر ڈال لیتے اور کبھی سر پر بطور عمامہ باندھ لیتے۔ سردیوں میں سیاہی مائل یا بادامی رنگ کی گرم چادر اوڑھتے تھے۔ کھدّر کی چادر آپ زیادہ پسند فرماتے تھے۔ بنیان کبھی زیب تن نہ فرمائی۔ سخت جاڑے کے موسم میں دو چادریں جوڑ کر اوڑھ لیتے مگر کوٹ یا واسکٹ کبھی نہ پہنی۔ البتہ بوقت ضرورت سویٹر، جرسی اور اونی جراب استعمال کر لیتے۔ دورانِ سفر یا گلی بازاروں میں بعض اوقات چہرۂ اقدس پر رومال یا چادر وغیرہ ڈال لیتے تھے۔ آپ کا یہ عمل نظر بر قدم کے اصول کے تحت ہوتا تھا۔ بالفاظ دیگر آپ کا سورۃ نور کی آیت مبارک یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:۳۰) پر عمل تھا۔ سادہ نوک دار دیسی جوتا استعمال کرتے اور اسے صاف رکھتے تھے۔ چپل صرف بوقت وضو پہن لیتے تھے۔ آپ سیاہ رنگ کا جوتا پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ عموماً بادامی یا براؤن رنگ کے جوتے استعمال فرماتے تھے۔

بیعت وخلافت

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے قلبی طور پر حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا مرشد و مربی تسلیم کر لیا تھا اور بیعت طریقت کی رسم ادا کرنے سے قبل ہی فنافی الشیخ کے مرتبہ پر فائز ہو چکے تھے۔ حضور قبلہ عالم شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے نور نظر میں کامل فنا کے آثار دیکھے تو نہ صرف شرف بیعت سے مشرف کیا بلکہ خلعت خلافت سے بھی سرفراز فرما کر سلسلہ عالیہ کی ترویج و ترقی کے کلی اختیارات اپنے دست مبارک سے تحریر کر کے تفویض فرما دیے تھے۔

آداب شیخ

حضور نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے چورہ شریف کے مخدوم زادگان کو ہمیشہ عقیدت

ومحبت کی نگاہ سے دیکھا اور ان کے شایانِ شان ادب سے پیش آئے۔اگرچہ وہ حضرات حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حسبِ مرتبہ احترام کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھتے تھے۔آپ ہمیشہ ان کے بارے میں تحسین آمیز الفاظ استعمال فرماتے تھے۔حضور نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً اڑتالیس سال تک چورہ شریف کی بلا ناغہ حاضری دی مگر اعراس کی محافل اور دیگر تقریبات میں کبھی پیر طریقت بن کر سٹیج پر جلوہ گر ہونے کی کوشش نہیں کی بلکہ ہمیشہ خادم اور درویش بن کر چورہ شریف میں قیام فرمایا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے ''چورہ شریف میرے جداعلیٰ حضور شاہِ لاثانی قدس سرہٗ کا پیر خانہ ہے۔اس کا کماحقہٗ ادب بجالانا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اپنے دامن سے وابستگان، علما اور نعت خوانان کو تاکید ہوتی تھی کہ چورہ شریف کی تقریب میں نعت خوانی کی خواہش لے کر مت جانا۔اگر صاحبزادگان خود نظر کرم سے نواز دیں تو مضائقہ نہیں۔

آپ حضور قبلہ عالم شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جملہ اوصاف وکمالات کا کامل نمونہ بنے۔میدان طریقت کے شہسوار تھے اور اپنے معاصرین میں یکتا تھے۔حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کیمیا اثر توجہات سے ایسا رنگ چڑھایا تھا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ العزیز اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی از سر نو یاد تازہ ہوگئی۔

حضرت قبلہ عالم شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے اس چہیتے جگر پارے کو کئی معروف بزرگوں کے مزارات پر بھی لے کر گئے اور ان کے روحانی فیض سے مستفیض کرایا۔ آپ کی طبیعت انتہائی سادہ تھی۔آپ کا طریق عمل اور انداز تبلیغ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طریق رشد وہدایت اور تربیت السالکین کے عین مطابق تھا۔شکل وصورت میں بھی آپ اپنے دادا سے مماثلت رکھتے تھے۔حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت

کرنے والے اصحاب کو آپ میں شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جھلک نظر آتی تھی۔آپ علوم ظاہری و باطنی میں وسیع دسترس رکھتے تھے۔آپ کی توجہ شفا اور نظر دوا کا کام کرتی تھی۔

ایک دفعہ ایک مرد اور ایک عورت حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ بگوش ہونے کے لئے آئے تو آپ نے انہیں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہونے کا حکم صادر فرمایا۔وہ سوچنے لگے تو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلالی انداز میں فرمایا"بھئی!کہہ جو دیا کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کرلو جوان سے بیعت ہوگا وہ مجھ سے ہی بیعت ہوگا"۔

چودھری مقبول احمد مرحوم و مغفور(جون گورایہ)کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حویلی سے متصل باغ میں رونق افروز تھے۔کسی نے پانی دم کرانے کے لئے عرض کی۔آپ نے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پانی دم کرنے کا حکم فرمایا۔ساتھ ہی فرمایا"آئندہ پہلے تم دم کیا کرو پھر میں کیا کروں گا"۔

صحبت صالحین

قرآن حکیم میں ارشاد رب العزت ہے۔

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ (الکھف:۲۸)

ترجمہ: اور روکے رکھئے اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ جو پکارتے ہیں اپنے رب کو صبح و شام طلبگار ہیں اس کی رضا کے اور نہ ہٹیں آپ کی نگاہیں ان سے۔

عیینہ بن حصن فرازی جو مصر کا سردار تھا اسلام لانے سے پہلے ایک دفعہ بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔وہاں حضرت سلمان فارسی،حضرت ابوذر غفاری

اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیدار حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ گرمی کا موسم تھا۔ پسینے کی بو اُونی جبّوں سے اُٹھ رہی تھی۔ عینیہ کہنے لگا کیا یہ بدبو آپ کو تنگ نہیں کرتی۔ ہم قبیلہ مضر کے سردار ہیں۔ اگر ہم آپ کا دین قبول کر لیں تو سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ ہمارا آپ کے پاس آنے کو جی تو چاہتا ہے لیکن جب آتے ہیں تو بدبودار کپڑوں والے درویش (صحابہء کرام) آپ کے اردگرد حلقہ بنائے ہوتے ہیں۔ انہیں یہاں سے اٹھا دیں ہم آپ پر ایمان لانے کو تیار ہیں یا ان کے لئے الگ مجلس کا انتظام کریں تاکہ ان (کے کپڑوں) کا تعفن ہمارے دماغوں کو پریشان نہ کرے۔ فوراً جبریل امین فرمان الٰہی لے کر حاضر ہوئے اِصْبِرْ نَفْسَكَ اللہ تعالیٰ کو ان مغرور اور متکبر لوگوں کی ہم نشینی پسند نہیں۔ آپ ان کے لئے ان لوگوں کی صحبت ہرگز ترک نہ کریں جن کی زندگی کا مقصد صرف اپنے رب کی رضا جوئی ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے زیبا کو دیکھتے تو ان کی زندگی کا لطف دوبالا ہو جاتا تھا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی نگاہوں سے اوجھل ہوتے تو وہ رنجیدہ خاطر اور پریشان ہو جاتے تھے۔ پھر جو لوگ ان فقراء کی صحبت سے مشرف ہوتے ہیں انہیں اس صحبت کا فائدہ نصیب ہوتا ہے کیونکہ اللہ والے وہ ہیں جن کا ہم نشین بدبخت نہیں رہتا۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اچھے اور برے ساتھی کی مثال کستوری والے کی دکان اور لوہار کی بھٹی کی طرح ہے۔ خوشبو والا یا تو دے دے گا یا تم اس سے خرید لو گے یا اس سے اچھی خوشبو کا جھونکا پاؤ گے اور بھٹی کے پاس ٹھہرنے سے تمہارے کپڑے جلیں گے یا تم اس کی گرم ہوا سے بدبو پاؤ گے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمایا

کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔میں (رب تعالیٰ) یقیناً ان لوگوں سے محبت کرتا ہوں جو میری وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں، میری وجہ سے آپس میں مل بیٹھتے ہیں، ملاقات کرتے ہیں اور میری وجہ سے خرچ کرتے ہیں۔(مشکوٰۃ بحوالہ موطا امام مالک)

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَیْنَ الْمُتَحَآبُّوْنَ بِجَلَالِی اَلْیَوْمَ اُظِلُّھُمْ فِیْ ظِلِّی لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّی.

ترجمہ۔بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کون ہیں وہ لوگ جو میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں آج میں انہیں سایہ (رحمت وشفقت) میں جگہ دوں گا جبکہ میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

حضرت سیّد علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب کشف المحجوب میں رقمطراز ہیں:

ایک آدمی کعبۃ اللہ کا طواف کر رہا تھا اور اپنی زبان سے یہ کلمات کہہ رہا تھا۔ اے اللہ! میرے بھائیوں کی اصلاح فرما۔لوگوں نے کہا کہ تو اتنے بلند مرتبہ مقام پر اپنی ذات کے لئے کیوں دعا نہیں مانگتا۔تو اس نے جواب دیا میں اپنے بھائیوں کے پاس واپس لوٹ کر جاؤں گا تو اگر میں نے ان کو نیک پایا تو میں بھی نیک ہی رہوں گا اور اگر وہ گمراہ و بدکردار ہوئے تو میں بھی ان جیسا ہی ہو جاؤں گا۔مطلب یہ کہ نفس دوستوں کی عادت سے تسکین پاتا ہے اور انہیں بڑی جلدی قبول کرتا ہے۔انسان جس گروہ میں بھی رہے اس گروہ کی عادات و خصائل اختیار کرتا جاتا ہے۔جس محفل یا مجلس میں انسان موجود ہوگا اس کے عادات و افعال جذب کر لیتا ہے۔

(کشف المحجوب، صفحہ ۴۶۴)

انسان کی شخصیت اور کردار پر اچھے یا برے اثرات ظاہر کرنے میں صحبت کا

بڑا عمل دخل ہے۔ اگر صحبت صالح ہو تو انسان کی زندگی سنور جاتی ہے اور صحبت بد سے انسان بگڑ جاتا ہے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

اَنَـا مِـنْ رِجَـالٍ لَا يَـخَـافُ جَلِيْسُهُمْ
رَيْـبَ الـزَّمَـانِ وَلَا يَـرَى مَـا يَـرْهَـبُ

میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کے ہم نشین کو زمانے کے حوادث کا کوئی ڈر نہیں اور نہ وہ کوئی ڈر کی چیز دیکھے گا۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک ولیء کامل تھے۔ جن کی صحبت میں خدا یاد آ جاتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فقر جنید رحمۃ اللہ علیہ و بایزید رحمۃ اللہ علیہ کے مظہر تھے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ کسی شخص سے گفتگو فرما رہے ہیں مگر آپ کی باطنی توجہ سے سب حاضرین کے قلب ونظر کا تزکیہ وتصفیہ ہو رہا ہے۔ تہجد کے وقت طالبین خاص کو بیعت سے مشرف فرمایا جاتا تھا۔ اہم امور وفرائض اسی وقت مریدین خاص کو سونپے جاتے تھے۔ بعض زائرین کو اس وقت رخصت کیا جاتا تھا۔

دن کے وقت بعض اوقات حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ پر جلالی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اگرچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جلالی کیفیت بھی رحمتوں کا موجب ہوتی مگر تہجد کے وقت تو جمال ہی جمال ہوتا تھا اور انوار وتجلیات کی بارش برستی محسوس ہوا کرتی تھی۔

یقیناً حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان اکابر اولیاء میں ہوتا ہے جنکی صحبت کے فیضان سے ہزاروں گم گشتہ راہوں کو راہ ہدایت نصیب ہوئی۔ کتنے ہی بدعقیدہ آپکے دامن سے وابستہ ہو کر راہ راست پر آ گئے۔ کتنے ہی مردہ دل شب زندہ دار بن گئے۔

باطنی توجہات

غلام حسین صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں 1982ء میں حضور نقش لاثانی

رحمۃ اللہ علیہ کے دامن کرم سے وابستہ ہوا۔ مجھے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کرانے والا میرا ایک دوست تھا جس نے مجھے کہا میں نے بہت سارے آستانے دیکھے ہیں لیکن میں کسی سے مطمئن نہیں ہو سکا۔ علی پور سیّداں شریف میں ایک آستانہ دیکھا ہے جہاں پر شریعت کی پابندی کی جاتی ہے۔ چنانچہ ہم دونوں پیر سیّد علی حسین شاہ المعروف نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔

میرے دوست کا دین کی طرف میلان نسبتاً مجھ سے زیادہ تھا لیکن اس نے کسی کے کہنے پر مولانا مودودی کی تفسیر تفہیم القرآن کا مطالعہ شروع کیا۔ اس کے مطالعہ نے اس کے ظاہر و باطن پر اثر دکھانا شروع کیا۔ میں بھی اس کے ساتھ بیٹھ کر مطالعہ کرتا رہا۔ اس کا ردعمل یہ ہوا کہ آہستہ آہستہ اس کا میلان اولیاء کرام سے گھٹتا گیا اور بالآخر بزرگان دین کے خلاف زیادہ ہی ہو گیا۔ حتیٰ کہ اس کی صحبت کا رنگ مجھ پر چڑھنا شروع ہو گیا۔ ہوا یوں کہ ایک روز میں اپنے ڈیرے پر بھینسوں کو چارہ ڈالنے گیا۔ گرمی کا موسم تھا چارپائی پڑی تھی کچھ دیر آرام کے لئے اس پر لیٹا تو آنکھ لگ گئی اور ادھر لجپال آقا حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور فرمانے لگے حنیف (میرا دوست) تو بے دین ہو ہی گیا ہے اور اس کا کچھ اثر اس پر بھی ہو گیا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمانا تھا کہ میری آنکھ کھل گئی۔ میرے آقا کی لجپالی کا اثر میری ذات پر یہ ہوا کہ بدعقیدگی سے نفرت ہو گئی۔ طبیعت میں یقین اور سکون نصیب ہوا اور اس دوست سے نفرت ہو گئی حتیٰ کہ اس کی ہم نشینی بھی چھوٹ گئی۔ میرا وہ دوست پہلے تبلیغی جماعت اور پھر جماعت اسلامی سے وابستہ ہو گیا۔ ان دنوں پرویزی فرقہ جیسے بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ اس کا جینا مرنا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

مسندِ ارشاد

حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وصال سے چند سال قبل ہی آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اجازت وخلافت سے نواز دیا تھا اور ایک تحریری حکم نامہ بھی اس ضمن میں تحریر فرمایا تھا۔ حضور نقش لاثانی علیہ الرحمۃ کو باضابطہ سجادہ نشینی کا شرف حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہلم مبارک کے روز حاصل ہوا۔ چہلم کے روز صاحبزادگان، سجادہ نشینان دربار عالیہ نقشبندیہ مجددیہ چورہ شریف نے دیگر پیران عظام اور حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلفائے عظام کی موجودگی میں ختم شریف کے اختتام پر اپنے دست ہائے مبارک سے آپ کی دستار بندی فرمائی۔

حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب پہلی مرتبہ حضرت خواجہ خواجگان باوا جی فقیر محمد چوراہی قدس سرہٗ العزیز کے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر دربار عالیہ چورہ شریف حاضر ہوئے تو حضرت باوا جی خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صاحبزادی صاحبہ نے باوجود اپنی ضعیفی کے ایک دعوت کا اہتمام فرمایا۔ اس موقع پر دربار عالیہ علی پور سیّداں شریف سے آئے ہوئے دیگر صاحبزادگان بھی چورہ شریف موجود تھے مگر دعوت میں صرف قبلہ عالم حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ہی مدعو کیا گیا۔ حضرت مائی صاحبہ کی آمد پر اعلان ہوا کہ "نظریں نیچی کرلیں، حضرت مائی صاحبہ تشریف لا رہی ہیں"۔ حضرت مائی صاحبہ نے آکر ایک خصوصی دستار بطور تبرک حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سر اقدس پر رکھی اور چورہ شریف کے مشائخ نے جو سجادہ نشینی کی دستار علی پور سیّداں شریف آکر عطا کی تھی اس کی تائید وحمایت فرمائی۔ اس موقع پر آپ پر جو کیفیت طاری ہوئی الفاظ اس کی عکاسی کرنے سے قاصر ہیں۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصوصی دستار اپنے خادم خاص حاجی مقبول احمد

علیہ الرحمۃ کے سپرد کرنا چاہی تو حضرت مائی صاحبہ نے بارعب آواز میں حکم صادر فرمایا "ابھی اس دستار مبارک کو مت اتاریں پہلے حضرت باواجی قدس سرہٗ العزیز کے مزار شریف پر جاکر حاضری دیں اور پھر اپنی قیام گاہ پر جاکر اتاریں"۔

اسی سال ماہِ صفر المظفر میں امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی المعروف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کے سالانہ عرس مبارک میں شرکت فرمائی۔ اس وقت کے سجادہ نشین (خلیفہ) فخر الاصفیاء حضرت خلیفہ محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کی مسجد مبارک میں جم غفیر کے سامنے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دستار بندی فرمائی اور اعلان کیا کہ "یہ دستار بندی حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیب سجادہ ہونے کی حیثیت میں کی گئی ہے"۔

سرہند شریف میں آپ کو وہیں ٹھہرایا گیا جہاں حضور قبلہ عالم شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قیام ہوا کرتا تھا۔ چونکہ دربار عالیہ سرہند شریف کے خلیفہ مجاز کے خاندان سے بعض افراد شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست اقدس پر بیعت تھے اس لئے جب حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرہند شریف تشریف لے گئے تو دوسرے مشائخ کی بہ نسبت آپ کو امتیازی حیثیت دی گئی۔

حضرت قبلہء عالم شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف کے چند ماہ بعد آپ کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر دستار پیش کی گئی۔ حضرت الحاج پیر سیّد غلام محی الدین شاہ المعروف بابوجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سجادہ نشین گولڑہ شریف دربار عالیہ میں شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تعزیت کے لئے تشریف لائے اور قبلہ عالم حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دستار مبارک پیش کرکے فرمایا کہ اجمیر شریف میں خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دے کر واپس آیا ہوں اور یہ دستار مبارک انہی کے حکم پر پیش کررہا ہوں۔

سیرت و کردار

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ولیءکامل اور عظیم روحانی پیشوا تھے۔ صورت و سیرت میں آپ اپنے دادا حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کامل عکسِ جمیل تھے۔ آپ کی ذات ''شریعت و طریقت کا مجمع البحرین'' تھی۔ ملک و ملت پر جب بھی کوئی نازک وقت آیا آپ ہمیشہ قوم کی خدمت و رہنمائی کے لئے پیش پیش رہے۔

حضرت پیر سیّد علی حسین رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار لوگوں کے سینوں میں علم و عرفان کی شمعیں اپنی باطنی توجہ سے روشن فرمائیں۔ انہیں دین و دنیا کی نعمتوں سے سرفراز فرمایا اور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عظیم مشن کو بحسن و خوبی آگے بڑھایا۔ اپنی دنیاوی حیاتِ طیبہ کے آخری سال بزمِ لاثانی پاکستان کے قیام کا اعلان فرمایا، دربار شریف پر ''دارالعلوم انوار لاثانی'' کے قیام اور دینِ مبین کے احیاء و ترویج کے لئے ماہنامہ ''انوار لاثانی'' جاری فرمایا جو الحمد للہ آج تک باقاعدہ جاری ہے اور ملک کے چند عظیم رسالوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔

چونکہ آپ صورت و سیرت میں شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل نمونہ تھے لہٰذا آپ ''نقشِ لاثانی'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کی یاد میں ہر سال ۲۷ جولائی کو نقشِ لاثانی کانفرنس، دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور میں منعقد ہوتی ہے۔ علی پور سیّداں شریف میں مسجد ضیائے لاثانی اور حضور شاہِ لاثانی کے مزار شریف کی خوبصورت عمارتیں حضرت نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعمیر کردہ یادگاریں آپ کے جذبہءخدمتِ دین اور حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت و عقیدت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

تبلیغ دین

آپ صاحب علم و فضل اور علماء پرور بھی تھے۔ علماء کرام کی عزت افزائی فرماتے تھے۔ اُن کو خصوصی توجہ سے نوازتے۔ ان کی تعظیم و توقیر کا عملی مظاہرہ فرماتے۔ اسی طرح حفاظ کرام کی بھی بہت قدر فرماتے تھے۔ بے شمار علماء کرام، نعت خوانان، حفاظ کرام و قراء حضرات آپ کے دامن سے وابستہ تھے۔

تراویح میں قرآن پاک سنانے والے حافظ صاحبان جو دربار شریف آتے آپ ان کے کھانے پینے، دودھ بادام اور دیگر ضروریات کا خصوصی انتظام کرواتے۔ یہ سب اس بات کی دلیل ہیں کہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قرآن کریم اور علم و فضل کا بہت احترام کرتے تھے۔

محبت الٰہی

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو کہ وہ تمہیں نعمتیں دینے والا ہے۔ لہٰذا حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اللہ تعالیٰ سے محبت کو اصل ایمان سمجھتے تھے۔ ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول رہتے۔ خصوصاً ذکر اسم ذات سے ہمہ وقت دل و دماغ کو تازہ رکھتے۔ ہر نماز کے بعد مخصوص انداز میں مراقبہ سے بھی اپنے پروردگار کی طرف خصوصاً متوجہ ہوتے۔ ہر قسم کے شرک اور بد عقیدگی سے خود بھی بچتے اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ اس سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کرتے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر محبت پر حاوی ہے کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کامل محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے۔ آپ فرماتے جب دعا کریں حضور کی محبت کی دعا کریں کہ یہی اصل دولت ہے۔

ذکر حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لگاؤ

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص انس اور شغف تھا آپ اس نورانی ذکر کو نہایت ذوق اور شوق سے سنتے۔ کبھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق علماء کو بیان کرنے کا فرماتے اور کبھی نعت شریف کی صورت میں ذکر حبیب کبریا سماعت فرماتے۔ بسا اوقات ذکر خدا و مصطفیٰ سنتے ہوئے آبدیدہ ہو جاتے۔

ختم شریف میں درود شریف پڑھاتے اور اکثر محافل صلوٰۃ وسلام پر ختم کرواتے۔ اس دوران آپ نہایت ادب واحترام، عقیدت ومحبت کے جذبے سے سرشار ہو کر خصوصی توجہ فرماتے تھے۔

بُرے لوگ

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرنے والے بہت بُرے ہیں اور اہل بیت اطہار و پنجتن پاک کے بے ادب بدترین ہیں۔

شریعت مطہرہ کی پابندی

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریعت مطہرہ کی پابندی کا بہت خیال رکھتے۔ نماز باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرتے۔ حلال وحرام کا بہت خیال رکھتے۔ یہاں تک کہ جو کوئی عقیدت مند نذرانہ وغیرہ دیتا اس کا بھی خیال رکھتے کہ اس کی کمائی حلال ہے یا نہیں۔ روزہ وزکوٰۃ کی ادائیگی کا خوب خیال رکھتے۔ حج کا فریضہ بھی ادا فرمایا۔ آپ دوسروں کو بھی فرمایا کرتے کہ اللہ کریم جل شانہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت خوشی، محبت اور شوق سے کیا کرو۔ بیعت سے مستفید ہونے والے خوش نصیبوں کو شریعت مطہرہ کی پابندی اور حلال وحرام کی تمیز کی خصوصی تاکید فرماتے۔

خاموشی

نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے، بے زبانی ہے زباں میری

حافظ محمد عالم محدث سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ مجموعہء صفات تھے اور آپ کی امتیازی خصوصیات میں سے ایک آپ کا خاموش طبع ہونا تھی اور آپ کی خاموشی میں بھی کئی راز ہوتے۔

جناب ڈاکٹر ظفر اقبال نوری فرماتے ہیں کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کی خاموشی میں ہزار کلام ہوتا تھا۔آپ نگاہوں کے اشارے سے لوگوں کی دنیا بدل دینے پر قادر تھے۔

غیبی اشارات

☆ صوفی محمد سعید صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ جو دربارِ عالیہ میں تعویذات پر مامور تھے فرماتے تھے کہ میں کسی مردِ کامل کی تلاش میں تھا اور اس سلسلے میں کسی حد تک فیصلہ بھی کر چکا تھا کہ ایک دوست نے دربارشاہِ لاثانی کا ذکر کیا۔اب میں تذبذب میں پڑ گیا۔میرے استاذِ محترم نے استخارہ تجویز کیا۔ارشاد پر عمل کیا تو یہیں کا اشارہ ہوا۔ چنانچہ دربارِ عالیہ میں حاضر ہوا اور حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کر کے پھر کہیں نہ جاسکا اور انہیں کے دست حق پرست پر بیعت ہوگیا۔

☆ سیالکوٹ شہر کے مشہور مزدور لیڈر (لاثانی ورکرز یونین کے صدر) جناب مرزا احمد بیگ فرماتے ہیں۔میں جھنگ مگھیانہ میں محکمہ شکار (فشریز) میں ملازم تھا۔ کسی مردِ حق کی جستجو تھی۔اتفاق سے بزم صوفیا، نامی کتاب کہیں سے ہاتھ آگئی۔ مطالعے کے دوران حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان بھی نظر سے گذرا کہ جو شخص شیخ کامل کی تلاش میں ہو، اُسے حضرت داتا گنج بخش ہجویری قدس

سرہٗ کی تصنیف لطیف کشف المحجوب کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس کی برکت سے قدرتِ کاملہ اس کی رہنمائی فرمائے گی۔ ایک دن کتاب پڑھتے پڑھتے نیند آ گئی تو خواب میں دو بزرگ تشریف لے آئے۔ ان میں ایک تو سیّدی وسندی حضور قبلہ عالم حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے، دوسرے کوئی اور تھے۔ انہوں نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اُن سے بیعت ہو جاؤ۔ اتنے میں سپرنٹنڈنٹ نے مجھے جگا دیا۔ صبح میں ملازمت سے استعفیٰ دے کر سیالکوٹ آ گیا۔ صوفی چراغ علی صاحب آڈھوی میرے بھتیجے جو کاشتکار ہیں اُن سے خواب کا ذکر کیا تو حلیہ سن کر فرمانے لگے "یہ تو شہنشاہِ علی پور ہیں" چنانچہ دربارِ عالی میں حاضر ہوا تو فی الواقعہ وہ آپ ہی تھے۔ جن کا حلیہ مبارک خواب میں دکھایا گیا تھا۔ آپ نے دیکھتے ہی فرمایا، مرزا جی آ گئے ہو؟ چند روز بعد داخل سلسلہ فرمالیا۔

☆ حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ سابق مہتمم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ فرماتے ہیں۔

"میری بیعت شیخ المشائخ حضرت پیر فیض محمد قندھاری رحمہ الباری سے تھی۔ وہ از حد شفیق اور بندہ نواز تھے۔ انتقال فرما گئے تو صدمہءِ ہجر کا دل پر بڑا بوجھ تھا۔ چند روز بعد خواب میں دیکھا کہ میں دربار شریف میں ہوں اور آپ لنگر خانے کی مغربی دیوار کے قریب زمین سے باہر نکل رہے ہیں، چونکہ خواب میں بھی مجھے آپ کے وصال شریف کا یقین تھا اس لئے حیران ہو کر پوچھا۔ حضور یہ کیا؟ فرمایا "اگر ہم چاہیں تو ہر مرید کے گھر اسی طرح جا سکتے ہیں"۔ پھر میں نے عرض کیا حضور! میرا کیا بنے گا؟۔ فرمایا "ہم نے تجھے علی حسین کے سپرد کر دیا" آپ کے فرزند ارجمند کا اسم گرامی حسین علی ہے۔ میں نے خیال کیا کہ ترتیب سبقت لسانی کی وجہ سے اُلٹ گئی ہے ورنہ آپ کی مراد یہی صاحبزادہ صاحب مدظلہ ہی ہیں۔ چند روز بعد اُن کے ختم شریف میں یہ واقعہ سنایا تو پھر علی حسین نام زبان پر آ گیا۔ ایک برادر طریقت نے ٹوکا

اور بلند آواز سے کہا "حسین علی"۔ کچھ عرصہ بعد حضور قبلہ عالم شہنشاہِ علی پور سے رابطہ ہوا اور آپ نے از راہِ کرم بیعت سے سرفراز فرمایا، تب مجھ پر حضرت فیض محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد گرامی کا راز کھلا۔

☆ ڈاکٹر مرزا سعید بیگ (صدر بازار سیالکوٹ) بیان فرماتے ہیں۔

میں فروری 1970ء میں واہ چیک پوسٹ ڈیرہ اسماعیل خاں میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کسٹم کے طور پر کام کر رہا تھا۔ وہیں ایک مردِ حق حضرت حافظ کالو خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ ہوا جن کے متعلق مقامی لوگوں میں مشہور تھا کہ سرورِ کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاحبزادہ پیر بابا جی بٹ خیلہ مدظلہم کے ذریعے اُنہیں کوئی تحفہ بھجوایا ہے۔ ایک روز میں نے عرض کیا حضور اس عاجز کو بھی تحفے میں شریک فرمالیجئے۔ تو حافظ صاحب قبلہ نے پڑھنے کے لئے دلائل الخیرات شریف کا ایک نسخہ عطا کیا۔ نیز فرمایا آج سے ٹھیک دس سال بعد وقت کے ایک بہت بڑے ولی اللہ سے تمہیں فیض پہنچے گا۔ میں نے عرض کیا حضور ان کا پتہ یا نشانی بیان کر دیجئے تاکہ ان کی خدمت میں حاضر ہو سکوں، فرمانے لگے۔ کہیں جانے اور تلاش کرنے کی ضرورت نہیں، وہ خود تمہارے ہاں تشریف لائیں گے اور اجازت دیں گے۔

ماہ و سال گزرتے گئے اور میں حسب الارشاد معمول کے مطابق وظیفہ پڑھتا رہا۔ ٹھیک دس سال گزرنے کے بعد فروری ۱۹۸۰ء میں حضرت قبلہ عالم الحاج پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے غریب خانے میں قدم رنجہ فرمایا۔ اس وقت میرے ذہن میں وہ بات نہیں تھی۔ تاہم میں نے دعا کے لئے عرض کیا تو فرمایا "خوش بخت ہیں آپ' اپنا عمل جاری رکھیں" اس وقت تو مجھے سمجھ نہ آئی۔ البتہ اگلی صبح جب میں نے دلائل الخیرات شریف کھولی تو اس پر مندرج تاریخ خرید فروری ۱۹۷۰ء دیکھ کر جناب حافظ کالو خاں رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی بھی یاد آ گیا اور حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے رات جو کچھ فرمایا

تھا، وہ بھی واضح ہو گیا۔

☆ برادر طریقت بابو عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ (وسن پورہ، لاہور) فرماتے ہیں:

میں نے ہوش سنبھالا تو کسی عارفِ کامل کے دامنِ رحمت سے وابستہ ہونے کا شوق دامنگیر ہوا۔ استخارہ کیا تو پانچ مقامات دکھائے گئے جن میں سب سے اوّل علی پور سیّداں شریف کا نام تھا۔ اطمینان نہ ہوا تو بہتر سے بہتر کی تلاش میں مختلف آستانوں پر حاضری دی۔ اسی دوران ایک بار دوستوں کے کہنے پر قبلہ عالم حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھی بیعت کی درخواست کی۔ مگر آپ 'پھر سہی' فرما کر خاموش ہو گئے۔ ان دنوں ایک اور بزرگ خواب میں آ کر اپنی بیعت پر آمادہ کرتے لیکن خدا کی قدرت دیکھئے، میں ہمیشہ ہاتھ بڑھا کر واپس کھینچ لیتا۔ آخر اضطراب حد سے بڑھ گیا تو رحمت خداوندی جوش میں آ گئی۔ چنانچہ ایک رات خواب میں خود کو ایک ایسے گاؤں میں دیکھا جو پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ چودھویں کا چاند روشن تھا کچھ لوگ ایک چبوترے پر بیٹھے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا یہ کونسی جگہ ہے، بولے 'کیا تجھے علم نہیں' یہ شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دربار ہے، میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد دیکھا، نقیب اعلان کرتا آ رہا ہے 'شاہ صاحب تشریف لا رہے ہیں' اتنے میں خود حضور پُر نور شاہِ لاثانی قدس سرہٗ تشریف لے آئے۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا 'تو کہاں بھاگا پھرتا ہے' میں تجھے بیعت میں لیتا ہوں۔ چنانچہ حضور نے مجھے بیعت فرمایا اور پھر میرا ہاتھ حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

خواب میں جہاں چبوترہ دیکھا تھا، وہاں آج کل مسجد ضیائے لاثانی ہے اور حقیقت میں یہاں پہلے چبوترہ ہی تھا۔

مزید فرماتے ہیں:

''ایک دن رب اکرم جلّ مجدہٗ کا ایسا فضل ہوا کہ خواب میں سرکار دو عالم

نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ شریف کے اندرونی حصے میں حاضر ہونے کی سعادت مل گئی۔ سرور کائنات جانِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں صلوٰۃ وسلام عرض کر لیا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مزار پر ہدیہ سلام پیش کرنے حاضر ہوا۔ ابھی سلام عرض کیا ہی تھا کہ قبر انور شق ہوئی اور آپ سامنے جلوہ گر ہو گئے۔ پھر مجھے مخاطب کر کے فرمایا ' اپنے شاہ جی کو میرا سلام پہنچا دینا (مجھے خواب میں بھی اطمینان تھا کہ حضور سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شاہ صاحب سے مراد، سیّدی ومرشدی قبلہ عالم سیّد علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں'' کیونکہ اسلام اور سلوکِ نقشبندیہ کی اشاعت کے سلسلے میں آپ کی مساعی عنداللہ مشکور ہیں اور یہ سب کچھ صاحب سلسلہ حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نظر میں ہے۔

مزارات اولیاء کی حاضری

صفر ۱۳۶۱ھ میں سرہند شریف حاضری کے بعد کلیر شریف حاضری کا پروگرام بنا۔ حضرت خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عرس یکم تا ۴ ربیع الاوّل شریف منایا جاتا ہے۔ ریلوے اسٹیشن رڑکی سے کلیر شریف سات میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں تانگے وغیرہ عام مل جاتے تھے مگر حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پیدل چلنے کو ترجیح دی (راستے میں ربیع الاوّل کا چاند نظر آ گیا)۔ آپ نے سخت تاکید فرمائی کہ کسی پر آپ کا نام ظاہر نہ ہونے پائے۔ دربار شریف حاضری کے بعد مسجد میں ڈیرہ لگایا گیا۔ آپ کے خادم خاص حاجی مقبول احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حاجی محمد صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عشاء کے بعد آ کر عرض کیا کہ دربار شریف ایک اہم تقریب جاری ہے۔ حضرت صاحب بھی تشریف لے گئے۔ ہجوم کافی تھا۔ آپ نے ایک مجذوب شخص جس کا سارا بدن (سترِ عورت کے سوا) برہنہ تھا کے شانے پر بے خیالی سے ہاتھ رکھ دیا۔ اس نے مڑ کر دیکھا اور غصے سے

بولا 'اچھا' آپ ہیں کوئی اور ہوتا تو دیکھتا۔ایک ہی پیر کی تھپکی کافی ہے۔اس پر حضرت صاحب وہاں سے آگے بڑھ گئے۔فقیر نے پھر دیکھنا چاہا مگر آپ نہ ملے۔

۴ ربیع الاوّل شریف کلیر شریف سے واپس تانگوں پر سوار ہو کر رڑکی آگئے اور یہاں سے ریل پر دہلی تشریف لے آئے۔خواجہ خواجگان حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پُر انوار پر حاضری دی۔ایک رات اور دن یہیں ٹھہرے رہے۔قطب الملت والدین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر بھی دن گزارا۔محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بارگاہ میں پورا دن قیام کیا۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے خاندان کے دیگر محدثین علیہم الرحمۃ کے مزارات کی زیارت کی۔دہلی سے آگرہ اور وہاں سے حضرت خواجہ سلیم چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر (فتح پور سیکری میں) حاضری دے کر واپس دربار شریف آگئے۔

اگلے سال (۱۳۶۲ھ میں) سرہند شریف حاضر ہونے کے بعد دہلی میں حسب معمول تمام مزارات پر حاضری دے کر براستہ اجمیر شریف خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔یہاں پہنچنے سے پہلے آپ نے پھر تاکید فرمادی کہ کسی سے آپ کا تعارف نہ کرایا جائے تاکہ یہاں سکون سے ٹھہر سکیں۔طلوع آفتاب کے وقت دربار شریف میں پہنچے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیر تک یہاں مراقب رہے۔فارغ ہو کر باہر آئے تو حاضری کے انوار چہرے سے ظاہر تھے۔مسجد دربار کے امام صاحب سے ملے۔انہوں نے انکشاف فرمایا کہ سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دو تین روز پہلے ہی آپ کی آمد سے مطلع فرما دیا تھا۔پھر حضرت عبدالمجید شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو اس وقت سجادہ نشین تھے،حضرت امام صاحب کے اطلاع دینے پر برادر اصغر کو بھیج کر بصد اصرار حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے یہاں مہمان ٹھہرایا۔پہلے دن ظہر کے بعد سجادہ نشین آپ کو ساتھ لے کر مزار پُر انوار پر حاضر

ہوئے اور دیر تک دعا کرتے رہے۔

اجمیر شریف سے واپسی پر دہلی میں ایک رات قیام کیا اور پھر دربار شریف آ گئے۔اس کے علاوہ پاکپتن شریف حضرت خواجہ فریدالدین گنج شکر، ملتان شریف میں حضرت غوث بہاؤ االدین ذکریا، موسیٰ پاک شہید قادری اور حافظ جمال اللہ صاحب چشتی، قصور میں حضرت سیّد بلھے شاہ، لاہور میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت میاں میر قادری، حضرت شاہ میراں حسین زنجانی، شورکوٹ میں سلطان العارفین حضرت سلطان باھو علیہم الرحمۃ والرضوان کے مزارات پر بھی بارہا حاضری دی۔

ایک سفر کے دوران، دھاریوال (ضلع گورداسپور) میں قیام فرمایا جہاں نہر کے پل کے قریب ایک مرد مجذوب مدت سے ڈیرہ ڈالے تھے۔ وہ کسی سے بات چیت نہیں کرتے تھے۔ جونہی حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کے قریب پہنچے، وہ اٹھے، آپ سے مصافحہ کیا اور دُور تک آپ کے ساتھ نہر کے کنارے پر چلتے رہے۔آپ نے پوچھا،'پار پہنچ جاؤ گے'بولے پہنچاؤ گے تو پہنچ جاؤں گا۔

''انوارِ لاثانی'' کی طباعت

حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جدامجد اور مرشد و مربی حضور قبلہ عالم شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات مرتب کرنے کا خیال فرمایا۔ چنانچہ اس کارِ خیر کیلئے جناب صوفی محمد رفیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (کوٹلی لوہاراں) کا نام تجویز کیا گیا اور حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص عقیدتمندوں کو ان سے تعاون کرنے کا ارشاد فرمایا۔ جب یارانِ طریقت کے بیانات آ گئے تو خود خاص مقربانِ بارگاہ کے ساتھ لاہور میں تقریباً مہینہ بھر قیام فرمایا تاکہ یکسوئی کے ساتھ یہ کام سرانجام دیا جا سکے۔ جنگ عظیم کے سبب کاغذ

کی سخت قلت تھی تاہم آپ کی خصوصی توجہ سے راہ کی دشواریاں دور ہو گئیں اور کتاب نہایت شان و شوکت سے تیار ہو گئی۔ یہ کتاب کئی بار چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی۔ اس کے بعد ضرورت کے مطابق اس کا جدید ایڈیشن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پروفیسر محمد حسین آسی اور ان کے معاونین سے تیار کرایا اور یہ بھی کئی بار چھپ کر طلب گاروں کے ہاتھوں میں پہنچی۔

تحریک پاکستان

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سجادہ نشینی کا زمانہ ملت اسلامیہ کی تحریک آزادی کا دور تھا۔ علمائے حق اور مشائخ عظام کی کوششیں اور علامہ اقبال کی شاعری اپنا رنگ دکھا رہی تھی۔ اسلام کے دشمن اپنی زیرِ زمیں سازشوں کے ساتھ ظاہر ہو چکے تھے۔ گاندھی، نہرو اور ابوالکلام آزاد کا ''یک قومی نعرہ'' دم توڑ رہا تھا۔ قوم کے نوجوان انکے چکروں سے نکل کر اپنی توانائیاں اسلام کے لئے وقف کر رہے تھے۔ ملت کا مخلص اور باشعور طبقہ قائداعظم کے گرد جمع ہو رہا تھا۔

آپ کی سجادہ نشینی کو ابھی چار پانچ ماہ کا عرصہ ہی گذرا ہوگا کہ ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو قراردادِ لاہور پاس ہوئی یعنی قوم نے شریعت اسلام کے نفاذ کے لئے پاکستان بنانے کا فیصلہ کر لیا۔ اب فرزندانِ اسلام، پہلے سے بھی زیادہ جوش کے ساتھ آزادیٔ ملت کی راہ پر گامزن ہو گئے۔ ۱۹۴۶ء میں بنارس سنی کانفرنس میں سُنی علماء و مشائخ نے بیک آواز مطالبہ پاکستان کی بھرپور حمایت کا اعلان کیا۔ اسی سال انتخابات ہوئے۔ بظاہر کانگرس اور مسلم لیگ میں مقابلہ تھا مگر درحقیقت یہ حق و باطل کی جنگ تھی۔ جبکہ دوسری طرف شمع رسالت (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کے سچے پروانے غلامی کی زنجیریں توڑ کر توحید و ایمان کی کھلی فضا میں سانس لینے پر تلے ہوئے تھے۔

اس سلسلے میں باقی مشائخ وعلماء کی طرح حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی

"نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری"

پر پورا عمل کر دکھایا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرہند شریف جا رہے تھے کہ انتخابات کا اعلان ہوا۔ آپ تحصیل پٹھان کوٹ میں جلوہ افروز تھے۔ اعلان سنتے ہی سفر ترک فرمادیا اور مسلم لیگ کی حمایت میں بستی بستی اور گاؤں گاؤں دورہ شروع کر دیا۔ مسلم لیگ کی عمومی حمایت کے علاوہ شکر گڑھ اور نارووال کے انتخابات حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی توجہ کا مرکز تھے۔ شکر گڑھ میں گوجر برادری کا زور تھا اور یونینسٹ امیدوار بھی اسی برادری سے تعلق رکھتا تھا۔ مسلم لیگ نے مقابلے میں اسی برادری سے اپنا امیدوار نامزد کیا۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھ کر جس واشگاف الفاظ میں اعلاء کلمۃ الحق فرمایا اور باطل کو لوہے کے چنے چبوائے، اس کی مثال دورِ حاضر میں بہت کم ملتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم لیگ کا امیدوار واضح اکثریت سے کامیاب ہوا اور آلِ رسول سے مقابلہ کرنے والا گروہ رسوا ہوا۔

نارووال کے حلقہ انتخاب میں مسلم لیگ کے نامزد امیدوار سابق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں ممتاز دولتانہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہاں بھی بستی بستی جا کر اہل اسلام کی غیرتِ ملّی کو بیدار کیا۔ حضرت صاحب مذکورہ دو محاذوں پر عظیم الشان جلسوں کے اہتمام کے ساتھ ساتھ انفرادی توجہ بھی دیتے تھے اور ایک ایک شخص کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلاتے تھے۔ علاقہ شکر گڑھ میں ایک چودھری صاحب کی شخصیت بڑی بااثر سمجھی جاتی تھی۔ وہ ووٹر کو متاثر کرنے کے لئے ووٹ بکس کے قریب کرسی پر بیٹھ جاتے تھے۔ آپ بھی ووٹ بکس کے قریب تشریف فرما ہو جاتے اور آنے والے آپ کے دیدار سے بھی مشرف ہوتے اور اپنا ووٹ بھی مسلم لیگ کو ڈالتے۔ نارووال کے علاقہ میں آخری پولنگ قلعہ سوبھا سنگھ میں ہونا تھی جو دربار شریف علی پور سیّداں کے پاس ہے

اس لئے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات دربار شریف آ گئے اور پولنگ کی نگرانی فرمائی۔

انتخابات کے دوران جلسوں کے اہتمام میں عموماً بڑے بڑے علماء کو مدعو کیا جاتا جو پاکستان کی حمایت میں زورِ بیان کے جوہر دکھاتے۔خصوصاً مولانا بشیر احمد اخگر گمٹالوی رحمۃ اللہ علیہ جو اس دور کے نامور خطیب تھے، اس مہم میں آپ کے زیر سایہ مسلم لیگ کی خوب وکالت کرتے رہے۔ان دو محاذوں کے علاوہ ملک کے طول وعرض میں پھیلے عقیدت مندوں نے بھی آپ کی خصوصی توجہ سے ووٹ مسلم لیگ کو ہی دیئے۔

مہاجرین کی آبادکاری

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا خلوص اور مشائخ کا تصرف آخر مملکت خداداد پاکستان کی صورت میں ظاہر ہوا۔ رمضان ۱۳۶۶ھ کی ستائیسویں شب (بمطابق ۱۴۔اگست ۱۹۴۷ء) کو پاکستان کے قیام کا اعلان ہوا اور اس کے ساتھ ہی وسیع پیمانے پر مہاجرین کے لٹے پٹے قافلے پاکستان آنا شروع ہو گئے۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے علاقے میں آنے والے مہاجرین کی آبادکاری کے لئے دن رات ایک کر کے کام کیا۔ چودھری علی محمد صاحب مرحوم رتن گڑھی اور کئی دوسرے خاندان اسی علاقے میں سکونت پذیر ہوئے اور تھوڑے ہی دنوں میں حضرت صاحب کی عنایت وتوجہ کے طفیل اُن کی تمام مصیبتوں اور صدموں کی تلافی ہو گئی۔

قیامِ پاکستان کے وقت ریاست جموں وکشمیر میں مسلمانوں کی حالت زار سخت پریشان کن تھی اور فرزندان اسلام کے قتل عام کی خبریں نہایت ہی تشویشناک تھیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو بحفاظت پاکستان پہنچانے اور ہندوؤں کی یورش کا زور توڑنے کے لئے حضرت صاحب نے فوجی تربیت دلا کر مجاہدین اسلام کے جتھے تیار کیے اور خود انہیں لے کر ریاست کے اندر تشریف لے جاتے رہے۔ ہندوؤں پر ان

جتھوں کا ایسا خوف طاری تھا کہ بعض مقامات پر آپ کی آمد کا سن کر ہی بھاگ جاتے۔
حضرت مولانا رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ (موضع لنگیاں) جو ان معرکوں میں شامل تھے فرمایا کرتے کہ بالعموم ان دیہات میں پہنچنے سے پہلے گھاس پھونس اور کوڑا کرکٹ وغیرہ کے ڈھیروں کو آگ لگا دی جاتی تھی۔ آگ کے یہ فلک بوس شعلے ہندوؤں کو خوف زدہ کر دیتے اور اپنوں کے لئے نوید امن بن جاتے۔

فرزندانِ توحید نے قریباً دس دس میل کا علاقہ خالی کرا لیا۔ اس کارروائی میں جن بعض مقامات پر دشمن نے مزاحمت کی ان میں نہایت اہم ہسپتال کا مورچہ تھا۔ یہاں گھمسان کا رن پڑا۔ مخالفین نے ہوائی طاقت بھی استعمال کر کے دیکھ لی مگر اسلام کے جانباز غازی غالب رہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان مجاہدانہ کاوشوں نے یہ ثابت کر کے رکھ دیا کہ اللہ والے دوسرے کمالات کے ساتھ ساتھ سپہ سالارانہ صلاحیتوں میں بھی یگانہ روزگار ہوتے ہیں اور قرآن پاک کا وعدہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (تمہیں غالب ہو بشرطیکہ اہل ایمان ہو) بالکل حق ہے۔

حسنِ اخلاق

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب مکرم، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب فرماتے ہوئے یہ پیار بھری آیت نازل فرمائی۔ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (القلم:۴) اور بے شک آپ عظیم الشان اخلاق کے مالک ہیں۔

پیکرِ خُلقِ عظیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسن اخلاق کی اہمیت یوں بیان فرمائی ہے۔

مومنوں میں کامل ایمان اس (خوش نصیب) کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ (ترمذی کتاب الایمان)

حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے اخلاق، علم و حلم، جود و سخا، عفو و درگزر، ایثار و محبت سے ہی انسانیت کا مقام حاصل کرتا ہے۔ اچھے اخلاق سے انسانی معاشرہ ظلم و استبداد، لوٹ کھسوٹ اور ہر قسم کے استحصال سے پاک ہو کر امن و سلامتی کا گہوارہ بن جاتا ہے۔

جو لوگ مطلوبہ معیار اخلاق پر پورے نہیں اترتے ان کو چوپایوں سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے۔

اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ (الاعراف:۱۷۹)۔ ''وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر''۔

پیغمبروں کی بعثت کا مقصد بنی نوع انسان کے ایسے ہی اخلاق و کردار کو سنوارنا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام ہمیشہ انسانوں کی سیرت سازی پر محنت کرتے رہے ہیں اور انسانوں کے تزکیہ نفس اور تکمیل اخلاق کا فریضہ انجام دیتے رہے ہیں۔ ان کا مقصد انسانوں کی ایسی سیرت سازی تھا جس کے ذریعے ماحول اور معاشرے میں ظلم و استبداد ختم ہو جائے اور ایسا معاشرہ وجود میں آئے جو انسانیت کے لیے خوشگوار اور فلاح دارین کا ضامن ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا گیا: وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (آل عمران:۱۶۴) (آپ ان کا تزکیہ نفس کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں)۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا (مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق اچھا ہے)۔ (مشکوۃ شریف، ص ۴۳۲، مطبوعہ کراچی) ایک اور حدیث میں وارد ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ اَوْ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (میں حسن اخلاق یا مکارم اخلاق کی تکمیل کے لیے ہی بھیجا گیا ہوں)۔ (کنز الاعمال، ص ۵۲، مطبوعہ حیدر آباد دکن)

حسنِ اخلاق کی اہمیت

فضل بن عباس رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ "آدمی کا اہل مجلس کے ساتھ نرمی اور حسن اخلاق سے پیش آنا اس کے رات کے قیام اور دن کے روزے سے زیادہ بہتر ہے۔" (صوفیاء اور حسنِ اخلاق، ص ۳۵)

اسلام میں شائستگی کا اصل مبداء و معاد خود داعی اسلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ ہے جن کے اعلیٰ اخلاق کی شہادت خود اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:۴) سے دی ہے۔

زیر نظر کتاب میں کئی مواقع پر صاحبِ تذکرہ حضور قبلہ عالم پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جامع صفات نمایاں ہو چکی ہیں۔تاہم حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ حسنِ اخلاق کے جس مقام پر فائز تھے، اس کا تقاضا ہے کہ آپ کے بعض محاسن کا مزید ذکر بھی کیا جائے۔

جودوسخا

سخاوت بخل و کنجوسی کی متضاد ہے اور اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک نمایاں وصف ہے۔حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سخاوت کی تحسین اور بخل کی مذمت فرمائی ہے۔ ترمذی شریف کی ایک حدیث ہے: "سخی اللہ تعالیٰ کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے، لوگوں کے قریب ہے مگر دوزخ سے دور ہے۔کنجوس اللہ تعالیٰ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے اور جہنم کے قریب ہے۔"

حضرت قبلہ عالم پیر سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے کشادہ دست تھے۔روزمرہ کی محافل میں بیٹھنے والے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سخاوت کے مظاہرے اکثر دیکھتے رہتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو روشن ضمیری عطا فرمائی تھی جس کے سبب آپ رحمۃ اللہ علیہ

ہر آنے جانے والے کے حالات کو بہ علمِ باطن ملاحظہ کر لیتے تھے اور اس کے مطابق جود و سخا کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ بعض ضرورت مندوں کو اپنا مقصد بیان کرنے کی حاجت بھی نہ ہوتی تھی کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلے ہی اس کی ضرورت کو پورا فرما دیتے۔

اہلِ خاندان (برادری) میں بعض لوگ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مراسم کم رکھتے تھے۔ اس کے باوجود خاندان کے مشترکہ معاملات میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے سفیروں کے ذریعے خود پہل فرماتے اور صلاح مشورہ کر کے معاملات کو احسن طریقے سے نبٹاتے۔ دیہات والوں پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خصوصی نظر عنایت ہوتی تھی۔ کسی کی تعلیم کا بندوبست کرتے اور کسی کی ملازمت کے لیے اپنے صاحبِ مرتبہ خدام سے سفارش فرماتے۔ چنانچہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان کوششوں کے نتیجے میں نہ صرف گاؤں کے اکثر لڑکوں کو باعزت روزگار ملا بلکہ آپ کے اکثر متوسلین بھی روزگار حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آپ نے کئی بیوگان اور یتیموں کی پرورش اپنے ذمہ لے رکھی تھی۔

انفاق فی سبیل اللہ

راہِ خدا میں خرچ کرنا انفاق فی سبیل اللہ کہلاتا ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ (التوبہ:۱۱۱) (بے شک اللہ نے مسلمانوں سے جنت کے بدلے میں ان کے مال اور جانیں خرید لی ہیں)۔ بندہ مومن جب جان و مال سے دستبردار ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں انہیں قربان کر کے اپنے رب کو راضی کر لیتا ہے تو دونوں جہان کی کامیابی اس کے قدم چومتی ہے۔

سیدنا و مرشدنا حضور قبلہ عالم حضرت پیر سید علی حسین شاہ المعروف نقشِ

لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ساری زندگی اسی تگ و دو میں گزری ہے۔خانقاہی نظام کے سارے لوازمات اور روایات کو قائم رکھنا اور ان کو بطریق احسن نبھانا، اپنے جدِ اعلیٰ کے عرس کا اہتمام کرنا، اپنے مشائخ کے عرسوں میں شمولیت کرنا۔نادار اور بے سہارا متوسلین کی مالی اعانت اور ان کی ضروریات کا اہتمام بھی اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں اور انفاق فی سبیل اللہ کے زمرے میں شامل ہیں۔اولیاء اللہ رضائے الٰہی کے حصول کے لیے مشکل ترین مجاہدات سے گزرتے ہیں۔اس میں صرف عبادت اور زہد و اتقاہی شامل نہیں بلکہ جسمانی بیماریاں، خاندانی اموات اور دیگر مصائب و آلام بھی شامل ہیں۔ گویا سالک طریقت کو صبر و استقامت کے ساتھ کڑے امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے اور اس سلسلے میں دعویٰ محبت جتنا بلند ہوگا قربانیاں اور آزمائشیں بھی اسی معیار کی ہوں گی۔

گاؤں کے نادار، غریب، بے سہارا اور ضعیف العمر لوگ اپنے علاج معالجے اور دوسری ضروریات کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کرتے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وسائل بروئے کار لاتے ہوئے ان کی ہر قسم کی مدد فرماتے۔لوگوں کی بہبود کے لیے اگر کوئی اجتماعی نوعیت کا کام ہوتا تو اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے اپنا حصہ ڈالتے۔آپ کی محفل میں بیٹھنے والے لوگ روزانہ ایسے واقعات کا مشاہدہ کرتے۔مختلف علاقوں میں مساجد و مدارس کی تعمیر یا تزئین و مرمت کے امور میں آپ کا دست کشادہ ہو جاتا اور بلا طلب آپ اپنا حصہ ڈالنے میں دریغ نہ کرتے۔

توکل علی اللہ

اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور اسباب کی بجائے مسبب حقیقی پر نظر رکھنا توکل کہلاتا ہے۔حکم خداوندی ہے: وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ (الطلاق:۳)

(جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہی اس کے لیے کافی ہے)۔خدا کے بندوں کے تمام افعال کی بنیاد توکل پر ہوتی ہے۔تمام محاسنِ اخلاق کا مبدا و معاد توکل ہی ہے۔ان کی سخاوت، استقامت اور صداقت سب اسی کی مرہونِ منت ہیں۔اسباب وعلل سے وابستہ رہ کر اپنے معاملات خدا کے سپرد کر دینا توکل کے زمرے میں آتا ہے اور یہ صفت صرف اسی انسان میں پیدا ہو سکتی ہے جس کا مقصد حیات صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو اور باقی چھوٹے بڑے مقصد اس عظیم مقصد میں گم ہو جائیں۔

حضور قبلہ عالم نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق و عادات اپنی مثال آپ تھے۔حوصلہ اتنا بلند کہ سر پر پہاڑ آ جانے پر بھی منہ سے ہائے نہ نکلے۔ہمت اتنی عالی کہ کوئی بڑے سے بڑا مقصد بھی بڑا معلوم نہ ہوتا تھا تاآنکہ وہ مقصد عام مقصد کی طرح حل نہ ہو جاتا۔آپ کی بلند ہمتی چھوٹے چھوٹے مقاصد میں پھنسنے نہیں دیتی تھی۔

فقر واستغنا

ولی اللہ وہ ہے جس کا دل ماسوا سے مستغنی ہو کر اللہ تعالیٰ کی جستجو میں لگا رہے اور اگر منعمِ حقیقی اسے کچھ عطا کر دے تو لے لے ورنہ بے طلب ہو کر بارگاہِ الٰہی میں آداب بجا لاتا رہے اور اس کی رضا پر راضی رہے۔بے نیازی کا یہ انداز فقر واستغناء کہلاتا ہے۔

حضور قبلہ عالم سیدنا و مرشدنا پیر سید علی حسین شاہ المعروف نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات اس فقر واستغنا کا پیکر جمیل تھی۔حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ بے نیازی تھی جس نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ایسے بلند مقام تک پہنچایا جس کی نظیر نہیں ملتی۔حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا فقر غیور کبھی امراء اور صاحب اقتدار کے جاہ وجلال سے متاثر نہیں ہوا۔

۱۹۸۰ء کی دہائی میں پاکستان کے مقتدرِ اعلیٰ جنرل ضیاء الحق نے قصرِ صدارت میں علماء و مشائخ کی کانفرنس طلب کی۔ اس کانفرنس میں سیدنا و مرشدنا حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ بھی مدعو تھے۔ اکثر علماء و مشائخ نے ۱۵ منٹ سے لے کر آدھ گھنٹہ، پون گھنٹہ یا گھنٹہ بھر تقاریر کیں۔ جن میں اکثر نے خوشامدانہ لب و لہجہ اختیار کیا لیکن جب ہمارے آقا و مولا سیدنا و سندنا برہانِ قاطع حضور نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی باری آئی تو آپ نے انتہائی مختصر الفاظ میں اپنا مافی الضمیر بلا خوف و خطر کسی قسم کی لگی لپٹی لگائے بغیر بیان فرمایا

"ضیاء الحق صاحب اگر آپ اخلاص کے ساتھ نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفاذ کا وعدہ کرتے ہیں تو بندہ اور بندہ کے متوسلین جان و مال سے آپ کے ساتھ ہیں لیکن اگر آپ محض سیاسی حمایت کے طلب گار ہیں تو ہم نہ صرف آپ کی سخت مخالفت کریں گے بلکہ آپ کے ہر مخالفِ دین اقدام میں مزاحم بھی ہوں گے۔"

واضح رہے کہ اس کانفرنس میں آپ نے اپنے خرچ پر شرکت فرمائی۔ نہ قصرِ صدارت سے پانی کا گھونٹ پیا اور نہ کسی قسم کا ٹی۔اے، ڈی۔اے اور آمد و رفت کا ٹکٹ وصول کیا۔ جبکہ شرکاء کی اکثریت نے ہوائی جہازوں کا واپسی کا ٹکٹ ٹی۔اے، ڈی۔اے بمعہ اعلیٰ ترین ہوٹلوں میں قیام و طعام کا خرچہ وصول کیا۔ یہ فقر و استغنا کی بے نظیر مثال ہے۔

تواضع و انکسار

حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کردار کا سب سے بڑا خاصہ آپ کی طبیعت

میں اخفا اور ضبط تھا۔عرفان کے بلند ترین مقام پر فائز ہونے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس قدر تواضع اور انکسار کا مظاہرہ فرمایا کہ کبھی دنیا پر اپنا صحیح مقام ظاہر نہ ہونے دیا۔ہمیشہ یہی فرماتے کہ ہم تو کچھ نہیں ہمارے بزرگ سب کچھ تھے۔ہر نو وارد کو یہی تاثر دیتے اور مجلس میں یا علیحدگی میں لوگوں کی الجھنوں اور پریشانیوں کے بارے میں عام بزرگوں کی طرح اس انداز میں کبھی نہیں فرمایا کہ جا ایسا ہو جائے گا یا ویسا ہو جائے گا کیونکہ یہ بھی اندرونی قوت اور مقام کے افشاء کرنے کے مترادف تھا۔طالبین کو شریعت مطہرہ کی پابندی کا حکم فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ اللہ خیر کرے۔یہاں تک کہ مریدین کے بیشتر کام حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باطنی توجہ اور برکت سے ہو جاتے تھے لیکن کام ہو جانے کے بعد اگر اس موضوع کو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے پیش کیا جاتا تو آپ گفتگو کا رخ بدل دیتے۔

حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادت تھی کہ اپنی ذات کے لیے کوئی اہتمام نہ فرماتے۔حالانکہ جب مریدین خدمت کے لیے خود تیار ہوں تو نفس چاہتا ہے کہ بلا قصد پیش آمدہ سہولیات سے فائدہ اٹھایا جائے،لیکن آپ کا اپنے نفس پر اس قدر قابو تھا کہ کبھی عادت کے طور پر بھی ان سہولتوں کو قبول نہ فرمایا۔جب بالکل ناگزیر ہو جاتا تو ضرورتاً استفادہ فرماتے۔مثلاً جب آپ کسی تبلیغی یا اشاعتِ دین کے لیے دورے پر تشریف لے جاتے یا واپس آتے تو کسی خاص سواری یا کار کے متمنی نہ ہوتے بلکہ جو انتظام اس وقت مہیا ہو جاتا اسی پر اکتفا کرتے اور کار پر اس وقت تک تشریف نہ رکھتے جب تک اس پر سوار ہونا ناگزیر نہ ہو جاتا۔آپ اکثر گھوڑی،تانگہ یا بس وغیرہ پر ہی سفر کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مریدین پر دانستہ یا نادانستہ کبھی مالی یا ذہنی بوجھ نہیں ڈالا اور نہ کبھی کسی مرید کی حیثیت سے فائدہ اٹھا کر ذاتی مفاد حاصل کیا۔حتیٰ کہ آپ نے حضور

شاہِ لاثانی قدس سرہٗ کے روضہ اقدس اور مسجد ضیائے لاثانی کی تعمیر کے لیے کبھی احباب سے تعاون کا سوال نہ کیا بلکہ اپنی گرہ سے کئی سالوں تک تعمیر جاری رکھ کر تکمیل فرمائی۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سادہ روی اور عجز وانکسار کے اظہار نے آپ کے مقام و مرتبہ کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا۔حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ہر بات کو اپنے پیرومرشد حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خیر و برکت قرار دیتے اور ہر وقت انہی کے فضائل و کرامات کا ذکر کرتے اور اپنی عاجزی وانکساری کا ذکر فرماتے۔کبھی اپنی عظمت و بزرگی کا دعویٰ نہیں فرمایا۔

شفقتِ عامہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز والد صاحب (حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ) ظہر کی نماز کے فوراً بعد اس فقیر کی طرف متوجہ ہوئے اور فی البدیہہ یہ دو اشعار پڑھے:

گر تو راہِ حق بخواہی اے پسر
خاطرِ کس را مرنجاں الحذر
در طریقت رکنِ اعظم رحمت است
این چنیں فرمودہ آں خیر البشر

(اے بیٹے! اگر تو حق کی راہ (راہِ سلوک) پر چلنا چاہتا ہے تو کسی کا دل کو رنجیدہ کرنے سے باز رہ۔راہِ سلوک کا رکنِ اعظم رحم کرنا ہے۔خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح ارشاد فرمایا ہے۔)

تصوف چونکہ سراپا اشتیاقِ الٰہی کا نام ہے، لہٰذا اس راہ پر چلنے والا اللہ تعالیٰ

ہی کو مقصد حیات بنالیتا ہے۔ اس کو اپنے قول و فعل اور عمل میں غرضیکہ ساری کائنات میں اسی کی ذات کی جلوہ نمائی دکھائی دیتی ہے۔ وہ ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق سمجھتا ہے اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق وہ سب انسانوں کو الخلق عیال اللہ کی نظر سے دیکھتا ہے۔

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہدیٰ کا
کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

اس لیے وہ کسی کو آزار نہیں پہنچاتا اور نہ اس سے کسی کو رنج اور تکلیف نہیں پہنچتی ہے۔ انسان تو انسان وہ تو حیوانات پر بھی رحم کھاتا ہے۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس شعر میں اس مضمون کو اس طرح سمو دیا ہے:

شنیدم کہ بندگانِ راہ خدا
دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ

(میں نے سنا ہے کہ راہِ خدا پر چلنے والے لوگ دشمنوں کی دل آزاری نہیں کرتے)

گویا صوفیاء کے نزدیک کسی کے دل کو دکھانا، اسے بلاوجہ رنج پہنچانا یا تکلیف دینا سب سے بڑا گناہ ہے اور اس کے مقابلے میں کسی کو خوش کرنا اور اس کی دلجوئی کرنا، اس کی خدمت کر کے دل موہ لینا سب سے بڑی عبادت اور عظیم نیکی ہے۔ اولیاء اللہ خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کے ساتھ ایمان و ایقان کے جس بلند مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں۔ اس میں ''محبت عامہ'' کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے اور کامل اولیاء اللہ ہمیشہ اس کے طالب رہتے ہیں کیونکہ محبت عامہ ہی آفاقیت اور احترامِ آدمیت کا ایک مؤثر ذریعہ اور مظہر بھی ہے۔

حضور قبلہ عالم نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی ''محبت عامہ'' کے پیش نظر متقدمین

اکابر صوفیاء کی طرح اس عہد کی عام روایت سے ہٹ کر راہِ اعتدال کو اپنایا۔

حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ انسانیت اور فقر کے اس مقام پر فائز تھے کہ آپ کے لیے ہر انسان واجب الاحترام تھا اور کسی شخص کو بھی نفرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ آپ کے نزدیک ظاہری شان و شوکت کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔

ایک دفعہ آپ تحصیل شکر گڑھ کے دیہی علاقوں میں تبلیغ و اشاعتِ دین کے لیے دورے پر تھے۔ بوعہ سے قبل نارووال شکر گڑھ روڈ کے کنارے ایک گاؤں میں رونق افروز تھے۔ دوپہر کا کھانا تناول فرمانے لگے تو ایک ننگ دھڑنگ خاک آلودہ جسم والا ملنگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے پاؤں اور گلے میں گھنگرو اور ٹل پہن رکھے تھے جبکہ زیب تن صرف مختصر سا کچھا تھا۔ اس نے سلام کیا تو قبلہ عالم نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حسبِ عادت مسکرا کر اس کے سلام کا جواب دیا اور اپنے ساتھ پہلو میں بٹھا لیا۔ کھانا آیا تو آپ اس کے برتن میں کھانا ڈالتے جاتے اور اس کا پیغام سنتے جاتے تو انتہائی خفیف آواز میں تھا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد آپ نے اپنا کرتا اور تہبند اسے عطا فرماتے ہوئے فرمایا اسے پہن لو۔ مسلمان کا ستر کھلا نہیں رہنا چاہیے۔ اس نے کپڑے لیے، غسل کیا اور آپ کے عطا کردہ کپڑے پہن لیے۔ گھنگرو اور ٹل اتار کر ایک تھیلے میں ڈال لیے اور ظہر کی نماز میں آپ کی اقتدا میں شرکت فرمائی۔ اس کے بعد وہ تین چار روز تک آپ کے ہمراہ رہا اور پھر رخصت لے کر چلا گیا۔ اس سے پوچھا جاتا کہ کہاں سے آئے ہو تو اتنا کہتا کہ کراچی سے آیا ہوں اور غازی عبداللہ کا پیغام لے کر حاضر ہوا تھا۔ مزید تفصیل پوچھنے پر خاموشی اختیار کر لیتا۔ مرحوم بشیر احمد نعت خواں اور محمد حسین نعت خواں اسے مذاق کرتے تو وہ تحمل کے ساتھ خاموشی اختیار کر لیتا۔ اس کے بعد وہ کبھی نظر نہیں آیا مگر آپ کی شانِ بصیرت اور احترامِ آدمیت کے اس جذبہ اور حسنِ سلوک کی نظیر نہیں ملتی۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ مجسم محبت تھے۔رحمۃ للعالمین حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کے کامل طور پر مظہر تھے۔جو ایک مرتبہ خدمت میں حاضر ہوتا محبت کا ایک دل آویز مجسمہ بن کر اس کے دل میں بیٹھ جاتے،پھر وہ کبھی آپ کے دامنِ شفقت سے نہ نکل سکا۔آپ نے جس کو ایک مرتبہ اپنا بنالیا،اس کی ہمیشہ دستگیری فرمائی۔لغزشیں معاف کیں،غلطیوں سے درگزر فرمایا اور اس کی خوبیوں کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا۔جو شخص جو استعداد لایا،آپ نے اس کی استعداد کو ٹھکانے لگایا۔غریبوں کے ہمدرد،فقیروں کے ملجاو ماویٰ،درویشوں کی جائے پناہ اور بوریا نشین بادشاہ کو دنیا نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے یاد کرتی ہے۔سادگی ایسی دل کش کہ اس سادگی پر ہزاروں تکلف قربان،فقر اتنا بلند اور ہمہ گیر کہ ہر آنے والا اپنے فقر کا حصہ لے کے جاتا ہے،سنت خیر الوراء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بے مثل مجسمہ،فقر و تصوف میں اپنے وقت کا جنید و بایزید۔

محبت اور شفقت کا یہ عالم تھا کہ تمام مریدین یہی سمجھتے رہے کہ جتنی شفقت مجھ پر ہے شاید ہی کسی دوسرے پر ہو اور ہر ایک راز دار اور اس کی ظاہری اور باطنی حالت سے پوری طرح واقف۔اس کے گھر کے واقعات،اس کی گزران،اس کے دوست و دشمن،اس کی آمدنی اور خرچ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظروں میں ہوتا تھا اور سب کے سب دعا میں شامل ہوتے تھے۔اکثر کی تنگی و پریشانی کی حالت بدلتے دیکھی۔

ریا کاری سے پرہیز

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو تکلف،ریا اور نمود و نمائش سے سخت نفرت تھی۔جیسے آپ کی ذات خود سراپا اخلاص اور حقیقت پسند تھی،ویسے ہی اخلاص اور حقیقت پسندی کی قدر کرتے تھے اور ریا کاری کی حوصلہ شکنی فرماتے تھے۔حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ ظاہری

شان وشوکت اور نمود ونمائش سے کوسوں دور بھاگتے تھے۔ بازار یا سڑک پر اگر چلنا پڑ جائے تو احباب کو فرماتے کہ اکٹھے ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے نہ چلیں بلکہ الگ الگ چلیں۔

سفر پر روانہ ہوتے تو ہمراہیوں کو پہلے روانہ فرما دیتے۔ خود اکیلے بس کے اڈہ پر پہنچتے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سفر پر روانہ ہوتے یا لوٹتے تو کسی خاص سواری یا کار وغیرہ کے اہتمام کے متمنی نہ ہوتے بلکہ سفر کا جو اہتمام سردست مہیا ہوتا اس پر اکتفا کرتے۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کسی کی دل شکنی پسند نہ فرماتے بلکہ دوسروں کی دلجوئی کی خاطر خود جسمانی اور ذہنی کوفت برداشت فرمالیتے۔

لباس کی سادگی اور گفتگو میں اخلاص اور دل نوازی کے ساتھ ساتھ آپ کی مجلس بھی ریاکاری اور نمود ونمائش سے پاک ہوتی تھی۔ ہر چھوٹے بڑے شخص کی آپ تک رسائی تھی۔ نہ کوئی محافظ نہ کوئی دربان۔ اکثر بزرگانِ دین کے ہاں انتظامات دیکھے ہیں کہ بغیر اجازت باریابی مشکل ہو جاتی ہے لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس دعوتِ عام ہوا کرتی تھی۔ اگر کسی مخلص نے حضور قبلہ عالم کی پیرانہ سالی اور کمزوری کے پیشِ نظر ملاقات کے اوقات مقرر کرنے کی کوئی کوشش کی بھی تو حضور رحمۃ اللہ علیہ کے جذبہ ایثار و قربانی اور لوگوں کے وفورِ شوق نے کبھی اس تدبیر کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچنے دیا۔

میانہ روی

میانہ روی، اعتدال اور تحمل و بردباری آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت کی خاص خوبیاں تھیں۔ اگر کوئی آپ کے سامنے بلا تکلف گفتگو کرنے کا مرتکب ہوتا تو آپ نہایت خندہ پیشانی سے اس کی بات سنتے اور ایک لمحہ کے لیے بھی تحمل کا دامن نہ چھوڑتے۔ یہاں تک کہ صریحاً غلط دلائل دینے والے کے ساتھ بھی بڑی نرمی اور

شفقت سے پیش آتے۔

حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ہر طبقے اور ہر فرقے کے علماء سے اچھا سلوک فرماتے۔ان کی عزت افزائی فرماتے۔باوجود اس کے کہ بعض اختلافی مسائل کو پسند نہ فرماتے لیکن ان کے عالم دین ہونے کی وجہ سے قدر فرماتے۔چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ہر طبقے کے علماء کو آپ رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت تھی۔

پروفیسر محمد طفیل سالک،شعبہ فلسفہ گورنمنٹ کالج،لاہور بیان فرماتے ہیں:

حقیقت یہ ہے کہ حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تواضع وانکساری نے بے حد متاثر کیا۔میں نے ایک مرتبہ خود علی پور سیّداں شریف جا کر آپ کو کھیتوں میں کام کرتے دیکھا۔آپ کو اس کام سے اتنا شغف تھا کہ بیمار ہونے کے باوجود بھی کھیتوں میں جاتے۔ایک دفعہ پاؤں کے شدید درد میں مبتلا تھے۔کچھ افاقہ ہوا تو کھیتوں میں تشریف لے جانے لگے۔عرض کیا گیا حضور! راستے میں پانی ہے کہیں گھوڑی پھسل نہ جائے اور پاؤں میں درد پھر شدت اختیار کر جائے لہٰذا آپ تشریف رکھیے۔اس خدمت کے لئے غلام حاضر ہیں اور نگرانی کے لئے صاحبزادہ صاحب ہی کافی ہیں۔مگر آپ پھر بھی تشریف لے گئے اور فرمایا میرے لئے تو دو روٹیاں ہی کافی ہیں یہ سارا اہتمام تو مخلوق خدا کی خاطر ہے۔

(مجلہ ماہنامہ انوارِ لاثانی اکتوبر ۱۹۸۷ء)

حضور سیّد نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت تصنع،بناوٹ اور ریا سے بالکل پاک تھی۔آپ نے کبھی بھی شاہانہ لباس کو پسند نہ فرمایا۔کوئی دیکھنے والا آپ کی شخصیت کے اس پہلو سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔آپ دربار شریف میں درویشوں اور مہمانوں کو کھانا کھلاتے وقت کچھ دور بیٹھ کر خود نگرانی فرماتے اور آپ کے دستر خوان کا خاصہ یہ تھا کہ امیر و غریب سب کو ایک ہی قسم کا کھانا پیش کیا جاتا۔دستر خوان پر جب

سب حاضرین کو کھانا مل جاتا تو بسم اللہ شریف پڑھ کر کھانا شروع کرنے کا حکم ہوتا۔ کھانا کھانے کے بعد سب حاضرین کو اپنے ہاتھ اور اپنے برتن بھی دھونے کا حکم تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تمام مہمانوں اور درویشوں کے کھانا کھالینے کے بعد خود کھانا تناول فرماتے۔کبھی یہ بھی ہوتا کہ گرمی کے موسم میں دستر خوان کے قریب ہی چارپائی پر جلوہ افروز ہیں اور کھانا کھانے والوں اور کھلانے والوں کی نگرانی فرمار ہے ہیں۔آپ کے دستر خوان پر موجود تمام حاضرین کی نشست سنت نبوی کے مطابق ہی ہوتی تھی۔آپ کے دستر خوان پر ایک مؤدبانہ قسم کا ماحول ہوتا۔حاضرین نہ تو زیادہ خوش گپیاں کرتے اور نہ ہی سرگوشیاں کی جاتیں۔دربار شریف میں بالعموم مہمانوں کی آمدورفت رہتی اور کھانا بھی تیار ہی رہتا تھا۔کبھی ایسا نہ ہوا کہ آپ کے خوان کرم پر کوئی بھوکا آیا اور ویسے ہی چلا گیا بلکہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لاثانی دستر خوان ہر وقت ہر کسی کے لئے کھلا رہتا۔جب کوئی مہمان مٹھائی یا پھل وغیرہ لے کر دربار شریف آتا تو آپ حاضرین میں تقسیم فرمادیتے۔

خوان کرم ہے آپ کا ہر دم بچھا ہوا
کیا خوب مہربان ہیں سیّد علی حسین

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت جلال اور جمال کا حسین امتزاج تھی۔آپ اپنے متوسلین سے انتہائی پیار و محبت فرماتے۔کئی حاجتمند سوالی بن کر آئے تو آپ نے انہیں اپنے دامن پناہ میں لے کر ایسی خصوصی توجہ اور مہربانی سے نوازا کہ ان کو اپنے عزیز و اقارب یاد نہ رہے اور وہ آپ کے در کے ہی غلام بن گئے تھے۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ کا مظہر اور عملی نمونہ تھے۔آپ اپنے شیخ کامل و جدِ اعلیٰ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی لاثانی صفات کا کامل مظہر تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس روحانی مقام اور منصب ولایت کو دیکھ کر حضرت

غزالی زماں علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کمال حسن اخلاق میں اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیْہِ (بیٹا باپ کی نشانی ہے) کا مصداق ہیں۔ گویا کہ کَاَنَّہٗ ھُوَ (جیسے یہ وہی ہیں) تھے۔ جو آپ کے مرشد و مربی ہیں۔

آپ نے اپنی زندگی میں عوام کے عقیدے و عمل کی اصلاح کے لئے کئی ملک گیر دورے کیے۔ ان دوروں میں علمائے کرام کی ایک جماعت آپ کے ساتھ ہوتی۔ آپ عوام الناس کے عقائد کی تصحیح فرماتے، تبلیغ اصلاح معاشرہ، تعمیر مساجد و مدارس کی طرف خصوصی توجہ دیتے۔ آپ نے زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین حق کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ تمام عمر خدا تعالیٰ جل شانہ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لو لگائے رکھی اور انہی کی رضا کو ہر قول و عمل کا قبلہ بنائے رکھا۔ بغض و کینہ، حسد، ریا، نمود سے سخت اجتناب تھا لہٰذا رب کریم جل شانہٗ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے آپ کی حیات طیبہ کو خیر و برکت کا سرچشمہ بنا دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی ہستیاں کہیں صدیوں کے بعد منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی ہیں (مجلّہ انوار لاثانی)

پیکرِ رحمت

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ: میرے رحم دل امتیوں سے (اللہ تعالیٰ کا) فضل مانگو۔ ان کے دامن میں آرام سے رہو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔ (طبرانی شریف)

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پاک کا عملی نمونہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عفو و درگزر، حلم و بردباری، عفت و حیاء، صبر و استقلال ایثار اور مہمان نوازی جیسے اخلاق عالیہ سے متصف تھے۔ سخاوت و ایثار کے جذبے سے سرشار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایتی پیر تھے نہ روایتی گدی نشین۔ بلکہ اپنے جداعلیٰ حضور شاہِ

لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات کے صحیح معنوں میں سچے امین اور قاسم الفیوضات تھے۔ یہی وہ اعلیٰ اقدار تھیں جن کی بدولت آپ علی پور سیّداں شریف کی پہچان بن چکے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ انتہائی رقیق القلب اور پیکر رحمت ورأفت تھے۔ بے شمار لوگوں کی پوشیدہ طور پر امداد فرماتے تھے۔ کتنے ہی خاندان تھے جن کی خفیہ امداد آخری دم تک فرماتے رہے۔ کئی دینی مدارس تھے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں پروان چڑھے۔ الغرض جو بھی آپ کے دامن سے وابستہ ہوا آپ نے اپنی مہربانیوں کا رخ اس کی طرف موڑ دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا ہر چاہنے والا سمجھتا ہے کہ آپ کی نظر عنایت خصوصی طور پر اُسی کی طرف تھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دریائے کرم سے اپنے بیگانے، دوست، دشمن سبھی سیراب ہوئے۔ آپ اعلانیہ سخاوت کی بجائے خفیہ طور پر سائلین کو نوازتے۔ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح راتوں کو پوشیدہ طور پر لوگوں کی ضروریات پوری فرماتے۔ علی پور شریف میں کسی غریب کا کوئی جانور مر جاتا تو ضرورت کے مطابق گائے یا بھینس اس کے گھر بھیج دیتے۔ آپ کے مخالفین بھی بیمار ہوتے تو ان کے علاج معالجے کے لئے سینکڑوں نہیں ہزاروں روپے تک خطیر رقم عطا فرما دیتے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا کہ ضرورت مند کو اپنی ضرورت کا احساس بھی نہ ہوتا تھا مگر آپ کی چشم بصیرت تمام اندازے خود لگا لیتی اور محتاج کا دامن بھر دیتی۔ جن دیہاتوں میں مساجد نہ تھیں آپ نے ضرورت و اہمیت کے پیش نظر بنفس نفیس قیام کر کے مساجد تعمیر کروائیں، دینی مدارس کی طرف بھی آپ کی خصوصی نظر کرم تھی چنانچہ متعدد درس گاہوں میں آپ خطیر رقوم بھیجتے۔ آپ نے جامعہ انوارِ لاثانی کے قیام کا باقاعدہ اعلان فرمایا تو طلباء دربار شریف پہنچنا شروع ہو گئے۔ آپ نے ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے بیرونی طلباء کے قیام وطعام کا خصوصی بندوبست فرمایا۔ طلباء کے لئے چارپائیاں، کپڑے، صابن وتیل

وغیرہ کا اہتمام بھی فرمایا۔

جانوروں پر شفقت

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ انسانوں کے علاوہ جانوروں کے ساتھ بھی انتہائی شفقت اور محبت فرماتے تھے۔ ان کی خوراک و آرام کا خصوصی خیال رکھتے اور موسمی اثرات اور گرمی سردی سے ان کو بچانے کے انتظامات کرتے۔

آپ نے جانوروں کو نہلانے اور پانی پلانے کے لئے ایک وسیع حوض تیار کروایا اور اہل علاقہ کو بھی اپنے جانوروں کو وہاں سے پانی پلانے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

ایک مرتبہ رات کو دربار شریف سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ ہمسایوں کی بھینس اپنے بچے سمیت گوبر میں لتھڑی ہوئی تھی اور مچھروں کی یلغاران پر ہو رہی تھی۔ آپ نے اس کے مالک کو بلا کر فرمایا میری بات کا تم پر اثر تو نہیں ہوتا، تاہم ان جانوروں پر رحم کھاؤ اور کہیں باہر کھلی ہوا میں باندھو۔

(از مجلہ انوارِ لاثانی، اکتوبر ۱۹۸۷ء)

اتباع و اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ.

(آل عمران:۳۱)

ترجمہ: اے محبوب آپ فرمادیں (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت فرمائے گا۔

دوسری جگہ فرمایا:

اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ. (النساء:۵۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول پاک کی اطاعت کرو۔

ایک اور جگہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ. (النساء:۸۰)

ترجمہ: جو رسول پاک کی اطاعت کرتا ہے یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کر لی۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت وخوشنودی حاصل کرنے کیلئے اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ضروری ہے اور اس کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واتباع لازم ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد اللہ تعالیٰ کے احکام ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین اور سنتوں کے مطابق عمل کرنا ہی دین ہے۔یہی اصل میں محبت اور عقیدت ہے۔سلف صالحین نے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شریعت مطہرہ کی مقدور بھر پابندی کی اور اسی طریقہ کو پھیلایا۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی زندگی بھر شریعت مطہرہ کی پابندی اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشاعت وترویج میں حتی الوسع کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت خوشی، محبت اور شوق سے کیا کرو۔علمائے کرام سے مسائل شرعیہ سیکھتے رہو۔علم کی باتیں سمجھو اور ان پر عمل کرنے کی پوری کوشش کرو۔شریعت مطہرہ کی پوری اتباع کرو ایسا نہ ہو کہ بعض احکام پر عمل کر لیا اور بعض چھوڑ دیئے۔اکثر پریشان حال سائلین کو فرماتے کہ نماز روزہ کی پابندی کرو اللہ تعالیٰ تمہارے کام درست کر دے گا۔جو لوگ پابندی شروع کر دیتے وہ نہ صرف برکت حاصل کرتے بلکہ کامیاب زندگی گزارتے۔

جب حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حج کے لئے تشریف لے گئے تو مدینہ منورہ سے

مکہ مکرمہ کی طرف جاتے ہوئے تقریباً تمام حاجیوں نے مدینہ شریف سے ہی عمرہ کے احرام باندھ لیے مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سنت مطہرہ کی کمال اتباع کو مدنظر رکھتے ہوئے مدینہ سے کچھ فاصلے پر بئر علی کے مقام پر جا کر غسل فرمایا اور احرام باندھا۔یہ امر کمال محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اتباع کی وجہ سے تھا حالانکہ مدینہ منورہ سے ہی احرام باندھ لینا جائز ہے مگر عزیمت پر عمل کرنا آپ کا معمول تھا۔اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے عاشقوں کی خاک پا کے طفیل ہمیں بھی عشق حقیقی کے بحرِ بے کراں سے کوئی قطرہ نصیب فرمادے اور دونوں جہاں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و غلامی سے سرخرو فرمائے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اُمت کی راہبری وراہنمائی کے لئے مخصوص بندوں کو چن لیتا ہے اور ان پر رب کریم کا فضل وکرم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر رحمت ہر وقت رہتی ہے۔یہ لوگ کسی حال میں بھی اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن نہیں چھوڑتے۔ ان کی زندگیاں ہر طرح کے تضاد سے پاک ہوتی ہیں۔حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی ایسے ہی ولیء کامل تھے جنہیں زندگی کے ہر قدم پر تائید ایزدی اپنے کرم خاص سے نوازتی رہی۔آپ کی حیات پاک کا ایک ایک لمحہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مطابق ہوتا تھا۔آپ زیادہ لمبی چوڑی گفتگو کے عادی نہ تھے۔بلکہ ہمیشہ جامع اور مختصر گفتگو کرنے کے عادی تھے۔آپ خاموشی سے ہی گم گشتگان راہ کو ہدایت کے نور سے فیض یاب کر دیتے تھے۔آپ حقیقتاً سیرت وصورت میں حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مشابہت کی وجہ سے نقش لاثانی کہلانے کے صحیح معنوں میں مستحق تھے۔

☆ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفائی کو نصف ایمان قرار دے کر اس کی تلقین فرمائی اس سنت مطہرہ کے مطابق حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روزانہ غسل فرماتے بالوں میں تیل لگاتے اور کنگھی کرتے۔

☆ روزانہ مسواک کرنے کی سنت پر ہمیشہ عمل فرماتے رہے۔

☆ آپ کی داڑھی (ریش) مبارک قدرتی طور پر سنت کے مطابق رہتی۔ اسے کبھی ترشوانے کی حاجت نہ ہوتی۔

☆ سر کے بال گھنگھریالے تھے جنہیں آپ نے پٹے کی صورت رکھا ہوا تھا۔ ہمیشہ سنت مطہرہ کے مطابق بالوں کی مناسب تراش خراش کا خیال رکھتے۔ لمبے ہو جاتے تو کنگھی کرنے پر شانوں تک پہنچ جاتے۔ اس طرح بالوں کی درازی سے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل ہوتا تھا۔ اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلکش ادائے محبوبی کا یہ انداز صاحبان نظر کو والہانہ عقیدت سے تڑپا جاتا۔

☆ ہفتہ میں ایک دفعہ بالخصوص جمعرات کو حجامت بنواتے۔ منگل اور بدھ کے دن حجامت نہ بنواتے۔

☆ ناخنوں کی تراش میں سنت کے مطابق ترتیب قائم رکھتے۔

☆ حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے مرد کا جسم ناف سے گھٹنوں تک ڈھانپنا فرض ہے کبھی کسی نے آپ کو اس کے خلاف نہ پایا۔ حتیٰ کہ غسل کرتے وقت بھی آپ اس کا التزام فرماتے۔ آپ نے کبھی تہبند کے بغیر غسل نہیں کیا۔

☆ آپ نے غسل خانہ، حوض، چوبچہ، نہر، کنویں یا نلکے کے نیچے جہاں بھی غسل فرمایا کبھی سنت مطہرہ کی خلاف ورزی نہیں کی۔

☆ کھانا کھاتے وقت خصوصی طور پر سنن کریمہ کو ملحوظ خاطر رکھا۔ صاحب خانہ (میزبان) ہاتھ دھلواتے، کھانے سے پہلے ہاتھ دھوتے تو گیلے ہی رہنے دیتے اور کھانا کھانے کے بعد صابن سے ہاتھ دھوتے تو صاف تولیے یا کپڑے سے پونچھتے تھے۔

☆ طعام سے پہلے اہتمام کے ساتھ بسم اللہ الرحمن الرحیم قدرے بلند آواز سے پڑھتے اور کھانا کھا لینے کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے

☆ جب تک سب احباب اور شرکاءِ طعام کے سامنے کھانا نہ رکھا جاتا خود شروع نہ فرماتے۔ جب میزبان کی طرف سے سب کو اجازت ہوتی تب خود شروع فرماتے۔

☆ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق کسی کھانے پر ناپسندیدگی کا اظہار نہ فرماتے۔ جو پسند اور حسب طبع ہوتا تناول فرما لیتے اور طبیعت کے مطابق نہ ہوتا تو چھوڑ دیتے۔

☆ مرغن اور پر تکلف کھانوں کی نسبت سادہ غذا کو پسند فرماتے۔ تاہم سنت مطہرہ کی پیروی میں کبھی کبھی مرغن غذا استعمال فرما لیتے تھے۔

☆ آپ دوران سفر بھی اتباع سنت کے تمام تقاضے پورے فرماتے تھے۔

☆ سفر کے لئے، دن، وقت، کیفیت وغیرہ سنت کے مطابق ہوتی۔

☆ گھڑ سواری آپ کا پسندیدہ ذریعہ سفر تھا۔

☆ بوقت ضرورت موٹر کار و بس وغیرہ میں بھی سفر فرماتے مگر یہاں بھی شریعت کی اجازت اور سنت کی پیروی ملحوظ خاطر رہتی۔

☆ نہایت مختصر، پر مغز اور حقیقت و صداقت پر مبنی گفتگو فرماتے۔ آپ کی گفتگو حدیث مبارکہ خَیْرُ الْکَلَامِ مَاقَلَّ وَدَلَّ. (اچھا کلام وہ ہے جو جامع اور مختصر ہو) کے مصداق ہوتی۔ طویل اور پر فریب گفتگو کو ناپسند فرماتے۔

☆ غیر ضروری اور غیر مفید گفتگو پر خاموشی کو ترجیح دیتے۔ بلکہ خاموشی کو افضل ترین عبادت قرار دیتے اور فرمایا کرتے کہ بلا ضرورت اور بلا حکمت گفتگو طریقت کے منافی اور معصیت کے قریب ہے۔

☆ آپ ہمیشہ مخاطب کی طرف پورے چہرہ سے متوجہ ہوتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری حیات طیبہ میں کبھی کسی کو ترچھی یا ٹیڑھی نگاہ سے نہیں دیکھا۔

☆ ریا، نمود اور ہجوم سے نفرت کرتے۔ نیک نیتی خلوص اور تنہائی کو پسند فرماتے۔

☆ سادہ طبع، سادہ مزاج افراد کو پسند فرماتے اور اُن سے خوش دلی سے ملتے۔ سنت کے مطابق ان کے ساتھ خوش طبعی سے گفتگو میں شریک ہوتے۔

☆ دربار شریف پر بے پردہ، فیشن ایبل اور آزاد منش خواتین کی آمد کو سخت ناپسند فرماتے۔ایسی خواتین کو حسب موقع مناسب انداز سے سخت تنبیہ کرتے۔احکام شریعت اور آداب سنت سے آگاہ فرماتے۔اسی طرح محرم کے بغیر آنے والی خواتین کو سخت تنبیہ فرماتے۔

☆ خواتین کو نماز ادا کرنے کی تاکید، خاوند کی خدمت اور اولاد کی پرورش کے سلسلہ میں نہایت سنجیدہ اور پراثر ہدایت فرماتے۔

☆ آپ نے کبھی عقیدت مند خواتین کو قریب آنے یا جسم مبارک کو چھونے کا موقع نہیں دیا تاہم آپ کی مزاج شناس خواتین محض چادر مبارک کو بوسہ دینے پر اکتفا کرتی تھیں۔

☆ آپ کا ذریعہ معاش زمینداری تھا۔ ہر دور میں وقت کے تقاضوں کے مطابق آلاتِ زمینداری بیل، ہل ٹریکٹر، ٹرالی تھریشر وغیرہ استعمال فرماتے تھے۔

☆ آپ اپنے مویشیوں کو ہمیشہ تازہ پانی (کنویں یا نلکا سے نکالا ہوا) پلاتے اور فرماتے کہ پلید اور نجس پانی مویشیوں کو پلانا جائز نہیں۔خصوصاً بھینسوں اور گائے کو پلانا سخت منع فرماتے تاکہ ان سے حاصل ہونے والا دودھ کامل پاکیزہ اجزاء سے تیار شدہ ہو اور ناجائز کی ملاوٹ سے پاک ہو۔

☆ نماز تہجد اکثر صبح صادق سے ایک گھنٹہ پہلے ادا کرتے اور اس کے بعد زائرین اور خصوصی مقربین کو باریابی کی اجازت ہوتی جو اس مبارک موقع پر اپنی اپنی حاجات و ضروریات کے لئے دعا، توجہ اور شفقت کے ملتجی ہوتے اور بہرہ ور ہو کر لوٹتے۔

☆ نماز باجماعت کی ادائیگی کا اہتمام فرماتے اور دوسروں کو بھی حتی الامکان جماعت کو ترک نہ کرنے کی تلقین کرتے۔ کیونکہ جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔

☆ نماز فجر اور عصر ادا کرنے کے بعد مکمل خاموشی آپ کا معمول تھا۔ ان اوقات میں بلاوجہ گفتگو کرنے والوں کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے۔

☆ جب کسی کو بیعت فرماتے تو نماز کی پابندی، والدین کی خدمت، حلال کمائی، راست گوئی، تہجد، مراقبہ، درود شریف کی پابندی کی خصوصی ہدایت اور تاکید فرماتے۔

☆ اکثر و بیشتر آپ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور دیگر عبادات و اعمال صالحہ کی حکمتیں دینی و دنیوی مصلحتیں اور فوائد و برکات بیان فرماتے۔ خدمت میں حاضر ہونے والوں سے نماز کے بارے میں پوچھتے۔ پڑھنے والوں سے خوش ہوتے اور نہ پڑھنے والوں کو کبھی نرمی اور کبھی سختی سے نماز کی تاکید فرماتے۔

حُبّ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ (البقرۃ:۱۶۵) اور ایمان والے سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں۔ گویا جس قدر کسی کا ایمان پختہ ہوگا اسی قدر اس کی اللہ تعالیٰ سے محبت بھی زیادہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے محبت اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سچی محبت ہی اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ قرآن مجید میں ہے اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ (الاحزاب:٦) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مومنوں کو اپنی جانوں سے زیادہ عزیز ہیں/ مؤمنوں کی جانوں کے مالک ہیں۔ یعنی اپنی جانوں سے زیادہ حق ان پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے اور رسول عالی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا لَا یُؤْمِنُ

اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (بخاری، جلد اوّل، کتاب الایمان) تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اسے اس کی اولاد اس کے والدین اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ یعنی ہر چیز سے زیادہ محبوب، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وجل وعلا کو سمجھے تو ایمان والا ہوسکتا ہے۔

آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ سے ظاہر ہے کہ ایمان کی بنیاد اور اسلام کی حقیقت محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔ محبت کی یہ دولت خداداد جس کے پاس جتنی ہے اسی قدر اس کا ایمان پختہ ہے اور اسے خدا کا قرب حاصل ہے۔ علامہ اقبال اسی حقیقت کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مغزِ قرآں، روحِ ایماں، جانِ دین
ہست حُبِّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

صحابہ کرام، بزرگانِ دین، سلف صالحین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت ایمان کی روح ہے۔ حضور نقش لاثانی پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت ہر محبت پر حاوی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کامل محبت اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے اور جب دعا کریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت کی دعا کریں کہ یہی اصل دولت ہے۔

رسول اللہ کی اُلفت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے اعلیٰ ہے

حقیقی محبت کسی کو دل سے چاہنا، پسند کرنا اور اپنے ظاہر و باطن کو اس کے رنگ میں رنگ دینا ہے۔ گویا محبت کا تقاضا ہے کہ محبّ اپنی ذات کی نفی کر کے اپنے آپ کو محبوب کی ذات میں فنا کردے۔ محبت دل کی کیفیت و جذبہ ہے اور بعض

نشانیوں سے اس کیفیت کا خود بخود اظہار ہوتا ہے۔

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے

دہر میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجالا کردے

ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محبوب پروردگار اور معلم انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔ مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس (محبوب) کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ گویا محبت کی اہم نشانی محبوب کے ذکر کی کثرت ہے۔ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے لئے شرط ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو تو لازماً درود شریف پڑھا جائے۔ درود شریف نہ پڑھنا خسارے کا سبب ہے۔ گویا کثرت سے صلوٰۃ وسلام بحضور سیّد خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کرنا کثرت ذکر ہے، محبت کی نشانی اور ایمان کی شرط ہے اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے کہ اے ایمان والو! اس محبوب پر درود وسلام تاکید سے بھیجو۔ اور آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کئی احادیث مبارکہ سے درود وسلام کے فضائل ثابت ہیں۔ جیسے درود وسلام پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود وسلام بھیجتے ہیں۔ اس کی حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔ اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ درجات بلند کیے جاتے ہیں۔ قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ذکر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص انس اور شغف تھا۔ آپ اس نورانی ذکر کو نہایت ذوق اور شوق سے سنا کرتے تھے۔ جب کبھی آپ پر محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلبہ ہوتا تو آپ بیخود ہو جاتے۔ علماء کرام شان رسالت اور مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیان کرتے تو آپ کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ کبھی

نعت شریف کی صورت میں ذکر حبیب سماعت فرماتے۔ختم شریف میں درود شریف پڑھاتے اور اکثر محافل صلوٰۃ وسلام پر ختم کرواتے اور ذکر پاک اور درود وسلام کے وقت نہایت ادب واحترام اور عقیدت ومحبت کے جذبے سے سرشار ہوتے۔

محبوب کو بے عیب ماننا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے "کسی چیز کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کردیتی ہے"۔یعنی جس سے تجھے محبت ہوگی اس کا عیب تجھے نظر نہ آئے گا اور اس کے خلاف بات نہ سنے گا۔گویا محبت کی ایک نشانی یہ ہے کہ محبوب کو بے عیب مانا جائے اور جس محبوب کو خود خالق نے محبت سے بنایا ہو اور اس کے ساتھ محبت کرنے کا حکم دیا ہو اس بے عیب محبوب میں نقص تلاش کرنا اور خامیاں ڈھونڈنا بُرے ذہن کا کام ہے۔ وہ محبوب تو باکمال ولاجواب ہے جس کے بارے میں اعلیٰ حضرت نے یوں عرض کیا۔

وہ کمال حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دُور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا چمنستان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیاوی بہار و خزاں سے کوئی تعلق نہیں۔اپنا گھر سدا بہار گھر میں بنانا چاہیے اور فرمایا جن لوگوں کو حبِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں چون وچرا ہے ان سے دور رہو۔ان کی گفتگو تک نہ سنو کہ یہ ایمان برباد کردیتے ہیں۔

توقیر و تعظیم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اصل ایمان ہے اور محبت کی ایک اہم شرط محبوب کا ادب واحترام ہے اور محبوب کے ادب کے بارے میں خالق کائنات نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپس میں ایک دوسرے کی طرح نہ پکارو اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر سے

باہر تشریف لانے کا انتظار کرو ورنہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے سب اعمال ضائع کر دیئے جائیں۔یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی سخت ناپسند ہے۔

خموش اے دل بھری محفل میں چلّانا نہیں اچھا

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال شریف سے تقریباً ۲۰ روز قبل ناچیز (بشیر احمد مجددی) حاضر خدمت تھا۔آپ کی خدمت میں ایک صاحب آئے جو آپ کے غلام تھے اور عرض کی حضور! آپ نے درود شریف ہزارہ پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ لفظ "سیّدنا" کا فرمایا تھا مگر کتاب میں یہ لفظ موجود نہیں۔تو حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اسم مبارک کے ساتھ سیّدنا کا لفظ لکھنا اور بولنا تقاضائے ادب ہے۔اسی دوران میں (بشیر احمد مجددی) نے عرض کی کہ یہ سیّدنا کا لفظ تو نماز کے اندر بھی درود شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ لگانا چاہیئے کہ ادب اور محبت کا تقاضا یہی ہے اور علمائے حق نے اسے مستحب لکھا ہے۔اس پر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا جزاک اللہ بالکل ٹھیک ہے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ درود و سلام ادب،انکسار اور محبت سے پڑھنا چاہیئے۔

حب اہل بیت وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم

محبت کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ محبوب سے متعلق ہر چیز سے محبت ہو۔اس کے گھر،شہر،اس کے دوستوں،گھر والوں اور اولاد،غرض ہر اس چیز سے پیار کرے جو محبوب کو پیاری ہے اور ہر اس چیز سے نفرت کرے جس سے محبوب کو نفرت ہے۔اس ضمن میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے صحابہ

ستاروں کی مانند ہیں۔تم ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔گویا سب ہی مینارۂ نور، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منظورِ نظر، اور سچے عاشق ہیں۔ان کی اقتداء کا حکم اسی لئے دیا گیا ہے کہ ان سے محبت کریں اور ان سے محبت کرنا سیکھیں کہ انہوں نے کس طرح اپنی ہر چیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کی اور جانوں کے نذرانے بھی پیش کئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اس لئے کہ اس نے تمہیں نعمتیں عطا فرمائیں اور میرے ساتھ محبت کرو اس لئے کہ میری محبت اللہ جل شانہ سے محبت کا ذریعہ ہے اور میرے اہل بیت سے محبت کرو کہ ان کی محبت میری محبت کا ذریعہ ہے۔گویا اہل بیت اطہار کی محبت بھی ایمان کا جزو ہے۔اگر صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے ساتھ محبت نہیں تو پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بھی محبت کامل نہیں۔اگر یہ نہیں تو ایمان بھی نہیں۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت کی وجہ سے مسجد ضیائے لاثانی میں ایسے شعر لکھوائے جن میں صحابہ کرام کے فضائل ہیں۔اہل بیت اطہار سے عقیدت کی وجہ سے مسجد کے محراب میں پنجتن پاک کے اسمائے گرامی لکھوائے۔

اندازِ تربیت

آپ اپنے مریدوں کے ظاہری و باطنی احوال سے خوب واقف تھے۔آپ ایک مربی و محسن کی طرح اپنی نگاہِ کیمیا اثر سے زنگ آلود دلوں کو عشق الٰہی کے رنگ میں رنگ دیتے تھے۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نام نہاد پیروں اور طریقت کے خودساختہ طریقوں کے خلاف شمشیر بے نیام تھے۔کوئی بڑے سے بڑا ظاہر دار عالم یا مفکر آپ کے سامنے

دم نہ مار سکتا تھا۔کوئی بڑے سے بڑا نفس پرست پیر آپ کے سامنے گردن نہ اُٹھا سکتا تھا۔آپ ان تمام نفسانی بیماریوں سے اپنے غلاموں کو بچنے کی تلقین فرماتے جو تقویٰ و طہارت، زہد و ورع کے لئے مانع ہوتی ہیں۔آپ آفتاب ولایت اور ماہر امراض روحانی تھے۔آپ کو انسان کے حقیقی اور باطنی روگ کا پتہ چل جاتا تھا۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خوراک نہایت سادہ اور قلیل ہوتی تھی۔شہر سیالکوٹ کے نامور شاعر و ڈاکٹر قمر تابش نے اپنے مشہور چورن برائے ہاضمہ کا پیکٹ آپ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ حضور! یہ بدہضمی کے لئے نہایت مفید ہے۔تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسکرا کر جواب میں فرمایا مجھے کبھی ایسی چیز کی ضرورت نہیں پڑی۔ چونکہ آپ ڈاکٹر صاحب موصوف کی دلی محبت اور خلوص کو سمجھ رہے تھے۔آپ نے سارا پیکٹ حاضرین مجلس میں تقسیم فرما دیا۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ کم کھانا، کم سونا، کم بولنا کی عملی تفسیر تھی۔آپ کی زندگی کا ایک ایک سانس رب کریم کی یاد اور بندگی میں گذرتا تھا۔

آپ اپنے متوسلین کی روحانی تربیت عام گفتگو کے انداز میں ہی فرما دیتے تھے۔حسب ضرورت کسی کو جمالی انداز میں سمجھا دیتے اور کسی کو جلالی انداز میں سمجھا دیتے۔درحقیقت اس انداز میں بھی حکمت ہوتی۔بعض لوگ ایسے بھی دیکھے گئے جنہیں ایک بار جھڑکا تو ان کے انداز ہی بدل گئے اور وہ راہ حق پر گامزن ہو گئے۔

ڈاکٹر محمد یٰسین شکر گڑھی کا بیان ہے کہ جون 1974ء میں میرا تبادلہ حافظ آباد سے نارووال ہو گیا۔میرا چھوٹا بھائی محمد یونس B.s.c. فائنل کے امتحان سے پہلے اپنا دماغی توازن کھو بیٹھا۔ماہر امراض دماغ سے بجلی کے شاک تک لگوائے مگر افاقہ نہ ہوا۔ایک دوست کے مشورہ سے ہم حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔آپ نے بھائی سے اس کی روداد سننے کے بعد پوچھا نماز پڑھتے ہو؟

بھائی بولا کبھی پڑھتا ہوں کبھی چھوڑ دیتا ہوں۔ ارشاد فرمایا "کیا روٹی بھی کبھی کھاتے ہو کبھی چھوڑ دیتے ہو؟"

دراصل بھائی کو تو دماغی خلل کی وجہ سے نماز کا ہوش تک نہیں تھا۔ لہٰذا اس سے جو کچھ کہلوایا گیا وہ دراصل میری حالت تھی اور جو کچھ حضور نے فرمایا اس کا مخاطب بھی دراصل میں ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ تصرف بخشا تھا کہ دوسروں سے ان کے دل کی بات کہلوا لیتے تھے۔ چنانچہ آپ کے فرمان کا اثر مجھ پر بھی ہوا۔ واپسی پر نماز ظہر ادا کی تو عجیب سرور آیا۔ یہ ارشاد کہ روٹی نئیں کھاندا؟ کانوں میں رس گھولتا رہا بلکہ یوں کہیے کہ آپ تصورات پر ہی چھا گئے۔ اس پہلی حاضری کی برکت یہ ہوئی کہ پھر نماز کبھی نہیں چھوٹی۔ چند روز کے بعد بیعت سے بھی مشرف ہو گیا اور پھر انگریزی لباس سے متنفر ہو گیا بلکہ باطن میں بھی بہت سی تبدیلیاں آ گئیں۔ رہ گیا بھائی کا مسئلہ تو آپ کی توجہ، دعا اور آپ کے عطا کردہ تعویذات اور بتیوں سے چند دنوں میں ہی تندرست ہو گیا۔ آج کل ایک ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر ہے۔

کوئی آپ کے منہ پر تعریف کرتا تو روک دیتے۔ بعض پیشہ ور قسم کے ثناء خواں مختلف آستانوں پر جا کر مشائخ کی مدح و ثناء کر کے خوب کمائی کر لیتے ہیں مگر آپ کی بارگاہ میں یہ سب جائز نہیں تھا۔ بعض دفعہ ایسے واعظ یا نعت خواں کو سختی سے روک دیتے۔ ایک مرتبہ جلو موڑ (لاہور) میں حضرت پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس پر ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔ ایک نعت خوان نے آپ کو زینت محفل دیکھا تو آپ کی تعریف شروع کر دی آپ نے فوراً منع فرمایا۔ باز نہ آیا تو آپ نے تھپڑ مار کر نیچے بٹھا دیا۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ازحد مہربان اور دلنواز انسان تھے۔ بڑا تو کجا کسی

چھوٹے سے چھوٹے انسان کی تذلیل بھی گوارہ نہ تھی۔ خدمت میں حاضر ہونے والے آپ کی رحمت وشفقت سے بہت متاثر ہوتے تھے۔اس کے باوجود کسی کے منہ پر کسی کی تعریف نہیں فرماتے تھے۔کئی دفعہ زبان اقدس سے فرمایا مجھے چاپلوسی نہیں آتی۔ بالخصوص زیر تربیت افراد کے بارے میں بڑی احتیاط ملحوظ خاطر رہتی تھی۔علماءو نعت خوانوں کو خوب نوازتے مگر منہ سے ان کی تعریف نہ کرتے۔البتہ ایسے لوگوں کی غیر موجودگی میں دوسروں کے سامنے اُن کے علم وفن یا کسی دوسری خوبی کو ضرور سراہتے۔

مجلس مبارک

مجلس مبارک کا نقشہ بالکل سنت مطہرہ کے عین مطابق ہوتا۔حاضرین اس طرح مراقب ومستغرق بیٹھتے۔گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔

آپ کی مجلس میں امیر غریب میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جاتا تھا سب سے یکساں سلوک ہوتا۔آپ کی مجلس مبارک اخوت ومساوات کا عملی نمونہ پیش کیا کرتی تھی۔

اندازِ تبلیغ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پَر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا طرز تبلیغ نہایت موثر اور دلنشیں ہوتا۔آپ کی بات مخاطب کے دل میں اُتر جاتی اور عمل کے سانچے میں ڈھل کر سامنے آتی۔

آپ تبلیغ دین میں اشتعال انگیزی اور دلآزاری اختیار کرنے والوں کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (حٰمٓ سجدہ:۳۴) کے مطابق رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دیتے۔ خود بھی عمل پیرا ہوتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔

آپ حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ دعوت الی الحق دیتے تھے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ قول سے زیادہ عمل کے ذریعے تبلیغ کو ترجیح دیتے تھے۔آپ کی سیرت مطہرہ اسلامی تعلیمات کا روشن نمونہ تھی۔آپ اپنے عمل سے دوسروں کو متاثر کرتے اور وہ آپ کی متابعت پر خوشی محسوس کرتے۔

مہمان نوازی

آپ نہایت مہمان نواز تھے۔آپ کا دسترخوان بہت وسیع تھا۔کم وبیش سو ڈیڑھ سو افراد ہر کھانے کے وقت موجود ہوتے تھے۔آپ کی بہت زیادہ زرعی زمین کی پیداوار کی آمدنی اکثر خدمت خلق اور لنگر پر خرچ ہوتی تھی۔حج پر جاتے وقت آپ بہت سا راشن لے جاتے اور وہاں بھی وسیع لنگر تقسیم ہوتا۔آپ مہمانوں اور مریدین سے پہلے کبھی کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔

نمود ونمائش سے پرہیز

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت مبارک ریا، تصنع اور نمود ونمائش سے بیزار تھی۔ایک سچے مردمومن اور کامل ولی اللہ کی حیثیت سے کسی وقتی مصلحت اور ذاتی منفعت کو خاطر میں نہ لاتے اور ہر معاملہ میں خلوص دل سے بے لوث ہوکر فی سبیل اللہ عمل کرتے اور دوسروں کو یہی تلقین فرماتے۔

عالی ظرفی

اس قدر عظیم روحانی مقام ومرتبہ رکھنے کے باوجود آپ نہایت اعلیٰ ظرف

اور بلند حوصلہ کے مالک تھے۔کبھی کسی ذاتی کمال کو بیان نہیں کیا۔ ہمیشہ اخفاء اور راز داری سے کام لیا۔

کہہ رہا ہے شور دریا سے سمندر کا سکوت
جس کا جتنا ظرف ہے اتنا ہی وہ خاموش ہے

سادگی و درویشی

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی فقیری جبہ ودستار کی محتاج نہیں تھی۔ساری عمر سادہ وضع قطع اور سادہ پوشاک میں رہے۔مگر اس کے باوجود جب کبھی اپنی فقیرانہ سادہ وضع قطع میں باہر نکلتے تو بڑے بڑے کرّ وفر والے سادگی ونفاست کے اس پیکر جمیل کے سامنے اپنی آب وتاب کھودیتے۔

عبودیت

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اتباع سنت کے بلند ترین مقام پر فائز کردیا تھا۔نشست و برخاست، خاموشی وکلام، طعام وقیام اور بود وباش غرضیکہ تمام امور میں سنت پر عمل تھا۔عجز وانکسار کا غلبہ اور عبادت وریاضت کی کثرت ہوتی۔گویا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ادائے سنت اور عبودیت کا پیکر نظر آتی تھی۔فرائض و واجبات اور سنن وروایت کے عمل میں عزمیت کو ترجیح دیتے تھے حتی الوسع رخصت پر عمل نہیں تھا۔رنج والم اور مشکلات کے وقت اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی غیر خدا کو حاجت روائی کا ذریعہ نہ بنایا۔کل من عنداللہ پر کامل یقین تھا حتیٰ کہ امراض کو بھی منجانب اللہ سمجھ کر علاج معالجہ کے لئے حکماء کی ادویات پر کامل بھروسہ نہ فرمایا بلکہ ادویات کی قیمت صدقہ وخیرات کردیتے تھے۔

وابستگی کا اثر

آج کے پُرفتن دور میں جبکہ ''صوفی'' اور ''مولوی'' کے کردار کو شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں نوجوانوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دامن سے وابستہ ہو کر اپنے چہرے سنّت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سجائے ہوئے ہیں اور اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے بہت مسرور ہیں۔

نمونہء اسلاف

حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ گفتار و کردار میں اللہ کی برھان تھے۔ آپ کی شخصیت اپنے اسلاف کا کامل نمونہ تھی۔ آپ ان اولیاء کرام میں شامل تھے جن کے بارے میں حضور سیّد عالم فخر آدم و بنی آدم، وجہ تکوین عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ذیشان ہے کہ ان کا ہم نشین کبھی بد بخت نہیں ہوتا۔

یک زمانہ صحبتِ با اولیاء
بہتر ازصد سالہ طاعت بے ریا

آدابِ طہارت

تمام مسلمانوں پر نماز فرض ہے اور اس کے لئے طہارت و پاکیزگی لازمی شرط ہے۔ یہاں تک کہ حدیث شریف میں صفائی و پاکیزگی کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔

طہارت کا مطلب اپنے آپ کو ہر قسم کی نجاست و کثافت سے پاک وصاف رکھنا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک حدث سے پاک ہونا طہارت ہے۔ آپ کے نزدیک حدث اس کیفیت کا نام ہے جو تمام جسم یا جسم کے کسی حصہ پر طاری ہو اور طہارت کے عمل سے زائل ہو جائے۔ اسی حدث کو نجاست کہتے ہیں۔

قرآن حکیم میں مختلف مقامات پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے جسم ولباس کو پاکیزہ رکھنے کی تاکید فرمائی ہے۔اہل قبا کی تعریف میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ (التوبۃ:۱۰۸)

''اس میں ایسے افراد ہیں جو پاک ہونے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی بہت پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

دیگر ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. (البقرۃ۔۲۲۲)

''بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے''۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان عالی شان سے ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کا قرب چاہتے ہیں اور یہ کہ انہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی دوستی نصیب ہو، انہیں چاہئے کہ وہ توبہ وندامت کے آنسوؤں سے اپنے باطن کو پاکیزہ بنائیں۔اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس طاہر وقدوس ہے اس لئے ایسی پاک ذات کے قرب کے لئے ظاہر و باطن کا دنیوی آلائشوں سے پاکیزہ ہونا ازحد ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ طہارت کے بغیر کوئی نماز قبول نہیں کرتا''۔

یہ بھی فرمایا کہ ''طہارت نصف ایمان ہے اور نماز کی کنجی طہارت ہے''

یہی وجہ ہے کہ مشائخ عظام ہمیشہ باوضو رہنے کی تاکید فرماتے ہیں۔اسی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضور قبلہ خیر سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہمیشہ باوضو رہتے

تھے۔سیّدی و مرشدی حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق قضائے حاجت کے لئے دور کھیتوں میں تشریف لے جاتے اور درختوں یا پودوں وفصلوں کی اوٹ میں ایسی جگہ بیٹھتے جہاں مکمل پردہ ہوتا تھا۔قبلہ رخ نہ بیٹھتے تھے اور نہ ہی قبلہ کی طرف پشت کرتے تھے۔زمین کے قریب ہونے سے قبل کپڑے نہ سمیٹتے تھے۔رفع حاجت کے وقت ہوا کا رُخ دیکھ کر بیٹھتے تھے۔پیشاب کرتے وقت نرم جگہ منتخب فرماتے تا کہ چھینٹے نہ اُڑیں۔

شہر یا قصبے میں تشریف فرما ہوتے تو بیت الخلاء کا استعمال کرتے تھے۔

بیت الخلاء استعمال کرتے وقت بھی خوب دیکھ بھال کر بیٹھتے تا کہ چھینٹے نہ پڑیں۔

وضو واستنجاء کے لئے ہمیشہ صاف لوٹا اپنے ہمراہ رکھنا آپ کا معمول تھا۔لوٹا ہمراہ رکھنا سنت بھی ہے۔بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھتے پھر دایاں اور یہ دعاء مسنونہ پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔اور بیت الخلاء سے باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر نکالتے پھر بایاں اور غُفْرَانَكَ. کہتے۔

طریق وضو

آپ اونچی جگہ قبلہ رو ہو کر بیٹھتے اور وضو فرماتے۔آپ کا معمول تھا کہ وضو کرتے وقت چارپائی کی پائنتی پر تشریف فرما ہوتے۔بصورت دیگر اونچی پیڑھی یا لکڑی کی چوکی استعمال کرتے تھے۔اگر بہ نفس نفیس وضو فرماتے تو لوٹا داہنے طرف رکھتے۔وضو کے مستعمل پانی کے چھینٹے اپنے کپڑوں پر پڑنے نہیں دیتے تھے۔وضو کی ابتدا کرتے وقت خفی طور پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ. اَلْاِسْلَامُ حَقٌّ وَالْكُفْرُ بَاطِلٌ پڑھتے۔

پہلے داہنے ہاتھ پر پانی ڈالتے بعدازاں بائیں ہاتھ پر۔ پھر دونوں ہاتھوں کو جمع کر کے دھوتے تھے۔ انگلیوں میں خلال کرتے تھے۔ وضو کرنے سے قبل مسواک کرنا آپ کا معمول تھا۔ مسواک تین مرتبہ دائیں جانب اور تین دفعہ بائیں جانب کرتے۔ پھر زبان پر پھیرتے۔ اگر زیادہ مرتبہ مسواک کرتے تو طاق عدد کا لحاظ رکھتے۔ اسی طرح پہلے دائیں طرف کے اوپر والے دانت مسواک سے صاف کرتے پھر نیچے والے دانتوں پر مسواک کرتے۔ بعدازاں بائیں طرف کے اوپر والے دانتوں پر کرتے پھر نیچے والے دانتوں میں کرتے۔ وضو سے قبل مسواک کرتے تھے۔ مسواک سے فارغ ہو کر تین مرتبہ کلی کرتے اور پانی اس طرح پھینکتے تھے کہ چھینٹے نہ پڑیں۔ کلی کرتے وقت اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ وَعَلٰی تِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰی صَلٰوۃِ حَبِیْبِكَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ. پڑھتے تھے۔ تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کرتے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَارْضِ عَنِّیْ غَیْرَ غَضْبَانٍ.

بعدازاں کمال احتیاط کے ساتھ پیشانی پر پانی ڈالتے اور دایاں ہاتھ دائیں رخسار مبارک پر اور بایاں ہاتھ بائیں رخسار پر پھیرتے تھے۔ پانی ڈالتے وقت داہنے کو بائیں پر مقدم رکھتے تھے تاکہ ابتداء دائیں جانب سے ہو۔ منہ مبارک پر پانی اس انداز سے ڈالتے تھے کہ کپڑوں پر چھینٹے نہ پڑیں۔ چہرہ اقدس دھوتے وقت کلمات شہادت اور درود شریف پڑھتے تھے۔ بعدازاں دائیں ہاتھ کو کہنی کے اوپر تک تین مرتبہ دھوتے تھے اور ہر مرتبہ اس پر ہاتھ اس انداز سے پھیرتے تھے کہ خشک ہو جائے۔ اسی طرح بائیں ہاتھ کو کہنی کے اوپر تک تین مرتبہ دھوتے تھے اور ہاتھ سے ہر مرتبہ خشک کر لیتے تھے۔ ہاتھ دھوتے وقت پانی انگلیوں کی جانب سے ڈالتے تھے۔ دایاں

اَللّٰھُمَّ اٰتِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ لَا تُؤْتِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَ لَامِنْ وَّرَآءِ ظَھْرِیْ.

بعدازاں دائیں چلو میں پانی لے کر بائیں ہاتھ کی ہتھیلی اور انگلیوں پر ڈال کر اس طرح زمین پر ڈالتے تھے کہ چھینٹے نہ اُڑیں اور تمام سر کا مسح کرتے اور اطراف سر پر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے تک پھیرتے ہوئے لاتے۔ پھر کانوں کا مسح اس طرح کرتے کہ دونوں ہاتھوں کی شہادت انگلی کانوں کے اندر کی طرف اور دونوں انگوٹھے کانوں کے پیچھے باہر پھیرتے تھے۔ بعدازاں دایاں پاؤں ٹخنوں سے اوپر تک تین مرتبہ دھوتے اور اس پر اس طرح ہاتھ پھیرتے تھے کہ قریب خشک کے ہو جاتا تھا اور اسی طرح بایاں پاؤں دھوتے تھے دونوں پیر دھوتے وقت مسنون دعائیں پڑھتے تھے۔

وضو سے فراغت حاصل کرنے کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُطَھِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ الْجَنَّۃِ النَّعِیْمَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ . وَاجْعَلْنِیْ عَبْدَالشَّكُوْرَ وَاجْعَلْنِیْ اَنْ اَذْكُرَكَ كَثِیْرًا وَّاُسَبِّحَكَ بُكْرَۃً وَّاَصِیْلًا ط اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا اَنْزَلْنَا...... الفجر پڑھتے۔

سنت مطہرہ کے مطابق وضو کے بعد اعضائے وضو کپڑے سے نہ پونچھتے تھے۔

نظام الاوقات

ہر معاملہ میں آدابِ سنت کو ملحوظ خاطر رکھنا آپ کا معمول تھا۔ آپ کے نزدیک صدق مقال اور علوِ حال کمال اتباع کی نشانی تھی۔ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے باطنی احوال ہر کس و ناکس کے علم و ادراک سے ماوراء ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ دنیا دار العمل ہے اور بموجب حدیث مبارکہ "اَلدُّنْیَاءُ مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ" دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ لہٰذا ظاہری سنت کے آداب و اعمال کی رعایت کرتے ہوئے دوام ذکر و حضور کو اپنا دستور العمل بنا لینا چاہیے اور فرمایا کرتے تھے کہ نقشبندی بزرگوں کا طریقہ اتباع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سب سے زیادہ قابل اعتماد اور دیگر سلاسل کی نسبت زیادہ قریب و موافق ہے۔ اس لئے حضور و توجہ کے ساتھ فرائض و واجبات اور سنن مؤکدہ کی بجا آوری کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ عزیمت کی رعایت کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جائے کیونکہ شریعت مطہرہ کی پابندی عظیم ریاضتوں میں سے ہے۔

نماز تہجد و فجر

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے بندگانِ خاص کی صفات عالیہ کو اس طرح بیان فرمایا وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا (الفرقان:۶۴)۔ ترجمہ: "یہ وہ بندگانِ خدا ہیں جن کی راتیں اپنے رب کے حضور سجود و قیام میں گزرتی ہیں"۔ اس آیہ مبارکہ کی روشنی میں حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے شبانہ روز معمولات کو پرکھا جائے تو وہ نہایت قابل تعریف، لائق تقلید اور باعث نجات نظر آتے ہیں۔ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا تمام زندگی معمول رہا کہ سفر ہو یا حضر، موسم گرما ہو یا موسم سرما، نصف شب کے

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ اَمَاتِنَا وَاِلَیْہِ الْبَعْثُ وَالنُّشُوْرِ۔

''سب تعریف اللہ کے لئے جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف حشر نشر ہوگا۔

حوائج ضروریہ سے فراغت کے بعد غسل فرماتے۔ اگر شدید سردی کا موسم ہوتا تو کبھی کبھی وضو پر اکتفا فرماتے۔ پھر نماز تہجد ادا فرماتے۔ نماز تہجد عموماً خلوت میں ادا کرنے کو ترجیح دیتے۔ نماز تہجد سے پہلے دو نفل تحیۃ الوضو ادا کرنا آپ کا معمول تھا اور اپنے متعلقین کو بھی اس کی تاکید فرماتے تھے۔ بعد ازاں کبھی چھ اور کبھی آٹھ نوافل پڑھتے۔ تہجد کے نوافل کھڑے ہو کر ادا کرتے تھے۔ بعد ازاں بتقاضائے عمر ضعف کا غلبہ ہوا تو بیٹھ کر پڑھنے لگے۔ فراغت کے بعد ایک تسبیح استغفار، ایک تسبیح درود شریف ہزارہ پڑھ کر تلاوت قرآن پاک فرماتے۔ پھر مراقبہ میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اذانِ فجر سے کچھ عرصہ قبل حاضر خدمت ہونے والے احباب کے احوال معلوم کرتے، دعاؤں اور توجہ سے نوازتے۔ اذانِ فجر کے بعد مسجد میں جانے کا حکم فرماتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ دو رکعت سنت ادا کر کے مسجد میں تشریف لاتے اور فجر کی نماز باجماعت ادا فرماتے۔ حتیٰ کہ سفر میں بھی ہمیشہ نماز باجماعت پڑھنے کا معمول رہا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس ارشاد پاک ''وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ'' (البقرہ:۴۳) پر عمل تھا۔ کبھی کبھی نماز تہجد کے بعد سنت کے مطابق قدرے استراحت فرما لیتے کہ آقائے نامدار تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا۔

بعد نماز فجر

نماز فجر ادا کرنے کے بعد خلوت میں تشریف لے جاتے اور جب سورج ذرا بلند ہو جاتا تو باہر تشریف لاتے۔ اس دوران مراقبہ، تلاوت کلام مجید اور مسنون

اوراد و وظائف میں مشغول رہتے۔ فجر کے فرائض ادا کرنے کے بعد خاموشی اختیار فرماتے اوراس وقت چہرۂ اقدس پُر جلال ہو جاتا۔ کسی کو دم مارنے کی طاقت نہ ہوتی۔ اس خاموشی کا معمول سفر و حضر میں یکساں ہوتا تھا۔

اشراق کے بعد حاضرین کے طعام کا انتظام فرماتے اور جانے والوں کو رخصت فرماتے۔ زمینوں پر کام کرنے والے درویشوں کو طعام بھجواتے۔ اکثر اوقات طعام کے ساتھ خود بھی تشریف لے جاتے۔ کاشتکاری اور زمینداری کے امور کی نگرانی فرماتے۔ فصلوں کی بوائی اور کٹائی اپنی نگرانی میں کرواتے تھے۔ مال مویشیوں کے لئے چارہ پانی کا خاص خیال رکھتے۔ مویشیوں کو پاکیزہ چارہ اور پاکیزہ پانی پلانے کا حکم تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر غلیظ چارہ اور ناپاک پانی جانور کے پیٹ میں گیا تو اس کا دودھ بھی ناپاک ہو جائے گا۔

نمازِ ظہر

دوپہر کے وقت قیلولہ فرماتے۔ جب سورج کا سایہ ایک مثل ڈھل جاتا تو نماز ظہر کی ادائیگی کے لئے بیدار ہو جاتے اور وضو یا غسل فرماتے۔ سماعِ اذان کے وقت ہر کلمہ اذان کا اعادہ فرماتے مگر حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے تھے۔ نمازِ ظہر باجماعت ادا فرماتے۔

نمازِ عصر

جب سورج کا سایہ اصلی سایہ سے دو مثل ہو جاتا تو نمازِ عصر ادا فرماتے۔ نماز عصر میں چار رکعت سنت غیر مؤکدہ کبھی ترک نہ فرماتے تھے۔ نمازِ عصر اور مغرب کے دوران خاموشی اختیار فرماتے تھے۔ یہ خاموشی بھی پُر جلال ہوتی تھی۔ نماز عصر ادا

کرنے کے بعد ذکر خفی اور مراقبہ بھی آپ کا معمول تھا۔

نمازِ مغرب

غروبِ آفتاب کے بعد مغرب کی نماز ادا فرماتے اور چھ رکعت اوّابین تین سلاموں سے ادا فرماتے تھے۔ نمازِ مغرب کے بعد حویلی کے صحن میں چارپائی بچھا لیتے۔ زائرین اور درویشوں کے لئے رات کا کھانا آ جاتا۔ جب لوگ کھانے میں مصروف ہو جاتے تو آپ ان کو توجہ سے نوازتے۔ ہر کھانے سے قبل ہاتھ دھونا معمول تھا مگر دھلے ہوئے ہاتھ کسی کپڑے سے خشک کرنے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ یہ خلافِ سنت عمل ہے۔

نماز عشاء

جب زائرین اور درویش کھانا تناول کر چکتے تو حکم ہوتا کہ مسجد میں جائیں اور عشاء کی نماز ادا کریں۔ نمازِ عشاء قدرے تاخیر سے پڑھتے تھے۔ بعد میں خود رات کا کھانا تناول فرماتے اور استراحت کے لئے تشریف لے جاتے۔ اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استغفار کی تسبیح پڑھتے۔ سنت مطہرہ کے مطابق سوتے وقت دائیں پہلو پر لیٹتے تھے اور دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر سوتے۔ دوپہر کا قیلولہ ہو یا رات کی نیند موسم کے مطابق کپڑے سے منہ ڈھانپ کر سوتے تھے۔ رات کو سونے میں جلدی فرماتے تھے تاکہ تہجد بروقت ادا کی جا سکے۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا سونا بھی حضور و مراقبہ اور وصال و مشاہدۂ جمال ذات تھا اور بسا اوقات بیداری سے بہتر ہوتا تھا۔ ہر نماز کے بعد پوری دلجمعی اور نہایت محویت کے ساتھ مراقبہ فرماتے، ایسا معلوم ہوتا کہ دنیا و مافیہا سے بے تعلق و بے نیاز ہیں۔ گویا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا (المزمل:٨) پر عمل تھا۔ اکثر

اوقات آپ کی محویت دیکھ کر کئی لوگوں کی عقیدت وگرویدگی میں بے پایاں اضافہ ہو جاتا اور وہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے لئے مجبور ہو جاتے۔آپ اپنے وابستگان کو ان معمولات پر عمل پیرا ہونے کی تلقین نہایت دلنشین انداز میں فرمایا کرتے تھے۔

نمازِ عشاء کے بعد جلد سونے اور سحری کے وقت جلدی بیدار ہونے کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے تھے بلکہ اس پر استقامت کے ساتھ عمل پیرا ہونے کی تاکید فرماتے تھے۔نمازِ عشاء کے بعد کسی کو حاضری کی اجازت نہ ہوتی۔تاہم ایسے مخلصین کو اجازت ہوتی تھی جنہیں علی الصبح واپس لوٹنا ہوتا تھا یا کوئی دیگر اہم کام ہوتا تو اس پر گفتگو فرما لیتے۔

فقہاءِ احناف کے موافق نفلی نمازوں کے باجماعت ادا کرنے کو مکروہ جانتے تھے۔اسی لئے شب قدر، شب برأت میں نوافل اور نمازِ تہجد باجماعت ادا کرنے کو بھی مناسب نہ سمجھتے تھے۔تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ نہیں فرماتے تھے اور اپنے احباب کو بھی منع فرماتے تھے کیونکہ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ العزیز کی تحقیق کے مطابق اسے مکروہ کہا گیا ہے۔اگرچہ علمائے اہل سنت کا ایک گروہ اشارہَ سبابہ کے حق میں ہے۔مگر امام ربانی قدس سرہٗ العزیز کا فرمان تھا کہ جب سنت و کراہت کے مابین کوئی امر واقع ہو تو اس کا ترک کرنا اولیٰ ہے۔

(مکتوب نمبر ۳۱۲ جلد اول۔حضرات القدس)

سفر وحضر

خلیفہ راشد سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے کسی شخص کی تعریف کی گئی تو آپ نے کہنے والے سے دریافت فرمایا: ''کیا تو نے اس کے ساتھ کبھی سفر کیا ہے؟''

کیونکہ سفر کسی کے اخلاق واخلاص کو جانچنے کا بہترین ذریعہ ہے۔اس معیار پر اگر حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معاملات کو پرکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دورانِ سفر حلم و صبر، برداشت، بے ریائی اور سمعہ وعجب سے نفرت آپ کے اخلاق کا حصہ تھے۔آپ عموماً گھوڑی، تانگہ، بس اور ریل میں سفر کرتے تھے۔مگر دورانِ سفر کسی کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرتے تھے۔حتیٰ کہ جب کبھی بیٹھنے کی جگہ نہ ہوتی تو کسی دوسرے کو اُٹھا کر بیٹھنا پسند نہیں کرتے تھے۔ جو خادم ودرویش ہمراہ ہوتے، انہیں تاکید ہوتی تھی کہ سواری میں حضرت صاحب یا پیر دستگیر جیسے القاب سے مت پکارو بلکہ اجنبیوں کی طرح سفر کرو۔اگر کوئی آپ کی شخصیت سے متاثر ہوکر اپنی جگہ پیش کرتا تو شکریہ کے ساتھ قبول کر لیتے تھے۔بسا اوقات آپ جب بس ریل وغیرہ میں سوار ہوتے تو نہ پہچاننے والے لوگ بھی آپ کا قدرتی وقار اور رعب دیکھ کر احتراماً اُٹھ کھڑے ہوتے اور بیٹھنے کے لئے آپ کو جگہ دے دیتے۔

جن مریدین ومخلصین کو کسی سفر میں ہمرکاب ہونے کا اذن ہوتا، ان کو قدم قدم پر سفر کے آداب سکھاتے اور سفر وقیام کے مسنون طریقوں سے ان کی عملی تربیت فرماتے تھے۔آپ عموماً مختصر قیام فرماتے تھے تاکہ ارادتمندوں کو تکلیف نہ ہو۔آپ متوسلین پر خود بوجھ نہ بنتے اور نہ درویشوں کو بوجھ بننے کی اجازت ہوتی تھی۔سفر کے دوران تعویذات کا بستہ ساتھ ہوتا تھا۔مستند حکیم اور کسی انتہائی پارسا درویش کو تعویذات اور امراض کے نسخہ جات لکھنے کے لئے ہمراہ رکھتے تھے۔تعویذات کے عمل سے آپ کو کوئی زیادہ شغف نہ تھا۔ بالعموم باطنی توجہ اور دعاؤں سے ہی لوگوں کی مشکلات حل ہوجاتی تھیں۔

اثر آفرینی

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت خلوص ومحبت سے سرشار تھی اور آپ کی توجہ کامل تھی۔خصوصاً نبی رحمت، نور مجسم حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اتباع سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قلب ونظر میں جو نورانیت جلوہ گر تھی اس سے لوگ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔اکثر آپ کی ایک نظر سے ہی گناہگار دلوں کی کایا پلٹ جاتی اور وہ بے اختیار آپ کے دامن رحمت کے ساتھ وابستہ ہو جاتے۔ایک مرتبہ کسی کو آپ کی صحبت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوتا پھر وہ آپ کا ہی ہو کر رہ جاتا۔تاہم ہر کوئی اپنی اپنی استعداد کے مطابق ہی آپ سے فیض یاب ہوتا تھا۔

حج وزیارات مقدسہ

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۵۶ء میں سفر حج وزیارات پر اپنی اہلیہ محترمہ حضور مائی صاحبہ کے ساتھ تشریف لے گئے۔یہ سفر ہوائی جہاز کے ذریعے تھا۔یہاں آپ کو کعبہ شریف کے اندر نوافل پڑھنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۷۲ء میں دوسرے حج کے لئے بذریعہ بحری جہاز تشریف لے گئے۔اس بار سفر حج میں فرزند اصغر پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حاجی مقبول احمد، صوفی محمد دین، رانا جماعت علی خاں، حاجی محمد ثناء اللہ اور دیگر چیدہ چیدہ مصاحب بھی ساتھ تھے۔چار ماہ بعد واپسی ہوئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ تیسری مرتبہ حج کے لئے ۱۹۷۶ء میں تشریف لے گئے۔یہ سفر ہوائی جہاز کے ذریعے تھا۔اس حج کے موقع پر آپ کے مقربین میں بیس افراد کا قافلہ ساتھ تھا۔ان میں آپ کے بڑے صاحبزادہ حضرت علامہ قاری پیر سیّد حافظ

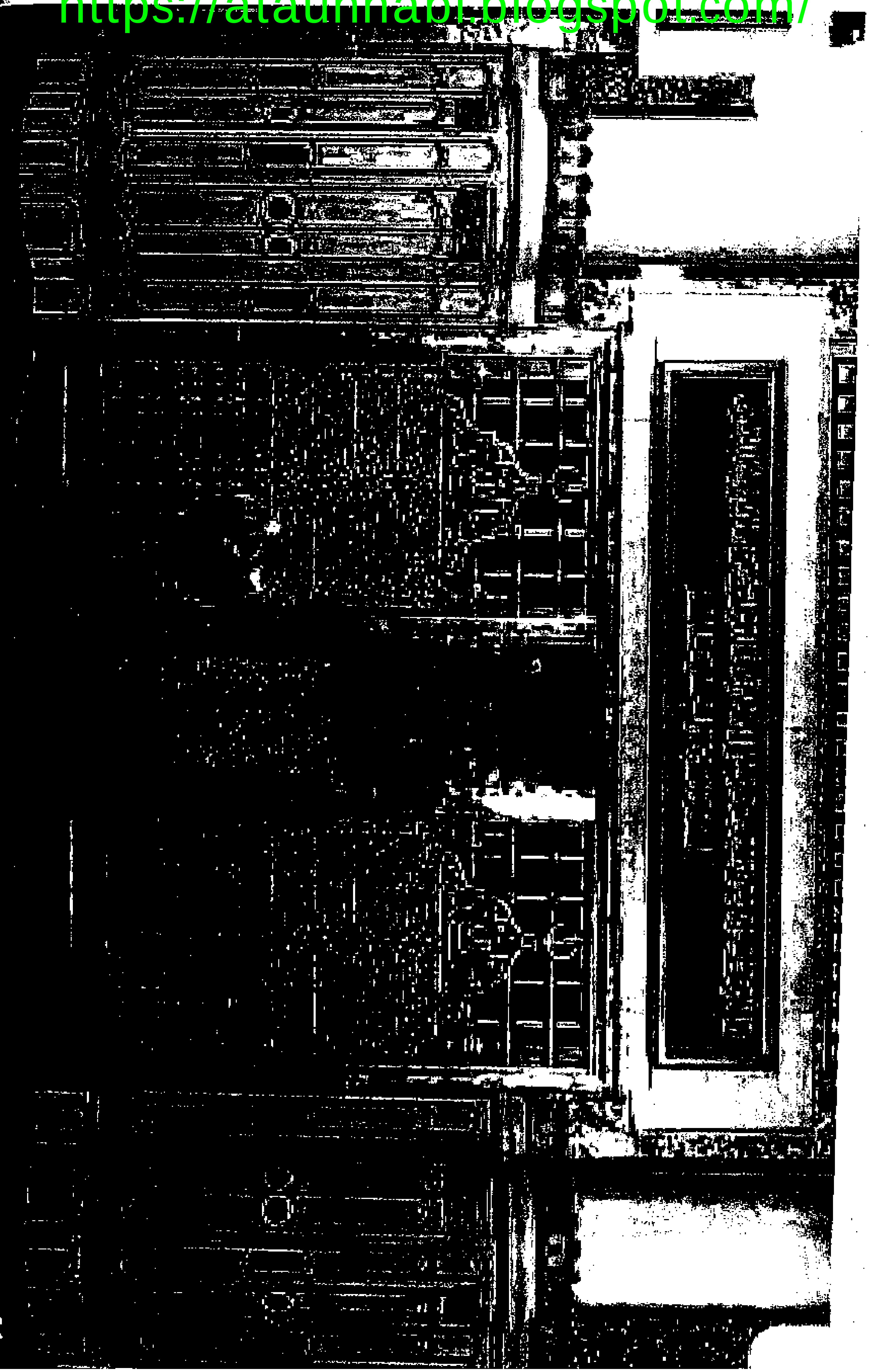

عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ، چھوٹے صاحبزادہ جناب پیر سیّد محمد اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ علیہ، علامہ صوفی غلام حسین گوجروی رحمۃ اللہ علیہ، حاجی مقبول احمد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد سلیم رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد، رانا جماعت علی خاں، بشیر احمد نقشبندی لاہور، شیخ بشیر احمد گوجرہ، شیخ محمد عظیم راولپنڈی ودیگر حضرات شامل تھے۔

بارگاہِ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری

علامہ مفتی بشیر احمد نقشبندی مجددی مدیر اعلیٰ ماہنامہ انوارلاثانی کا بیان ہے کہ سیّدی ومرشدی حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ جب 1976ء میں حج کے لئے تشریف لے گئے تو مجھ ناچیز کو اپنی معیت کا شرف بخشا۔ میں آپ کو دیکھتا کہ روزانہ روضہ ءاقدس پر حاضری اس وقت دیتے جب ہجوم کم ہوتا تاکہ بہتر طریقے سے ادب واحترام کے تقاضے پورے کئے جاسکیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ستون مبارک کو ہاتھ لگا کر چہرۂ مبارک پر مل لیتے اور احترام کے طور پر جالی مبارک کو ہاتھ نہ لگاتے حالانکہ رضا کار آپ کو نہ روکتے تھے بلکہ آپ کو دیکھ کر ذرا پیچھے ہٹ جاتے۔ جب آپ مواجہ شریف (سنہری جالی) کے سامنے سے گزرتے تو ادب کی حد کردیتے۔ زبان مبارک سے کچھ عرض معروض نہ کرتے بلکہ دل اور آنکھوں سے حال دل رازدارِ دل کو سناتے اور اسی طریقہ پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے۔ نہایت عجیب کیفیت ہوتی۔ لب بند ہوتے۔ آنکھوں سے رحمت کے موتی رخساروں کو تر کرتے ہوئے دامن میں جمع ہوتے رہتے یا دراقدس کی خاکِ مقدس میں جذب ہوتے۔ اس منظر کو دیکھ کر بے اختیار مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان یاد آجاتا۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

اس وقت اس شعر کے باطنی رموز میری سمجھ میں آتے کہ واقعی عشاق وہاں پہنچ کر اپنا سانس بھی روک لیتے ہیں تاکہ سانس کی آواز سے بھی حکم خداوندی ''لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی'' کی حکم عدولی نہ ہونے پائے اور قلوب کے تقویٰ جیسے اجر عظیم سے محرومی مقدر نہ بن جائے۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتقاضائے ادب واحترام مدینہ منورہ اس قیام کے دوران ایک خوبصورت عمارت کی اوپر کی منزل میں رہائش پسند نہ فرمائی بلکہ ایک سادہ سی عمارت کے نچلے حصے میں رہنا پسند فرمایا۔ ہر وقت اس امر کا خیال رکھتے کہ مدینہ طیبہ میں اٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے کسی بھی صورت میں روضہ اقدس کی طرف پشت نہ ہو۔ حاضری کے وقت اکثر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کی طرف بیٹھتے یا مسجد شریف کے صحن سے پیچھے برامدہ میں ایسی جگہ بیٹھتے جہاں سے نگاہ اوپر اُٹھے تو سبز گنبد کی زیارت ہو اور نیچے دیکھیں تو روضہ پاک کی جالیوں زیارت ہو جائے۔ ادب کے باب میں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا شعر آپ کی زبان مبارک سے بسا اوقات سنا گیا۔

ہزار بار بشویم دہن زِ مشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

ترجمہ: اگر ہم ہزار بار اپنا منہ مشک وگلاب سے دھوئیں پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لینا بہت بڑی بے ادبی ہے۔(کہ ادب کا تقاضا اس سے بھی زیادہ ہے)۔

عظیم کارنامے

انوارِ لاثانی

حضرت نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے صوفی محمد رفیق رحمۃ اللہ علیہ (کوٹلی لوہاراں) سے حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت طیبہ پر ایک عظیم کتاب ''انوار لاثانی'' لکھوائی۔اس کتاب کو بڑی پذیرائی ملی۔یہ کتاب نایاب ہوگئی تو حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ کو انوارِ لاثانی کی تدوین نو کا شرف بخشا۔انہوں نے دیگر معاونین کے تعاون اسے مکمل فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ سے اس ایڈیشن کو بھی سند قبولیت حاصل ہوئی۔

مساجد و مدارس کی تعمیر

آپ نے بے شمار مساجد اور مدرسے تعمیر کروائے۔ جہاں تشریف لے جاتے اور ضرورت سمجھتے مسجد کی تعمیر شروع کروا دیتے۔ جہاں بے آباد اور خستہ حال مسجد دیکھتے اس کی تزئین و مرمت کو دیگر کاموں پر ترجیح دیتے۔کئی جگہوں پر دینی مدارس قائم کروائے اوران کے انتظام وانصرام کی سرپرستی بھی فرماتے رہے۔

تعمیر دربار شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک کی تعمیر میں خصوصی دلچسپی لے کر اسے بہت منفرد اور خوبصورت انداز میں مکمل کروایا اور اس کے اردگرد واقع چبوترہ کی توسیع کروائی۔

مسجد ضیائے لاثانی

دربار شاہِ لاثانی سے متصل مسجد ضیائے لاثانی حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی کاوشوں اوردن رات کی مسلسل کوششوں سے مکمل ہوئی جو بہت وسیع اور خوبصورت ہے۔ مسجد کا بہت بڑا صحن اوراس سے متصل روضہ شاہِ لاثانی کے اردگرد چپس کا خوبصورت فرش۔ دربار کی حدود میں چاردیواری۔ وسیع برآمدہ۔ ڈیوڑھی۔ خوبصورت باغیچہ۔زائرین کے لئے طہارت خانے اور غسل خانے سب حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگاریں ہیں۔

آپ نے اپنی زندگی کے ظاہری حیات کے آخری عرس کے موقع پر اہم اعلان فرمایا بزم لاثانی پاکستان کی تشکیل، جامعہ انوارلاثانی کا قیام، بزم لاثانی کے مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے اسلام کے جدید تقاضوں کے مطابق تبلیغ نظریہ پاکستان کا استحکام، غریبوں بیکسوں کی امداد اور اصلاح معاشرہ کا ذکر فرمایا۔ جامع انوارلاثانی کی غرض وغایت کے ضمن میں ارشاد فرمایا کہ ایسے مدرس ومبلغ تیار کریں جوخلوص، محنت اوراستقامت کے ساتھ دین حق کی تبلیغ کریں اور قرآن وسنت کے پڑھنے والوں کی کمی پوری کریں۔ نیز اس کے ساتھ ساتھ ماہنامہ انوارِلاثانی کے اجراء کا اعلان فرمایا جوآپ کی ظاہری حیات سے لے کراب تک باقاعدگی سے ہر ماہ شائع ہورہا ہے جواہل ایمان کے دلوں میں محبت الٰہی اورحب رسول ﷺ کے پیغام کو عام کرنے میں بہت ہی مفید ثابت ہورہا ہے۔

کرامات وتصرفات

بے مثال اجرت

الحاج شیخ ذوالفقار علی فیصل آبادی بیان کرتے ہیں کہ 1967ء میں مسجد ''ضیائے لاثانی'' زیر تعمیر تھی۔ میں فیصل آباد سے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سرخ رنگ کی بھیگی ہوئی اینٹیں معمار کو پکڑانے لگا جس سے ٹوپی، قمیص، پاجامے پر سرخ نشان پڑ گئے۔ نماز عصر کے بعد واپسی کے وقت پاکپتن شریف عرس مقدس میں شمولیت کی اجازت بھی مل گئی۔ حاجی مقبول احمد (مرحوم) نے تازہ پراٹھے اور گڑ بھی عنایت فرمایا۔ دربار شریف سے حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلام عرض کر کے چل پڑا۔ ابھی کھیتوں میں ہی تھا کہ پیچھے سے آہٹ سنی۔ مڑ کر دیکھا تو محمد حسین درباری نعت خواں نے میرے ہاتھ میں حضور نقش لاثانی کے نعلین تھما دیئے اور فرمایا یہ وہی ہیں جنہیں چوم کر آئے ہو۔ اس نعمت کے ملنے پر میری دلی کیفیت عجیب تھی۔ میں نے موصوف کو روکنے کی کوشش کی مگر وہ اور تیز ہو گئے۔ میں نے بھرائی آواز میں کہا ''سیّد کسی کا ادھار نہیں رکھتے'' اصل بات یہ تھی کہ دربار شریف آتے ہوئے راستہ میں سوچ رہا تھا۔ کاش کوئی عطیہ ملے۔ کیا خبر تھی کہ وہ کچھ ملے گا جو میرے تصورات سے فزوں تر ہوگا۔

والدہ کا داخلہ جنت

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص خادم صوفی محمد صدیق سندھی کا بیان ہے کہ ایک روز بعد از نماز عشاء دربار شریف کے ایک پرانے خادم سے گفتگو کے دوران یہ بات زیر بحث آگئی کہ ہمیں تو دربار شریف رہنے کی سعادت حاصل ہے اور حضور نقش

لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ہماری شفاعت فرمائیں گے مگر ہمارے والدین کا کیا بنے گا۔ چنانچہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسئلہ بیان کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نماز عشاء کے بعد دو نفل حق الوالدین پڑھ لیا کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے کرم فرمائے گا۔ اسی رات خواب میں مجھے جنت کی سیر نصیب ہوئی۔ جہاں والدہ مرحومہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ میرے پوچھنے پر فرمانے لگیں کہ "آج ہی جنت میں داخل ہوئی ہوں"۔ صبح مجلس میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے میں بھی حاضر خدمت تھا فرمانے لگے لوگ تو جنت جا کر دیکھیں گے صوفی رات کو خواب میں اس کی سیر کرتا ہے۔

بدعقیدہ جماعت سے چھٹکارا

جناب عظمت علی تتلا (ایم۔اے، بی۔ایڈ) بیان کرتے ہیں۔ میں بعض دوستوں کی وجہ سے کئی سال بدعقیدہ تبلیغی جماعت میں پھنسا رہا۔ مرشد کامل کی نگاہ پاک اور دعا کی برکت نے اس دلدل سے نکال دیا۔ دربار شریف پہلی بار عرس کے موقع پر حاضر ہوا تو یہاں پرالی کے گٹھے ایک جگہ سے دوسری جگہ لگوائے جا رہے تھے۔ میں بھی اس کام میں شامل ہو گیا۔ ان گٹھوں کے اٹھانے میں وہ سکون ملا جو سولہ سال تبلیغی جماعت کا بستر اٹھانے میں نصیب نہ ہوا تھا۔

مردہ بچہ زندہ ہو گیا

جناب فضل کریم صاحب ساکن ساہو چک نزد بڈیانہ فرماتے ہیں میری بھانجی محلہ گنج نارووال میں رہائش پذیر ہے۔ ایک بار اس کا دودھ پیتا بچہ شدید بیمار ہو گیا۔ بہت علاج کیے مگر مرض بڑھتا ہی گیا۔ آخر حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار شریف کا رخ کیا۔ اپنے شوہر کے ساتھ بچے کو لا رہی تھی۔ بس سے اترے اور دیکھا تو بچہ وفات پا چکا تھا۔ ہمیں وہیں سے واپس ہو جانا چاہیے تھا مگر قدرت خداوندی سے

ہمارے قدم دربار شریف کی طرف ہی اٹھتے رہے۔ دربار شریف سے کچھ فاصلے پر تین کنوئیں تھے جو اَب بند ہو چکے ہیں وہاں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ میری بھانجی نے اپنے مردہ بچے کو آپ کے قدموں میں ڈال دیا اور رونا شروع کر دیا۔ آپ نے نہایت شفقت سے فرمایا اس کے منہ میں چلو بھر پانی ڈالو۔ حکم کی تعمیل ہوئی مگر باچھوں سے پانی نکل گیا۔ پھر آپ نے خود چلو بھر پانی منہ میں ڈالا۔ پانی گلے سے نیچے اتر گیا اور بچے کا سانس جاری ہو گیا۔ آپ نے جلالی انداز میں فرمایا بچے کو لے جاؤ اسے یہاں لانے کی کیا ضرورت تھی۔ ایسا جلالی انداز بعض اوقات اپنی کرامت پر پردہ ڈالنے کے لئے اور بیماری اور مصیبت کو بھگانے کے لئے اختیار فرمایا کرتے تھے۔

مَیس مینیجر

ماسٹر نعمت علی صاحب، سکنہ چک RB-55 برج فیصل آباد بیان کرتے ہیں کہ میں ستمبر 1962ء ٹریننگ کے لئے گورنمنٹ کالج پسرور میں داخل ہوا۔ دوسرے طلباء یکم مئی سے آغاز کر چکے تھے۔ وہاں رہنے کے لئے کوئی کمرہ نہیں تھا اور نہ کسی سے میری کوئی واقفیت تھی۔ چھٹی کے روز میں نے دربار شریف حاضری کا ارادہ کر لیا حالانکہ اس سے پہلے نہ علی پور شریف دیکھا اور نہ بیعت سے مشرف ہوا تھا۔ میرے روانہ ہونے کا مقصد یہ تھا کہ اپنی پریشانی کو حل کراؤں۔ چنانچہ میں دربار شریف روانہ ہوا۔ مغرب کی نماز حضرت صاحب کے ساتھ ادا کی مگر عرض حال کا موقع نصیب نہ ہوا۔ صبح ایک درخت کاٹنے کا حکم ہوا۔ سارا دن اسی کام میں گزر گیا۔ کبھی حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے تو مسکرا کر فرماتے ہمارے ماسٹر جی کو زیادہ وزن اٹھانے دو۔ جب کام سے فارغ ہوا تو معاملہ عرض کرنے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ادھر ہی تشریف لے آئے اور فرمانے لگے ماسٹر جی پانی پیو اور جلدی

جلدی سکول پہنچ جاؤ۔سکول پہنچا تو "میس منیجر" کا انتخاب ہو رہا تھا اور زبردست پارٹی بازی کی وجہ سے کوئی بھی فیصلہ نہ ہو پا رہا تھا۔میں گھبراہٹ کے عالم میں ایک طرف کھڑا ہو گیا۔چوہدری محمد اشرف گھمن (سپرنٹنڈنٹ) نے میری طرف اشارہ کیا اور بولے کیا وہ مظفر والا لڑکا منظور ہے؟ حالانکہ کوئی میرا نام تک نہ جانتا تھا پھر بھی بیک آواز شور اُٹھا کہ منظور ہے۔مجھے کاندھوں پر اٹھا لیا گیا اور نعرہ بازی شروع ہو گئی۔پھر صرف طلباء ہی نہیں بلکہ تمام دکاندار بھی مجھ سے واقف ہو گئے۔

دشمن دوست بن گئے

صوفی مقبول حسین قریشی ساکن دولت پور بیان کرتے ہیں۔میری شادی ایک ایسی عورت سے ہو گئی جس کا دماغی توازن خراب تھا۔پی۔او۔ایف واہ فیکٹری سے بھی علاج وغیرہ کرایا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔اسی دوران میرے سسر نے میرے خلاف دس ہزار روپے کا دعویٰ دائر کر دیا۔میں کسی تاریخ پر حاضر نہ ہو سکا۔آخر میرے خلاف ڈگری صادر ہونے کی تاریخ قریب آ گئی۔میں دربار شریف حاضر ہوا تو حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا صوفی صاحب! کل حاضر ہونا۔اگلے دن پھر فرمایا کل آنا۔تیسرے دن پھر حاضر ہوا تو افطار کے بعد فرمایا صوفی صاحب! ایک بار تو عدالت میں حاضر ہونا پڑے گا۔میں نے دل میں عرض کی حضور! وکیل نہیں کروں گا۔آپ جانیں اور آپ کا کام۔۲۹ مئی ۱۹۸۶ء بروز جمعرات عدالت میں حاضر ہوا تو میرے سسر صاحب مجھے دروازے پر ملے۔انہوں نے فوراً اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور مقدمہ واپس لینے کا ارادہ ظاہر کیا۔وکیل کا منشی ملا تو اس کا رویہ بھی بہت ہمدردانہ تھا۔پھر حاجی محمد رفیق اعوان وکیل سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اپنے منشی کو ہمارے ساتھ عدالت میں مقدمہ واپس لینے کیلئے بھیجا۔جج صاحب نے میرے سسر کی استدعا پر دعویٰ خارج

کر دیا۔

گاڑی مُڑ گئی

چوہدری محمد اسحاق (ریٹائرڈ ملازم ریڈیو پاکستان بہاولپور) بیان کرتے ہیں۔ نومبر ۱۹۸۲ء میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ملتان تشریف لائے۔ دن بھر آپ کی خدمت میں حاضر رہا۔ رات دس بجے گھر جانے کی اجازت مانگی تو فرمایا اس وقت کیسے جاؤ گے۔ عرض کی حضور! بس کے ذریعے۔ فرمایا جانا ہے تو جلدی چلے جاؤ۔ میری رہائش گاہ ملتان سے تقریباً دس میل دور سرکاری کالونی میں تھی۔ تانگہ لے کر بس اسٹینڈ پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ بس والوں نے ہڑتال کر دی ہے اور چھوٹی ویگنوں میں بھی سواریاں بیٹھنے نہیں دے رہے۔ آٹھ میل کا سفر رات کے وقت طے کرنا میرے لئے آسان نہیں تھا۔ کبھی سوچتا کہ واپس چلا جاؤں کبھی خیال آتا کہ کسی دوست کے ہاں رات بسر کر لوں۔ پھر اسی بات پر ذہن جم گیا کہ آخر حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لے کر آیا ہوں آپ کی توجہ کی بدولت کوئی نہ کوئی انتظام ہو ہی جائے گا۔ اسی اثناء میں مجھے اپنے دفتر کی گاڑی نظر آئی۔ ڈرائیور کو اشارہ کیا۔ اس نے گاڑی روکی اور میں سوار ہو گیا۔ ڈرائیور سے پوچھا بھئی اس وقت کہاں؟ کیونکہ ہماری گاڑی کا روٹ (راستہ) اور آنے کا یہ وقت نہیں تھا۔ بولا راستے میں مجھے کچھ دوست مل گئے تھے۔ لہٰذا دیر ہو گئی اور جب بی۔ سی۔ جی چوک سے معمول کے راستے پر جانے لگا تو گاڑی بے اختیار اس طرف مُڑ گئی۔ حالانکہ مجھے اس طرف قطعاً کوئی کام نہیں تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جس کی رحمت سے ایسا برکتوں والا پیر کامل مل گیا۔

طلبِ اجازت

اولیائے کاملین سے اجازت طلب کرنے کی مختلف صورتیں ہیں مثلاً کسی سفر

پر روانہ ہونے سے پہلے اجازت طلب کرنا خواہ حج وزیارات کا سفر ہو یا کاروباری سفر، حصول علم یا اشاعت وتبلیغ دین کے لئے سفر ہو یا کسی بھی دینی یا دنیاوی کام کا آغاز کرنا مقصود ہو، مرد کامل کی بارگاہ کے آداب متعینہ کے مطابق حاضری اور واپسی کی اجازت وغیرہ۔غرض اجازت کی جتنی صورتیں ہو سکتی ہیں اخلاص و نیاز مندی کے ساتھ ہوں تو باعث برکت ہیں۔بعض دفعہ یہ اجازت استخارے کے قائم مقام ہو جاتی ہے کیونکہ اللہ والے اللہ کے نور سے دیکھتے ہیں۔لہٰذا کام، کاروبار یا سفر کا انجام ان کی چشم حق بین سے پوشیدہ نہیں ہوتا۔یہ اجازت دعا و توجہ کے حصول کے لئے بھی ہوتی ہے۔اگر سفر پر خطر ہو تو مرد مومن کی دعا و توجہ سے پر امن ہو جاتا ہے۔اس لئے بغیر اجازت مرشد کامل کے آستانے سے جانا مصائب وآلام کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

سکول کھولو!

غلام سرور گھمن صاحب شکر گڑھ بیان کرتے ہیں کہ۔ ۱۹۷۷ء میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد مجھے شکر گڑھ میں ایک پرائیویٹ معیاری سکول کھولنے کا خیال آیا۔حصولِ اجازت کے لئے دربار شریف حاضر ہوا۔ابھی درخواست کی تمہید ہی باندھ رہا تھا اور حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کسی اور خادم کی طرف متوجہ تھے۔میں منتظر تھا کہ باری آئے تو عرض کروں کہ کسی اور غلام نے واپسی کی اجازت چاہی۔اسے اجازت دیتے ہوئے حضور نقش لاثانی نے مجھ سے فرمایا۔ماسٹر جی تساں نئیں جاناں؟ (یعنی ماسٹر جی کیا تم نہیں جاؤ گے) مگر مجھے سمجھ نہ آئی۔چند منٹ بعد پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ کو واپسی کی اجازت ملنے لگی تو فرمایا۔ماسٹر جی تساں نئیں جاناں؟ جاؤ سکول کھولو اللہ تعالیٰ کرم کرے گا۔مجھے از حد مسرت ہوئی اور حیرت بھی کہ ابھی تو میں نے سکول کا نام بھی نہیں لیا تھا کہ کریم بندہ نواز کا کرم پہلے ہی دستگیری کو پہنچ گیا۔

حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ العزیز کی اجازت وارشاد کے طفیل لاثانی ہائر سیکنڈری سکول کارکردگی اور تعداد طلبہ کے اعتبار سے شکر گڑھ کا بہترین تعلیمی ادارہ سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ اب ڈگری کالج بن چکا ہے۔

طیءِ زمانی

حضرت سیّد محمد شفیع موضع بلّے والا ضلع گوجرانوالہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے بیٹے سیّد حبیب شاہ کے ساتھ دربار شریف حاضر ہوا۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ٹیوب ویل پر تشریف لے جا چکے تھے۔ ہم خدمت میں حاضر ہوئے تو بیلنا چل رہا تھا۔ حضور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا گنے کا رس پی لو۔ یہ بھی کھانے کا نعم البدل ہے۔ تو ہم نے ظہر اور عصر کی نمازیں بھی آپ کی اقتداء میں ادا کیں۔ سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا اور بیٹا واپسی کی اجازت کے لئے بیتاب تھا۔ میں نے اسے سمجھایا کہ سرکار سب کچھ جانتے ہیں وقت پر بھیج دیں گے۔ مگر اس کا اضطراب بڑھتا جاتا تھا۔ آخر غروب سے کچھ پہلے ہمیں اجازت مل گئی۔ بیٹا اب اور بھی پریشان ہو گیا کہ نندی پور سے آگے کیوں کر جائیں گے۔ جس کے پاس سائیکل رکھ کر آئے ہیں وہ جا چکا ہو گا۔ میں اسے تسلی دیتا رہا مگر اس کی پریشانی میں کمی نہ آئی۔ ہم نے نماز مغرب اڈے پر پڑھی اور بس پر سوار ہو گئے جو ہمیں چند منٹوں میں پسرور لے گئی۔ یہاں ڈسکے والی بس تیار تھی۔ اس میں بیٹھ گئے اس میں ایک مجسٹریٹ صاحب بھی سوار تھے۔ ان کے کہنے پر ڈرائیور نے راستے میں کوئی سواری نہ لی۔ یوں آدھ پون گھنٹے میں ڈسکہ بھی آ گیا۔ یہاں اگلی بس تیار تھی۔ چنانچہ ہم چند منٹوں میں نندی پور پہنچ گئے۔ یہاں سائیکل اسٹینڈ والا ہمارا سائیکل لئے کھڑا تھا۔ گھر پہنچے تو عشاء کی اذانیں ہو رہی تھیں۔ یوں مردِ مومن کی برکت سے تقریباً چار گھنٹے کا سفر سوا

گھنٹے میں طے ہو گیا۔

گاڑی سٹارٹ ہی نہ ہوئی

چوہدری امیر علی منہاس سابق پروگرام منیجر پاکستان نیشنل سنٹر، گجرات، ناظم اعلیٰ بزم لاثانی پاکستان بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۸۰ء میں وزارت اطلاعات و نشریات کے شعبے میں موبائل انفارمیشن یونٹس میں بحیثیت پروگرام منیجر کام کرتا تھا اور اسلام آباد سے اکثر دربار شریف حاضر ہوتا تھا۔ اسی دوران شعبان کے مہینے میں زکوٰۃ آرڈیننس نافذ ہوا اور رمضان کے مہینے میں کٹوتی اور تقسیم شروع ہو گئی۔ شکایات بھی پیدا ہوئیں۔ ان کے ازالے کے لئے موبائل انفارمیشن افسروں کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ مریدکے، شاہکوٹ، کھرڑیانوالہ اور جڑانوالہ کے چند گاؤں میرے حلقے میں تھے۔ میں نے ٹیم انچارج کی حیثیت سے ڈرائیور، ہیلپر اور سٹینوگرافر کے ہمراہ علی پور شریف سے ہوتے ہوئے مریدکے نارووال روڈ سے گاؤں جانے کا پروگرام بنایا۔ صبح کے تقریباً دس بجے دربار شریف پہنچے۔ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حویلی میں (جس میں آپ کا مزار مبارک ہے) دیوار کے زیرِ سایہ میں ایک چھوٹی سی چارپائی پر آرام فرماتے تھے۔ ہم بھی دوسرے یارانِ طریقت کے ساتھ چپ چاپ کھڑے ہو گئے۔ پندرہ منٹ تک انتظار کے بعد میں اس خیال سے کہ کہیں زیادہ دیر نہ ہو جائے روانگی کا ارادہ کر لیا۔ خدا کی قدرت اسی وقت آپ نے کروٹ بدلی اور اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ سب کے ساتھ ہم نے بھی سلام عرض کیا۔ ہماری درخواست پر دعا بھی کی اور فرمایا جاؤ مسجد میں آرام کرو۔ ہم اپنی مجبوری کی بناء پر مسجد کی طرف تو نہ گئے البتہ واپسی کا ارادہ کر لیا۔ ڈرائیور نے گاڑی سٹارٹ کرنے کی کوشش کی مگر بات نہ بنی۔ اتنے میں آپ کے فرزند اکبر حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کھیتوں میں ہل چلا کر واپس آ گئے۔ میں

نے سلام عرض کیا۔گاڑی سٹارٹ نہیں ہو رہی تھی۔آپ نے سوچا شاید پھسلن کی وجہ سے ایسا ہو رہا ہے۔آگے بھینسے لگا کر گاڑی کو خشک جگہ پر کیا مگر کوشش بسیار کے باوجود گاڑی سٹارٹ نہ ہوئی۔کافی دیر کے بعد صاحبزادہ صاحب پھر تشریف لائے میں نے ٹریکٹر سے اسے کھینچوانے کی درخواست کی۔آپ نے ٹریکٹر بھیج دیا جو گاڑی کو باہر سڑک تک لے آیا مگر وہ پھر بھی سٹارٹ نہ ہوئی۔آخر سوچا کہ بار بار سلف مارنے سے بیٹری ضائع ہو جائے گی۔پہلے اسے چارج کرا لیں۔اتنے میں پھر حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے آپ نے پھر فرمایا ذرا آرام کر لو۔مگر ہمارے کان پر پھر بھی جوں نہ رینگی۔روزہ،گرمی کی شدت میں کئی گھنٹے گزارے آخر تھک ہار کر کیکر کے نیچے بیٹھ گئے۔ساڑھے چار بجے ڈرائیور قلعہ سوبھا سنگھ سے بیٹری چارج کروا کر آ گیا۔پھر کوشش کی مگر ناکام۔آخر گاڑی وہیں سڑک پر لاک کر دی اور ہیلپر کو وہاں بٹھا کر خود دربار شریف چلے گئے۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر فرمایا۔چلو مسجد میں آرام کرو۔اب کچھ سمجھ آئی۔خیر نماز عصر ادا کی اور شام تک مسجد ہی میں رہے۔افطاری اور نماز کے بعد کھانا کھایا۔دن بھر کے تھکے ہوئے نماز تراویح مشکل سے ادا کی اور سحری تک مسجد میں سوئے رہے۔روزہ رکھا اور آپ سے اجازت لی تو بخوشی فرمایا جاؤ اللہ کے حوالے۔سڑک پر آئے اور گاڑی سٹارٹ کی تو فوراً سٹارٹ ہو گئی۔

ڈرائیور چچا اشرف جو چکوال کا رہنے والا تھا بولا منہاس صاحب! میں تو پیروں کا قائل نہیں تھا آج ہو گیا ہوں۔مجھے دوبارہ دربار شریف لے چلیں اور حضرت کے دامن سے وابستہ کر دیں۔ہم واپس آئے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کمال مہربانی سے اسے بیعت کر لیا۔

بندہ پروری

صوفی غلام علی نشتر آبادی بیان کرتے ہیں ۱۹۵۰ء میں میرا بھانجا ظفر اللہ سخت بیمار ہوگیا۔ڈاکٹری علاج کے باوجود افاقہ نہ ہوا۔تمام علاج چھوڑ دیئے۔جب اسے کسی حکیم یا ڈاکٹر کے پاس لیجانے کی بات کرتے تو یہی کہتا کہ مجھے علی پور شریف لے چلو۔بار بار یہی دہائی دیتا مجھے حضرت صاحب کی خدمت میں لے چلو۔کمزوری اس قدر تھی کہ ڈر تھا کہیں راستے ہی میں اس کی روح پرواز نہ کر جائے۔آخر چند روز بعد دنیا سے کوچ کر گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔تقریباً ایک ہفتہ بعد ایک شخص نے اچانک پیغام دیا کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ لاہور سے تشریف لا رہے ہیں۔آپ بھوپالوالہ اڈہ پر اتریں گے اور غازی پور تشریف لائیں گے۔نیز آپ کچھ علیل بھی ہیں لہٰذا سواری کا بندوبست بھی ہونا چاہیے۔ہم حسب پیغام اڈہ بھوپالوالہ پہنچ گئے۔آپ تشریف لے آئے اور گھوڑی پر سوار ہوگئے۔گاؤں کا قبرستان آیا تو گھوڑی سے اتر کر ظفر اللہ کی قبر کی جانب تشریف لے گئے اور دیر تک پڑھتے رہے۔گاؤں کے نمبردار محمد رفیق صاحب نے عرض کیا۔باباجی! یہ بچہ آپ کو بہت یاد کرتا تھا۔آپ نے جواب دیا اسی کی یاد تو لے آئی ورنہ کوئی پروگرام نہیں تھا۔رات کو آپ نے غازی پور میں ہی قیام فرمایا مگر کھایا پیا کچھ نہیں۔صبح سویرے سواری تیار رکھنے کا حکم ہوا۔پھر اس مقام پر جہاں اب نشتر آباد ہے کافی دیر تک چارپائی پر بیٹھے رہے اور بار بار فرماتے رہے کہ اس گاؤں پر سخت زوال ہے۔دعا کرو اللہ تعالیٰ خیر فرمائے۔چند روز بعد ۱۹۵۰ء کا عظیم سیلاب آیا جس سے اردگرد کے علاقوں میں کافی جانی و مالی نقصان ہوا مگر آپ کی دعا و توجہ کی برکت سے غازی پور تقریباً محفوظ رہا اور آپ کے قدموں کی برکت سے غازی پور سے ایک میل کے فاصلے پر جہاں آپ تشریف فرما ہے موجودہ نشتر آباد کی بستی آباد

ہوئی۔

سایہ سے نجات

حکیم پیر سیّد محمد شفیع موضع بلّے والا ضلع گوجرانوالہ فرماتے ہیں۔میری بیوی کا بھانجا سخت بیمار ہوگیا۔اپنے مکان سے باہر نہیں نکلتا تھا۔اس کے بقول باہر جاتے ہی اسے مار پڑتی۔چنانچہ کوئی کام کاج نہ کر سکتا تھا۔نماز نہ پڑھتا،روٹی کھانے اور غسل کرنے سے بھی ڈرتا تھا۔از حد دبلا پتلا ہوگیا۔حکیموں،ڈاکٹروں اور تعویذ گنڈے والوں کو دکھایا مگر بے سود۔آخر دو ماہ بعد اس کی والدہ نے مجھے اپنے پیر صاحب کے پاس علی پور شریف لے جانے کیلئے کہا۔میں نے ہاں کر دی مگر میں ڈرتا تھا کہ یہ لڑکا جو گھر کے باہر قدم نہیں رکھتا اتنی دور کیونکر جائے گا۔اسی تذبذب میں اسے دربار شریف چلنے کو کہا تو فوراً مان گیا۔اسے لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضرت صاحب مسجد کے سامنے کی نشیبی جگہ میں جلوہ افروز تھے۔چند روز بعد عرس شریف منعقد ہونے والا تھا۔آپ اس کے انتظامات میں مصروف تھے۔قدمبوسی کے ساتھ ہی میں نے نہایت اختصار سے اس کی بیماری کا تذکرہ کیا۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے حکم دیا کہ یہ اینٹیں،روڑے ادھر سے اٹھا کر اُدھر جمع کرتے جاؤ۔وہ تعمیل کرتا رہا اور آپ اسے بغور دیکھتے رہے۔فارغ ہوا تو اجازت لی اور واپس آ گئے۔راستے میں وہ بار بار کہتا رہا کہ خالو جی!ہم کیوں آئے تھے!حضرت صاحب نے تو کچھ نہیں کہا۔میں اسے تسلیاں دیتا رہا۔جب ڈسکہ میں نہر کا پل عبور کیا تو چونک کر بولا خالو جی!اس نے نہر میں چھلانگ لگا دی ہے اور مجھے چھوڑ دیا ہے۔میں نے وضاحت چاہی تو کہنے لگا جس نے مجھے پکڑا ہوا تھا چھوڑ کر چلا گیا ہے۔اس دن سے یہ عزیز بالکل تندرست اور خوش و خرم ہے۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بظاہر کچھ نہیں کیا مگر پھر بھی سب کچھ کر دیا۔

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبولیت

مولانا بدرمنیر گلفام نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مخلص خادمہ اور عقیدتمند بی بی غلام فاطمہ ساکنہ حاصلاں والا تحصیل پھالیہ نے بیان کیا کہ میں نے کپڑوں کا ایک جوڑا حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اور دوسرا جوڑا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کرنے کی نیت کی۔ مجھے شیخ کریم رحمۃ اللہ علیہ کا ماپ مل جانے کا تو یقین تھا مگر آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماپ کے لئے میں پریشان تھی۔ ایک دن شیخ کریم رحمۃ اللہ علیہ کا صدقہ والی کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ پر کرم فرمایا اور خواب میں تشریف لا کر یہ مشکل حل فرمادی۔ میں نے دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں اور آقا علیہ السلام نے حضرت صاحب کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا ہوا ہے اور فرمایا کہ میرے کپڑوں کا ماپ چاہیے تو جو علی حسین رحمۃ اللہ علیہ کا ماپ ہے وہی میرا ماپ ہے۔

فالج جاتا رہا

یہی مائی صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ ایک دفعہ مجھے دائیں بازو پر فالج کا حملہ ہوگیا۔ بہت علاج کرایا مگر افاقہ نہ ہوا۔ میں نے اپنے متعلقین سے کہا کہ مجھے میرے طبیب روحانی والی علی پور شریف کے ہاں لے چلیں کہ میرا علاج انکے پاس ہے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے میری چارپائی ایک درخت کے نیچے رکھ دی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور میرا حال دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کی حضور یہ بازو کام نہیں کرتا۔ حضور نے درخت کی شاخ پکڑنے کو کہا۔ میں نے اس اعتقاد کے ساتھ کہ اب اس بازو کو اوپر جانے سے کوئی نہیں روک سکتا ہاتھ اوپر اٹھا دیا اور بفضلہ تعالیٰ میری بیماری جاتی رہی۔

قبر میں روشنی

مذکورہ مائی صاحبہ ہی بیان فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور قبر اندھیری کوٹھڑی ہے۔کوئی ساتھ نہیں ہوگا۔اکیلا پن ہوگا۔اس سے مجھے بہت ڈر لگتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ آپ کو کس چیز کا ڈر ہے۔میں نے پھر عرض کیا کہ حضور مجھے تو بہت ڈر لگتا ہے۔بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ دریائے رحمت جوش میں آگیا اور فرمایا کہ اگر اتنا ہی ڈر لگتا ہے تو پھر پہلے میں چلا جاؤں گا۔چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور نقش لاثانی کا وصال پہلے ہوا اور مائی صاحبہ کا بعد میں۔

حج وزیارات

مولانا بدر منیر گلفام صاحب بیان کرتے ہیں کہ والد صاحب کے انتقال پر حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔والدہ محترمہ نے عرض کیا کہ حضور میرے بیٹے بدر منیر کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو حج بیت اللہ شریف اور بارگاہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری نصیب فرمائے۔اس پر شیخ کریم نے نہایت شفقت فرماتے ہوئے دعا فرمائی اور اسی دعا کے صدقے مجھے حج و درِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری نصیب ہوئی۔

پھلبہری ختم

مولانا بدر منیر گلفام صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں کراچی میں بسلسلہ ملازمت رہتا تھا۔چہرے کے دونوں جانب پھلبہری کے آثار نمودار ہوئے۔والدہ صاحبہ جو کہ سیالکوٹ میں تھیں ان کو خط لکھا۔اس پر والدہ صاحبہ درویش کامل حکیم خادم علی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بتایا۔انہوں نے بانی ہمدرد دواخانہ حکیم محمد سعید کے نام چٹھی لکھ دی۔جسے لے کر میں حکیم سعید صاحب کے پاس گیا۔انہوں نے

دوا دی مگر کچھ افاقہ نہ ہوا۔ پھر مجھے ایک شخص احمد حسین بٹ (سیالکوٹ) نے قبرستان میں بیٹھے ایک درویش کا پتہ بتایا۔ انہوں نے دَم والا پانی دیا مگر افاقہ نہ ہوا۔ بالآخر میں سیالکوٹ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا معاملہ عرض کر دیا۔ اس پر حضور نے تبسم فرمایا اور دم فرمایا اور حکم دیا کہ شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار اقدس پر پڑے دیے میں سے تیل لگا لو اور نسخہ بھی عنایت فرمایا۔ بندہ نے حکم کی تعمیل کی۔ دوائی بنائی مگر ابھی استعمال بھی نہیں کی تھی کہ حضور کی نگاہِ کرم کے صدقے اللہ تعالیٰ نے کرم فرما دیا اور میرا چہرہ ٹھیک ہو گیا۔

کرم نوازیاں

حاجی محمد امین انصاری کا بیان ہے کہ پہلے میں کسی اور جگہ بیعت تھا۔ وہاں ختم شریف کے موقع پر کچھ باتیں خلاف شرع دیکھیں تو بیعت توڑ دی۔ میرے ساتھ مولانا بدر منیر گلفام، حافظ نذیر احمد قادری، غلام مصطفیٰ صدیقی بھی تھے۔ مولانا بدر منیر صاحب کے ساتھ ایک دو دفعہ دربار شریف علی پور سیّداں حاضری اور حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا لیکن بیعت ہونے کا خیال نہ آیا۔

اب میرے دل میں آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا اشتیاق پیدا ہوا تو مولانا بدر منیر صاحب کی مصروفیت کی وجہ سے دیر ہونے لگی۔ ایک دن نماز فجر کے بعد نیند آ گئی مگر قسمت جاگ اٹھی۔ خواب میں دربار شریف حاضری ہوئی حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ دیکھتے ہی فرمانے لگے حاجی صاحب بڑی دیر سے آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ میری آنکھ کھل گئی۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ اسی دن عملاً دربار شریف حاضری ہوئی اور آپ نے بندہ ناچیز کو اپنے دامن سے وابستہ کر لیا۔ آپ ہی کا فیضان ہے کہ بیعت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت بھی نصیب ہوئی

اور دست رحمت کو بوسہ دینے کا شرف بھی حاصل ہوا۔

انہی حاجی صاحب کا بیان ہے کہ میرا ذاتی مکان نہ تھا۔ وسائل نہ ہونے کی وجہ سے پریشان رہتا تھا۔ ماہ رمضان شریف میں دورانِ اعتکاف بہت دعائیں کیں۔ بعد اعتکاف گھر میں نماز تہجد کے بعد خواب میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا بہت بڑا ہجوم ہے بالکل اسی جگہ جہاں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ پاک ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں اور حضرت قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ المعروف فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ تشریف فرما ہیں اور صوفی محمد علی نقشبندی بھی ساتھ ہیں۔ میں اور صاحبزادہ بدر منیر حضور قبلہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور قبلہ عالم نے صوفی صاحب کو فرمایا کہ صوفی صاحب آپ اُٹھیں آپ کا کام ہو گیا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ حاجی صاحب آپ آئیں آپ کا کام بھی کر دیں اور کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ حاجی صاحب جاؤ آپ کا کام بھی ہو گیا۔ شیخ کریم کے فرمان اور دعا سے چند دنوں میں ہی مکان خرید لیا۔

فیضِ مرشد

پروفیسر بابر بیگ مطالی (پی۔ ایچ۔ ڈی) بیان کرتے ہیں۔ میری زندگی کے گلزار میں اس دن سے علم و معرفت کے پھول کھلنے لگے جس دن سے حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر کرم شامل حال ہوئی۔ میری آنکھوں کے سامنے آپ کا نقشہ رہنے لگا۔ اگرچہ میں بظاہر دربار عالیہ سے دور تھا مگر آپ کی روحانیت اور نظر کرم سے کبھی دور نہ ہوا۔ صبح شام حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی راہنمائی میرے شامل حال رہتی تھی۔

گورنمنٹ کشمیر ہائی سکول نیا سوہاوہ میں بطور عربی ٹیچر کا کام کرنے کے دوران ایک رات قسمت نے یاوری کی۔ دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس

پر حاضر ہوں اچانک قبر مبارک شق ہوگئی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے تھے ایک درویش آپ کے قدم مبارک دبانے لگا۔آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے تمہاری تعلیم کتنی ہے۔عرض کی حضور ایم۔اے بحیثیت عربی ٹیچر کام کر رہا ہوں دعا فرمائیں لیکچرار بن جاؤں۔آپ نے فرمایا جاؤ تمہارا کام ہو جائے گا۔پھر آنکھ کھل گئی۔ صبح ہوئی تو اپنے یارانِ طریقت سے خواب بیان کیا۔سب نے کہا تم ضرور لیکچرار بنو گے کیونکہ حضور قبلہ عالم نے فرمایا ہے۔

اس واقعہ کے چند دن بعد ہی گورنر پنجاب نے گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ میں بطور انسٹرکٹر میری تقرری کے احکامات جاری کر دیئے۔ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ سلیکشن بورڈ لاہور کی طرف سے لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ کالج سیالکوٹ کے بھی آرڈر آ گئے۔

حاجی محمد صدیق ساکن عینو والی بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے موقع پر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ علی پور سیداں شریف حاضر ہوا۔مغرب کی اذان سے کچھ دیر پہلے حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دے کر سیدھے حویلی میں گئے۔یہ وقت لنگر شریف کی تقسیم کا تھا۔انتہائی نظم و نسق سے سارا انتظام چل رہا تھا،بڑے سکون و آرام کے ساتھ عوام الناس قطاروں میں بیٹھے ہوئے تھے،ہم بھی ایک قطار میں بیٹھ گئے۔اچانک حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ جائزہ لینے کے لئے تشریف لے آئے۔سب کی نگاہیں حضور کے چہرہ انور پر جم گئیں۔ بیٹھے بیٹھے میرے دل میں خیال آیا کہ اتنے بڑے اجتماع میں حضور قبلہ عالم کو کیا خبر ہوگی کہ کون میرا مرید آیا ہے اور کون نہیں آیا۔ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ آپ نے دور سے میرا نام لے کر پکارا۔کسی کو معلوم نہ تھا کس صدیق کو یاد کیا جا رہا ہے۔اس لئے کوئی نہ اُٹھا۔آپ نے دوبارہ پکارا پھر بھی کوئی نہ اٹھا۔جب آپ نے تیسری بار پکارا تو

میرے ساتھیوں نے مجھ سے کہا یار تم ہی اُٹھ جاؤ شاید تمہی کو بلا رہے ہیں۔ میں اپنی جگہ سے اُٹھا اور سیدھا آپ کے پاس پہنچ گیا۔ آپ کے ہاتھ میں لوٹا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ لوٹا فلاں جگہ پر رکھ دو۔ یہ فرما کر آپ حویلی کے اندر تشریف لے گئے۔ میں نے لوٹا متعلقہ جگہ پر رکھ دیا اور واپس اپنی قطار میں جا کر بیٹھ گیا۔ اس وقت مجھے پکا یقین ہو گیا کہ پیر و مرشد حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہر مرید پر نظر ہوتی ہے۔ چاہے لاکھوں کا اجتماع ہو۔

حقیقت میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حضور شاہِ لاثانی رضی اللہ عنہ کی طرح ایسے مرشد کامل تھے جو مشرق و مغرب میں اپنے مریدوں کی خبر رکھتے تھے۔

نقاہت ختم

محمد صدیق ساکن ساہیوال بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے نشتر ہسپتال ملتان سے مثانہ کا آپریشن کرایا۔ فارغ ہو کر گھر پہنچا تو انتہائی نقاہت محسوس کر رہا تھا۔ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور آپ نے اپنے دست مبارک سے شفاء بخش پانی عنایت فرمایا۔ چند ہی روز بعد جسم سے نقاہت بالکل جاتی رہی۔ اس بات پر ڈاکٹر بھی حیران تھے۔ کیونکہ ان کے نزدیک اتنی جلدی صحت یاب ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

چہرے کے دانے ختم

خادم حسین صاحب ساکن سیالکوٹ راوی ہیں کہ میرے دوست اظہر نواز صاحب کے چہرے پر دانے نکلے۔ میں نے انہیں دربار شریف حاضر ہونے کا مشورہ دیا کہ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کرائیں۔ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔ چہرہ کے دانوں کا ذکر کیا تو آپ نے ایک نسخہ عطا فرمایا جسے گائے کے

گھی میں ملا کر کھانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا حضور! ڈاکٹروں سے ہزاروں روپے کی دوائیاں لے کر استعمال کی ہیں اور جلد پر لگائی ہیں بلکہ لاہور کے ایک سپیشلسٹ سے چیک اپ بھی کروایا ہے مگر افاقہ نہیں ہوا۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! استعمال کر کے دیکھ لیں اگر شفاء نہ ہوئی تو بتانا۔ چنانچہ دوائی تیار کی گئی جو انتہائی کڑوی تھی۔ اظہر نواز نے کڑواہٹ کی وجہ سے استعمال نہ کی۔ دوبارہ دربار شریف حاضر ہوئے اور حضور قبلہ عالم کی بارگاہ میں عرض کی حضور دوائی کام نہیں دے رہی ازراہ کرم توجہ فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا۔ چنانچہ دوائی نہ لگانے کے باوجود چند دنوں بعد دانے بالکل ختم ہو گئے اور پھر کبھی نہیں نکلے۔

ٹوٹی ٹانگ درست

رانا جماعت علی خاں صاحب کا بیان ہے کہ میری والدہ کی ٹانگ کولہے سے گھٹنے کے درمیان اس قدر ٹوٹ گئی کہ ہڈیاں چور ہو گئیں۔ اس وقت ان کی عمر کم و بیش سو سال تھی۔ ڈاکٹر اور حکیم جواب دے گئے کہ اس عمر میں ان کا نہ آپریشن ہو سکتا ہے اور نہ دوسرے طریقے سے ٹانگ درست ہو سکتی ہے۔ میں نے دربار شریف حاضر ہو کر عرض کی۔ اتفاقاً اگلے روز آپ فیصل آباد تشریف لے جا رہے تھے آپ نے مجھے ہمراہ چلنے کا فرمایا۔ جب کھرڑیانوالہ کے قریب پہنچے تو آپ نے ڈرائیور سے فرمایا کہ رانا صاحب کی والدہ کی عیادت کے لئے لاٹھیانوالہ چلو۔ جب والدہ ماجدہ نے آپ کو دیکھا تو بے اختیار رونے لگیں۔ آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا: ''اماں جی! فکر نہ کرو آپ جلد ہی ٹھیک ہو جائیں گی'' اور حسب عادت چند منٹ تک خاموش کھڑے رہے۔ اس کے بعد مجھے والدہ صاحبہ کے پاس چھوڑ کر تشریف لے گئے۔ میری والدہ چند روز کے بعد لاٹھی کے سہارے چلنے لگیں اور دس سال تک زندہ رہیں اور خود بغیر

سہارا آخری دم تک چلتی پھرتی رہیں۔

ہڑتال ختم

وہی خادم حسین راوی ہیں کہ دربار عالیہ میں گندم کی کٹائی ہو رہی تھی۔ یکم مئی کو حاضر ہو کر دن بھر کٹائی کرتا رہا۔شام کو اجازت چاہی تو حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا پھر کب آؤ گے؟ عرض کیا حضور! سکولوں میں ہڑتال ہے اور حاضری کی سخت پابندی ہے۔آج چھٹی تھی اس لئے حاضر ہو گیا۔فرمایا ایسی بھی سختی نہیں۔ پرسوں آ سکو تو آجانا۔اس دن کٹائی ختم ہو جائے گی۔صبح سکول پہنچا تو ہڑتال (دو ماہ کے بعد) ختم ہو چکی تھی۔اگلے روز سکول گیا تو طبیعت سخت بے چین تھی۔جی چاہتا تھا کہ جلد از جلد دربار شریف پہنچ جاؤں۔ پہلے ارادہ دوپہر کو جانے کا تھا مگر بے تابی طبع نے صبح سویرے ہی چھٹی لینے پر مجبور کر دیا۔ابھی راستے میں ہی تھا کہ سکون آ گیا۔دربار شریف پہنچا تو نمبردار صاحب نے بتایا تمہاری درانتی حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے۔آپ نے فرمایا تھا کہ خادم حسین آ رہا ہے اس کی درانتی یہاں رکھ دو۔ خدمت اقدس میں حاضر ہوا،سلام عرض کیا۔آپ نے فرمایا ہڑتال ختم ہو گئی ہے؟ عرض کیا حضور ختم ہو گئی ہے۔فرمایا ناشتہ کرو اور درانتی لے کر فلاں گروہ میں شامل ہو جاؤ۔ شام کو کٹائی ختم ہوئی تو سب دوست ٹرالیوں میں بیٹھ کر دربار شریف پہنچ گئے۔دل میں خیال آیا کاش یہیں سے اجازت مل جائے۔ (کیونکہ کٹائی والا کھیت سڑک کے کنارے پر تھا) چنانچہ خود ہی فرمایا سیالکوٹ جانا چاہتے ہو تو یہیں سے چلے جاؤ۔ سڑک پر آیا تو چند لمحوں بعد حضور قبلہ بھی تشریف لے آئے۔اتنے میں راولپنڈی والی بس آ گئی۔آپ نے فرمایا لو تمہاری تو بس آ گئی ہے بیٹھو اور چلے جاؤ۔چنانچہ اسی کیف و مسرت میں واپسی ہوئی۔

قلوب وغیوب پر نظر

حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اِتَّقُوْا فَرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہِ (الحدیث) (مومن کی فراست سے ڈرو وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) کی عملی تفسیر تھے۔ یقیناً آپ اللہ کے نور سے دیکھتے تھے۔

صوفی محمد صدیق صاحب ساکن سانگھڑ (سندھ) بیان کرتے ہیں کہ ایک بار سانگھڑ سے دربار شریف آنے لگا تو گھر والوں سے کہہ آیا کہ میں سیدھا ہونے کے لئے علی پور شریف جا رہا ہوں۔ یہاں پہنچا تو دربار شریف کے باہر راستے میں ہی آپ تین کنوؤں کے قریب (جواَب بند ہو چکے ہیں) جلوہ افروز تھے۔ حاضرین مجلس سے فرمایا میرا عصا دو میں اسے سیدھا کروں۔ میں نے سنا تو ڈر کے مارے وہیں رک گیا۔ چند لمحوں بعد آپ نے مجھے قریب بلایا اور فرمایا تم گھر میں کیا کہہ کر آئے ہو! میں نے اوپر والا جملہ دہرا دیا۔ آپ نے فرمایا اب تو میری مرضی ہے کہ تمہیں لاٹھی سے سیدھا کروں یا ہاتھ سے یا زبان سے۔ میں نے عرض کیا حضور قبول ہے۔ تو فرمایا اب وہ وقت گذر گیا ہے۔

تعویذ کا فائدہ

مولانا محمد اکرم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ ایک دفعہ حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے تعویذ لکھنے کا حکم فرمایا۔ اس وقت چند دوسرے احباب بھی اس کام پر مامور تھے۔ مگر میرے دل میں خیال آیا کہ آخر تعویذوں کا کیا فائدہ ہے؟۔ اچانک حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ میرے پیچھے آ کر کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے مولانا ہم تعویذ اس لئے لکھواتے ہیں کہ دل میں اسم ذات کا تصور پختہ ہو جائے۔

پُرتکلف کھانا

صوفی محمد عارف صاحب تِتلا بیان کرتے ہیں کہ میں ۱۹۷۱ء میں اپنی دکان

کے لئے سودا سلف خریدنے کے لئے ایک ساتھی کے ہمراہ لاہور گیا۔ وہاں سے دربار شریف حاضر ہونے کا ارادہ کرلیا۔ راستہ میں خیال پیدا ہوا کہ میرا ساتھی فیشن ایبل آدمی ہے اور ماڈرن رہن سہن کا دلدادہ ہے ایسے لوگ نازنخرے والے ہوتے ہیں۔ دربار شریف میں کہیں دال روٹی نہ مل جائے اور یہ پیرخانے کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوجائے۔ دربار شریف حاضر ہوئے، لنگر شریف تقسیم ہونے لگا تو حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ہم دونوں کو ایک الگ کمرے میں بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ چند لمحوں بعد ہمیں جو کھانا دیا گیا بہت پرتکلف تھا۔

چھپا مجرم

حافظ فتح علی صاحب ساکن جلوموڑ لاہور بیان کرتے ہیں ایک بار عرس مقدس کے موقع پر حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ نے مجھ سے فرمایا حافظ صاحب ادھر آؤ۔ میں حضور قبلہ عالم کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ آپ تُوڑی والی اندھیری کوٹھڑی میں داخل ہوگئے۔ وہاں اندھیرے میں ایک شخص تیز دھار آلہ لے کر بیٹھا تھا۔ آپ اسے بازو سے پکڑ کر باہر لے آئے۔ اسے میرے سپرد کرکے فرمایا لوگ باہر تقریریں سن رہے ہیں اور یہ اندھیرے میں برے ارادہ سے بیٹھا ہوا ہے۔ یہاں ایسے ارادوں سے نہیں آنا چاہیے۔

رعب و دبدبہ

الحاج محمد ثناء اللہ نقشبندی (لاہور) بیان کرتے ہیں کہ میں کئی سال حج کی درخواستیں دیتا رہا مگر قرعہ اندازی میں نام نہ نکلتا۔ جب 1972 میں درخواست دی تو منظور ہوگئی اور حج کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس پر مزید کرم یہ ہوا کہ مرشد کامل حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حج کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں ان کی معیت میں

حج وزیارات پر تقریباً چار ماہ گزارنے کا موقعہ ملا۔ یہ زندگی کے حسین ترین لمحات تھے۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حرمین شریفین میں مقرر بعض اماموں کے عقائد ونظریات میں بے ادبی سے واقف تھے۔ لہٰذا حرمین شریفین میں اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ الگ جماعت کے ساتھ نماز ادا فرما لیتے۔ ایک روز ایک شرطی (سپاہی) نے ٹوٹی پھوٹی اردو میں کہا کہ یہاں الگ جماعت کی اجازت نہیں، اس سے تفرقہ پھیلتا ہے لہٰذا میں ابھی حکام کو اطلاع دیتا ہوں۔ آپ نظریں جھکائے خاموش رہے۔ اس نے پھر وہی الفاظ دو مرتبہ دہرائے۔ اس پر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے نظر مبارک اُٹھائی اور اس شخص کی طرف توجہ سے دیکھا اور فرمایا "جا جہڑا سپ کڈھنا ای کڈھ لے" یعنی جاؤ جو کر سکتے ہو کر لو۔ آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ سپاہی دہشت زدہ ہو کر وہاں سے چل پڑا اور سیدھا باہر کی طرف نکل گیا مگر آنکھوں سے اوجھل ہونے تک بار بار پیچھے مڑ کر حیرانی کے ساتھ دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اس نے یا کسی اور نے کچھ نہ کہا۔

شادی کا انتظام

میاں فقیر محمد واصل بیان کرتے ہیں کہ ۱۹۶۷ء میں میری شادی کے دن مقرر ہو گئے تو گھر میں کوئی رقم نہ تھی۔ سخت پریشانی کے عالم میں میری والدہ مجھے ساتھ لے کر دربار شریف حاضر ہوئیں کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے دعا کے لئے عرض کریں۔ وہاں پہنچے تو پتا چلا کہ حضرت صاحب شکر گڑھ تشریف لے گئے ہیں۔ ہم مایوس کھڑے تھے کہ حاجی مقبول احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مبلغ پچھتر روپے لا کر دیئے اور کہا کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ مجھے یہ رقم دے گئے تھے اور فرمایا تھا کہ بڈیانہ سے ایک شخص آئے گا اسے دے دینا۔ گھر لوٹے تو آپ کی توجہ کی برکت سے کئی احباب نے خود ہی ایسا تعاون کیا کہ سب انتظام مکمل ہو گئے۔

کرایہ

واصل صاحب ہی راوی ہیں کہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حج سے واپس تشریف لائے تو میں بھی حاضر خدمت ہوا۔ راستے میں کسی جگہ میری رقم کہیں گر گئی۔ آٹھ دن دربار شریف رہا مگر کسی سے ذکر نہ کیا۔ واپسی کی اجازت مانگی تو حضرت صاحب نے حاجی مقبول احمد رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اسے کچھ رقم دے دو۔ میں نے عرض کیا حضور رہنے دیں۔ فرمایا مجھے معلوم ہے تمہارے پاس کرایہ نہیں ہے۔

چھپی ہوئی روٹیاں

حافظ فتح علی صاحب کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ عرس مقدس میں لنگر تقسیم کر رہا تھا کہ ایک عورت آئی جس کے ساتھ بچے بھی تھے۔ آتے ہی کہنے لگی ہمیں کسی نے روٹی نہیں دی۔ میں نے کہا بیٹھ جاؤ روٹی دیتے ہیں۔ ابھی بات مکمل نہ ہوئی تھی کہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے دیکھو اس کے پاس پہلے ہی کتنی روٹیاں ہیں؟ میں نے کپڑا اٹھایا تو اس کے پاس ۹ عدد روٹیاں تھیں۔

نگہبانی

حاجی محمد بوٹا سکنہ آڈھا کا بیان ہے کہ میں نے اپنے گاؤں میں مکان کی تعمیر کے لئے کچی اینٹیں منگوائیں اور انہیں ایک کھلی جگہ پر رکھوایا۔ ابھی مکان کی تعمیر نہیں کی تھی کہ دربار شریف سے تعمیرات کے سلسلہ میں بلاوا آ گیا۔ میں دربار عالیہ حاضر ہوا اور کام میں مصروف ہو گیا۔ ایک دن اپنے کام میں مصروف تھا کہ آسمان پر سیاہ بادل چھا گئے۔ مجھے فکر لاحق ہوئی کہ اگر بارش ہو گئی تو کچی اینٹیں بھیگ کر گارے کا ڈھیر بن جائیں گی۔ اسی دوران اچانک حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے مستری بوٹا کس بات کی فکر ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا۔ کچھ بھی نقصان نہ

ہوگا۔

جب دربار عالیہ پر کام سے فارغ ہوکر گھر واپس آیا تو معلوم ہوا ہمارے گاؤں کے لوگ دعائیں مانگتے تھے اے اللہ بارش برسا۔ کچھ لوگ یہ بھی کہتے رہے کہ مستری بوٹا دربار شریف کام کے لئے گئے ہیں اور ابھی ان کا اپنا مکان نہیں بنا لہٰذا جب تک علی پور شریف سے توجہ نہ ہوگی بارش نہ ہوگی۔ وہاں بادل چھاتے رہے مگر بارش نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ میں نے آکران اینٹوں سے مکان بنالیا۔

جب مکان کی تعمیر مکمل ہوگئی اور چھت ڈال کر خشک مٹی ڈالی گئی اور لپائی کا کام ابھی مکمل نہیں ہوا تھا کہ شام کے وقت اچانک آسمان پر بادل نمودار ہوئے۔ میں نے دربار عالیہ کی طرف منہ کر کے عرض کی حضور! ابھی تو چھت بھی مکمل نہیں ہوئی۔ اگر بارش ہوگئی تو مکان کا نقصان ہوگا۔ رات بھر بارش ہوتی رہی۔ صبح دیکھا تو ہر طرف جل تھل ہوگیا تھا۔ میں نے سیڑھی پر چڑھ کر دیکھا تو چھت بالکل خشک تھی اور منڈیر پر پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا۔

توجہ و مسیحائی

یہی حاجی صاحب راوی ہیں ایک بار میں دربار عالیہ علی پور شریف حاضر ہوا اور کسی کام میں مصروف تھا کہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا۔ مستری جلدی گھر پہنچ۔ میں اس بات سے پریشان تھا کہ پہلے آپ نے کبھی اس طرح نہیں فرمایا۔ آج کیا بات ہے؟

جب میں گھر پہنچا تو دیکھا ہماری بھینس نے بچہ دیا ہے اور پریشان ہے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ اسے سنبھالنے کے لئے کوئی موجود نہ تھا۔ میں نے اسے پیار کیا۔ ڈیرہ سے گھر آیا تو دیکھا میری بیوی اور بیٹی دونوں شدید بخار میں پڑی تھیں۔ میں

نے اپنے نے مرشد کامل کے وسیلہ سے دعا کی۔ مالک کریم نے دونوں کو جلد شفا عطا فرمائی۔

ارادوں سے باخبر

صوفی محمد رفیق (انجینئر) بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عید کے روز حاضر خدمت ہوا تو بہت ہجوم تھا۔ حضور نقش لاثانی قدس سرہٗ کو سیالکوٹ تشریف لے جانا تھا۔ صوفی محمد علی نقشبندی صاحب بھی آپ کو لے جانے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا مجھے جلدی جانا ہے اگر کسی کو کام ہو تو بتادے۔ میرے ذہن میں خیال آیا دنیا میں حضرت صاحب کے خلفاء اُن کے اردگرد موجود ہیں۔ آخرت میں بھی یہی لوگ اردگرد ہوں گے ہمارا کیا بنے گا۔ انہی سوچوں میں ڈوبا ہوا تھا کہ آپ نے کار میں تشریف رکھنے سے پہلے مجھے اس میں بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ گویا کہ میرے وسوسے کو یوں دور کیا کہ اتنے ہجوم میں تمہیں تلاش کر کے ساتھ لے لیا۔ گویا اس طرف اشارہ تھا کہ وہاں بھی انشاء اللہ یوں ہی ہوگا۔ کیوں نہ ہو یہ ان کے نائب ومظہر ہیں جن کی شان یہ ہے۔

وہ لیں گے چھانٹ اپنے نام لیواؤں کو محشر میں
غضب کی بھیڑ میں ان کی اس پہچان کے صدقے

پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں ۱۹۷۰ء میں جامع مسجد نور شکر گڑھ میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت محفل میلاد منعقد کی۔ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق علماء اونچی سٹیج پر بیٹھے تھے اور خود حضور رحمۃ اللہ علیہ عوام الناس کے ساتھ نیچے فرش پر جلوہ گر تھے۔ حضرت مولانا سیّد احمد علی شمیم رحمۃ اللہ علیہ جو حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز تھے نے مجھے کان میں فرمایا اگر ابھی جلسے کے بعد ٹرین

کے ذریعے لاہور چلا جاؤں تو راستے میں نیند بھی پوری ہو جائے گی۔ صبح سویرے اپنے مطب میں موجود ہوں گا، یوں وقت بھی بچ جائے گا۔ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میرے عرض کرنے سے پہلے ہی فرمانے لگے اگر ابھی ابھی جلسے کے بعد شمیم شاہ صاحب ٹرین کے ذریعے لاہور چلے جائیں تو راستے میں نیند بھی پوری ہو جائے گی۔ صبح سویرے اپنے مطب میں بھی موجود ہوں گے اور یوں ان کا وقت بھی بچ جائے گا۔ گویا آپ اُن کے دل کی بات سے آگاہ تھے۔

مستری محمد صدیق فیصل آباد والے بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم میاں فتح دین اور والدہ محترمہ 73-1972ء میں فریضہ ءحج کی ادائیگی کے لئے گئے تو ہمشیرہ سکینہ بی بی بار بار خیال کرتی رہتی تھیں کہ ابو، امی تو حج پر گئے ہوئے ہیں گھر میں بھائی (محمد صدیق، عبداللطیف) نوعمر ہیں کہیں رات کو چور آ کر نقصان نہ کر جائیں۔ اس بات کو وہ بار بار دہراتیں۔ ایک رات ہمشیرہ نے خواب میں ایک آدمی کو مکان پر چلتے پھرتے دیکھا۔ پوچھا کون ہے؟ اس ہستی نے پیچھے مڑ کر تبسم فرمایا اور جواب دیا۔ سکینہ بی بی! کوئی نہیں میں ہی ہوں (حضور نقش لاثانی) یعنی آپ نے حج پر بھیجنے کا انتظام بھی کیا اور بعد میں گھر کی حفاظت بھی کی۔

انہی مستری صاحب کا بیان ہے کہ جب سے قبلہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا ہے۔ روزانہ بعد نماز مغرب دو نفل ایصال ثواب پڑھتا ہوں اور اسی طرح حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے دن سے دو نفل برائے ایصال ثواب پڑھتا ہوں۔ ان ہستیوں کا فیض ہے کہ گاہے بگاہے زیارت سے مستفیض فرماتے رہتے ہیں۔

گاؤں ترگڑی میں عبدالرشید کا لڑکا بیمار تھا۔ بہت علاج کروائے کسی ڈاکٹر اور حکیم سے افاقہ نہ ہوا۔ رمضان شریف کا آخری روزہ تھا اور ہمارے گاؤں میں حاجی

علم الدین (مرحوم) کا عبدالرشید کے گھر آنا جانا تھا۔حاجی علم الدین صاحب نے شام کے وقت اس سے کہا کہ مولانا محمد اشرف نقشبندی کے پیر خانے لڑکے کو لے جاؤ۔اس وقت لڑکا بیہوشی کی حالت میں لحاف میں لپٹا ہوا تھا اور اہل خانہ مسجد میں نمازِ تراویح ادا کرنے گئے تھے۔جب مسجد سے واپس آئے تو لڑکا بالکل تندرست اپنی چارپائی پر بیٹھا ہوا تھا۔اس سے گھر والوں نے پوچھا کہ تم تو بیہوش تھے اب تندرست کیسے ہو گئے اس نے کہا کہ مولانا اشرف صاحب کے پیر صاحب تشریف لائے تھے جو انتہائی خوبصورت تھے۔ان کے ہاتھ میں عصا تھا انہوں نے مجھے آٹھ ڈنڈے مارے اور فرمایا کہ تجھے نہیں مارا تیرے اندر جو چیز تھی اسے مار کر ختم کر دیا ہے۔صبح عید کی نماز پڑھ کر مولانا محمد اشرف کے پاس آئے کہنے لگے کہ آپ کے پیر صاحب کی کرامت سے میرا بیٹا تندرست ہو گیا ہے۔ہمیں اپنے پیر خانے لے چلو۔لہٰذا وہ سب اہل خانہ علی پور گئے اور حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہو گئے۔

رانا عبدالستار صاحب ترگڑی کا بیان ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے کسی مردِ کامل کو دکھانے کی دعا کی۔رات کو خواب میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی۔مولانا محمد اشرف صاحب کو خواب سنایا اور کہا کہ مجھے اپنے پیر کامل کے پاس لے چلو اور بیعت کروا دو،وہ مجھے حضرت صاحب کی خدمت میں لے گئے۔آپ نے مجھے بیعت فرما لیا۔

عبدالحکیم نامی ایک شخص جو ایکسین (XEN) تھا،اس پر گورنمنٹ کی طرف سے سنگین مقدمہ بن گیا۔ایک دن اس کے چچا اور بھائی نے مولانا محمد اشرف سے کہا کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر دعا کروائیں تاکہ اس پریشانی سے نجات مل سکے۔حضور سادہ چارپائی پر حویلی میں جلوہ افروز تھے،آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور قدم بوسی کے بعد ان سے درخواست کی۔آپ نے دست مبارک اللہ کی

بارگاہ میں اٹھائے اور وہاں جتنے بھی حاضرین بیٹھے ہوئے تھے ان سے فرمایا کہ سب دعا کرو اور فرمایا یا اللہ اس نے کیا ہے یا نہیں اس کو معاف فرما۔ اللہ پاک نے دعا قبول فرمائی اور فوجی عدالت نے اس کو بری کر دیا۔ اس وقت گورنر غلام جیلانی کا دور تھا۔ اب وہی عبدالحکیم ایکسین سے پرموٹ ہو کر ڈائریکٹر کے عہدے پر کام کر رہا ہے۔

رانا عبدالستار صاحب (ترگڑی) کا بیان ہے کہ میرے بیٹے اور بھتیجے قتل کے دوہرے مقدمے میں ملوث تھے۔ مقتول ان کو قتل کرنے آئے تھے مگر ان کے ہاتھوں خود قتل ہو گئے۔ وہ مولانا اشرف صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمیں اپنے پیر خانہ لے چلو۔ لہٰذا وہ مولانا صاحب کے ساتھ علی پور پہنچے۔ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ چارپائی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سلام عرض کی اور اپنی درخواست پیش کی۔ سرکار نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی تو وہ سب لوگ قتل کے دوہرے مقدمہ سے باعزت بری ہو گئے۔

گاؤں ترگڑی میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی بار تشریف لانا تھا۔ یہاں حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریب ہر سال 13 جون کو ہوتی تھی۔ جس دن آپ تشریف لائے بظاہر دن بہت گرم تھا مگر حضور نے فرمایا کہ دن بہت اچھا ہے۔ حضور جب تشریف لائے 4 بجے سہ پہر کا وقت تھا۔ شمال کی طرف سے بہت بادل اور تیز ہوائیں چلنا شروع ہوئیں۔ آندھی کا خطرہ تھا۔ گاؤں کی عیدگاہ میں پروگرام منعقد ہونے والا تھا۔ مولانا محمد سلیم فیصل آباد، سیّد محمد حسین شاہ جلو موڑ لاہور، پیر سیّد محمد عباس علی شاہ فاروق آباد سے آنے والے تھے۔ گاؤں کے قادیانی کہنے لگے کہ اب دیکھیں گے یہ پروگرام کیسے ہوتا ہے۔ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ جلسہ کا انتظام کہاں کیا ہے؟۔ عرض کی کہ عیدگاہ میں۔ آپ فرمانے لگے کہ مسجد میں کر لیتے ہیں عرض کی حضور مسجد میں جگہ تھوڑی ہے اس میں زیادہ لوگ نہیں آسکتے۔ آپ نے فرمایا چلو جلسہ

گاہ میں چلتے ہیں۔وہاں پہنچ کر حضور رحمۃ اللہ علیہ نے چہرہ مبارک شمال کی طرف کیا اور چہل قدمی کرتے ہوئے دعا فرمائی۔آندھی اور طوفان ختم ہو گیا اور حضور شہنشاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کی تقریب پروقار انداز میں منعقد ہوئی۔آپ ہر سال 13 جون کو تشریف لاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آنے کی برکت سے ٹھنڈی ہوائیں چلنا شروع ہو جاتیں۔

قاری محمد اکبر علی (کامونکی) کا بیان ہے کہ 1987ء میں حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ہوا۔اس کے بعد میں نے ماہِ رمضان میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کیلئے آخری عشرہ رمضان اعتکاف کرنے کی نیت کی۔رمضان شریف آیا تو میں نے 17 رمضان کو دربار شریف حاضری دی۔حضور قبلہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت سجادہ نشین تھے۔آپ کی خدمت میں عرض کی میں اعتکاف کرنا چاہتا ہوں۔آپ نے اجازت مرحمت فرمائی تو بیس رمضان کو میں اعتکاف بیٹھ گیا۔ہر وقت ایسا معلوم ہوتا کہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ میرے ساتھ ہیں۔جب ۲۹ رمضان کی صبح ہوئی تو نماز فجر کے بعد قرآن پاک پڑھنا شروع کیا،طلوع آفتاب کے بعد نفل پڑھے اور پھر قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی۔نیند نے غلبہ کیا تو میں قرآن پاک تپائی پر رکھ کر لیٹ گیا۔ابھی سونے اور جاگنے کی درمیانی کیفیت میں تھا کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے،سر مبارک پر سفید چادر تھی۔میں نے اسی حال میں آپ کی قدم بوسی کی اور میرے دل سے اللہ اللہ کی آواز آ رہی تھی اور میرے کان سن رہے تھے۔آپ نے فرمایا اکبر علی تم نے میرے لئے اعتکاف کیا ہے میں تمہیں اُٹھانے کے لئے آ گیا ہوں۔آج چاند نظر آ جائے گا اس لئے کل عید کی نماز کے بعد گھر والوں کو ساتھ لے کر دربار شریف حاضری دینا۔اسی رات کو چاند نظر آ گیا۔دوسرے دن نماز عید کے بعد میں اہل و عیال اور دیگر ساتھیوں کے ہمراہ دربار شریف حاضر ہوا جو کچھ پہلے سے خواب میں دیکھا تھا وہی کچھ جا کر دیکھا۔جس جگہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ خواب میں

ملے تھے وہیں حضور فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ملے۔آپ نے مجھے مبارک باد دی فرمایا حافظ جی آپ بہت خوش قسمت ہیں۔

سیّد مقبول حسین بخاری اٹک کے اعوان بیان کرتے ہیں کہ بیعت ہونے کے بعد اپنے بعض پیر بھائیوں سے سنا کہ حضرت صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) کو ہر بات کی خبر ہو جاتی ہے۔آپ اپنے ہر مرید کے قریب اور اس کے حالات پر مطلع ہیں۔ایک مرتبہ گرمیوں میں اور میری والدہ محترمہ صبح سویرے لاہور سے روانہ ہوئے اور دوپہر کو دربار شریف علی پور سیّداں پہنچے۔بجلی گھر کے قریب میں نے والدہ صاحبہ سے گذارش کی کہ آج حضرت صاحب جاتے ہی کھانا عطا فرمادیں تو بڑی بات ہے، مجھے بہت بھوک لگی ہے۔جب دربار شریف پہنچے تو حضرت صاحب نے ملاقات ہوتے ہی زور زور سے ایک درویش کو آواز دی۔او ادریس۔ادریس چھیتی آ۔جب ادریس دوڑتا ہوا آیا تو آپ نے فرمایا کہ شاہ جی نوں نال لے جا روٹی کھوا اج انہاں نوں بڑی بکھ لگی ہوئی اے۔

تلاش مرشد

گلزار احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مارچ 1957ء میں دسویں جماعت کا پرائیویٹ امتحان دینے کے بعد کامل مرشد کی تلاش شروع کی۔ایک دن حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی آمد کا پتا چلا۔پہلے آپ کی آمد کے متعلق بالکل اطلاع نہیں تھی۔ظہر کا وقت تھا آپ موضع سمرا میں آئے۔میں اپنے بڑے بھائی بشیر احمد کے ساتھ نڈالہ والے راستے پر چل پڑا۔ابھی مسجد سے تقریباً ۲۰۰ گز کے فاصلے پر ہی پہنچے تھے دیکھا تو سامنے سے آپ گھوڑی پر سوار تشریف لا رہے تھے۔۶۔۷ فٹ کا فاصلہ میرے اور آپ کے درمیان رہ گیا تو آپ نے فرمایا۔گلزار کیا حال ہے؟ پرچے کیسے ہوئے ہیں؟ حالانکہ میری آپ سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی تھی۔میرا مقصد حل

ہو گیا۔عشاء کی نماز کے بعد آپ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ بیعت کے بعد خیال آیا کہ پاس تو ضرور ہو جاؤں گا۔لیکن ڈویژن اچھی نہیں آئے گی۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ آپ میرے سامنے تشریف فرما ہیں۔اور میرے ہاتھ کے لکھے ہوئے پرچے مجھے دکھا رہے ہیں کہ بیٹا دیکھو تو تم کہتے ہو کہ اُردو کے پرچے میں نمبر کم ہیں۔ تمہاری ڈویژن بھی اچھی ہوگی۔ اتنی دیر میں آنکھ کھل گئی۔صبح حسب معمول ہم پانچوں بھائی اور والد صاحب کماد کی گوڈی کر رہے تھے کہ اچانک مجید جو بابو محمد بخش صاحب کا بھانجا ہے۔ وہ رزلٹ کارڈ لے کر آیا اور مبارک باد دی کہا اچھے نمبروں میں پاس ہو گئے ہو۔

قبولیت عامہ

ڈاکٹر قاری محمد اکرم صاحب، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں زیر تعلیم تھے بزرگان دین کی کتب خصوصاً کشف المحجوب۔غنیۃ الطالبین وغیرہ کا مطالعہ نصیب ہوا تو دِل کسی مرشدِ کامل کا متلاشی ہوا۔کئی معروف آستانوں پر حاضری دی مگر اطمینانِ قلب نصیب نہ ہوا۔آخر استخارہ کا سہارا لیا۔پہلی ہی رات قسمت کا ستارہ جاگ اٹھا،خواب میں حضور نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔دِل شاد مان ہو گیا کہ یہی وہ رہبر کامل ہیں جن کی تلاش تھی مگر بظاہر ان کی زیارت کبھی نہ ہوئی تھی،نہ آستانہ سے متعارف تھا۔چند روز بعد ہی حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ قاری محمد دین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں بوقت جمعۃ المبارک جلوہ افروز ہوئے۔پہلی نظر اُن کے نورانی چہرہ پر پڑی تو دل مچل کر رہ گیا اور ہونٹوں پہ یہ ترانہ جاری ہو گیا

سلطانِ دو جہان ہیں سیّد علی حسین
حُسنِ ازل کی شان ہیں سیّد علی حسین
شاہِ جماعت علی کی تصویر بے مثال

اہل کرم کی جان ہیں سیّد علی حسین

نورِ خدا ہے آپ کی صورت میں جلوہ ریز

حق کے مہ تاباں ہیں سیّد علی حسین

لہٰذا پھر قاری محمد دین رحمۃ اللہ علیہ سے تاجدارِ ولایت کا ایڈریس معلوم کیا اور علی پور سیّداں شریف حاضر خدمت ہوئے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کیسے آئے ہو؟۔عرض کیا حضور آپ کی غلامی اختیار کرنے کیلئے۔فرمایا مسجد میں چل کر عصر کی نماز ادا کرو۔نماز عصر کی جماعت کے بعد آپ نے اشارہ فرمایا (جماعت چونکہ صحن میں ہوئی تھی) مسجد کے محراب میں مصلیٰ پر تشریف فرما ہو کر اپنی غلامی کا شرف عطا فرمایا۔

☆ ایک مرتبہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بٹالہ کالونی فیصل آباد تشریف لائے تو حضرت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے جلسہ عام سے خطاب فرما رہے تھے۔ حضور قبلہ رحمۃ اللہ علیہ عالم سٹیج پر جلوہ گر ہوئے تو آپ کی زیارت کیلئے لوگوں کا تانتا بندھ گیا۔ سٹیج پر لوگوں کے بے قابو ہونے کی وجہ سے آپ پنڈال میں نیچے آ کر بیٹھ گئے تو وہاں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پروانوں کی قطاریں لگ گئیں۔لوگ نورانی صاحب کی تقریر دلپذیر کو بھول گئے۔جلسہ درہم برہم ہوتا دیکھ کر حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے چل دیئے تو لوگوں کی بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے دوڑیں لگ گئیں اور جلسہ ختم کرنا پڑا۔اس واقعہ سے لوگوں کے دلوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی محبت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

☆ حاجی نذیر احمد (لاثانی پیکنگ والے فیصل آباد) کی اولاد نہ تھی۔آپ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، دعا کے لئے عرض کیا، آپ نے پوچھا کسی سے علاج کروایا ہے؟۔عرض کیا حضور علاج تو بہت کروایا ہے۔آپ نے فرمایا اچھا کسی اور سے بھی علاج کرواؤ اللہ خیر کرے گا۔ایک رات حاجی نذیر احمد صاحب کے خواب میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے، ایک آدمی ساتھ ہیں

فرمایا حاجی صاحب ایک بیٹا کافی ہے، پھر فرمایا چلو دو سہی۔ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے۔ حاجی صاحب ایک حکیم صاحب کے پاس دوائی لینے گئے دیکھا کہ یہ تو وہی تھے جو رات خواب میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے حاجی نذیر احمد صاحب کو فقط ایک تعویز دیا اور فرمایا جاؤ اللہ خیر کرے گا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے حاجی نذیر احمد صاحب کو دو بیٹوں سے نوازا۔

☆ حافظ ظفر اقبال صاحب امام و خطیب جامع مسجد ملّیاں والا، چک 219 ر۔ب۔ فیصل آباد۔ کے والدین کے ہاں اولاد تو ہوتی مگر زندہ نہ بچتی تھی۔ جب حافظ ظفر اقبال پیدا ہوئے تو ان کے جسم پر بے تحاشا پھنسیاں تھیں۔ آپ کے والد محترم جو حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے، آپ کی خدمت میں بچے کو لے کر حاضر ہوئے اور تمام قصہ عرض کیا۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بچہ انشاء اللہ حافظ ہوگا اور میری اولاد میں سے حافظ کا مرید ہوگا۔ آپ کی نگاہِ فیض سے وہ بچہ ظفر اقبال نہ صرف تندرست ہوا بلکہ حافظ قرآن اور عالم دین بن گیا۔ حافظ صاحب کے والد انہیں متعدد بار ساتھ لے کر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور بیعت کرنے کی درخواست کی مگر آپ نے ہر دفعہ فرمایا حافظ جی ابھی آپ کی باری نہیں آئی۔ حضور قبلہ عالم کے وصال کے بعد حضرت حافظ پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ مسند ولایت پر جلوہ افروز ہوئے تو حافظ ظفر اقبال آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے۔ انہیں دیکھ کر حضور فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حافظ جی آجاؤ اب تمہاری باری آگئی ہے۔ یہ کہا اور انہیں بیعت فرما کر اپنی غلامی کا شرف بخشا۔

مزاح

اگر آقائے دوجہاں خوش طبعی اور مزاح نہ فرماتے تو خداداد ہیبت و رعب،

دبدبہ اور شان و شوکت سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل ہر وقت لرزتے رہتے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان پر خصوصی کرم تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی کبھی ان کے ساتھ دل لگی اور مزاح فرماتے تاکہ اُن پر ہر وقت مرعوبیت کا عالم طاری نہ رہے۔

اولیاء اللہ چونکہ نائب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتے ہیں، کوئی کام بھی سنت کے منافی نہیں کرتے، اپنے مریدین کو بھی فیضان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا فرماتے ہیں اور اُن کے انداز بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے امین ہوتے ہیں۔

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی قدس سرہٗ النورانی کا ارشاد پاک ہے فرمایا "خوش طبعی کسی کے ساتھ کی جاوے تو اگر وہ خوش ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز ہے" آپ بھی وقتاً فوقتاً اپنے مریدین، متعلقین کے ساتھ خوش طبعی فرماتے تھے اور مزاح کی صورت پیدا ہوتی تھی۔

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی نور اللہ مرقدہٗ کی طبیعت میں جب خوش طبعی ہوتی اور جمال ہویدا ہوتا تو مزاح میں متعلقین خوب خوب فیض حاصل کرتے اور قدموں پر گرتے اور دل نچھاور کرتے۔

الحاج رانا جماعت علی خاں کا بیان ہے کہ 1972ء میں حج کے بعد آپ نے خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا "رانا صاحب! اپنی بیگم کے لئے کوئی تبرک یا تحفہ وغیرہ لے لیتے۔ اگر پیسوں کی ضرورت ہے جتنے چاہیں لے لیں۔ میں نے عرض کیا "حضور! چار ماہ تک سرزمین مکہ و مدینہ مین رہ کر کیا میں خود تبرک نہیں بن گیا"۔ اس پر آپ نے تبسم فرمایا اور کہا "ٹھیک ہے"۔

علماء و مشائخ کے تاثرات

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو سلوک و معرفت کی دنیا میں

کتنا مقام حاصل ہے یہ جاننے کے لئے مشائخ اسلام اور علماء دین کی آراء کا مطالعہ ضروری ہے۔معروف علماء،مشائخ اور دیگر شخصیات نے آپ کے متعلق جو فرمایا ان میں سے چند ارشادات بطور نمونہ اختصار کے ساتھ درج کیے جا رہے ہیں۔

حضرت قبلہ پیر آفتاب احمد مدظلہ العالی (چورہ شریف)

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ عصر حاضر کی ایک مایہ ناز اور منفرد شخصیت تھے۔آپ اپنے ہم عصر مشائخ میں بہت ممتاز نظر آتے تھے۔اس دور میں علی پور شریف کی پہچان آپ کی ذات سے ہوتی تھی۔حضرت صاحب کی ذات اتباع سنت کا جیتا جاگتا پیکر اور فقر محمدی کا مجسمہ تھی۔

علامہ سیّد احمد سعید کاظمی (ملتان)

افسوس کہ فقیر کو حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی البتہ حضرت کے نبیرہ قبلہ پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے شرف ملاقات ضرور حاصل ہوا۔علی پور شریف جا کر بھی زیارت کی۔حسن اخلاق میں یکتا ہیں اور زھد و عبادت میں درجہ کمال رکھتے ہیں۔

مفتی مختار احمد درانی

شیخ القرآن مفتی مختار احمد درانی فرماتے ہیں کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سرکار لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش کامل تھے اور حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات واوصاف نقش لاثانی سرکار رحمۃ اللہ علیہ میں ہو بہو نظر آتے تھے۔آپ اللہ تعالیٰ کے کرم سے صورت میں لاثانی، سیرت میں لاثانی، ولایت میں لاثانی، سخاوت میں لاثانی، عبادت میں لاثانی، ریاضت میں لاثانی، طریقت میں لاثانی اور حقیقت میں لاثانی ہیں۔

علامہ سیّد محمود احمد رضوی (لاہور)

جہاں تک حضرت شاہ لاثانی ﷫ کی عظمتِ روحانی کا تعلق ہے اس سلسلہ میں اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ آپ شریعت وطریقت کا مجمع البحرین، اسلام کے عظیم مبلغ، اتباع کتاب وسنت کے خوشنما پیکر اور صدق وصفا کے مجسمہ تھے۔ دم گفتگو نرم مگر دم جستجو گرم بلکہ سرگرم۔ حلقہ یاراں میں ابریشم اور رزم حق وباطل میں فولاد۔ ایک طرف تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف دوسری جانب استحصال باطل کے لئے مستعد۔ خدمت خلق آپ کا شیوہ اور اصلاح نفوس وطیرہ، عبادت آپ کی عادت اور تقویٰ شعار تھا۔ اور یہی کیفیت ان کے سچے جانشین پیر سیّد علی حسین شاہ ﷫ کی ہے۔

شیخ الحدیث حافظ محمد عالم (سیالکوٹ)

الحاج پیر سیّد علی حسین شاہ ﷫ اپنے دادا کی روحانی وجسمانی تصویر ہیں اور ان کی مثال دورِ حاضر میں ملنا محال ہے۔

علامہ بشیر احمد نقشبندی (لاہور)

حضور قبلہء عالم نقش لاثانی ﷫ "بزم نقشبندیہ کا روشن چراغ تھے" جس کی روشنی عالم اسلام کے گوشہ گوشہ میں پہنچی۔ حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ ﷫ شریعت و طریقت کا ایسا پھول تھے جس میں کانٹا نہیں تھا۔ وہ علم وعرفان کی ایسی شمع تھے جس میں دھواں نہیں تھا۔ میں نے آپ کے فیوضات وبرکات کی برسات عرب وعجم میں ملاحظہ کی ہے۔ آپ کے ساتھ سفر وحضر میں عوام وخواص کو مستفید ہوتے دیکھا۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں بھی بہت سے عقیدت مند لوگ آپ کے گرویدہ اور طالب تھے۔ (مدیر اعلیٰ ماہنامہ انوار لاثانی)

میجر جنرل (ر) حافظ محمد حسین انصاری

حضرت قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات قدسی صفات عاجزی وانکساری کا ایک ''دلآویز مرقع تھی۔ یوں تو علماء ومشائخ کی کمی نہیں مگر مجھے حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے برابر کوئی نظر نہیں آتا۔ میں اپنے مشاہدات وتاثرات کی بناپر کہتا ہوں کہ آپ شرم وحیاء کا مجسمہ اور علم وصبر کا پہاڑ تھے۔ (ماہنامہ انوارِ لاثانی، اکتوبر ۱۹۸۷ء)

حضرت مولانا محمد سعید احمد مجددی (گوجرانوالہ)

حضرت قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس دنیا سے تشریف لے جانا'' آفتاب طریقت'' کا غروب ہو جانا ہے۔ میرے جذبات یہ ہیں کہ پورے ملک میں آپ کی نظیر نہیں ملتی۔ آپ کی نگاہ کیمیاء اثر تھی۔

آپ طریقت ونقشبندیہ کا ایک نمونہ تھے۔ آپ کی تمام زندگی میں اس عاجز نے دو چیزیں نمایاں دیکھی ہیں۔ ایک سادگی وفقر۔ دوسری خدمتِ خلق۔ آپ اسلاف کا صحیح نمونہ تھے۔ سادہ سا لباس، سادہ سی نعلین اور سادگی کے ساتھ حسن ووقار آپ کی نمایاں وممتاز خصوصیت تھی۔

آپ کا دستور عام پیروں اور سجادہ نشینوں کے برعکس مخلوق کی خدمت کرنا تھا نہ کہ خدمت کروانا۔ خدمت طالبین، خدمت علماء اور خدمت عوام میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ خدا نے آپ کو عاجزی کی دولت سے نوازا تھا۔ آپ کی زندگی فقر محمدی کا آئینہ دار تھی۔ (بحوالہ ایضاً)

مولانا محمد سلیم نقشبندی (فیصل آباد)

میرے آقا، والیءِ نعمت حضور قبلہء عالم رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ کا عملی نمونہ تھے۔ آپ کی رفتار، گفتار وکردار سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

عین مطابق تھا۔آپ سے بے شمار کرامتیں صادر ہوئیں۔ ہزاروں مرید آپ کی زندہ کرامت ہیں۔(بحوالہ ایضاً)

مولانا سیّد طالب حسین گردیزی (لاہور)

جمعیت علماء پاکستان کے رہنما مولانا سیّد طالب حسین گردیزی نے کہا کہ جناب پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ علی پوری حق گو، فیاض اور مہمان نواز تھے۔ان کی زندگی عبادت الٰہی میں گزری۔ان کے انتقال سے جو خلاء پیدا ہوا ہے وہ پورا ہونا مشکل ہے۔(روزنامہ مشرق،۲۹۔اگست ۱۹۸۷ء صفحہ۲)

دینی وملی خدمات

پروفیسر محمد طفیل سالک بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت مطہرہ پر نگاہ ڈالی جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ ملک وملت کا کس قدر درد آپ کے سینہ بے کینہ میں موجود تھا۔

ایک عظیم خانقاہ کے سجادہ نشین ہونے کے باوجود آپ نے روایتی سجادہ نشینوں کا طریقہ نہیں اپنایا۔اور مریدوں کی جیبیں ٹٹولنے کی بجائے خود ان کی دامے، درمے،قدمے سخنے امداد کرتے رہے۔باوجود اس قدر جلالت شان اور عظیم ملی وسیاسی خدمات کے آپ نے کبھی فخر ومباہات کا اظہار نہیں کیا۔

آپ کی ذات حقیقی معنوں میں فقر ودرویشی۔سادگی۔نیاز مندی۔تواضع و انکساری کے ساتھ ساتھ حرکت وعمل کا ایک قابل تقلید نمونہ تھی۔ایسی شخصیات کا وجود آج کے دور میں نہیں ملتا۔(روزنامہ امروز،لاہور،۱۳ستمبر ۱۹۸۷ء،ص۳)

مینارۂ نور

حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین دربار شاہِ لاثانی، علی پور سیّداں شریف) نے فرمایا کہ آپ کی ذات عشق مصطفیٰ اور اتباع سنت کا پیکر اور رشد و ہدایت کا مینارہ نور تھی۔ (بحوالہ ایضاً)

اسلام کی خدمت

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے عظیم مجاہد تھے۔ انہوں نے اسلام کی عظمت اور تحریک پاکستان و آزادی کے لئے جو کام کیا وہ ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

(سٹاف رپورٹر، روزنامہ مشرق، لاہور، ۱۱ ستمبر ۱۹۸۷ء، ص ۲)

خدمت دین اسلام

آفتاب طریقت، ماہتاب شریعت حضور قبلہ عالم پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ علی پور سیّداں شریف ضلع سیالکوٹ ایک عظیم روحانی پیشوا تھے۔ جنہوں نے بچپن سے لے کر آخر وقت تک اپنے آپ کو خدمت اسلام کے لئے وقف رکھا۔ دور دراز علاقوں میں جا کر لوگوں کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پابند بنایا۔

آپ کا اخلاق اور آپ کی عادات شریعت مطہرہ کا نمونہ تھا۔ لاکھوں مریدین، معتقدین، متوسلین سالانہ عرس مبارک پر حاضری دے کر اطمینان قلبی حاصل کرتے ہیں۔ آپ کی دینی خدمات میں ''ماہنامہ انوارِلاثانی'' کی اشاعت اور کثیر تعداد میں مساجد و مدارس کی تعمیر اور سرپرستی آپ کی سیرت کی ایک جھلک ہے۔

(حاجی محمد صادق قادری، ناظم اعلیٰ بزم قادریہ، ڈھوڈا شریف ضلع گجرات)

یوں تو ان کا زہد و عبادت۔ اخلاق و کردار۔ شب بیداری و تزکیہ نفس۔ تقویٰ

وقناعت۔مجاھدہ واسرار ہی ان کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہونے کا ثبوت ہے۔

بے شمار لوگ ان کے صبر و حلم، عفو و درگزر، خدمت خلق اور مومن کامل (ولی) ہونے پر گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مومنوں میں زیادہ کامل وہ ہے جو ان میں زیادہ اچھے اخلاق والا ہے اور کہتے ہیں کہ پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اخلاق کریمانہ کا پرتو تھے۔ ''پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے عظیم مجاہد تھے'' وہ سلامتی، سادگی، امانت و دیانت اور تقویٰ کے پیکر تھے۔ انہوں نے تمام زندگی مسلمانوں کی دینی اور سیاسی خدمت میں گزار دی۔ (پریس رپورٹر، روزنامہ امروز، لاہور ۱۳ ستمبر ۱۹۸۷ء)

مولانا عبدالستار خاں نیازی

پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے سجادہ نشین نقش لاثانی حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ بلند پایہ ولی کامل، متقی اور مجاہد بزرگ تھے۔ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے مزار پر حاضری ہم سب کے لئے باعث خیر و برکت ہے۔

(روزنامہ مشرق، لاہور، ۵۔اکتوبر ۱۹۸۷ء۔ص ۴)

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے دینی و روحانی حلقوں میں جو خلاء پیدا ہو گیا رب العزت اپنے خصوصی لطف و کرم سے اس کا ازالہ فرمائے۔ آپ کی دینی و ملی تبلیغی و روحانی خدمات محتاج بیان نہیں۔

روضہء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت کے لئے فاتحہ خوانی کی اور بلندی درجات کے لئے احباب سے مل کر خصوصی دعا کی۔

مولانا صوفی غلام حسین گوجروی

تحریک پاکستان کے وقت برصغیر میں خانقاہوں سے پانچ سو دس سجادہ

نشینوں نے اپنے وسائل کے مطابق متعلقین سمیت بڑھ چڑھ کر تحریک کی کامیابی کے لئے کام کیا جن میں حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علی پوری کا نام نامی بہت نمایاں ہے۔(روزنامہ مشرق،لاہور،۱۶۔اگست ۱۹۸۸ء،ص ۲)

ریاض بٹالوی (روزنامہ مشرق) لاہور

حضرت پیر سیّد جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے دلوں کو مسخر کیا۔حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے روحوں میں گھر بنایا۔شاہ لاثانی کا گھرانہ نقش لاثانی کے چراغ سے مزید روشن ہوگیا۔

دادا پوتا معرفت الٰہی اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رقت آمیزیوں کے مظہر تھے۔

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ برصغیر پاک وہند کی ممتاز روحانی شخصیت، جید عالم اور شیخ طریقت پیر سیّد جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور ان کے منجھلے بیٹے سیّد خادم حسین شاہ کے فرزند تھے۔آپ سیرت وصورت میں شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا کامل نمونہ تھے لہٰذا آپ کو ''نقش لاثانی'' کا نام دینا بجا ہے۔

حضرت صاحبزادہ پیر غلام زاہد چوراہی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیت کا اس دنیا سے تشریف لے جانا ہم جیسوں کے لئے بہت ہی بدنصیبی ہے۔آپ کا وجود ہمارے لئے باعث برکت تھا۔ان کی کمی تاقیامت محسوس ہوتی رہے گی۔

حضرت شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ فیصل آباد

خالق کائنات نے انسان کو منصۂ شہود میں لا کر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے اس کی راہنمائی کی اور سلسلہ نبوت کے اختتام پذیر ہونے پر حضرات اولیاء

کرام اس پر مامور ہوئے۔ انہوں نے دور دراز علاقوں میں شمع رسالت کی ضیاء پہنچائی۔ان میں پیکر جودوسخا،منبع حلم ورضا،مجوسمائے وفا،مظہرانوار حیاء،حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ المعروف نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علی پوری کواللہ تعالیٰ نے مرجع خلائق بنایا۔

آپ کی محفل شریف پُرلطف اور خاموش ہوتی تھی۔

ضرورت سے زائد کلام کرتے نہ ہنستے تھے۔

آپ کی گویائی پُرکیف تھی۔

جوایک بار زیارت سے مشرف ہوتا اس کے لئے آپ کی ذات مقناطیس تھی۔

آپ کا کلام دورحاضر کی دنیائے عمل میں حرف آخر تھا۔

حضرت علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ لاہور:

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال اہل سنت وجماعت کے لئے عظیم حادثہ فاجعہ ہے۔اہل سنت اپنے عظیم محسن سے محروم ہو گئے اور ان کے لئے روحانی مربی کی حیثیت سے ایک اہم وسیلہ ختم ہو گیا۔آپ اسلاف کی یادگار اور ان کے مشن کو اپنے دامن میں محفوظ کئے ہوئے تھے۔

خلفاء

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا میں انسان کو اپنا نائب وخلیفہ مقرر فرمایا۔بالخصوص انبیاء کرام کوخلفاء خاص اور ہمارے آقا کریم حضور رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خلیفہ اعظم وافضل بنایا۔آقا۔ئے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء صحابہ کرام علیہم رضوان میں سے اہم ترین شخصیات کو بنایا گیا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشادگرامی ہے کہ العلماء ورثۃ الانبیاء کہ علماء حق (اولیاء کرام) انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں۔یہ بھی ارشاد

گرامی ہے کہ انبیاء کرام دنیاوی مال و دولت کی وراثت نہیں چھوڑتے اور نہ ایسی وراثت لیتے ہیں۔لہٰذا نبیوں کی وراثت علوم ظاہری و باطنی ،علوم شریعت و طریقت ہوتی ہے۔اس لئے وارثان علوم کو خلفاء اور نائبین بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ المعروف حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین و خلفاء کرام کی تعداد بہت زیادہ ہے۔آپ کچھ معروف خلفاء کرام کا تذکرہ ذیل میں کیا جارہا ہے۔

حضرت مولانا حافظ محمد عالم رحمۃ اللہ علیہ

آپ مقبوضہ کشمیر کے ضلع جموں کے موضع رانجن میں 1924ء میں حضرت مولانا شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں تولد ہوئے۔بعد میں وہاں سے نقل مکانی کر کے پنجاب کے ضلع سیالکوٹ آ گئے۔1938ء میں لاہور آ کر مفسر قرآن حضرت مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کی۔بعدازاں 1945ء میں حزب الاحناف سے دورہ حدیث مکمل کیا۔

دورہ حدیث سے فراغت کے بعد آپ لاہور کے مختلف تعلیمی اداروں میں تدریس کے جوہر دکھاتے رہے اور علم دین کے دیپ جلاتے رہے۔

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں بڑی سرفروشی کے ساتھ حصہ لیا۔پاکستان کی بدترین جیل شاہی قلعہ لاہور میں حکومتی عتاب کے شکار رہے مگر اپنے اصولی موقف سے نہ ہٹے۔1957 تک لاہور میں قیام رکھا پھر سیالکوٹ جا کر آباد ہو گئے۔آپ کے سیالکوٹ جانے سے وہاں کے لوگوں کو زبردست دینی فائدہ پہنچا اور ایک جہان آپ سے فیضیاب ہوا۔وہاں سے جامع مسجد دو دروازہ سیالکوٹ میں خدمت دین متین کا آغاز کیا۔

حضرت مولانا حافظ محمد عالم پہلے حضرت مولانا نبی بخش حلوائی رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے وصال کے بعد حضرت پیر فیض محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے۔حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ آپ کا تعلق ہمیشہ عقیدت مندانہ اور مشفقانہ رہا۔حضرت آپ کی خدمات کے معترف اور قدر دان تھے اور آپ کی دستار بندی فرما کر اس کا بھرپور اظہار فرمایا۔

آپ کا وصال 1998 میں ہوا۔زینت القراء حضرت قاری غلام رسول، مناظر اسلام ضیاء اللہ قادری شہید اور خطیب پاکستان علامہ الٰہی بخش ضیائی جیسے مشاہیر آپ کے شاگرد ہیں اور آپ کے فرزند حضرت مولانا حامد رضا حکومت آزاد کشمیر میں مرکزی وزیر ہیں۔

مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ

مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی قابلیتوں اور صلاحیتوں کا پورا ملک معترف ہے۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے اور حضرت مفتی محمد حسین نعیمی بھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمیشہ نیاز مند رہے۔موصوف بھارتی صوبہ اتر پردیش کے ضلع مراد آباد کی تحصیل سنبھل میں 1923ء میں حضرت ملا تفضل حسین کے ہاں پیدا ہوئے۔حضرت مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی شاگردی سے فیض پایا اور اسی نسبت سے نعیمی کہلائے۔1942ء میں حضرت ابوالبرکات سید احمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صدر الافاضل رحمۃ اللہ علیہ سے حزب الاحناف لاہور کے لئے کوئی قابل مدرس طلب کیا تو حضرت صدر الافاضل نے اپنے 19 سالہ نوجوان مگر قابل شاگرد کو لاہور بھیج دیا۔ 42ء سے 48ء تک آپ حزب الاحناف میں علم کے موتی بکھیرتے رہے اور 48ء سے 53ء تک دار العلوم انجمن نعمانیہ میں متلاشیان علم کو علم کا نور بانٹتے رہے۔

تحریک ختم نبوت میں حصہ لینے پر ''منتظمان نعمانیہ'' نے آپ کو اپنے مدرسہ سے فارغ کر دیا۔ اس کے بعد آپ اپنی حریت پسندی کے باعث ایک مدرس کے ساتھ ساتھ بہترین لیڈر کے طور پر ملک بھر میں پہچانے جانے لگے۔ پھر آنے والی ہر تحریک آپ کے لئے اور آپ تحریک کے لئے لازم وملزوم بن گئے۔

بھرپور سیاسی زندگی گزارنے کے ساتھ مفتی محمد حسین نعیمی نے جو عظیم کارنامہ انجام دیا وہ ''جامعہ نعیمیہ'' ہے جہاں سے ہزاروں علماء علم دین کے خزانے حاصل کر چکے ہیں اور لاکھوں قیامت تک استفادہ کرتے رہیں گے۔ مفتی محمد حسین نعیمی نے 12 مارچ 1998 کو جمعرات کے دن وصال فرمایا۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ جامعہ نعیمیہ کی تعمیر اور دیگر دینی امور کی انجام دہی پر ہمیشہ آپ کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ اپنے اسی تعلق خاطر کو یادگار بنانے کے لئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دربار شاہِ لاثانی پر سالانہ عرس شریف کے موقع پر آپ کی دستار بندی فرمائی جو ایک اعزاز سے کم نہیں۔

علامہ محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ الوری سادات کے عظیم علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ سیّد ابوالبرکات کے ہاں قیام آگرہ کے دوران 1924ء میں پیدا ہوئے۔ 1947ء میں حزب الاحناف لاہور میں آپ کی دستار بندی ہوئی۔ اسی سال آپ نے ماہنامہ رضوان لاہور جاری کیا جو اپنے عہد کے نامور علمی جریدوں میں گنا جاتا تھا۔ البتہ آپ کے بعد اس کی افادیت، اشاعت اور ناموری وہ مقام نہ پا سکی۔

آپ نے پاکستان میں دینی اقدار کے تحفظ کی خاطر چلنے والی ہر تحریک میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ تحریک ختم نبوت 1974ء میں آپ جنرل سیکرٹری کے عہدے پر فائز تھے۔ 1970ء میں جب حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی کو جمعیت علمائے

پاکستان کا صدر چنا گیا تو آپ ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے۔ 75ء میں حکومت نے آپ کی بے مثال ملی خدمات کے اعتراف میں ملک کا سب سے بڑا سول اعزاز "ستارہ امتیاز" دیا۔ 1984ء میں آپ نے ملک بھر میں "یا رسول اللہ کانفرنس" کا سلسلہ شروع کیا جو اہل سنت میں بیداری کا باعث بنا۔

آپ نے 1999ء میں اکتوبر کی چودہ تاریخ کو وصال فرمایا۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ الوری سادات کے تمام بزرگوں کے عقیدت مند تھے اور اسی نسبت سے علامہ محمود احمد رضوی کا خصوصی اعزاز و اکرام فرمایا کرتے تھے۔ تمام دینی تحاریک میں علامہ محمود احمد رضوی کے مجاہدانہ کردار اور آپ کی بے مثال تصنیفی خدمات کا اعتراف فرماتے تھے۔ اسی نسبت سے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آستانہ عالیہ دربار شاہِ لاثانی پر عرس شریف کے موقع پر علامہ رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی دستار بندی کرتے ہوئے انہیں خصوصی شرف سے نوازا۔

الحاج پیر سیّد غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ اصغر اور چاروں سلاسل میں حضور سے اجازت یافتہ تھے۔ آپ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا بے حد ادب کرتے تھے اور ان کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ آپ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم شکل بھی تھے۔ متوسلین دربار عالیہ آپ کا ادب و احترام انتہائی زیادہ کرتے۔ آپ نے 26 دسمبر 1999ء کو وصال فرمایا۔

حضرت مولانا محمد یوسف سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے عرصہ دراز تک جامع مسجد علامہ عبدالحکیم میں خطابت فرمائی۔ آپ بہترین مناظر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی عاشق تھے۔ نیز حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے

عقیدت و محبت میں اپنی مثال آپ تھے۔

قاضی سراج احمد اچھروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا اور خرقہ خلافت حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے پایا۔آپ جید عالم دین اور زبردست مناظر اسلام تھے۔

حکیم مولانا غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

آپ ضلع گورداس پور انڈیا میں پیدا ہوئے۔آپ متبحر عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ میدان طب کے بھی شہسوار تھے۔آپ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔آپ کے مرشد آپ سے اتنے خوش تھے کہ ایک دن آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا میں راضی میرا رب راضی۔ میں راضی میرا رب راضی۔ میں راضی میرا رب راضی۔قیام پاکستان کے بعد موضع گندو والی متصل علی پور سیّداں میں مقیم رہے۔دربار عالیہ میں اکثر حاضر رہتے۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں آپ نے منازل سلوک و عرفاں طے کیں اور خرقہء خلافت سے نوازے گئے۔

حضرت پیر سیّد احمد علی شمیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ میٹھی اور پر اثر زبان والے خطیب تھے۔خود حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی تقریریں بڑے شوق سے سماعت فرمایا کرتے تھے۔خاص طور پر جب آپ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کی شان بیان کرتے تو محفل نور و سرور کا مرکز بن جاتی اور حاضرین خوب روحانی غذا حاصل کرتے۔آپ کا مزار شاد باغ تاجپورہ، شمالی لاہور میں مسجد سے ملحق ہے جس گلی میں آپ کا مزار واقع ہے وہ گلی سرکاری طور پر آپ کے نام سے منسوب کر دی گئی ہے۔آپ کے صاحبزادہ سیّد حامد علی شاہ اب وہاں سالانہ

عرس شریف کا اہتمام کرتے ہیں جس کی سرپرستی دربار شاہ لاثانی کے موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سیّد ظفر اقبال شاہ صاحب فرماتے ہیں۔آپ نے ہی صاحبزادہ حامد علی شاہ صاحب کی دستار بندی بھی فرمائی۔

علامہ محمد سلیم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جامعہ رضویہ فیصل آباد سے فارغ ہوئے اور ''جھال خانوآنہ'' کی مرکزی جامع مسجد میں خطیب رہے۔حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے آپ خوب فیضیاب ہوئے۔آپ کا مزار اب اسی مسجد کے ساتھ واقع ہے جہاں آپ ایک عرصہ تک خطیب رہے اور اس میں حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس کراتے رہے۔

الحاج علامہ محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

آپ فیصل آباد کی تحصیل ''مانانوالہ'' میں ایک عرصہ محراب و منبر کی رونق رہے، عالم باعمل تھے اس لئے علاقے میں عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔آپ کی اولاد بھی ان کے راستہ پر چل کر دین متین کی خدمت کر رہی ہے۔آپ کا ایک صاحبزادہ بد مذہبوں کی خلاف تحریک میں شہید ہوا جبکہ دوسرا اپنے گھر میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں شہادت سے سرفراز ہوا۔ان اہم واقعات میں آپ نے نہایت صبر و استقلال اور استقامت کا دامن تھامے رکھا۔آپ نہایت کم گو، راست گو اور متبحر عالم دین تھے۔

علامہ الحاج صوفی غلام حسین گوجروی رحمۃ اللہ علیہ

آپ جید عالم دین اور بے بدل خطیب تھے۔آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ مولانا غلام صوفی محمد الدین گوجروی رحمۃ اللہ علیہ کے لخت جگر تھے۔آپ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے اور خرقہ خلافت

سے نوازے گئے۔ ملک پاکستان میں بدمذہبوں کے خلاف دلائل سے بھرپور خطاب کرنے میں مشہور تھے۔ کئی مقامات پر لوگ انہیں مناظرہ کے لئے بلواتے تھے۔

حضرت علامہ غلام رسول رحمۃ اللہ علیہ

آپ فیصل آباد کی تحصیل ''سمندری'' کے رہنے والے تھے۔ آپ کی دینی و ملی خدمات کا دائرہ پورے ملک پر محیط ہے۔ آپ روایتی خطیب نہ تھے بلکہ صحیح معنوں میں ایک عالم باعمل اور باریک بین محقق تھے۔ جامعہ رضویہ فیصل آباد کے فاضل تھے لیکن آپ کی خطابت میں حضرت علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ غالب تھا۔

عباس علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (فاروق آباد)

آپ بڑی فاضل شخصیت کے مالک تھے جو خصوصی شرف آپ کو دوسروں سے ممتاز کرتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ بریلی شریف سے بھی پڑھے ہوئے تھے۔ ضلع شیخوپورہ کے علاقے ''فاروق آباد'' میں آپ نے اہل سنت و جماعت کی بڑی خدمت کی۔ علاقہ کے لوگ آپ کی دینی و ملی خدمات کے باعث آپ کو عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ آپ نے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر فاروق آباد میں مسجد کی بنیاد رکھی اور ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ جہاں سے سینکڑوں لوگ فیض یاب ہو رہے ہیں۔

حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

آپ موضع طور تحصیل شکر گڑھ میں سکونت پذیر تھے۔ یہ گاؤں سیلاب کی نذر ہو گیا۔ پھر آپ موضع پلاٹ منظور پورہ میں مقیم رہے اور یہاں ایک مدرسہ بھی قائم کیا۔ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور خلافت سے نوازے گئے۔

حضرت مولانا مقبول احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ موضع بوعہ میں مقیم رہے۔ آپ حضرت مولانا فضل الٰہی خلیفہ مجاز حضور

شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر تھے۔

حضرت مولانا رحمت علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ موضع لنگیاں تحصیل شکر گڑھ کے رہنے والے اور نہایت عابد و زاہد شب زندہ دار تھے آپ نے بھی حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت پایا۔

صاحبزادہ پیر محمد یعقوب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ سرکار لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز حضرت سیّد امیر حسین شاہ آف جھانیاں کے لختِ جگر تھے۔آپ کو حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے دستار خلافت عطا ہوئی۔

صاحبزادہ میاں محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت میاں محمد شریف (آف فتووال) کے لختِ جگر تھے۔والد ماجد کو سرکار لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور لختِ جگر کو حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ ءخلافت عطا ہوا۔قیام پاکستان کے وقت آپ نے جامِ شہادت نوش کیا۔

حضرت سیّد فضل حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سیّد امیر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز تھے۔آپ نہایت متورع اور صاحب دل طبیب تھے۔نور علم و معرفت سے لوگوں کے دل منور کرتے تھے۔

حضرت سیّد بابا گلاب شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ ءخلافت سے نوازا۔آپ برکن ضلع گجرات کے رہائشی تھے۔

سیّد امیر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے سرکار نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ ءخلافت پایا۔آپ عابدو زاہد شب بیدار تھے۔

حضرت مولانا شکر دین رحمۃ اللہ علیہ

آپ دیولی ،ظفروال کے رہائشی تھے۔نہایت عابد و زاھد ۔دربار شریف کے مخلص ترین خدام میں شامل تھے۔گیارھویں شریف اور سرکار لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ختم بڑے اہتمام سے کرتے۔شریعت وطریقت کے اسرار ورموز بیان کرتے تو بڑے بڑے علماءکو حیران کر دیتے۔

جناب شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ

آپ تقسیم ہند کے بعد راولپنڈی میں مقیم ہوئے۔آپ کو اپنے مرشد حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عقیدت تھی۔دربار شریف کی خدمت کو اپنا فریضہءاولین سمجھتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے مرشد کامل کے وسیلہ سے ان کے گھرانہ کو بہت نوازا۔آپ سمبڑیال کے قریب کارنہر میں گرنے سے وصال فرماگئے اور درجہءشہادت پایا۔

پیر طریقت قاضی محمد شفیع پسروری رحمۃ اللہ علیہ

آپ صاحب دل طبیب اور خطیب تھے۔شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے لاڈلے مرید تھے۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے توجہات باطنی سے آپ کی روحانی منازل کی تکمیل فرمائی اور خرقہءخلافت سے نوازا۔آپ کا فیضان خصوصاً پسرور شہر میں اور بارڈر ایریا کے اکثر دیہات میں جاری وساری ہے۔آپ کے مریدین میں اہل علاقہ کی کثیر تعداد شامل ہے۔آپ بڑے صاحب کرامت نورانی صورت انسان تھے۔

حکیم پیر عبداللطیف رحمۃ اللہ علیہ

آپ نہایت متورع عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک کامل حکیم وطبیب بھی تھے۔آپ کی بیعت سرکار لاثانی مدظلہ کے دست اقدس پر تھی اور خرقہ ءخلافت آپ نے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیا۔آپ حقیقت میں ایک فرشتہ صفت انسان تھے۔آپ کو یہ خصوصی شرف بھی حاصل رہا کہ حضرت شاہِ لاثانی مدظلہ نے آپ کی امامت میں بارہا نماز ادا فرمائی۔آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گذارا۔شیخ کامل سے نہایت عقیدت تھی۔انتہائی زاھد وعابد شب بیدار تھے۔

مفتی سیّد مزمل حسین شاہ

آپ کے آباؤاجداد رتن گڑھ کے رہنے والے تھے۔قیام پاکستان کے وقت لاہور آئے۔آپ مرکزی جماعت اہل سنت لاہور کے امیر رہے ہیں۔ملتان روڈ پر واقع ”سید پور“ میں جامعہ حسینیہ فیض العلوم مدرسہ کے مہتمم ہیں۔لاہور کے معروف علماء کرام اور قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے قریبی ساتھیوں میں شمار ہوتے ہیں۔

حضرت مولانا محمد شفیق نوری

معروف عالم دین اور بڑے خطیب ہیں۔سکھو چک ضلع نارووال کے رہنے والے تھے۔کراچی میں پچھلے ۳۰ سالوں میں بڑا نام کمایا۔خطابت میں اپنا مخصوص انداز رکھتے ہیں۔پرکشش شخصیت کے مالک ہیں،رسائل وجرائد میں لکھنے لکھانے سے بھی شغف رکھتے ہیں اور ساری مصروفیات کے باوجود شاعری کے لئے بھی وقت نکال لیتے ہیں۔

شیر پنجاب مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیالکوٹ کے رہنے والے فاضل خطیب تھے۔ حق گوئی و بے باکی کی وجہ سے بڑی شہرت رکھتے تھے۔ بلند آہنگ خطیب اور دلیر شخصیت کے مالک تھے اسی لئے آپ کو "شیر پنجاب" کا خطاب ملا۔

صاحبزادہ افتخار الحسن رحمۃ اللہ علیہ

آپ سیالکوٹ کے گاؤں الہڑ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت مولانا مسعود احمد "مناظر اسلام" اور "فاتح عیسائیت" و "فاتح مرزائیت" کے القابات سے جانے جاتے تھے۔ صاحبزادہ افتخار الحسن اعلیٰ حضرت پیر سیّد جماعت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہوئے اور اُنکے وصال کے بعد حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل رہے۔ حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ آپ کی دستگیری فرماتے رہے۔ یقیناً آپ ہی کا فیض تھا کہ صاحبزادہ افتخار الحسن نے زندگی میں کبھی بھی ہار نہ مانی اور ہر قسم کے دشمنوں سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کی کہکشاں میں صاحبزادہ افتخار الحسن اک روشن ستارے تھے۔

استاذ العلماء علامہ محمد علی نقشبندی قادری دامت فیوضہم

آپ کا شمار شہر اقبال سیالکوٹ کے صف اوّل کے علماء میں ہوتا ہے۔ آپ نے وطن عزیز کی جن مقتدر علمی شخصیات کی خدمت میں حاضر ہو کر اکتساب علم کیا ان میں شیخ الحدیث علامہ عبدالرحیم رامپوری، علامہ غلام فرید رامپوری، چوہدری محمد شفیع، مولانا چودھری علیم الدین (ماہر عربی ادب)۔ مولانا محمد رفیق صدیقی (فارسی ادب)۔ علامہ محمد حسین بھٹی (ماہر علوم قرآنیہ) اور مولانا آغا بشیر احمد آف پورن نگر شامل ہیں۔ آپ نے پنجاب یونیورسٹی لاہور سے اعلیٰ نمبروں میں فاضل فارسی کی ڈگری حاصل

کی۔مروجہ دینی علوم کی سند جامعہ رضویہ فیصل آباد سے حاصل کی۔سیالکوٹ کی عظیم علمی درسگاہ جامعہ حنفیہ دودروازہ میں تدریسی مسند پر فائز رہے۔

قطب العصر حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں داخل ہوئے اور اجازت وخلافت بھی پائی۔شیخ کامل کی روحانی توجہات سے بہت تھوڑے عرصے میں سواد اعظم اہل سنہ کی کئی ذیلی تنظیمات کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے اور اپنی عظیم تر صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ جن تنظیمات میں شامل رہے ان میں جماعت اہل سنت، جمعیت علماء پاکستان، ورلڈ اسلامک مشن اور ادارہ منہاج القرآن کی علماء کونسل کی سات سالہ صدارت شامل ہے۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین حضرت فخر لاثانی پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ عالیہ قادریہ میں اجازت وخلافت پائی۔ نیز اسی آستانہ عالیہ کی عظیم تنظیم بزم لاثانی پاکستان کے ابتدائی اراکین میں شمار ہوتا ہے۔ایک عرصہ تک اس کے مرکزی نائب صدر بھی رہ چکے ہیں۔اس تنظیم کے انتظامی امور میں آپ کی رائے کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔اس آستانہ عالیہ سے جاری ہونے والے معروف مجلّہ ''انوارِ لاثانی'' کے معاون مدیر کے فرائض بھی سرانجام دے رہے ہیں۔موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب دامت فیوضہم کے ساتھ عقیدت، محبت اور وفاداری بطریق احسن نبھا رہے ہیں۔قبلہ پیر صاحب بھی ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انکی آراء اور مشاورت کو اہمیت دیتے ہیں۔

آپ کی دینی واصلاحی تصنیفات وتالیفات کا ایک ذخیرہ بھی موجود ہے۔

جس میں ''صاحب اسرار'' حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مختصر سوانح حیات

اور مکتوبات امام ربانی کے ترجمہ وتشریح کی کاوش، اور مختلف دینی رسائل وجرائد میں چھپنے والے مضامین بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔

الحاج ایم آر روحانی دامت فیوضہم

حضرت مولانا محمد رمضان روحانی انتہائی نیک و پرہیز گار عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ عظیم صحافی اور روز نامہ سنگ میل ملتان کے مدیر ہیں۔ آپ دربار شریف کے انتہائی مخلص خادمین میں سے ہیں۔ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ماہنامہ انوار لاثانی کا اجرا فرمایا تو اس کا اولین مدیر اعلیٰ جناب روحانی صاحب کو بنایا۔ کتاب انوار لاثانی کی تدوین نو ہوئی تو اس کی محتاط اور بہتر طباعت کا فریضہ بھی انہوں نے ادا کیا۔ آپ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر خلفاء میں شامل ہیں اور حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے معتمد خاص تھے۔ دربار شریف کے مالی معاملات اور گھریلو معاملات کے ایک مدت تک نگران رہے۔ آپ موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ مدظلہ العالی کے منظور نظر معتمد اور بزم لاثانی کے مرکزی صدر رہے ہیں۔ آپ دربار شریف کے نہایت مخلص خادم اور سادگی و عجز وانکساری کا مرقع ہیں۔

پروفیسر محمد حسین آسی رحمۃ اللہ علیہ

پروفیسر صاحب رحمۃ اللہ علیہ دربار عالیہ لاثانیہ علی پور سیّداں شریف کے ان خدام میں شامل ہیں جو کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ اردو اور اسلامیات کے استاد تھے۔ دربار عالیہ کے ساتھ آپ کی محبت وعقیدت اور حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ محبت مثالی حیثیت رکھتی ہے۔ حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی ان پر خصوصی نظر عنایت تھی۔ پروفیسر صاحب کو یہ خصوصی امتیاز بھی حاصل ہے کہ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات

مبارکہ پر لکھی جانے والی صوفی محمد رفیق صاحب کی تصنیف انوارِ لاثانی کی تدوین نو کے لئے حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو اجازت مرحمت فرمائی۔آپ نے دیگر مخلصین کے تعاون سے نہایت جانفشانی اور عرقریزی کے بعد انوارِ لاثانی کا جدید ایڈیشن مرتب کیا جسے قبولیت عامہ کی سند حاصل ہوئی۔

بزم لاثانی پاکستان کے اولین ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے آسی صاحب نے کام کیا بعد میں انہوں نے اپنی تنظیم ''شیدائے اسلام'' بنائی اور اپنا ماہنامہ ''الحقیقہ'' جاری کیا۔آپ نے چند سال قبل شکر گڑھ میں انتقال فرمایا۔نقش لاثانی نگر میں ان کا مزار مرجع خلائق ہے۔

حضرت مولانا قاضی منظور احمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ رنبیر سنگھ پورہ نواں شہر جموں کشمیر کے رہنے والے تھے۔آپ کے دادا اور نانا کے خاندان میں کئی حضرات حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔آپ نے تقریباً 1938 میں حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔آپ نے حذب الاحناف میں درس نظامی کی تعلیم جناب ابوالبرکات سیّد احمد صاحب کی زیر نگرانی حاصل کی۔حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیدت و محبت کا مضبوط تعلق قائم رکھا۔قیام پاکستان کے موقع پر آپ اپنے اہل وعیال کے ساتھ سیالکوٹ اور پھر اگوکی قیام پذیر ہوئے۔آپ کو حضور شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خلافت واجازت سے نوازا۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ قبل از قیام پاکستان نیا شہر جموں میں ان کے ہاں ۱۴ مارچ کو حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس کا اہتمام ہوتا رہا۔پاکستان بننے کے بعد اگوکی ضلع سیالکوٹ میں ان کے ہاں اسی تاریخ ۱۴ مارچ کو ہر سال تشریف لے جاتے رہے۔آپ نے اگوکی میں ایک عظیم الشان مدرسہ جامعہ

لاثانیہ انوارالقرآن قائم کیا۔مدرسہ سے ملحقہ عظیم الشان مسجد لاثانیہ بھی تیار کرائی۔

دیگر مقربین

صوفی رب نواز صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ لیہ ضلع مظفر گڑھ کے مقیم اور حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مخلص خدام میں سے تھے۔

جناب سیّد نذیر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ میکریاں ضلع ہوشیار پور کے قریب ایک گاؤں میں رہتے تھے قیام پاکستان کے بعد ضلع فیصل آباد میں مقیم ہو گئے۔دربار شریف کے سچے عقیدت مندوں میں آپ کا شمار کیا جاتا ہے۔

جناب سیّد شبیر حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ،سیّد منظور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آپس میں برادر حقیقی تھے۔آپ دونوں سیّد حامد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے لختِ جگر تھے اور دربار شریف کے مخلص خدام میں شامل تھے۔

میاں ارشاد حسین،میاں منور حسین

مذکورہ برادران میاں محمد شریف خلیفہ مجاز سرکار لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندان عزیز ہیں اور حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سچے عقیدت مندوں میں شامل تھے۔قتوال المشہور کلر شریف کے رہنے والے تھے۔

حاجی محمد عبداللہ

آپ مراڑہ ضلع گورداس پور میں پیدا ہوئے آپ کے والد گاؤں کے ذیلدار تھے۔تعلیم کے بعد ٹیچنگ کورس کرنے کے بعد سرکاری سکول میں بطور استاد

تعینات ہو گئے۔آپ نہایت منکسر المزاج، خوف خدار کھنے والے، شب بیدار اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پوری پابندی کرتے تھے۔حضور شاہ لاثانی و نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہما سے آپ کو والہانہ محبت تھی۔آپ کی بیعت حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے۔1935ء میں جب زلزلہ آیا تو آپ کوئٹہ میں تھے لیکن حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ۔کے تصرف اور توجہ سے زندہ بچ رہے۔حضور نقش لاثانی نے 1970ء کے بعد آپ کو خلافت سے نوازا۔

وصال پُر ملال

اولیاء کی بیماری اور صحت عام انسانوں کی طرح نہیں ہوتی بلکہ جب وہ مقام محبوبیت پر فائز ہوتے ہیں تو یہ ان کا اختیاری فعل بن جاتا ہے۔یہی وجہ تھی کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علاج اور دوا کا اہتمام بہت کم کرتے تھے۔دوسروں کا دل رکھنے کے لئے دوائی ایک دو خوراکیں استعمال کرتے اور باقی کسی مریض کو دے دیتے تھے۔کیونکہ درحقیقت یہ تو محبوب حقیقی سے ملانے کا راستہ تھا جو بظاہر بیماری اور تکلیف معلوم ہوتا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان عالیشان ہے کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ یعنی ہر ذی روح نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ ”دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے“۔ایک مومن جب اس دنیاوی زندگی کی قید سے آزاد ہو کر واصل بحق ہونے والا ہوتا ہے تو اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہوتا۔ایک ولی کامل جب حیاتِ ظاہری کی قید سے آزاد ہو کر عالم برزخ کی طرف منتقل ہوتا ہے تو دنیاوی زندگی سے کہیں زیادہ طاقتور اور بااختیار کر دیا جاتا ہے مگر ظاہر بین لوگوں کے لئے یہ سمجھنا محال ہے۔ایک ولی کامل حیاتِ ظاہری میں بھی عطائے الٰہی اور فیضان

رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے رشد و ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتا رہتا ہے جبکہ انتقال فرما جانے کے بعد اس کے تصرفات بڑھ جاتے ہیں کیونکہ وہ زمان و مکان کی پابندیوں سے ماورا کر دیا جاتا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ وصال سے چند روز قبل تک اپنے معمولات سرانجام دیتے رہے۔ تاہم کچھ عرصہ سے آپ کی ٹانگ میں درد رہنے لگا تھا۔ وصال سے نو روز قبل آپ کے جگر اور معدہ میں ضعف پیدا ہو گیا۔ لوگوں کے مجبور کرنے پر علاج کے لئے راولپنڈی تشریف لے گئے۔ لیکن میڈیکل چیک اپ کروائے بغیر خاموشی سے دربار شریف واپس تشریف لے آئے۔ اب آپ پر استغراق کی کیفیت طاری رہنے لگی اور ساتھ ہی بخار کا غلبہ بھی ہو گیا۔ تاہم اس کیفیت میں بعض اوقات افاقہ بھی محسوس ہوتا تھا اور آپ ہشاش بشاش نظر آتے تھے۔ ۲۶ جولائی کو آپ کی طبیعت بشاش معلوم ہو رہی تھی اور آپ نے علاج کے لئے ہسپتال وغیرہ جانے سے انکار فرما دیا تاہم دوپہر تین بجے کے قریب چوہدری انور عزیز صاحب کی التجا پر آمادہ ہوئے۔

باہمی صلاح و مشورہ سے آپ کو لاہور میو ہسپتال داخل کرا دیا گیا۔ جہاں ڈاکٹروں نے بڑی جانفشانی سے علاج و خدمت کا فریضہ سرانجام دے کر سعادت حاصل کی۔ صبح ساڑھے تین بجے آپ کو خون لگانے کا بندوبست کیا۔ آپ کے فرزند اکبر پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جسم سے ایک بوتل خون لیا گیا تاکہ آپ کو لگایا جا سکے تاہم اس کی نوبت نہ آسکی اور اس سے قبل ہی آسمان رشد و ہدایت کا یہ ماہتاب جس نے چہار دانگ عالم کو اپنی نورانی کرنوں سے منور کیا تھا صبح چار بجے غروب ہو گیا۔

آپ کا جسد مبارک ۲۷ جولائی ۱۹۸۷ء بروز پیر صبح ہی دربار شریف لایا گیا اور ظہر کے قریب آپ کے جسد مبارک کو غسل دیا گیا۔ اگلے روز صبح آٹھ بجے آپ کے جنازہ کے وقت کا اعلان کیا گیا۔ پھر آپ کے دیدار کی اجازت دی گئی اور باقی دن اور

رات بھر آپ کے عقیدت مند آپ کے دیدار سے مشرف ہوتے رہے۔

آپ کے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح تمام اطراف میں پھیل گئی اور جوق در جوق مریدین اور عقیدت مند دربار شریف جمع ہونے لگے۔ تمام لوگ غم سے چور تھے۔ ہر طرف سوگ کی کیفیت طاری تھی۔ ملک کے مختلف کونوں سے ہزاروں عقیدت مند شامل ہوئے۔ کئی مریدین وعقیدتمندوں نے بیرون ملک سے بھی پہنچ کر جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کی۔

نمازِ جنازہ

مقررہ وقت پر حضور کے بڑے صاحبزادے حضرت علامہ حافظ پیر سیّد عابد حسین شاہ صاحب فخر لاثانی ﷫ نے نماز جنازہ پڑھائی اور شرعی اسلامی طریقہ کے مطابق آپ کی تدفین کا کام مکمل کیا گیا اور آپ کو سپرد خدا کیا گیا۔ اہل علم وفہم افراد اور قومی اخبارات کے مطابق سیالکوٹ کی تاریخ میں ایسا جنازہ کبھی نہیں ہوا۔

ختم قل وچہلم

اگلے روز ختم قل شریف کا اہتمام کیا گیا۔ کثیر تعداد میں علماء کرام ومشائخ عظام، حفاظ، قراء اور ثنا خوانان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت فرمائی۔ ایصال ثواب کے لئے سینکڑوں قرآن پاک، ہزاروں سورتیں، سپارے اور لاکھوں دیگر کلمات طیبات احباب نے پیش کیے۔ آخر میں رقّت انگیز دعا میں ہزاروں عقیدتمند اور متعلقین شریک ہوئے۔

آپ کے ایصال ثواب کے لئے 31۔ اگست 1987ء کو ختم چہلم شریف کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں عالم اسلام کی نامور شخصیات بالخصوص سجادہ نشینان چورہ شریف، دیگر آستانوں کے مشائخ کرام، معروف ومعزز علماء کرام، آستانہ عالیہ کے

جملہ متعلقین ہزاروں کی تعداد میں شریک ہوئے۔آپ کے چہلم شریف کے موقع پر ختم قرآن پاک ہزاروں کی تعداد میں پڑھا گیا جبکہ دیگر سورتیں لاکھوں کی تعداد میں اور کلمہ شریف کروڑوں مرتبہ پڑھا گیا۔ایک محتاط اندازے کے مطابق کلمہ شریف ۳۰ کروڑ مرتبہ پڑھا گیا۔یہ دراصل حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زہد وعبادت اور ورع و اخلاص اور خدمت خلق کا وہ قدرتی انعام تھا جو خدا کے خاص بندوں سے مختص ہے۔

ارشادات عالیہ

اولیاء اللہ کے کلام میں بے پناہ تاثیر ہوتی ہے جس سے مردہ قلوب زندگی پاتے ہیں۔ان کا کلام صداقت پر مبنی ہوتا ہے۔اور شریعت وطریقت کی راہیں کھولنے کے بہترین دستور العمل کا کام دیتا ہے۔چونکہ شیخ کامل ولی ء کامل ہوتا ہے اور اسے بسا اوقات اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام بھی ہوتا ہے، اس کے اعضاء وجوارح انوارِ ربانی سے منور ہوتے ہیں۔اس کی فراست نورالٰہی سے جلا پاتی ہے۔اس لئے اس کا دیکھنا، سننا اور بولنا منشائے ربانی کا مظہر ہوتا ہے۔قضاوقدر کے اسرار اس پر کھل جاتے ہیں۔لہٰذا وہ اذنِ الٰہی سے بولتا ہے۔اس کی گفتگو انتہائی سادہ اور عام فہم ہوتی ہے مگر معانی کے لحاظ سے اتنی پر تاثیر ہوتی ہے کہ سننے والے اپنی اپنی استعداد کے مطابق مستفیض ہوتے جاتے ہیں۔حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے۔

صحبت سنگت پیر میرے دی بہتر نفل نمازوں
اک اک سخن شریف انہاں دا محرم کردا رازوں

سیدنا ومرشدنا حضور قبلۂ عالم الحاج پیر سید علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظاتِ

عالی ان خوبیوں کے حامل ہیں۔ان کو پڑھیں، اور ان پر عمل کر کے دونوں جہان کی نعمتوں سے مالا مال ہوں۔

ذِکرِ الٰہی

- دل کو وساوس اور خطرات سے پاک رکھو اور ذکرِ الٰہی سے آباد کرو۔
- ذکر و فکر اور مراقبہ میں تساہل نہ کرو، علم دین حاصل کرتے رہو۔
- فکر عبادت کی کنجی ہے اور تواضع و انکساری فکر کی حلاوت ہے۔
- اللہ کی یاد میں رہنا بادشاہت سے بہتر ہے۔
- تہجد کی مداومت کرو۔جس نے جو کچھ پایا تہجد ہی سے پایا ہے۔
- جو شخص ذکرِ خدا میں ڈوبا ہو وہ سوائے ضرورتِ معیشت دنیا کی طرف التفات نہیں کرتا۔
- اللہ تعالیٰ سے رابطہ و تعلق رکھنا چاہیے۔یہ دنیا بے وفا اور فانی ہے۔اپنا تعلق فانی کی بجائے باقی سے استوار کرو۔
- اللہ اللہ خاموشی سے کہو۔اس کی برکت سے دل زندہ اور زبان میں تاثیر پیدا ہو جائے گی۔
- حق تعالیٰ جل شانہ سے غافل ہو کر دنیا کی طرف نہ دوڑو۔کہیں طلبِ ریاست اور عزت وجاہ کی خواہش میں دین سے ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔
- جب تک تو طالبِ دنیا ہے، تجھے دنیا نہ ملے گی بلکہ تجھ پر سوار رہے گی۔جب تو دنیا سے فارغ ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ہوا تو دنیا تیرے قدموں پر آ گرے گی اور تو دلوں پر بادشاہت کرے گا۔
- تونگر وہ ہے جو دنیا کی غلامی سے آزاد ہو جائے۔میرا مقصد کسبِ حلال سے

روکنا نہیں ہے۔

o تم پر لازم ہے کہ قانونِ ربانی پر عمل پیرا ہو کر روئے زمین پر اللہ تعالیٰ جل سبحانہ کی عظمت کے گیت گاؤ اور اس کا ذکر پھیلاؤ۔

o حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ النورانی نے ذکر الٰہی کی ترغیب و تحریص کے لیے کیا خوب ارشاد فرمایا ہے:

ہر روز باشی صائما ہر لیل باشی قائما
در ذکر باشی دائما مشغول شو در ذکر ہو

گر عیش خواہی جاوداں عزت بخواہی در جہاں
ایں ذکرِ ہو ہر آن بخواں مشغول شو در ذکر ہو

سودے ندارد خفتنت ناچار باید رفتنت
در گور تنہا ماندنت مشغول شو در ذکر ہو

ہو ہو بذکرش ساز کن ، نام خدا آغاز کن
قفلے ز سینہ باز کن مشغول شو در ذکر ہو

علمِ بخوانی با عمل ، فردا نباشی تا خجل
در پیش قادر لم یزل مشغول شو در ذکر ہو

ہر دم خدا را یاد کن ، دلہائے غمگیں شاد کن
بلبل صفت فریاد کن ، مشغول شو در ذکر ہو

مسکین احمد مرد شو و ز جملہ عالم فرد شو
در راہ حق چوں گرد شو ، مشغول شو در ذکر ہو

ترجمہ اشعار

(ا) ہر دن روزہ رکھو اور ہر رات قیام میں بسر کرو۔ دوام ذکر کو عادت بناؤ اور اللہ

تبارک وتعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہو۔

(۲) اگر ہمیشہ عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے کی تمنا ہے اور اس جہان میں ہمیشہ عزت وآبرو کی زندگی گزارنے کے خواہش مند ہوتو اس سبحانہٗ تعالیٰ کا ہر لمحہ ذکر کرو اور اس کے ذکر میں مشغول رہنے کی عادت ڈالو۔

(۳) یاد رہے کہ غفلت میں سوئے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔یقیناً آپ کوطوعاً وکرہاً اس فانی دنیا کو چھوڑنا ہے اور قبر میں اکیلا رہنا پڑے گا لہٰذا اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کو اپنا معمول بنالو۔

(۴) اس عالم الغیب کے ذکر کو اپنا ساز بناؤ اور اس پاک ذات کا نام لے کر آغاز کرو اور ہر وقت ذکر میں مشغول رہ کر اپنے سینے کے زنگ آلود تالے کو کھولو۔

(۵) روز قیامت شرمندگی سے بچنے کے لئے علم باعمل حاصل کر کے اس ابدالآباد تک رہنے والی قادر مطلق ذات کے سامنے پیش ہونے کا سامان پیدا کرو جو کہ دائمی ذکر ہے۔

(۶) ہر ہر سانس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اور غمگین دلوں کو خوشی ومسرت کا گہوارہ بناؤ۔اس کے سامنے بلبل کی مانند گریہ زاری کے ساتھ اس کے ذکر میں مصروف رہنے کی عادت ڈالو۔

(۷) اے احمد (امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ) مردانہ وار زندگی بسر کرنے کا تہیہ کرلو اور اس دنیا میں انفرادیت ویگانگی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔اس سبحانہٗ وتعالیٰ کے ذکر سے خاک کی طرح عجز وانکساری کا نمونہ بن کر راہِ حق کے راہی بنو۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

- نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہر محبت پر فائق ہے۔
- اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت یہ ہے کہ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کامل محبت ہو۔
- عشق الٰہی کا باغ ہمیشہ تازہ ہے۔چمنستان محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیوی بہارو خزاں سے کوئی تعلق نہیں،اپنا گھر اس سدابہار باغ میں بناؤ۔
- اللہ اکبر! اِس دنیا میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرم رکھو،اُس جہاں میں اللہ تعالیٰ تم سے شرم رکھے گا۔
- اگر تم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت کی محبت میں سرشار رہے تو سب کچھ ہے۔اگر اس میں نقص ہوا تو کچھ بھی نہ رہا۔

تلاوت اور اتباعِ شریعت

- خدا کی اطاعت،محبت،ذوق وشوق اور خوشی سے کریں۔
- تلاوت قرآن مجید اور دینی کتابوں کا مطالعہ دل کو منور کرتا ہے۔
- علمائے کرام سے مسائل شرعیہ سیکھتے رہو۔
- علم کی باتیں سنو،ان پر دھیان لگاؤ اور عمل کی کوشش کرو۔
- کامل طور پر شریعت کی اتباع کرو۔یہ نہ ہو بعض احکام مان لیے اور بعض چھوڑ دیے۔اسی طرح طریقت کے مسائل کو لازم پکڑو۔
- نماز پنجگانہ کی پابندی کرو۔خدا تعالیٰ سب کام بنا دے گا۔

عقیدے کی پختگی

- نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو۔ جو لوگ اہلِ سنّت و جماعت کے مخالف ہیں، ان سے ضرور بچو۔
- ہر نئی تہذیب اور نئے فرقے کی طرف مت لپکو۔ دینِ حنیف ہی پر قائم رہو
- جس نے بدعقیدہ لوگوں سے میل جول رکھا، سمجھ لو اس نے اپنا بستر آگ پر ڈال لیا۔

خوفِ خدا

- خدا سے ڈرنے والے کا دل نرم، عقل کامل اور فہم سلیم ہوتا ہے۔
- جب تک خدا سے ڈرتے رہو گے، راہِ راست پر رہو گے، جب اس ذاتِ پاک کا خوف دل سے نکل گیا گمراہ ہو جاؤ گے۔
- نمود و ریا اور بناوٹ سے بچو۔ خدا کے ساتھ لو لگاؤ۔ خدا سے انحراف نہ کرو۔ ورنہ مردہ ہو جاؤ گے اور قبروں میں جا کر پچھتاؤ گے۔
- انکسار و تواضع کی عادت ڈالو، یہ افضل عبادت ہے۔ خود پسندی اور عُجب شیطانی فعل ہے۔ خالص و بے ریا تھوڑا سا عمل بھی بہتر ہے۔

آدابِ مُرشد

- اپنے شیخ کے ساتھ مخلصانہ تعلق پیدا کرو۔
- اپنے مرشد کے حضور سے انسان خالی ہاتھ نہیں لوٹتا۔ نور کی کرنوں سے دامن مراد بھر لیتا ہے۔
- جب تم کسی اہلِ دل کے پاس جاؤ تو خاموش رہو اور دل کو بھی اِدھر اُدھر کے

خیالوں سے پاک صاف رکھو کیونکہ صاف دل پر اللہ کا بندہ کچھ لکھتا ہے۔

- بحر معرفت میں ہزاروں سفینے غرق ہوئے۔ تجربہ کار اور واقفِ "رسم وراہ منزلہا" ناخدا کو ڈھونڈو اور اس کے پیچھے قدم بہ قدم سفر کرو۔
- شیخ کی توجہ کئی قسم کی ہوتی ہے۔ وہ مرید کے ظرف اور استعداد کے مطابق تربیت کرتا ہے۔ بعض اوقات اتصالی توجہ کارفرما ہوتی ہے۔ بعض اوقات انعکاسی، بعض اوقات القائی اور بعض اوقات اتحادی۔ لہٰذا خاموش ہو کر فیضان حاصل کرتے رہو۔
- اپنے بزرگوں اور مشائخ کی خدمت میں جان و مال سے دریغ نہ کرو۔
- اپنے شیخ کے الطاف وکرم اور مہربانی سے متمتع ہو کر اس سے بے تکلف نہ ہو جاؤ اور نہ اس کی تادیب سے دل برداشتہ ہو جاؤ۔ خوف اور امید کے درمیان رہنا چاہیے۔
- اللہ والوں کا ذکر حقیقت میں اللہ کا ذکر ہے۔

حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام

- جی تو چاہتا تھا کہ حضور قبلہ عالم شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اوصافِ حمیدہ پر صفحوں کے صفحے لکھتا چلا جاؤں اور ہم جن کا نام لے لے کر جی رہے ہیں ان کے وصف باکمال دل کھول کر بیان کروں مگر سمجھتا ہوں کہ کما حقہ عہدہ برآ نہیں ہو سکوں گا۔
- حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ طریقت کے آفتاب تھے جن کی ضیائے پاک نے چار دانگ عالم کو منور کیا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق حضور سے استفادہ کیا۔ آپ کی نگاہوں نے نااہلوں کو اہل کر دیا اور ہزاروں گمراہوں کو

آسودۂ منزل بنا کر شادکام کیا۔

- آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی اور شانِ استغنیٰ دنیا کے لیے درس عمل تھی۔حضور قبلہء عالم رحمۃ اللہ علیہ حق گو تھے،فرقہ پرستیوں کی الجھنوں سے آزاد تھے۔حنفی المذہب تھے اور اسی طریقہ پر قائم رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔
- میں آپ ہی کے نور کا گدا و محتاج ہوں۔میری کوئی ہستی نہ تھی۔آپ ہی کے چشمۂ فیض سے سیراب ہوا۔
- میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔
- حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے پاک دل میں وہ نور اور آتشِ عشق موجود تھی کہ آپ کے پاس بیٹھنے ہی سے اس نور کی شعاعیں دل پر اثر انداز ہو جاتی تھیں۔
- حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات کو غور سے پڑھو اور عمل کرو۔آپ کی پاکیزہ زندگی تمہارے لیے درس عمل اور رہبر ہے۔
- جو حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین ہو کر حقہ نوشی سے باز نہ آئیں، ان پر افسوس ہے۔کاش وہ آپ کے ارشاد کو سمجھیں۔

تاکیدِ ادب

- ادب سیکھو۔عقلمند آدمی جاہل اور بے ادبوں سے بھی ادب سیکھ جاتا ہے یعنی ان کی حرکات کو قبیح سمجھ کر اجتناب کرتا ہے۔
- جو تمہیں نصیحت کی بات کہے،اسے قبول کر لو۔بزرگانِ دین کا احترام کرو۔
- کتب دینی کو نہایت ادب و احترام سے رکھنا چاہیے۔
- زیادہ ہنسا دلیلِ حماقت ہے۔بزرگوں کے پاس باادب بیٹھو۔
- بزرگوں کے عطا کردہ تبرکات کو عزت سے رکھو۔

- فقرا اور غربا کو حقارت سے نہ دیکھو۔ بعض اوقات ان میں بہت بلند پایہ ہستیاں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ کسی نے خوب فرمایا:

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر

تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

"اس جہاں کے غریبوں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ۔ تجھے کیا معلوم ان خاک نشینوں میں کوئی شاہ سوار ہو۔"

اختیارِ صحبت

- اہلِ ظاہر اور بد باطن کی صحبت دل کو سیاہ کر دیتی ہے۔
- برے آدمیوں کی صحبت تمہیں نیکوں سے بدظن کر دے گی۔
- دوست اس کو سمجھو جو تمہیں نیک و بد سے آگاہ کرتا ہے۔
- عافیت تنہائی میں پاؤ گے اور سلامتی خاموشی میں اور خاموشی افضل عبادت ہے۔
- فضول بحث اور سوچ بچار سے آدمی اللہ سے دور ہو جاتا ہے اور اپنے ہی خیال میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔

اخلاق حسنہ

- اخلاقِ بد اور عاداتِ بد بچھو اور سانپ کی مانند ہوتی ہیں۔ ان سے بچنا اور اپنے گناہوں پر شرمندہ ہونا چاہیے۔
- عیب بینی اور پردہ دری سے بچو۔ عیب پوشی اور حسنِ ظن اختیار کرو۔
- کوشش کرتے رہو کہ تم سے اخلاقِ رذیلہ، بدخلقی، بدگوئی دور ہو جائے۔
- اخلاقِ حمیدہ، خوش خلقی اور صاف گوئی تمہارا شعار بن جانا چاہیے۔

- حسب ونسب پر فخر کرنا اور خود عمل نہ کرنا محرومی کی دلیل ہے۔
- ہر وقت پاک وصاف رہنے کی کوشش کرو۔
- خدمت والدین اہم فریضہ ہے۔جس نے اس سے انحراف کیا،اس نے اپنا دین برباد کیا۔
- انسان ہمت واستقلال سے بڑے بڑے کام کر جاتا ہے۔بہترین طریقے سے زندگی بسر کرو تاکہ مرنے کے بعد بھی لوگ تمہیں اچھے طریق سے یاد کریں۔
- یاوہ گوئی،لغویات اور مسخرے پن سے انسان ذلیل ہو جاتا ہے۔متانت و سنجیدگی انسان کو باوقار بنا دیتی ہے۔
- کھانے سے پہلے معلوم کرلو کہ کھانا کہاں سے آیا ہے۔مشکوک کھانوں سے دل پراگندہ ہو جاتا ہے۔
- خود فروشی وخود نمائی سے بچو۔اپنے کشف وخواب وغیرہ کا تذکرہ ہر کسی سے نہ کرو۔
- کم ہنسو،زیادہ روؤ۔کم بولو زیادہ چپ رہو۔داودہش زیادہ کرو اور کم کھاؤ۔کم سوؤ۔آخرت میں راحت سے رہو گے۔
- پاکیزگی اختیار کرو،اللہ تعالیٰ پاک ہے،نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاک ہیں اور پاک کو پسند کرتے ہیں۔
- نوجوان کو شرمیلا اور حیادار ہونا چاہیے۔
- جوانمرد کی چار صفات ہیں:سخاوت،مخلوقِ خدا پر شفقت،مخلوق سے بے نیازی اور اللہ تعالیٰ سے آشنائی۔
- کوشش کرو کہ تم سے مسلمان بھائی خوش رہیں۔

- مسلمانوں کو بہتری کی طرف لے جانے کی کوشش کرو۔
- قوتِ فکر انسان کے پاس آئینہ ہے جس میں وہ ہر بھلائی اور برائی کو دیکھ سکتا ہے۔
- قناعت، توکل اور صبر ورضا بہترین خصلتیں ہیں۔
- جھوٹ سے بچو۔ قلمِ ربانی جھوٹے کو لعنتی لکھتا ہے۔
- شریف آدمی حلیم و بردبار، صادق القول اور اپنے وعدے کا پکا ہوتا ہے۔
- جب کسی سے وعدہ کرو تو اسے پورا کرنے کی کوشش کیا کرو۔
- اپنے اخراجات اپنی آمدنی سے نہ بڑھاؤ۔
- کلام صاف، سادہ اور مختصر ہونا چاہیے۔
- اپنی آنکھوں کو روکے رکھو۔ اگر یہ آوارہ ہو گئیں تو اطمینانِ دل غارت کر کے گناہِ کبیرہ کا مرتکب کر دیں گی۔
- معاملات میں صفائی رکھو۔ ایثار اور احسان و مروت کی عادت ڈالو۔
- حسد و تعصب اور طمع و غضب بہت ہی بری خصلتیں ہیں۔ ان سے اجتناب کرو۔
- دل کو حسد سے نہ جلاؤ، اس میں عشقِ الٰہی کی آگ روشن کرو۔
- اپنے نفس اور دل کا روزانہ جائزہ لیا کرو کہ تم کس طرف جا رہے ہو۔
- انسان مر کر فنا نہیں ہو جاتا بلکہ صفت بدل جاتی ہے، گھر بدل جاتا ہے، نقل مکانی ہو جاتی ہے۔ کوشش کرو کہ مرنے کے بعد اچھے گھر میں جگہ پاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کو مومن کا قید خانہ فرمایا ہے۔ تو ثابت ہوا مومن موت کے وقت تنگی سے نکل کر کشادگی کی طرف منتقل ہوتا ہے اور منزلِ دنیا کو چھوڑنے کے بعد مومن کا حال نسبتاً بہت ہی اچھا ہوتا ہے۔

منقبت حضرت نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ

جن کی نسبت نے سنوارا یہ جہاں اور وہ جہاں
ہے فروزاں نقشِ لاثانی سے بزمِ عاشقاں

منفرد اسمِ مبارک ہے علی بھی اور حسین
ایک ہستی دو کریموں کے کرم کی ترجماں

یہ فقیرانہ روش آنکھوں نے دیکھی بارہا!
فرش پر نظریں جھکائے، عظمتوں کا آسماں

وہ علی پور کی فضائیں روشنی، وارفتگی
زائرو! دیکھو ذرا ہے ساتھ بزم قدسیاں

رُخ دلِ مضطر کی جانب اور آنکھیں بند ہیں
میرے حضرت نے دکھائے ہے مجھے راہِ جناں

میں نے طوقِ نقشِ لاثانی کیا زیب گلو
ہر مصیبت مجھ سے گھبراتی ہے پاکر یہ نشاں

نقشِ لاثانی کے اک اک نقش پر رکھوں جبیں
مفتی ہر صورت سے میرا پیر ہوتا ہے عیاں

﴿محمود احمد مفتی﴾

باب پنجم

فخر الاولیاء، عمدۃ الاصفیاء
منبع فیوض و برکات

حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اجمالی تعارف

فخر الاماثل حضرت علامہ الحاج الحافظ القاری پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل بیت اطہار کے عالی مرتبہ گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پڑپوتے اور حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لختِ جگر تھے۔ ان دو عظیم المرتبت ہستیوں سے نسبی و روحانی تعلق رکھنے کی وجہ سے آپ شریعت و طریقت کے اعلیٰ ترین مقام پر فائز تھے۔ آپ حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حقیقی جانشین و وارث تھے۔ آپ نے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ پر کاربند رہتے ہوئے خلق خدا کی ہدایت و راہنمائی کا فریضہ بحسن و خوبی سرانجام دیا۔

آپ حافظ قرآن، بلند پایہ خطیب، عالم باعمل اور ولی کامل تھے۔ آپ کی توجہات ظاہری و باطنی میں بے پناہ تاثیر تھی۔ آپ عشقِ الٰہی اور حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات مبارکہ صبغۃ اللہ کے رنگ میں کامل طور پر رنگی

ہوئی تھی۔آپ خلوت وجلوت اور ظاہر و باطن میں اتباع شریعت وسنت کا کامل نمونہ تھے۔آپ فصاحت و بلاغت میں ممتاز تھے۔آپ کے خطابات میں بے حد تاثیر، شائستگی اور شگفتگی تھی۔آپ نہایت بردبار اور بے مثال قوتِ برداشت کے حامل تھے۔ سخت مشکلات میں بھی صبر وشکر آپ کا معمول تھا۔آپ احکام شریعت کے بارے میں کسی رعایت سے کام نہیں لیتے تھے۔خواہ گھر کا فرد ہوتا یا کوئی دوسرا آپ سب کو احکامات شریعت پر عمل کی خصوصی تاکید اور تلقین فرمایا کرتے تھے۔آپ حیادار اور نیچی نظروں والے تھے۔ آپ نہایت منکسر المزاج تھے اور اپنے استقبال کے لئے دوسروں کو کھڑا ہونے سے منع فرماتے تھے۔آپ فقراء ومساکین کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا پسند فرماتے تھے۔محفل میں کسی امتیاز کے بغیر جہاں جگہ ملتی تھی تشریف فرما ہوجاتے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عہد کی پابندی اور اپنے اعزہ واقربا سے صلہ رحمی فرماتے تھے۔آپ لوگوں سے شفقت اور رحم ومروت سے پیش آتے تھے اور دوسروں کی غلطیوں پر عفو ودرگزر سے کام لیتے تھے۔آپ سفر وحضر میں خود کو اپنے رفقاء سے ممتاز نہیں سمجھتے تھے۔آپ بلا ضرورت بولتے نہیں تھے۔ ہمیشہ جامع اور دوٹوک کلمات ارشاد فرماتے تھے۔آپ اپنے مریدین کی خبر گیری فرماتے، اچھی چیز کی تحسین فرماتے اور بری چیز سے دور رہنے کی تلقین فرماتے تھے۔آپ دوسروں کے خیر خواہ، غمگسار اور مددگار تھے۔آپ کی مجلس میں آوازیں بلند کرنا اور دوسروں کی عیب جوئی سخت ممنوع تھی۔باہم محبت ورواداری آپ کی محفل کا طرہ امتیاز ہوتا تھا۔بڑوں کا احترام اور چھوٹوں پر شفقت کی تلقین کی جاتی تھی۔آپ حاجت مند کی حاجت روائی فرماتے اور اجنبی کو شفقت سے نوازتے تھے۔آپ کسی کی بلاوجہ مزمت کرنے کو بُرا جانتے تھے۔آپ وہی بات نوک زبان پر لاتے جس سے ثواب کی امید ہوتی۔آپ ناگوار بات تحمل اور صبر سے سنتے تھے۔آپ کسی سے اپنی خوبیاں سننا پسند نہ فرماتے تھے۔آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے

بے مثل صفات کمال سے آراستہ کیا تھا۔انہی خوبیوں کی وجہ سے لوگ آپ کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔دلوں میں آپ کی محبت بیٹھ جاتی تھی اور لوگ جوق در جوق حلقہء ارادت میں شامل ہو جاتے تھے۔

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی ترقی اور ترویج کے لئے بیش بہا خدمات سرانجام دیں۔آپ نوعمری سے ہی خدمت دین وملت کا خصوصی ذوق وشوق رکھتے تھے اسی وجہ سے حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سپرد دربار شریف کی کئی اہم ذمہ داریاں فرمادی تھیں۔آپ نے عرصہ تیرہ سال تک جامع مسجد رضوی چک نمبر 192 ر۔ب رسول نگر ضلع فیصل آباد میں بطور خطیب خدمات سرانجام دیں۔اس دوران آپ کی روحانی توجہات کی برکت سے خلق خدا کی ایک کثیر تعداد دین کی طرف راغب ہوئی اور بہت سے لوگوں نے آپ کی زیر نگرانی اپنے دینی و دنیاوی معاملات کی اصلاح کی۔چونکہ آپ کو فقراء و مساکین سے خصوصی محبت تھی لہٰذا آپ نے دربار شریف پر دو مرتبہ نہایت وسیع پیمانے پر فری آئی کیمپ لگوائے جہاں سینکڑوں نادار لوگوں کے مفت آپریشن کئے گئے اور انہیں عینکیں اور دیگر ادویات بھی مفت فراہم کی گئیں۔آپ نے دربار شریف میں خصوصی دلچسپی لے کر فری ڈسپنسری قائم فرمائی اور اس کی نگہداشت اور انتظام احسن طریقہ پر فرماتے رہے۔اس فری ڈسپنسری کے تحت ہزاروں مریضوں کا مفت علاج کیا گیا اور انہیں ادویات و دیگر سہولیات فراہم کی گئیں۔

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت 21 مارچ 1940ء بروز پیر نارووال کے مشہور ومعروف قصبہ علی پور سیداں شریف میں ہوئی۔جس رات آپ کی ولادت باسعادت

ہوئی اسی رات آپ کے والد گرامی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی چورہ شریف میں بطور سجادہ نشین دربار شاہ لاثانی دستار بندی کی گئی۔ گویا کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ پر ایک کرم تو چورہ شریف میں ہوا کہ آپ کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا جانشین مقرر کیا گیا اور دوسرا کرم یہ ہوا کہ آپ کو ایسے عظیم الشان لختِ جگر سے نوازا گیا جو آگے چل کر میراث ولایت کا صحیح جانشین ثابت ہوا۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ.

(الحدید:۲۱۔الجمعہ:۴)

(یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے اسے عطا کرتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے)

ضلع سیالکوٹ اور نارووال کی سرزمین پر یوں تو بہت سے عظیم انسان پیدا ہوئے لیکن معروف قصبہ علی پور سیداں شریف کی مردم خیز سرزمین میں ایسے نابغہ روزگار افراد پیدا ہوئے جو ہر اعتبار سے تاریخ کا قابل فخر حصہ ہیں۔ جنہیں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے دنیا پر گہرے اثرات مرتب کئے۔ انہی برگزیدہ ہستیوں میں عالم ربانی عارف حقانی نقشۂ نقش لاثانی حضرت پیر سید عابد حسین شاہ المعروف فخر لاثانی علیہ الرحمہ ہیں جن کی شخصیت باکمال طالبان حق اور سالکان طریقت کے لئے روشنی کا عظیم مینار ہے۔ ان کے فکر کی ضیاء اور عمل کا فیضان اہل دنیا کے لئے مشعل راہ ہے۔

آغاز تعلیم

حضرت پیر سید عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمی زندگی کا آغاز گھر میں قرآن کریم اور محبت رسول کریم کے اسباق سے ہوا۔ پھر آپ کو گورنمنٹ پرائمری سکول علی پور سیداں شریف میں داخل کرایا گیا۔ آپ بچپن ہی سے اعلیٰ عادات اور اخلاق حمیدہ

کے مالک تھے۔آپ اپنی سنجیدگی، متانت اور کم گوئی کی وجہ سے اپنے ہم عمر ساتھیوں میں ممتاز دکھائی دیتے تھے۔آپ کی ذہانت وفطانت، بے مثل قوت حافظہ اور دینی علوم کی طرف آپ کے رجحان کو دیکھتے ہوئے حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فیصلہ کیا کہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو حفظ قرآن کیلئے کسی بہترین مدرسہ میں بھیجا جائے۔ایک روایت کے مطابق آپ تیسری جماعت میں تھے۔موسم گرما کی چھٹیوں میں آپ کے والدگرامی حضرت پیر سید علی حسین شاہ المعروف نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو طلب فرمایا اور پوچھا کہ آپ کا سکول کا بستہ کدھر ہے؟۔آپ حسب حکم بستہ لیکر حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے فرمایا اب یہ کتابیں میں پڑھوں گا آپ مسجد میں جا کر قرآن حفظ کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

حفظ قرآن

حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے سینہ مبارک کو نورِ قرآن کا گنجینہ بننے کا متحمل دیکھا تو اس طرف آپ کو رغبت دلادی اور آپ کی آئندہ زندگی کا رُخ متعین کردیا۔آپ حافظ غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں داخل ہوئے جہاں آپ نے تقریبا 27 پارے حفظ کیے بعدازاں بوجوہ بقیہ پارے حافظ بشیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ سے گوجرانوالہ میں حفظ کیے۔آپ نے تکمیل حفظ قرآن کے بعد حافظ محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ پلاٹ والے کی خدمت میں حاضر ہوکر دورہ قرآن کیا اور پھر دربار شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد ضیائے لاثانی میں ماہ رمضان میں پہلا مصلّٰی سنانے کا شرف حاصل کیا۔اس وقت عمر مبارک تقریبا بارہ برس تھی۔آپ کو یہ خصوصی شرف بھی حاصل ہے کہ آپ کے والدگرامی قطب العصر حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی زبان مبارک سے نماز تراویح میں قرآن مجید سماعت فرمایا۔

"علم" کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کا طالب کبھی سیر نہیں ہوتا۔طالب علم جوں جوں علم کی وسعتوں کو سمیٹتا جاتا ہے اس کا تجسس بھی بڑھتا جاتا ہے۔طالب حقیقی کو جہاں بھی علم کی شمع جلتی نظر آتی ہے وہ اس کے نور سے فیضیاب ہونے کے لئے کشاں کشاں اس کی طرف بڑھتا جاتا ہے۔ایک طالب حقیقی جس قدر علم سے محبت کرتا ہے،علم بھی اسی قدر اسے نورانیت سے فیضیاب کرتا ہے۔انسانی تاریخ گواہ ہے کہ علم کے سچے طالبوں نے حصول علم کے لئے بیشمار مشکلات کا سامنا کیا۔اپنے گھر بار اور وطن چھوڑے،عمر کا ایک بڑا حصہ حصول علم کے لئے سرگرداں رہے تب کہیں جا کر گوہر مقصود ان کے ہاتھ آیا۔غوث صمدانی حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں "میں علم حاصل کرتا رہا یہاں تک کہ میں قطب بن گیا"۔یہ بات ثابت ہے کہ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے تاہم آپ نے نامساعد حالات کے باوجود حصول علم دین کو فرض اولین سمجھ کر عرصہ دراز تک تعلیمات دینیہ کی کتب اکابر علمائے امت اور اولیائے کاملین سے پڑھیں۔

آج مادی ذرائع ووسائل کی بے پناہ ترقی کے اس دور میں علم محض کسی چیز کی مبادیات سے رسمی شناسائی تک محدود ہو کے رہ گیا۔آج کے انسان کا علم محض اس کے حلق تک ہی رہتا ہے۔وہ نہ تو اسے تقسیم کرتا ہے اور نہ ہی اس پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی کو سنوارتا ہے۔جو دراصل حصول علم کی غایت حقیقی ہے۔تاہم علم سے محبت کرنے والے کل بھی تھے،آج بھی ہیں اور تا ابد رہیں گے۔کہ علم کا اصل مقام ایک سچے طالب علم کا سینہ ہے جہاں وہ محفوظ و مامون رہتا ہے۔اس امر میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ تمام علوم میں سے افضل ترین علم قرآن پاک کا علم ہے۔خواہ تحفیظ کی صورت میں ہو،تجوید کی صورت میں ہو یا تفسیر کی صورت میں ہو۔یہ الہامی علم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوا۔یہ وہ انمول خزانہ ہے جو اپنے طالبوں کی

زندگیوں میں انقلاب لا کر انہیں ذرّے سے آفتاب بنا دیتا ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ۔ (المجادلہ:11) اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان لانے والوں کو اور اہل علم کے درجات کو بلند فرماتا ہے۔

حضرت پیر سید عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ قرآن کے بعد اس کے معارف ومفاہیم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے شیخ المحدثین علامہ سید دیدار علی شاہ قدس سرہٗ کے زیر نگرانی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں زانوئے تلمذ تہہ کئے۔یہ وہ عظیم الشان درس گاہ ہے جس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء وفضلاء نے ملکی اور قومی سطح پر اعلیٰ ترین دینی وملی خدمات سرانجام دی ہیں۔آپ اس مرکز علم دین میں پہنچے تو یہاں کے اساتذہ علامہ محمد معراج دین، پیر سید منور علی شاہ اور شیخ الحدیث مہر دین رحمۃ اللہ علیہم کی زیر نگرانی کچھ کتب پڑھیں۔بعدازاں آپ نے دارالعلوم حزب الاحناف جیسے مرکز علم وعرفان میں علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی، علامہ محمد علی جیسے قابل علماء سے خیالی اور ملا حسن تک کتب پڑھیں۔اس کے بعد تحصیل علم کی پیاس بجھانے کے لئے آپ سیّد جلال الدین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے جامعہ بھکھی شریف گجرات پہنچے جہاں آپ نے سلم العلوم، میبذی اور مختصر المعانی کا دورہ کامیابی سے مکمل کیا۔

آپ تکمیل موقوف علیہ کے بعد دورۂ حدیث شریف کے لئے جامعہ رضویہ فیصل آباد تشریف لے گئے۔جہاں شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے قابل استاد سے آپ نے دورۂ حدیث شریف مکمل کیا۔آپ فرماتے تھے میرے دیگر ساتھی علمائے کرام نے دورۂ حدیث، شیخ الحدیث مولانا سردار احمد المعروف محدث اعظم پاکستان قدس سرہٗ کی زیر نگرانی مکمل کیا۔مگر مجھے بوجوہ سلسلہ تعلیم ادھورا چھوڑ کر لیہ میں زرعی زمینوں کی نگرانی اور کھیتی باڑی کرنا پڑی۔تاہم کچھ ہی عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے دل

میں خیال ڈالا کہ کیوں نہ اپنے ادھورا تعلیمی سلسلہ کو مکمل کیا جائے۔ چنانچہ میں دوبارہ جامعہ رضویہ فیصل آباد پہنچا اور میں نے 1964ء میں دورہ حدیث پاک مکمل کر کے دستار فضیلت حاصل کی۔ اس تقریب سعید کو جمعیت علمائے پاکستان کے صدر حضرت علامۃ العصر مولانا علامہ عبدالحامد بدایوانی رحمۃ اللہ علیہ نے رونق بخشی۔

حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے معقولات و معمولات کی تکمیل کے بعد دورہ تفسیر القرآن کے لئے حضرت ابوالحقائق علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے جامعہ میں قدم رنجہ فرما کر ان کی زیرنگرانی قرآنی علوم و معارف میں درجہ کمال حاصل کیا۔

استاذ العلماء حضرت مولانا علامہ محمد صدیق سالک ہزاروی صدر مدرس دارالعلوم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار قبلہ ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے لائق ترین تلامذہ میں ہوتا تھا۔ آپ بلا کی قوت حافظہ کے مالک اور نکتہ بیانی میں اعلیٰ ترین مقام کے حامل تھے۔ مندرجہ بالا واقعات سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ آپ کا دل و دماغ علم القرآن کے نور اور معارف سے روشن تھا اور آپ صحیح معنوں میں علم شریعت و طریقت میں کامل تھے۔

بقول علامہ محمد علی نقشبندی منطق، فلسفہ، فقہ کی بڑی بڑی ادق کتب کے حوالے آپ کو بحر رواں کی طرح زبانی یاد تھے۔ ملا حسن، شمس بازغہ اور سراجی کی عبارتیں آپ کو ازبر تھیں۔

عالمِ شباب

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ آغاز شباب میں حفظ قرآن و تحصیل علوم دین سے فارغ ہوئے تو آپ کا دینی ذوق وشوق مزید بڑھ گیا۔ چونکہ آپ کو بچپن ہی سے حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کامل راہنما میسر ہوا تھا لہٰذا ان کی زیرنگرانی آپ بچپن ہی میں راہِ سلوک کے مختلف مقامات کا سفر کامیابی سے طے کر چکے تھے۔ آپ کی کیفیت

جذب اور غلبہء حال بڑھ چکا تھا۔آپ بظاہر اپنے دنیاوی معمولات و ذمہ داریاں سرانجام دیتے مگر آپ کا قلب ہر وقت اللہ تعالیٰ کی جانب ہی متوجہ رہتا۔آپ دائم ذکر وفکر اور مراقبہ میں مستغرق رہتے تھے۔آپ بنیادی فرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ نوافل کا خصوصی اہتمام بھی فرمایا کرتے تھے۔آپ کو تلاوت قرآن سے خصوصی شغف تھا اور آپ بلا ناغہ اس کا خصوصی اہتمام فرماتے اور کئی کئی پارے ایک ہی نشست میں تلاوت فرما جاتے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ زمینوں کے انتظام اور کھیتی باڑی میں بھی خصوصی دلچسپی اور ذوق شوق سے حصہ لیتے۔آپ بذات خود کھیتوں میں ہل چلانا پسند فرماتے تھے اور اکثر اوقات جانوروں اور مویشیوں کو اپنے ہاتھوں سے چارہ ڈالتے، پانی پلاتے اور انہیں نہلاتے۔حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دربار شریف میں آنے والے مہمانوں کی تواضع اور خدمت کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد فرمائی تھی جسے آپ بحسن وخوبی ادا فرماتے تھے۔آپ نہایت باحیا، باکردار اور شرمیلے نوجوان تھے۔نہ تو کسی بیکار اور بے فائدہ مشغلے میں مصروف ہوتے اور نہ ہی بیکار بحث ومباحثہ میں حصہ لیتے۔آپ اپنی فطری ذہانت و ذکاوت کے سبب عالم شباب ہی سے نہایت ممتاز اور اعلیٰ حیثیت کے حامل نظر آتے تھے۔آپ کی گفتگو سادہ، پُراثر اور مدلل ہوتی تھی۔آپ کی شخصیت مبارکہ نوجوانی میں ہی شریعت وطریقت کا حسین امتزاج نظر آتی تھی۔آپ کے تمام افعال ومعاملات سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں ہی سرانجام پاتے تھے۔

حُلیہ مبارک

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قد میانہ اور کھلتا ہوا گندمی رنگ تھا۔آپ کا جسم مبارک نہایت مضبوط اور سڈول تھا۔آپ نہایت جفاکش اور سخت جسمانی محنت کے عادی تھے۔اعضائے جسمانی انتہائی تناسب [illegible]

گول اور چوڑے تھے۔آپ کی چھاتی مبارک کشادہ اور قدرے ابھری ہوئی تھی۔ آپ کے بال سیاہ گھنگریالے تھے۔آپ کی داڑھی مبارک کے بال بھی سیاہ اور گھنگریالے تھے تاہم جب عمر مبارک بڑھی تو سر اور داڑھی کے بالوں میں کہیں کہیں سفید تار نمایاں ہو گئے تھے۔آپ کے ہاتھ مضبوط، انگلیاں سڈول اور لمبی، ہتھیلیاں مبارک چوڑی اور پُر گوشت تھیں۔آپ کی پیشانی مبارک بلند اور کشادہ تھی۔آپ کی آنکھیں سیاہی مائل نیلگوں اور پلکیں گھنی تھیں۔آپ کے ابرو مبارک سیاہ اور خوش وضع تھے۔جب جلال میں آتے تو آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور کسی کو پاس آنے کی جرأت تک نہ ہوتی۔آپ کی ناک کھڑی اور ستواں تھی اور لب بھرے بھرے سرخی مائل رنگت کے تھے۔آپ کا چہرہ مبارک خوش نما اور بھرا بھرا تھا۔آپ کی ٹانگیں مضبوط تھیں۔آپ کے پاؤں خوش وضع تھے۔آپ کی چال دھیمی تھی لیکن آپ قدم مبارک زمین پر مضبوطی کے ساتھ جما کر چلتے تھے۔آپ ہر رنگ کا کپڑا استعمال فرماتے تھے تاہم قیمتی لباس پہننا آپ کو پسند نہیں تھا۔لباس مبارک ہمیشہ سادہ لیکن صاف ستھرا استعمال فرماتے تھے۔آپ عموماً کرتہ اور تہبند استعمال فرماتے تھے۔سر پر لٹھے کی سفید ٹوپی پہنتے تاہم سنت مطہرہ کے مطابق کبھی دستار بھی باندھ لیتے تھے۔آپ بہت حیادار اور نیچی نظر رکھتے تھے گویا یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ (النور:۳۰) پر عمل پیرا تھے۔کسی کے چہرے پر نظریں نہیں گاڑتے تھے۔آپ سیاہ رنگ کا جوتا کبھی استعمال نہیں کرتے تھے۔حسب ضرورت چپل اور عام دیسی جوتا استعمال فرماتے تھے۔

نکاح مبارک

آپ کا نکاح مبارک چک جھمرہ کے نزدیک چک نمبر 107 ج۔ب رڈیو والی پہاڑنگ میں رہائش پذیر سادات کرام کے معزز گھرانے میں ہوا۔آپ کے سسر

حضرت قبلہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نہایت متقی، پرہیزگار، اتباع شریعت وسنت کا کامل نمونہ اور ولی کامل تھے۔ ان میں انتہا درجہ کی سادگی اور عجز و انکسار تھا۔ وہ اپنے تمام کام اپنے ہاتھوں سے ہی سرانجام دینا پسند فرماتے تھے حتیٰ کہ جانوروں کے لئے چارہ وغیرہ خود ہی کاٹ کر لاتے اور اپنے دست مبارک سے مویشیوں کے آگے ڈالتے تھے۔ انکے چار صاحبزادگان سید واجد علی شاہ گیلانی، سید عظمت علی شاہ گیلانی، سید عاشق حسین شاہ گیلانی، اور سید شبیر حسین شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہم اور دو صاحبزادیاں تھیں جن میں سے ایک صاحبزادی کا نکاح حضرت سید عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوا تھا۔

عملی زندگی

عالم ربانی، عارف حقانی، واقف اسرار رموز نہانی حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیم سے فراغت کے بعد باقاعدہ رشد و ہدایت اور تبلیغ و تلقین کا سلسلہ شروع فرما دیا تھا۔ آپ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق 9 جون 1967ء کو چک نمبر 192 ر۔ب رسول نگر ضلع فیصل آباد پہنچے جو فیصل آباد کے مشرق کی طرف تقریباً سترہ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ نے اس گاؤں کی جامع مسجد میں قدم رنجہ فرمایا اور تقریباً تیرہ سال تک یہاں خطابت و امامت کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ کی تشریف آوری پر قرب و جوار سے خلق خدا کی کثیر تعداد اپنے مسائل کے حل کے لئے آپ کی طرف رجوع کرنے لگی۔ آپ نے شب روز کی محنت سے علاقہ میں مسلک اہل سنت و جماعت کی ترویج و ترقی کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور آپ کے قدموں کی برکت سے علاقہ میں مسلک حق اہلسنت و جماعت کو فروغ ملا۔

آپ کے خطبات و وعظ سننے کے لئے دور دور سے لوگ مسجد میں آنے

لگے۔آپ آیات قرآنی، احادیث مبارکہ، اقوال صحابہ کرام اور ارشادات صوفیائے کرام کا بیان اس قدر دلنشین اور سادہ پیرائے میں فرماتے کہ نہایت مشکل اور پیچیدہ مسائل کو آسانی سے حل فرما دیتے۔آپ کے خطبات و وعظ نہایت پرتاثیر ہوتے تھے۔ آپ کی زیرِ نگرانی تمام اسلامی تہوار نہایت شایانِ شان طریقہ پر منانے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔آپ رمضان شریف، عیدین، شب برات، شب معراج اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وغیرہ کے مواقع پر مسجد میں خصوصی محافل منعقد فرماتے اور تمام تر انتظامات آپ کی زیرِ نگرانی انجام پاتے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ غوث اعظم کی یاد میں ماہانہ محفل پاک بھی نہایت تزک و احتشام سے منعقد فرماتے جبکہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہوار کو منانے کے سلسلہ میں آپ کا ذوق وشوق خصوصاً قابل دید ہوتا تھا۔اس سلسلہ میں بارہ ربیع الاوّل کو آپ کی زیرِ قیادت عظیم الشان جلوس نکالا جاتا جبکہ گیارہ اور بارہ ربیع الاول کی درمیانی شب کو خصوصی محفل میلاد منعقد کی جاتی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہدیہء درود و سلام اور نعت شریف پیش کیا جاتا۔ان محافل میں ملک کے کونے کونے سے جید علمائے کرام اور دیگر بزرگانِ دین خصوصی طور پر تشریف لا کر شرکت فرماتے۔حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ان محافل کے لئے خصوصی اہتمام فرماتے۔آپ خوشبو اور الائچی استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے۔عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر آپ کے کیف وسرور کا عالم دیدنی ہوتا۔آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ سے انتہا درجے کا عشق تھا۔آپ صحیح معنوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبے ہوئے تھے۔حدیث مبارکہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا دورانِ گفتگو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے استفسار فرمایا کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی محبت وعقیدت رکھتے ہیں۔انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا میں سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اپنے اہل و عیال، مال و دولت سے بھی بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر! بات نہیں بنی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عرض گذار ہوئے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں آپ کو اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب رکھتا ہوں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا اور کہنے لگے کہ ہاں عمراب بات بنی ہے۔حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث مبارکہ کے مصداق رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب رکھتے تھے۔آپ کی تمام زندگی اتباع سنت کی مکمل اور عملی تفسیر تھی۔آپ فرمایا کرتے تھے کہ شریعت وطریقت کی اساس اخلاص عمل اور حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

آپ کے اعلیٰ کردار اور عمدہ اخلاق کے باعث چند ہی ماہ میں اہل علاقہ آپ کے گرویدہ ہو گئے وہ آپ کی خدمت میں اپنے دینی و دنیاوی مسائل اور دکھ و تکالیف کے ازالے کے لئے حاضر ہوتے اور مطمئن و کامران واپس لوٹتے۔آپ کی مقبولیت سے گاؤں کا خودساختہ نام نہاد طبقہ اشرافیہ آپ سے حسد کرنے لگا اور باہم متحد ہو کر آپ کو نقصان پہنچانے کی مختلف تدبیریں کرنے لگا۔تاہم عملی طور پر وہ کبھی کوئی شرارت کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔آپ ان کے برے عزائم وارادوں سے بے پرواہ خدمت دین اور اصلاح عامہ کے سلسلہ کو جاری رکھے ہوئے تھے۔آپ نہایت سادہ طبع اور حلیم تھے۔عاجزی اور انکساری آپ کی طبیعت میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ دنیادار امراء ورؤساء کی صحبت کو سخت ناپسند فرماتے جبکہ فقراء ومساکین کی صحبت آپ کو پسند تھی۔آپ ان سے خصوصی محبت فرماتے تھے اور ان کے گھروں میں اکثر تشریف لے جا کر ان کے کاموں میں ان کا ہاتھ بٹاتے تھے۔آپ انتہا درجے کے فیاض اور سخی تھے۔آپ کسی سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے بلکہ اس کی توقع اور خواہش سے کہیں بڑھ کر اسے نوازتے تھے۔آپ نذرونیاز اور نذرانے قبول

کرنے سے پرہیز فرماتے تھے۔آپ کا لنگر ہمہ وقت جاری وساری رہتا تھا جس سے بلاتخصیص ہر کوئی مستفید ہوتا۔آپ کو اپنے ہاتھ سے کام کرنا نہایت پسند تھا۔

اہل علاقہ آپ کو اپنے جھگڑوں اور دیگر مسائل کے حل کے لئے اکثر ثالث مقرر کرتے اور آپ کے کیئے گئے فیصلوں کو خوشدلی سے قبول کرتے تھے۔

رحم دلی

آپ نہایت دردمند دل کے مالک تھے۔کسی کی تکلیف یا پریشانی کا سنتے تو چہرہ مبارک پر غم وتفکر کے آثار نظر آنے لگتے۔جب تک اس کی تکلیف کا دکھ کا مداوا نہ فرمالیتے آپ کو چین نہیں آتا تھا۔آپ کے مرید حافظ عبدالسلام صاحب کی بائیں ٹانگ ایکسیڈنٹ میں ٹوٹ گئی۔آپ ان کی مزاج پرسی کے لئے ان کے گھر تشریف لے گئے اور ان کی حالت زار دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔آپ نے ان کی جلد صحت یابی کے لئے دعا فرمائی اور خاموشی سے ان کے تکیئے کے نیچے کچھ رقم رکھی اور واپس تشریف لے گئے۔یہ طریقہ آپ کا معمول تھا۔

خوراک ورہن سہن

آپ ہمیشہ سادہ غذا استعمال کرنا پسند فرماتے تھے۔پُر تکلف مرغن کھانوں سے آپ کو بالکل رغبت نہیں تھی۔ایک مرتبہ آپ کی زوجہ محترمہ نے آپ کی خدمت میں سالن پیش کیا جس میں شوربہ نہیں تھا۔آپ نے ناراضگی کا اظہار فرمایا اور اپنے دست مبارک سے سالن میں پانی ڈال کر اسے تناول فرمایا۔اسی طرح ایک موقع پر آپ کی خدمت میں دیسی مرغی کا شوربا پیش کیا گیا جسے آپ نے ناپسند فرمایا اور بیسنی روٹی اور لسی کو ترجیح دی۔

آپ کا رہن سہن انتہائی سادہ تھا۔آپ سُنی رضوی جامع مسجد سے متصل

مکان میں رہائش پذیر تھے۔آپ موٹے بان سے بُنی ہوئی چارپائی پر تشریف فرما رہتے اور کبھی کبھی کرتا مبارک اتار کر سرہانے کی طرف رکھ کر لیٹ جاتے۔آپ عموماً سرہانہ و تکیہ وغیرہ استعمال نہیں فرماتے تھے۔آپ کی خدمت میں جو ہدیہ پیش کیا جاتا اسے ضرور تمندوں میں تقسیم فرما دیتے۔آپ باعمل عالم دین اور پیکر شجاعت بھی تھے۔اگر گاؤں میں کوئی چور یا ڈاکو آ جاتا تو آپ بندوق اٹھا کر سب سے آگے نکل جاتے اور اس کا پیچھا کرتے۔اس طرح آپ لوگوں کی اخلاقی و روحانی تربیت فرمانے کے ساتھ ساتھ گاؤں کی رکھوالی کا فریضہ بھی سرانجام دیتے۔

باطنی توجہات

آپ کے مرید خاص ڈاکٹر محمد لطیف احسن جو سنی رضوی جامع مسجد میں مؤذن کے فرائض بھی سرانجام دیتے تھے بیان کرتے ہیں کہ چند حاسدوں نے میرے گھر والوں کے کان بھرنا شروع کر دیئے کہ یہ تمام وقت حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارتا ہے۔امتحان میں ناکام ہو جائے گا۔میں نے اس واقعہ کا تذکرہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تو آپ فرمانے لگے کہ تم انشاء اللہ تعالیٰ امتحان میں کامیاب ہو جاؤ گے۔جب امتحان ہوئے تو باوجود خراب پرچے ہونے کے حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی توجہات کے طفیل مجھے امتحان میں کامیابی نصیب ہوئی۔

تواضع

اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے: اَیۡنَمَا تُوَلُّوۡا فَثَمَّ وَجۡہُ اللّٰہِ ''تم جدھر پھرو گے اللہ کو پاؤ گے'' (البقرہ:۱۱۵)۔اللہ تعالیٰ کے خاص بندے یعنی اولیائے کاملین عشق الٰہی اور قرب الٰہی میں ہی تسکین پاتے ہیں۔درحقیقت وہ اپنی ذات کی نفی کر کے

فنا فی اللہ کے مقام پر فائز ہو جاتے ہیں اور انہیں ہر طرف اسی کی ذات کے جلوے دکھائی دیتے ہیں۔

زمین و آسماں کے ذرے ذرے میں تیرے جلوے
نگاہوں نے جدھر دیکھا نظر آیا نشاں تیرا

اللہ تعالیٰ کے مقرب بندے اس کے سوا کسی اور کی طرف متوجہ ہونا گوارا نہیں کرتے۔ان کی تمام خواہشات اللہ تعالیٰ کی رضا میں فنا ہو چکی ہوتی ہیں۔وہ تمام رشتے ناطے اور تعلق اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی نبھاتے ہیں۔ان کی دوستی اور دشمنی اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہوتی ہے۔وہ اس اعلیٰ مقام پر پہنچا دیئے جاتے ہیں جہاں ان کا رواں رواں انت انت (تُوتُو) اور ھُوھُو پکارتا ہے۔اللہ تعالیٰ خصوصی فضل و کرم سے انہیں محبوب و مقبول بنا دیتا ہے۔اعلیٰ علیین سے لے کر اہل دنیا تک ان کا چرچا ہو جاتا ہے اور وہ سب کے منظور نظر بن جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو یہ شرف بھی عطا کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں بن جاتا ہے۔ان کے کان بن جاتا ہے اور ان کے قدم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہی اٹھتے ہیں گویا حدیث قدسی کے مطابق ان کا ہر قول و فعل اللہ تبارک و تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے اس کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔اس طرح وہ بندہ دور و نزدیک سے دیکھ سُن سکتا ہے اور خصوصی تصرف کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے قیامت تک صرف ایک ہستی کو اپنے قرب کے اعلیٰ ترین مقامات سے سرفراز فرمایا۔وہ مبارک ہستی انسانِ کامل رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمادیا اِنَّ اللّٰـهَ وَمَلٰٓئِكَتَـهٗ يُصَـلُّوْنَ عَلَـى النَّبِـيِّ يٰـاَيُّهَـا الَّذِيْنَ اٰمَنُـوْا صَلُّـوْا عَلَيْـهِ وَسَلِّمُوْا

ہیں اے ایمان والو تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو''۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا اور یہ بھی فرمادیا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب رکھے تو تم اللہ تعالیٰ کے محبوب یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرو اور ان کی سنت مطہرہ پر عمل کرو۔ ان تمام بلند ترین مقامات کے باوجود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عاجزی و انکساری کے پیکر تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ ''جس نے اللہ کے لئے تواضع اختیار کی اس کو اللہ نے بلندی عطا کی''۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جانشین اولیائے کاملین بھی اتباع سنت میں تواضع و انکساری کو اختیار فرماتے ہیں۔اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ اُنہیں بھی بلند مرتبے عطا فرماتا ہے۔ حضرت فخرِلا ثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی ایسی ہی کامل ہستی تھے جو عاجزی وانکساری کا مرقع تھے۔ دنیاوی مال و دولت کی فراوانی اور بے تحاشا شہرت و مقبولیت کے باوجود آپ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں سادہ زندگی بسر کرنا پسند فرماتے تھے۔آپ کی سادگی کا یہ عالم تھا کہ مجلس میں جہاں جگہ ملتی تشریف فرما ہو جاتے۔اپنی تعریف وتوصیف کو سخت ناپسند فرماتے تھے۔جب مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو یوں اہل مجلس میں گھل مل جاتے کہ نو وارد کے لئے پہچاننا مشکل ہو جاتا۔تاہم آپ کے چہرہ مبارک سے پھوٹنے والی نورانی شعاعوں سے آپ کی شناخت ہو جاتی۔آپ ہر قسم کے تکلفات سے یکسر بے نیاز تھے۔ایک مرتبہ آپ ایک مجلس میں تشریف لے گئے جہاں ایک نعت خواں صاحب کلمہ شریف کا ورد کر رہے تھے۔جب انہوں نے آپ کو تشریف لاتے دیکھا تو بے ساختہ نعرہ لگایا''حضور قبلہ عالم پیر سید عابد حسین شاہ صاحب'' آپ نے سنا تو سخت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ جب تلاوت قرآن کی جارہی ہو یا نعت شریف پڑھی جارہی ہو یا کلمہ شریف پڑھا جارہا ہو تو کسی کی آمد کا نعرہ لگانا تلاوت قرآن اور ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔کیا آپ لوگ نہیں

جانتے کہ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔آپ کی یہ بات سن کر وہ صاحب اور دیگر تمام اہل مجلس بڑے متاثر ہوئے۔ایسا ہی واقعہ دربار حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی جامع مسجد میں نقش لاثانی کانفرنس کے موقع پر بھی پیش آیا۔

ایک مرتبہ کسی محفل میں نعت شریف پڑھی جارہی تھی،اسی اثناء میں حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے آئے۔لوگوں نے آپ کی شان میں نعرے بازی شروع کردی۔آپ سخت ناراض ہوئے اور ڈانٹ کر لوگوں کو چپ کرایا اور انہیں تلاوت و نعت اور تقریر کے دوران نعرہ لگانے سے سختی سے منع فرمایا۔

آپ کے مزاج میں حد درجہ کی انکساری تھی۔جس سے لوگ بے حد متاثر ہوتے تھے۔آپ تکلف،تصنع اور بناوٹ سے پاک تھے۔آپ کا سینہ مبارک قرآن کریم کے اسرار و معارف کا گنجینہ تھا۔آپ صبر و رضا اور حلم و حیاء کے پیکر تھے۔

آپ بزرگوں کا حد درجہ ادب واحترام فرماتے تھے۔ایک مرتبہ آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے جہاں ایک بزرگ آپ سے ملاقات کے لئے آئے،آپ نے ان کو تکیہ پیش کیا اور خود تکیہ کے بغیر دری پر بیٹھنا پسند فرمایا۔اسی طرح ایک مرتبہ ایک انتہائی ضعیف بزرگ آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تو آپ نے شان تواضع کا مظاہرہ کرتے ہوئے انہیں اپنی نشست پر بٹھا دیا اور خود ان کے سامنے تشریف فرما ہو گئے۔

ایک مرتبہ دربار شریف میں آپ نے ایک شخص کو جانوروں کیلئے چارہ کاٹنے بھیجا اُسے چارہ لاد کر لانے والے گدھے پر پلانا کسنے میں دشواری پیش آرہی تھی آپ نے دیکھا تو چار پائی سے اُٹھے اور خود اپنے ہاتھوں سے گدھے پہ پلانا کسا اور اس شخص کو پلانا کسنے کا طریقہ سمجھایا۔

خواتین کا احترام

قبل از اسلام عورتوں کی معاشرتی حالت نہایت ناگفتہ بہ تھی مگر اسلام نے عورت کو معاشرے میں بلند مقام ومرتبہ عطا کیا ہے۔اسلام نے جہاں عورت کو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے روپ میں عزت واحترام دیا ہے اوراس کی حفاظت ونگہداشت کے اصول وضع کر دیئے ہیں وہاں معاشرہ میں مردوزن کے باہمی تعلقات ومعاملات کے اصول بھی واضح طور پر بیان فرما کر محرم اور نامحرم کی تقسیم کر دی گئی ہے اوران سے میل ملاقات اور دیگر معاملات کے راہنما اصول بھی شرح وبسط سے بیان کر دیئے گئے ہیں۔

حضرت پیر سید عابد حسین شاہ فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی عورت کو بحیثیت ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کے عزت واحترام کے قابل سمجھتے تھے تاہم آپ فرماتے تھے کہ عورتوں کا اصل مقام ان کا گھر ہے۔انہیں اپنے گھر کے معاملات سنبھالنے چاہئیں اور اپنے شوہروں کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری میں ہی ان کی نجات ہے۔آپ نامحرم عورتوں سے گفتگو میں نہایت احتیاط برتتے تھے۔آپ، حاضر خدمت ہونے والی عورتوں کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے اور اکثر اوقات ان کے مسائل کا فوری حل تجویز فرما کر انہیں جلد ہی واپس بھجوا دیتے۔آپ فرماتے کہ عورت کی سب پریشانیوں کا حل اپنے خاوند کی فرمانبرداری اوراطاعت میں پنہاں ہے۔

ایک مرتبہ ایک عورت اپنا بچہ اٹھائے حاضر خدمت ہوئی۔آپ نے اس کا مسئلہ مختصراً سماعت فرمانے کے بعد اس سے استفسار فرمایا کہ بی بی تم نماز پڑھتی ہو؟ اور تم نے آج روزہ (ماہ رمضان کا) رکھا ہے۔اس کے انکار کرنے پر آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے کہ تم نہ نماز پڑھتی ہو نہ روزہ رکھتی ہو۔تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب

نازل نہ ہو جائے۔ جاؤ جا کر اپنے شوہر سے معافی مانگو، نماز روزہ کی پابندی کرو اور ادھر زیادہ نہ آیا کرو۔

حُسنِ خطابت

اللہ تعالیٰ نے آپ کو شریعت و طریقت کے علوم میں کامل و جامع کر دیا تھا۔ آپ کے خطبات، وعظ و نصیحت نہایت پُر مغز، پُر اثر اور اصلاح احوال پر مبنی ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۔ (النحل:۱۲۵)۔

ترجمہ: (ان لوگوں کو) بلائیے اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت (دانائی) کے ساتھ اور اچھے وعظ کے ساتھ اور ان سے مجادلہ کیجئے احسن طریقہ سے۔

حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حکمت و دانائی کی دولت سے مالا مال تھے۔ آپ نہایت سادہ پیرائے اور نہایت دلکش انداز میں بڑے بڑے مسائل کو یوں بیان فرماتے کہ مخاطب فوراً ہی سمجھ جاتا۔ آپ مخاطب کی ذہنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق گفتگو کرنے میں خصوصی ملکہ رکھتے تھے۔ آپ ہمیشہ لوگوں کے فہم و استعداد کے مطابق ان سے گفتگو فرماتے تھے۔ آپ کے خطبات علمیت، حکمت، نصیحت و عبرت کا نمونہ ہوتے تھے۔ آپ نہایت سلاست و روانی کے ساتھ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ آپ موقع کی مناسبت سے کبھی کبھی شائستہ مزاح بھی کرنا پسند فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کے خطبہ میں آپ نے آیت مبارکہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔ (آل عمران:۱۰۳) کی تفسیر نہایت حکیمانہ انداز میں شرح و بسط کے ساتھ یوں فرمائی۔

مسلمانو! اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور متفرق نہ ہو۔

فرمایا جو شخص دورانِ سفر قافلے اور جماعت سے جدا ہو جائے وہ مصیبتوں، صعوبتوں، پریشانیوں اور مشکلات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ حضور سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ سفر ہمیشہ جماعت کے ساتھ کرنا چاہئے اور کسی ایک شخص کو اپنا امیر مقرر کر لینا چاہئے۔ جو آدمی اکیلا سفر کرتا ہے وہ بیماری یا کسی پریشانی کی صورت میں اپنے علاج معالجہ، خوراک اور تحفظ کا بندوبست کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ جبکہ جماعت کے ساتھ سفر کرنے کی صورت میں جماعت اس کی معاونت اور حفاظت کرتی ہے اور وہ ہر قسم کے خطرے سے محفوظ و مامون رہتا ہے۔ پھر فرمایا

يَدُ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے (الحدیث)

جب کسی پر اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے تو وہ محفوظ و مامون ہو جاتا ہے اور اسے کوئی پریشانی لاحق نہیں ہوتی۔ لہٰذا آپس میں متحد رہیں، منتشر نہ ہوں تو محفوظ و مامون رہیں گے۔

اس امر کی مزید وضاحت آپ نے ایک حکیمانہ مثال کے ساتھ یوں فرمائی۔ اگر تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ جائے اور اس کے موتی بکھر جائیں تو پھر ان کی تعداد کبھی پوری نہیں ہوتی اور کچھ موتی گم ہو جاتے ہیں اور جب تک وہ ایک دھاگہ میں پروئے رہتے ہیں ان میں سے کوئی موتی بھی نہ گرتا ہے اور نہ ہی گم ہوتا ہے۔

آپ نے جناح ہال لاہور میں مؤرخہ 10 ستمبر 1987ء بروز جمعرات پہلی "نقش لاثانی کانفرنس" کے انعقاد کے موقع پر آیت مبارکہ

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ۔ (آل عمران:۳۱)

کے معارف پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی محبت اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشروط ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ

اذا وجد الشرط لوجد المشروط۔جب شرط ہوگی تو مشروط بھی ہوگا اور اذا فات الشرط فات المشروط اور شرط نہ ہوگی تو مشروط بھی نہ ہوگا۔لہٰذا اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شرط کا درجہ رکھتی ہے جو مشروط یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت کے لئے لازمی ہے۔ بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ کی محبت کا تمام تر دارومدار رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت پر ہے اور اتباع بغیر محبت نہیں ہوسکتی۔اس لئے دین اسلام کی بنیاد اتباع و محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رکھی گئی ہے۔آپ نے مزید فرمایا کہ بزرگان دین اور اولیاء اللہ نائب انبیاء ہوتے ہیں۔جس طرح انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے کمالات کا پرتو ہوتے ہیں اسی طرح اولیاء اللہ بھی انبیائے کرام کے کمالات کا پرتو ہوتے ہیں اور ان کو سب کچھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور محبت سے ہی ملتا ہے۔آپ نے فرمایا حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رضی اللہ عنہ کی ذات ہمایوں اس دور میں اتباع سنت کی عملی تصویر تھے۔آپ رشد و ہدایت کا مینارۂ نور تھے۔

بیعت و خلافت

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر نو آدمی تھے یا آٹھ یا سات آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت نہیں کرتے ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کس امر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کریں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان امور پر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو اور سنو اور مانو۔(رواہ مسلم،ابوداؤد،نسائی)

صوفیائے کرام کے ہاں جو بیعت مشہور ہے اسے بیعت توبہ کہتے ہیں۔اس بیعت میں مرید سابقہ گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا عہد کرتا

ہے۔اس کا حاصل ظاہری و باطنی اعمال پر استقامت ونگہبانی کا معاہدہ ہے۔اسے بیعت طریقت بھی کہتے ہیں۔

حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا سینہ اقدس محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلم وعرفان کا خزانہ تھا۔آپ کے والد گرامی حضور سیّدنا نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تربیت ہی اس انداز سے فرمائی تھی کہ آنے والے وقت میں یہ فرزند جلیل جب مسند رشدوہدایت پر جلوہ گر ہوتو اس کا ظاہر منزہ اور مزکی ہو اور باطن انوار قدسیہ کا امین ہوتا کہ دراقدس شاہِ لاثانی کا کوئی متعلق ومحب فیضانِ شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے محروم ونامراد نہ لوٹے۔

عرفاء کاملین جب کسی کو نیابت کا شرف دینا چاہتے ہیں تو ابتداء سے اس کی تربیت ہی اس انداز سے فرماتے ہیں تاکہ آنے والے وقتوں میں اسے کوئی پریشانی لاحق نہ ہو۔جب کسی پر نظر عنایت کرتے ہیں،خلوص وللّٰہیت کی دولت سے مالا مال کر دیتے ہیں۔سراپا عجز وانکسار بنادیتے ہیں۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فرزند اکبر حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو مقامات سلوک اپنی حین حیات ہی میں بحسن وخوبی طے کروادیئے تھے۔آپ اپنی بیعت کا ذکر ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

1952ء میں جب میں دارالعلوم حذب الاحناف لاہور سے چھٹیاں گزارنے دربار شریف آیا تو کھیتی باڑی کے کام کی نگرانی کے لئے کھیتوں میں چلا گیا۔اچانک حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا حکم ملا کہ دربار شریف پہنچ جاؤ۔جب میں حاضر خدمت ہوا تو حضرت خواجہ محمد معصوم بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین دربار عالیہ چورہ شریف تشریف فرما تھے۔والد گرامی حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم دیا کہ وضو کرکے آؤ اور ان سے بیعت ہو جاؤ۔چنانچہ حضرت خواجہ صاحب نے مجھے بیعت فرمالیا اور ساتھ ہی

اشاعت سلسلہ کی اجازت بھی عطا فرمادی۔

ایک روایت کے مطابق حضرت خواجہ محمد معصوم بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت فرمایا۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے فرزند ارجمند سے بے حد انس و پیار تھا۔حضور قبلہ عالم نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ بلند نے اپنے لختِ جگر کو عرفان حقیقی سے مالا مال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور قبلہ عالم اکثر معاملات میں آپ کی رائے کو ترجیح دیا کرتے تھے۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات ظاہری کے آخری ایام میں تو نہایت خصوصی کرم کیا جس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔انہوں نے خصوصی توجہات باطنی سے آپ کو شریعت وطریقت میں کامل فرمادیا۔آپ معرفت وحقیقت کی دولت سے مالا مال ہو گئے۔آپ خود فرماتے تھے کہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات ظاہری کے آخری آٹھ دن مجھ پر جو خصوصی کرم فرمایا وہ ناقابل فراموش اور زندگی بھر کے لئے مشعل راہ ہے۔

مسندِ ارشاد

اولیائے کاملین اشاعت واجراء سلسلہ طریقت کے لئے اپنے متبعین میں سے کسی کو اپنا خلیفہ وجانشین مقرر فرمادیتے ہیں،ایک کو یا متعدد کو،کبھی حیات میں اور کبھی اپنے وصال کے بعد۔البتہ خلیفہ وجانشین کے لئے اہل ہونا لازمی ہے۔حدیث شریف سے اس کی اصل ثابت ہوتی ہے ۔ ایک عورت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کسی امر میں گفتگو کی ۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ پھر آنا۔ اُس نے عرض کیا کہ اگر اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ پاؤں تو!۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے

ارشاد فرمایا اگر مجھ کو نہ پائے تو ابوبکر کے پاس چلی جانا (بخاری، ترمذی و مسلم)۔

قطب ربانی غوث صمدانی حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حقیقی قدوۃ السالکین شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت پیر سید علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جد امجد کی مسند کا حقیقی وارث ہونے کا ثبوت اپنے کردار و عمل کی پاکیزگی سے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے دامن فیض سے مستفید ہونے والے سینکڑوں، ہزاروں نہیں بلکہ انگنت ہیں۔ آپ نے تقریباً نصف صدی تک اپنے جد امجد کی مسند پر جلوہ افروز ہو کر خاک کے ذروں کو رشک قمر بنا دیا۔ یہ بات آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نقش لاثانی ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ آپ کی شخصیت با کمال عظمت کا وہ عظیم مینار تھی جس کی نورانیت نے ایک ''عالم'' کو فیض یاب کیا۔ ان کے حلقہ غلامی میں علماء، محدثین و مفسرین بھی تھے، سیاستدان اور قانون دان بھی تھے، زمیندار بھی تھے، صنعتکار بھی، سرکاری ملازم بھی اور عام مزدور بھی۔ الغرض ہر شعبہ زندگی کے متعلقین نے آپ کی غلامی کو دنیا و آخرت میں سعادت اور خوش بختی کی سند تسلیم کیا۔

بالآخر قدرت کے قانون کے مطابق رشد و ہدایت اور انسانی عظمت کے عظیم پیکر اور ولایت کے عظیم تاجدار، فکر جنید و بایزید کی عملی تصویر حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ 27 جولائی 1987 کو مختصر علالت کے بعد اپنے خالق کے حضور حاضر ہو گئے۔ اپنے چاہنے والوں کو داغ مفارقت دے گئے۔ اب لاکھوں عقیدتمندوں کی نگاہ منتظر تھی کہ کس شمع کی ضو میں ہدایت کا نور پائیں گے۔ اس عالم میں آپ کے خلف اکبر صاحبزادہ والا شان اعلیٰ حضرت پیر سید عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کی مسند ارشاد پر متمکن ہوئے اور لاکھوں متعلقین و متوسلین کی عقیدت کا مرکز بن گئے۔ آپ نے اپنے عظیم والد گرامی کا حقیقی معنوں میں نائب ہونے کا حق ادا کیا۔ متوسلین نے بھی آپ کی طرف اسی محبت اور عقیدت سے دیکھا کہ جس نظر سے حضور نقش لاثانی

رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھتے تھے۔آپ کی عظمت اور قبولیت کی دلیل یہی بات ہے کہ خلق خدا نے جوق در جوق آپ کی قیادت اور راہنمائی کو اپنی قسمت اور مقدر سمجھا۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خلافت کو ایسے شخص کے لئے تجویز کرتا ہوں جس کی رغبت اہل اسلام کی توقیر کی طرف ہو۔سو یہ لوگ بہ نسبت دوسرے لوگوں کے زیادہ مستحق ہیں۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ تقریباً نصف صدی تک مسند سجادگی پر جلوہ گر ہو کر عرفان حقیقی کے جام پیاسوں کو پلاتے رہے۔آپ کے دست مبارک پر لاتعداد لوگوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ یہ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت تھی کہ حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نقش لاثانی بن گئے۔آپ کے چہرہ اقدس کے جمال وجلال کی کرامت تھی کہ بڑے پڑھے لکھے، منطقی، فلسفی، ڈاکٹرز، سیاستدان، قانون دان، علماء وفضلاء، الغرض ہر طبقہ زندگی سے متعلق افراد حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے گردنیں خم کیے رکھتے۔کوئی دم نہ مارتا۔کوئی زبان سے نہ بولتا۔کوئی حرکت نہ کرتا۔یہ ولایت محمدی کے پیکر کا روحانی رعب وجلال تھا کہ

کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

مولانا صفدر حسین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سراج پورہ لاہور) فرماتے ہیں کہ سالانہ عرس مبارک کے موقع پر عرس شریف سے اگلے دن رخصت ہونے سے قبل بہت سے لوگ آپ کی بیعت سے سرفراز ہوتے تھے۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف سے قبل عرس پاک سے اگلے دن لوگ بیعت ہونے کے لئے حاضر تھے جبکہ قریب ہی ایک کمرے میں حضرت صاحبزادہ سیّد عابد حسین شاہ صاحب تشریف فرما تھے۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی افراد کو فرمایا کہ اس کمرے میں جا کر ”عابد حسین“ رحمۃ اللہ علیہ کے

ہاتھ پر بیعت کرلو۔گویا آپ نے اپنے خلف اکبر کو اپنا جانشین مقرر فرما دیا اور لوگوں کو ان کی طرف متوجہ کرا دیا۔

حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ 27 جولائی 1987ء کو دنیا سے بظاہر پردہ فرما گئے لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان کرم کی بارش چھما چھم برستی رہی۔آپ فیوضات لاثانی کی تقسیم کا فریضہ اپنے جانشین اور حقیقی وارث حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سپرد فرما گئے۔آپ کو 31۔اگست 1987ء حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چہلم کے موقع پر دربار عالیہ کا مرکزی سجادہ نشین مقرر کیا گیا۔چورہ شریف کے مشائخ عظام نے اتفاق رائے سے آپ کی دستار بندی فرمائی۔آپ وارث فیوضات لاثانی اور جانشین نقش لاثانی ہونے کے ناطے چاروں سلاسل طریقت میں خلافت و اجازت کے مجاز تھے۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے غلاموں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اسی محبت وعقیدت سے دیکھا جس سے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تھے۔یہ آفتاب رشد ھدایت اسی طرح آفتاب بن کر چمکا جس طرح والد گرامی تھے۔آپ نے دین اسلام کی ترقی و ترویج اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے فیضان کو عام کرنے میں اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر کامیابی سے سفر جاری رکھا اور سلسلہ رشد و ہدایت کو مزید ترقی دی۔آپ سے بے شمار مخلوق خدا نے فیض حاصل کیا۔

فراست مؤمنانہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بزرگوں کے حقیقی جانشین، ایک جید عالم دین، ولی کامل، صاحب کرامت اور صاحب استقامت بزرگ تھے۔آپ ظاہری شان وشوکت سے بے نیاز، سادگی اور عجز وانکسار کا پیکر تھے۔

آپ اپنے والد گرامی حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہو بہو تصویر تھے۔وہی چال

وہی ڈھال وہی گفتار وہی رفتار۔آپ خداداد حکمت و ذہانت سے آنے والے کو ایک نظر سے جانچ لیتے کہ کس ذہنیت کا حامل ہے۔اگر دوسرے لفظوں میں اس صفت کو آپ کی ''فراست مؤمنانہ'' کہا جائے تو درست ہے۔

مولانا محمد نعیم نگوروی صاحب حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے اور ان کے وصال کے بعد بہت بے قرار اور مضطرب رہتے تھے۔ان کے والد صاحب نے ان کی حالت زار دیکھ کر انہیں تسلی دی اور حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے در سے ہی جڑے رہنے کا مشورہ دیا۔انہی دنوں خواب میں انہیں حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار نصیب ہوا اور حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بلند مقام و مرتبہ سے انہیں روشناس بھی کروایا گیا۔بعد ازاں اپنے والد صاحب کے کہنے پر جب وہ حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کا دیدار کرتے ہی تمام بے چینی اور اضطراب ختم ہو گیا اور اطمینان قلب نصیب ہوا۔حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بے پایاں نوازشات اور عنایات خسروانہ کے سبب سے ان کے تمام معاملات درست ہو گئے۔
اسی طرح مختلف شہروں اور دیہات میں کئی مریدوں اور عقیدت مندوں کو خواب میں آ کر حضرت نقش لاثانی نے حضرت عابد حسین شاہ فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا تعارف کرایا۔پریشان حال غلاموں کو بتایا کہ میری جگہ عابد حسین موجود ہیں،فکر نہ کرو۔

دینی خدمات

آپ نے دین حق کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے متعدد مساجد اور مدارس قائم فرمائے اور ان کی سرپرستی بھی فرماتے رہے۔آپ کی نظر کرم اور توجہ کی برکت سے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے والے بیسیوں اشخاص عالم،خطیب اور مصنف بن گئے۔آپ نے دربار شریف میں قائم مدرسہ انوارِلاثانی کی سرپرستی و نگرانی بھی

فرماتے رہے۔ آپ کی خصوصی توجہ کے طفیل مدرسہ انوار لاثانی، بسی موڑ لاہور بھی قائم ہوا اور آپ اپنے وصال تک اس کی سرپرستی فرماتے رہے۔ آپ جامعہ لاثانیہ انوار القرآن، اُگوکی سیالکوٹ کے تاحیات سرپرست اعلیٰ بھی رہے۔ علاوہ ازیں ضلع نارووال، سیالکوٹ، فیصل آباد، گوجرانوالہ وغیرہ کی کئی مساجد و مدارس کی آپ سرپرستی فرماتے تھے۔

ادارہ تعلیمات قرآن پاکستان (لاہور) جیسا دینی تعلیم کا مستند ادارہ آپ کی خصوصی روحانی توجہات کی برکات سے قائم ہوا۔ آپ کمال لطف و کرم سے تاحیات ادارہ کی سرپرستی فرماتے رہے۔ علامہ بشیر احمد نقشبندی مجددی مہتمم ادارہ ھٰذا بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ادارہ ھٰذا کے قیام کی منظوری کے لئے حاضر ہوئے تو آپ سخت علالت کے باوجود کھیتوں میں بنفس نفیس کام کی نگرانی فرما رہے تھے۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ مالی وسائل کی فراوانی کا حامل ایک طبقہ اپنے مخصوص نظریات کا پرچار کرنے اور دین میں بگاڑ پیدا کرنے کی غرض سے فہم قرآن کے نام سے چار ماہ پر مشتمل ایک کورس کروا رہا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ہم دین حق کی صحیح ترجمانی کرنے اور اس طبقہ کے پھیلائے گئے غلط عقائد و نظریات کا ردّ کرنے کے لئے خط و کتابت کورسز شروع کروائیں۔ حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے خاموشی اختیار فرمائی اور مراقب ہو گئے۔ بعدازاں آپ نے فرمایا کہ 1971ء کی پاک بھارت جنگ میں بھارت کے مادی وسائل اور فوج ہم سے کہیں زیادہ تھی۔ انہوں نے ہمارے خلاف بیک وقت کئی مختلف محاذ کھول رکھے تھے۔ کبھی ایک جگہ حملہ کرتے اور جب ہماری فوج دفاع کے لئے وہاں پہنچتی تو چالاکی سے کام لے کر اگلے ہی روز کسی دوسری جگہ نیا محاذ کھول دیتے اور اس طرح ہمیں پریشان کرتے۔ اسی طرح دین حق کے دشمن بھی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے کئی [illegible]

مختلف محاذ کھول کرانتشار و پریشانی پھیلا رہے ہیں۔لیکن ہمیں ہر محاذ پر کام کرنا ہےاور اپنی دینی ونظریاتی سرحدوں کی حفاظت کرنی ہے۔میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ تم ہر ممکن کوشش کرواور دین اسلام کی ترقی وترویج میں مثبت کردارادا کرو۔میرا اتمام ترتعاون اور حمایت تمہارے ساتھ ہے۔

حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ دین اسلام کی تبلیغ و ترقی کے لئے خصوصی کاوشیں فرماتے تھے۔بے شمار مساجد و دینی مدارس کی سرپرستی فرماتے تھے۔علاوہ ازیں دربار شریف پر حضرت شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سالانہ عرس مبارک کا انتظام وانصرام نہایت احسن طریقہ پر فرماتے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ پاکستان کے مختلف شہروں میں حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ،حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک اور دیگر دینی محافل کے انعقاد کے لئے خصوصی کاوش فرماتے اور مختلف شہروں میں بنفس نفیس محافل کے انعقاداور مریدین کی خبرگیری کے لئے تشریف لے جاتے۔آپ نے دارالعلوم لاثانیہ سیالکوٹ کے قیام میں خصوصی دلچسپی لی اور 1987ء سے وصال شریف تک دارالعلوم کی سرپرستی فرماتے رہے۔اس دارالعلوم میں حفظ وناظرہ،درس نظامی،ادیب عربی،فاضل عربی کی تعلیم دی جاتی تھی۔آپ بزم لاثانی پاکستان ضلع لاہور کے زیراہتمام منعقد کی جانے والی مختلف محافل کی سرپرستی اور انعقاد میں بھی خصوصی دلچسپی لیتے تھے۔آپ یوم آزادی کے موقع پر،گیارہ محرم اور ہدیہ عقیدت بحضور شہدائے کربلا کے تحت منعقد ہونے والی محافل کی گاہے گاہے سرپرستی وصدارت فرماتے تھے۔

آپ کی خصوصی توجہ وکاوش سے دربار شریف کی مسجد میں پابندی کے ساتھ ختم خواجگان شریف پڑھا جاتا تھا۔آپ رمضان المبارک کے مہینہ میں محفل شبینہ منعقد کرنے کا خصوصی اہتمام فرماتے اور نہایت ادب کے ساتھ محفل میں حاضر

ہوتے۔آپ مریدین و متعلقین کی سہولت کے لئے رمضان المبارک میں دن کے وقت ختم شریف پڑھانا پسند فرماتے تھےاور سامان افطاری پیک کر کے لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

آپ دقیق فقہی و علمی مسائل کی گتھیاں نہایت عام فہم اور سادہ انداز میں کھول کر رکھ دیتے تھے۔ایک موقع پر جامع مسجد حنفیہ بوہڑ والی (بلال پارک، چاہ میراں، لاہور) میں جمعہ کے خطبہ کے دوران آپ نے میلاد شریف کے فضائل نہایت دلکش پیرائے میں بیان فرمائے۔آپ نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کی تخلیق بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نور سے ہی کی گئی ہے چونکہ جب اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کو بنایا تب عناصر اربع (ہوا، پانی، مٹی، آگ) موجود ہی نہیں تھے۔بس اس کا نور ہی تھا۔اپنے ہی نور سے بنایا اُسی سے بنانا تھا۔آپ کے اس عارفانہ خطاب کو سن کر حاضرین پر وجد کی کیفیت طاری ہوگئی۔

آپ دستر خوان پر سب کے ساتھ کھانا تناول کرنا پسند فرماتے تھے۔اگر کبھی آپ کی خدمت میں علیحدہ کھانا پیش کیا جاتا تو اسے سب کو کھلا دیتے۔آپ محافل و مجالس میں خصوصی مقام پر تشریف فرما ہونا پسند نہیں فرماتے تھے بلکہ حاضرین و سامعین کے درمیان تشریف رکھتے۔آپ فرماتے ”رانجھا سب کا سانجھا“۔

آپ عموماً سنجیدہ رہتے تاہم کبھی موقع کی مناسبت سے پُر مزاح گفتگو بھی فرماتے تھے۔تاہم آپ بیکار اور لغو گفتگو سخت ناپسند فرماتے تھے۔آپ کھل کر قہقہہ نہیں لگاتے تھے بلکہ صرف تبسم فرماتے آپ خلاف شرع باتوں پر جلال میں آجاتے اور کبھی حکمت کے تحت کسی کے علاج و اصلاح کی غرض سے بھی جلالی انداز اختیار فرماتے۔ آپ حاضر خدمت ہونے والوں کو ڈانٹ دیتے اور جانے کو کہتے۔اس دوران کسی کو سامنے آنے کی ہمت نہ ہوتی۔نگاہیں آپ کے حضور جھک جاتیں اور سانس رک

جاتے تاہم بعدازاں آپ کے اس انداز کی حکمت حاضرین پر آشکار ہو جاتی اور ان کی مصیبت و مسئلہ حل ہو جاتا۔ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہات روحانی کی برکت سے سراج پورہ لاہور میں مولانا صفدر حسین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد قائم ہوئی اور جامع مسجد پیرانوالی میں خواتین کا مدرسہ قائم کیا گیا جس کا سنگ بنیاد آپ نے اپنے دست مبارک سے رکھا۔

کرامات وتصرفات

یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کوئی ایسا معاملہ ظاہر فرمائے جو انسانوں کی سمجھ اور فہم سے بالاتر ہو اور عام معمول کے خلاف ہو۔ یہ اس کی قدرت کاملہ ہے۔ اسے خرقِ عادت بھی کہتے ہیں۔ اس طرح کی کوئی چیز اگر وہ کسی نبی کے ذریعے دکھادے تو یہ اس نبی کا معجزہ کہلاتا ہے اور ہر معجزہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ اسی طرح کا کوئی معاملہ اگر کسی ولی کے سبب ظاہر تو وہ اس ولی کرامت ہے۔ ولی کرامت بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہی ظاہر ہوتی ہے اور اس کے نبی کا معجزہ بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا کرامات اولیاء کا انکار اللہ تعالیٰ کی قدرت کا انکار ہوگا۔ کرامات اولیاء کا قرآن مجید میں بھی واضح طور پر ذکر ہے جیسا کہ سورۃ النمل میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم پر ان کے امتی اور صحابی تورات شریف کے عالم جناب آصف بن برخیا کا سینکڑوں میل دور سے سینکڑوں من وزنی تخت بلقیس وہاں سے ہلے بغیر پلک جھپنے سے قبل دربار میں پیش کر دینا۔ اگرچہ کرامت ولایت کے لئے ضروری نہیں تاہم کرامت کا انکار بھی گمراہی ہے۔

حضرت قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ولی کامل تھے۔ ان کی بے شمار کرامات دیکھی گئیں۔ ان میں کچھ بطور تبرک ونمونہ پیش کی جارہی ہیں۔

اجازت عمرہ

الحاج محمد ثناء اللہ نقشبندی (لاہور) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے درخواست دی۔ اسلام آباد سعودی سفارت خانہ سے جا کر ویزہ لگوانا پڑتا تھا۔ ہم نے اس سے قبل عراق میں زیارات کے لئے سفر بھی کیا تھا اور اس کا ثبوت پاسپورٹ پر موجود تھا۔ ان دنوں سعودی عرب والے ایسے لوگوں کو ویزہ نہیں دیتے تھے جو عراق سے ہو کر آئے ہوں۔ سعودی سفارت خانے میں لوگ رات سے ہی لائن لگا لیتے تھے پھر دن کو پاسپورٹ جمع کرانے کی باری آتی تھی۔ مقررہ وقت تک جو لوگ پاسپورٹ جمع نہ کرا سکتے وہ واپس کر دیئے جاتے۔ میں دو تین مرتبہ بڑی مشکل سے وہاں پہنچا تو دفتر والوں عراق کی مہر دیکھ کر پاسپورٹ باہر پھینک دیا۔

میں نے ناامید ہو کر اپنے ساتھیوں کو کہا کہ اس دفعہ میں آپ کے ساتھ نہ جا سکوں گا۔ ایک ساتھی حاجی محمد امین نقشبندی نے کہا آپ مایوس نہ ہوں بلکہ اپنے پیر خانہ جا کر اپنے مرشد کامل نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار پر اور حضرت فخر لاثانی کی خدمت میں عرض کرو۔ انشاء اللہ تمہارا کام ہو جائے گا۔ میں نے ہمت کی اور دربار شریف پہنچا۔ وہاں سلام عرض کر کے دعا کر کے حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی کہ حضور عمرہ کے لئے ویزہ نہیں لگ رہا۔ آپ نے پہلے تو جلالی انداز میں فرمایا کہ کیا ہر سال آپ نے ہی عمرہ کرنا ہے؟۔ کیا اور کوئی کام نہیں جو آپ کر سکیں؟۔ کسی اور کو بھی موقع دینا چاہیئے۔ کچھ دیر بعد فرمانے اچھا آ دبتاؤ کیا بہت جی چاہتا ہے؟۔ عرض کیا جی حضور۔ تو فرمایا اچھا جاؤ، ویزا لگ جائے گا۔ میں اگلے دن صبح وہاں پہنچا۔ حسب سابق لمبی لائن لگی ہوئی تھی۔ مجھے جہاں جگہ ملی وہاں کھڑا ہو

گیا۔ادھر ایک آدمی مجھے دھکا دیکر نکالنے لگا۔اچانک ایک سپاہی آیا،اس نے مجھے پکڑ کر سب سے آگے لگا دیا اور میرا پاسپورٹ سب سے پہلے جمع کرا دیا۔پھر بغیر کسی اعتراض کے اسی پاسپورٹ پر ویزا لگ گیا اور میں حرمین شریفین کی حاضری وزیارت سے مستفید ہوا۔الحمدللہ

گھریلو پریشانی ختم

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور کرم فرمائی کی برکت سے کئی مریدوں کی طرح مولانا محمد نعیم نگوروی صاحب کی گھریلو پریشانیاں بھی ختم ہو گئیں۔گھر میں پائی جانے والی نااتفاقی اور اختلافات دور ہو گئے۔پھر جلد ہی آپ کی دعاؤں کی برکت سے گھر کے لئے جگہ بھی مل گئی اور جلد ہی گھر کی تعمیر بھی مکمل ہو گئی۔اس تمام عرصہ کے دوران حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی راہنمائی اور دعائیں ان کے شامل حال اور نگران رہیں۔

آپ دین اور فقہ کے کامل ترین عالم تھے۔آپ فقہی معاملات پر نہایت گہری نظر رکھتے تھے۔آپ دقیق فقہی مسائل کو نہایت آسان اور دلنشیں پیرائے میں ایسے بیان فرماتے کہ فوراً ذہن نشین ہو جاتا۔آپ فرماتے شریعت کے بغیر طریقت کا کوئی وجود نہیں آپ نام نہاد جھوٹے درویشوں اور پیروں کو سخت ناپسند فرماتے کہ وہ عوام الناس کی کثیر تعداد کو راہ حق سے پھیر کر گمراہ کر دیتے ہیں۔ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک جھوٹے پیر کا واقعہ بیان کیا گیا جس نے یہ اعلان کیا تھا کہ چاند میں میری تصویر نظر آتی ہے۔آپ نے فرمایا کہ ایسی غلط بات کہنے والا یقیناً ولی نہیں بلکہ ایسا بدبخت انسان ہے جس کی عقل ٹھکانے پر نہیں ہے۔آپ نے مزید فرمایا کہ بعض بیوقوف لوگ مشہور ہونے کے لئے ایسی بے سروپا اور بے بنیاد باتیں پھیلا دیتے ہیں۔

اس موقع پر آپ نے ایک ایسے خود ساختہ مولوی کی مثال دی جس نے مشہور و مقبول ہونے کے لئے گدھے کے حلال ہونے کا جھوٹا اور بے بنیاد فتویٰ صادر کر دیا تھا۔ تاکہ لوگ پرانے مولوی صاحب کی بجائے اس کی طرف رجوع کریں۔ آپ فرماتے ایسے علمائے سُو سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ یہ ایسے دشمن ہوتے ہیں جو انسان کا ایمان برباد کر کے اسے دائمی خسارے میں مبتلا کر سکتے ہیں۔

گھر میں تشریف آوری

مولانا محمد نعیم نگوروی صاحب نے مکان کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد حضور قبلہ عالم فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ وہ ان کے گھر تشریف لائیں۔ آپ نے کمال لطف و مہربانی کرتے ہوئے یہ درخواست منظور فرما لی اور ایک دن ان کے گھر تشریف لے آئے۔ آپ نے نماز ظہر یہیں ادا فرمائی اور بعد ازاں ختم شریف پڑھنے کے بعد خیر و برکت کے لئے خصوصی دعا بھی فرمائی۔ جب ان کی خدمت میں عرض کی گئی کہ مکان کے دروازے ابھی لگنا باقی ہیں تو آپ نے فرمایا مولانا! مکان کے دروازے بھی لگ جائیں گے یہ تو بتاؤ یہاں سکون ہے کہ نہیں! جب ان سے عرض کی گئی کہ حضور آپکی دعا سے سکون تو بہت ہے۔ تو فرمانے لگے تمہیں اور کیا چاہئے۔

تحریر کی طرف رغبت دلانا

مولانا محمد نعیم نگوروی کا تعلق ایک دینی گھرانے سے ہے۔ ان کے آباؤ اجداد میں کئی بزرگ امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ نعیم صاحب بھی اسی ڈگر پر چل رہے تھے۔ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی ذات میں پوشیدہ جوہر کو پہچان لیا اور انہیں تحریر کی طرف رغبت دلائی اور فرمایا کہ تبلیغ دین اور خدمت دین کے

لئے تحریر بیان سے کہیں زیادہ مفید اور مستند ہوتی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ آپ اس میدان میں محنت کریں تو کامیابیاں ملیں گی۔ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس حوصلہ افزائی اور ان کی روحانی توجہات کی برکت سے جلد ہی تحریر و تصنیف کے میدان وہ ایک مستند مقام کے حامل ہو گئے۔

بعدازاں ایک موقع پر حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی دینی خدمات کو سراہا اور انہیں نصیحت فرمائی کہ یونہی اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کیلئے کام کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کو آپ کا خادم بنا دے گا۔

آپ کا روحانی مقام

مولانا محمد نعیم نگوروی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ وہ بوجوہ تقریباً آٹھ ماہ تک حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری نہ دے سکے۔ بعدازاں دارالعلوم لاثانیہ میں حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ صدارت کانفرنس کے انعقاد کے بارے میں علم ہوا تو ڈرتے ڈرتے حاضر ہوئے مصافحے کیلئے ہاتھ بڑھایا تو حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً پہچان لیا اور فرمانے لگے کہ آپ کو ادھر ادھر جانے میں بہت مزہ آتا ہے دربار شریف کیوں نہیں آتے۔ آپ کی یہ بات سنتے ہی وہ بہت شرمندہ ہوئے اور آئندہ کبھی دربار شریف سے طویل عرصہ کے لئے غیر حاضر نہ ہوئے۔

بیماری سے شفا

محمد نعیم نگوروی صاحب گردوں کی تکلیف میں مبتلا ہو کر سخت علیل ہو گئے۔ ہسپتال میں دورانِ علاج خواب میں حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ جنہوں نے حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر پڑی چادر آپ کو عطا فرمائی اور تسلی دی کہ گھبراؤ نہیں اللہ تعالیٰ ضرور کرم فرمائے گا۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد

انہیں مکمل شفا نصیب ہو گئی۔

اسی طرح ایک مرتبہ معدہ کے السر میں مبتلا ہو کر وہ حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تکلیف روتے ہوئے بیان کی۔حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ لنگر شریف کھاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے گا۔لنگر شریف کھانے کے چند ہی روز بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں مکمل شفا نصیب کی۔

آپ کی منکسر المزاجی

حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت مبارکہ سادگی،تواضع اور انکساری کا پیکر تھی۔آپ بے جا تکلفات اور شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے سخت نفرت فرماتے تھے۔آپ روایتی پیروں کی طرح تصنع اور غیر ضروری ادب وآداب کے قائل نہیں تھے۔ایک مرتبہ آپ ایک مجلس میں مدعو تھے۔آپ کی تشریف آوری سے قبل آپ کے لئے اعلیٰ نشست اور پُر تکلف بستر بچھانے کا اہتمام کیا گیا۔آپ تشریف لائے تو آپ نے ان انتظامات کو ناپسند فرمایا اور قریب واقع مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے تشریف لے گئے۔بعدازاں آپ نے وہیں ایک درخت کے نیچے ایک چارپائی بچھانے کا حکم دیا اور بغیر کسی بستر یا تکیہ کے اس پر تشریف فرما ہو کر قرآن پاک کی تلاوت فرمانے لگے۔

آدابِ مجلس

حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ مریدین و متعلقین کی ظاہری و باطنی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دیتے تھے اور انہیں ہر قسم کے آداب نہایت سادہ مگر پُر اثر انداز میں سکھاتے تھے۔آپ فرماتے تھے کہ دین اسلام کی بنیاد اور اساس محبت اور ادب پر ہے۔ایک مرتبہ آپ کسی مجلس میں تشریف فرما تھے۔وہاں موجود ایک زمیندار صاحب

آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنے کے لئے لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے بڑھے تو آپ نے انہیں تنبیہ فرمائی اور حکم دیا کہ اپنی جگہ پر ہی بیٹھ جائیں آپ فرمانے لگے کہ دین اسلام ادب سکھاتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ادب سکھایا ہے۔ یہ بات مجلس کے آداب میں شامل ہے کہ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جاؤ اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے آگے نہ بڑھا کرو۔ مزید فرمایا کہ مجلس میں آنے والے کے لئے فرداً فرداً ہر شخص کو سلام کرنا ضروری نہیں بلکہ مشترکہ طور پر سب اہل مجلس کو سلام کرنے سے یہ فریضہ ادا ہو جاتا ہے۔ بعدازاں آپ نے اپنے لئے خصوصی طور پر تیار کیا گیا کھانا علیحدہ تناول فرمانے کی بجائے اہل مجلس کے ساتھ بیٹھ کر اکٹھے کھانا کھانے کو ترجیح دی۔ اس موقع پر وہ زمیندار صاحب دوبارہ آپ کی خدمت میں نذرانہ پیش کرنے کے لئے بڑھے مگر آپ نے منع فرماتے ہوئے انہیں نصیحت کی کہ اصل چیز نذرانے دینا نہیں بلکہ دین کا ادب اور مجلس کے آداب ہیں۔ ان آداب کو سمجھنا اور ان پر عمل پیرا ہونا لازم ہے۔

خواب میں درس قرآن

حضرت فخر لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ جب بھی دربار شریف حاضر خدمت ہوتے ہیں ان کی طرف خصوصی نظر کرم نہیں ہوتی۔ انہوں نے اس کا تذکرہ مولانا محمد نعیم نگوروی سے کیا۔ اسی رات انہیں خواب میں حضرت فخر لا ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی جنہوں نے نماز فجر کی امامت فرمانے کے بعد درس قرآن دیا اور اس دوران انہی کی طرف نظر کرم رہی جب وہ صاحب صبح بیدار ہوئے تو انہیں سکون قلبی نصیب ہو چکا تھا۔

لنگر شریف سے شفایابی

مولانا محمد نعیم نگوروی صاحب ہی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میرے منہ میں چھالے پڑ گئے کافی علاج معالجہ کے بعد بھی آرام نہ آیا۔ بالآخر میں دربار شریف حاضر خدمت ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ حویلی میں چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ میں نے آپ سے اپنی تکلیف بیان کی تو آپ نے میرے لئے لنگر شریف منگوایا جسے کھانے پر جلد ہی مجھے شفا نصیب ہو گئی۔

مولانا محمد اکرم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ مجاز حضور فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز دربار شریف ایک بیمار عورت اپنے شوہر کے ساتھ حاضر خدمت ہوئی اسے ٹائیفائیڈ بخار تھا جو باوجود علاج معالجے کے ایک ماہ سے نہیں اتر رہا تھا۔ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا کہ اسے لنگر شریف کھلایا جائے۔ لنگر شریف کھانے سے اس کا بخار اتر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے مکمل شفا بخش دی۔

خواب میں مریدین کی رہبری

اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ۔" (صٰفٰت:۱۰۵)۔ تو نے خواب کو سچا کر دیا ہم اسی طرح نیکوکاروں کو جزا دیتے ہیں"۔ اس آیت مبارکہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جب انہیں خواب میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کا حکم دیا گیا اور قربانی کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے کمال مہربانی سے چھری کے نیچے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جنت سے بھیجا گیا ایک دنبہ لٹا دیا اور اسے ذبحِ عظیم کا نام دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سچا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں اور ولیوں کی راہنمائی

سچے خوابوں کے ذریعے کی جاتی ہے اورانہیں مستقبل کے حالات وواقعات سے آگاہ بھی کیا جاتا ہے۔

دعا کی برکت وقبولیت

ماسٹر محمد افضل صاحب فرماتے ہیں 26 مارچ 1998ء جمعرات کا دن تھا۔ میں ان دنوں گورنمنٹ پرائمری سکول سکیاں، لاہور کینٹ میں PTC ٹیچر تھا اوراس روز آرمی والوں نے ہمارے سکول کا سروے کیا جس میں سکول کے جملہ امور کے علاوہ اساتذہ کے کوائف چیک کیے تو میرے تقرری کے اصل آرڈر گم ہو چکے تھے، صرف فوٹو کاپی تھی۔آرمی والوں نے اس وجہ سے مجھے مشکوک افراد کی لسٹ میں شامل کر دیا۔ مجھے ملازمت کے بارے میں فکر لاحق ہوگئی۔ 29 مارچ بروز اتوار آستانہ عالیہ لاثانیہ علی پور سیّداں شریف حاضر ہوا۔حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ میں نے اپنی مشکل اور پریشانی بتائی اور دعا کی درخواست کی۔حضرت صاحب نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور دعا فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اللہ خیر کرے گا۔بندہ دست بوسی کے بعد واپس آ گیا۔پھر آج تک کس نے دوبارہ اصل آرڈر پیش کرنے کو نہ کہا حالانکہ اس سے قبل یہ مشکل کئی بار پیش آ چکی تھی اور کئی دفعہ پریشان ہوا تھا۔لیکن اب بقول نیازی

نیازی مینوں غم کاہدا میری نسبت ہے لاثانی
کسے دے رہن جوبن کے قسم رب دی کھرے رہندے

رانا محمد اقبال صاحب جڑانوالہ کا بیان ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دور تھا بندہ ناچیز دربار شریف حاضری کے لئے حاضر ہوا۔رات دربار شریف میں ہی رہا صبح تقریباً 8 بجے سات یا آٹھ برادران

طریقت سیالکوٹ سے کسی گاؤں سے دربار شریف حاضری کے لئے آئے۔ حضور قبلہ عالم حویلی میں چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ بندہ ناچیز بھی چارپائی کے پیچھے کھڑا تھا جس وقت سارے آدمی سلام عرض کرنے کے لئے آگے بڑھے آپ نے ایک آدمی سے ملنا پسند نہ کیا بلکہ اُس کو اشارہ دیا کہ لنگر خانہ کے ساتھ دیوار کے ساتھ بیٹھ جائیں باقی آدمیوں سے آپ نے سختی سے فرمایا اس آدمی کو آپ ساتھ کیوں لے کر آئے ہیں۔ وہ سب حیران ہو گئے۔ بولے ہم تو دربار شریف حاضری کے لئے آئے ہیں حتیٰ کہ آپ نے دو یا تین بار یہی لفظ فرمائے۔ وہ آدمی سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہے۔ پھر آپ نے فرمایا یہ آدمی مرزائی ہے۔ انہوں نے کہا جناب ہمیں معلوم نہیں۔ آپ نے فرمایا جاؤ ایک آدمی پوچھ کر آئے۔ اُس آدمی سے جب پوچھا تو جواب ملا کہ میں تھوڑی دیر سے مرزائی ہو گیا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے دربار شریف کے خادموں کو حکم دیا اس آدمی کو کچے برتنوں میں کھانا نہیں دینا بلکہ پکے برتنوں میں کھانا دینا۔

گورنمنٹ کالج ملتان برائے خواتین کی اسسٹنٹ پروفیسر جغرافیہ نہایت زاہدہ، عابدہ خاتون ہیں۔ اُن کا شیخ الاسلام حضرت خواجہ بہاؤالدین زکریا ملتانی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام حضرت شاہ رُکن عالم سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑا روحانی رابطہ تھا۔ اِن کو شاہ رُکن عالم رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں آکر ارشاد فرمایا کہ علی پور شریف جا کر پیر سیّد عابد حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت ہو جائیں۔

تربیت کا انداز

مرزا محمد یوسف بیگ صاحب (ساکن لاہور) راوی ہیں کہ حضور قبلہ عالم فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ عمر ہسپتال لاہور میں زیر علاج تھے۔ آپ کی عیادت کے لئے ایک بزرگ جناب جعفری صاحب حاضر ہوئے۔ میں نے انہیں پہلی مرتبہ دیکھا، آپ نے کرسی منگوا کر ان کو بڑی عزت و تکریم کے ساتھ بٹھایا۔ پھر فرمایا کہ جعفری صاحب

آپ نے حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے صحبت کا فیض پایا ہے۔ آپ کی کوئی بات سنائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ کی باتیں تو بہت ہیں۔ فرمایا جو یاد ہے سناؤ۔ آپ نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو لوگ اکثر رات دن دعائیں مانگتے ہیں کہ یا اللہ ہمارے صغیرہ کبیرہ گناہ معاف کردے وہ خود اصل میں ایک گناہ بھی چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اگر ایک گناہ چھوڑنے کا تہیہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ سارے گناہ معاف فرمادے۔

پھر فرمایا آپ نے فرمایا کہ لوگ دعائیں کرتے ہیں کہ یا اللہ مجھے کسی کا محتاج نہ کرنا۔ حالانکہ انسان اپنے ہی ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، ناک وغیرہ کا محتاج ہے۔ پھر جناب فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بادشاہ رعایا کا محتاج ہے۔ رعایا بادشاہ کی محتاج ہے۔ اگر رعایا ہوگی تو بادشاہ ہوگا۔

پھر جناب فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گروہِ اولیاء کے ساتھ رہ کر دین ودنیا کا کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ آپ نے ایک فارسی کا شعر پڑھا اس کا معنیٰ یہ تھا کہ درخت سے جو شاخ ٹوٹ جائے وہ خشک ہو جاتی ہے اور تیز ہوا اسے اُڑا لے جاتی ہے۔ نیز جو بکری ریوڑ سے الگ ہو جائے اسے بھیڑیا چیر پھاڑ کر کھا جاتا ہے اور جو ریوڑ میں رہتی ہے وہ محفوظ ہوتی ہے۔

عجز وانکسار

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت میں حد درجہ کا عجز وانکسار تھا۔ آپ حاضر خدمت ہونے والوں سے فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کے ولی ہر کام کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں خصوصی صلاحیتیں اور طاقتیں عطا کی ہیں۔ تاہم عجز وانکسار کے سبب خود کو کبھی ان میں شامل نہ کرتے اور فرماتے کہ میں ان اولیائے کرام میں شامل نہیں ہوں۔

آپ بارہا دربار شریف پر قمیص اتار کر چادر باندھ لیتے اور بھینسوں کو نہلانے اور گھوڑوں کی دیکھ بھال اور خدمت مریدین کے اسرار کے باوجود بنفس نفیس سرانجام دینا پسند فرماتے تھے۔ بیشتر اوقات اس موقع پر حاضر خدمت ہونے والے آپ کو پہچان نہ پاتے اور بعدازاں تعارف ہونے پر آپ کی سادگی اور عجز و انکسار دیکھ کر دنگ رہ جاتے۔

کشف قبور

علامہ مولانا غلام دین صاحب خلیفہ مجاز ساکن تھوبھہ تحصیل اجنالہ ضلع امرتسر بیان کرتے ہیں کہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو پاکپتن شریف حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے متعارف کروایا۔ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بعدازاں بھی پاکپتن شریف مزار مبارک پر حاضر ہوتے رہے اور بے شمار روحانی فیوضات و برکات سے مستفیض ہوئے۔

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت بابا بلھے واقع قصور میں حاضر ہوئے۔ آپ نے وہاں ایک سیپارہ تلاوت فرمایا بعدازاں ایک اور سیپارہ تلاوت فرمایا۔ حاضرین کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ صاحب مزار کی فرمائش تھی کہ میں ایک اور سیپارہ تلاوت کروں۔ لہٰذا میں نے ان کی خواہش کے احترام میں ایک اور سیپارے کی تلاوت کی۔

علامہ بشیر احمد نقشبندی مجددی بیان فرماتے ہیں کہ انہیں ایک مرتبہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ پاکپتن شریف بابا حضرت فریدالدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر حاضری کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے حاضر تھے، اس دوران حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقبہ فرمایا تو دیگر سبھی حاضرین بھی

آپ کی تقلید میں مراقب ہوئے۔ دوران مراقبہ حاضرین کو صاحب مزار کی زیارت نصیب ہوئی۔ جو سبز کپڑوں میں ملبوس تھے۔ انہوں نے حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک چادر اور دیگر حاضرین کو ہار عطا فرمائے۔ یہ منظر بعض احباب کو نظر آیا۔

معمولات

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ روزہ مرہ کا کام کاج اپنے ہاتھوں سے سرانجام دینا پسند فرماتے تھے۔ آپ زمیندارہ کے کام کی نگرانی بھی فرماتے اور دیگر خدام سے کام لینے کے ساتھ ساتھ فصلوں کی کٹائی اور بیجائی دست مبارک سے سرانجام دیتے۔

تلاوت قرآن

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ حافظ قرآن اور قاری ہونے کے سبب تلاوت قرآن سے خصوصی شغف رکھتے تھے۔ آپ کو حسن قرأت میں خصوصی ملکہ حاصل تھا۔
آپ صحیح تلفظ سے تلاوت قرآن کرنے والوں کی تحسین فرماتے۔ تاہم آپ دوران تلاوت الفاظ کو غیر ضروری طور پر طویل کرنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔
علامہ بشیر احمد نقشبندی ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوئے اور مصائب و پریشانیوں کا تذکرہ کیا تو حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ نے خود ہی مصائب و پریشانیاں مول لئے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ حضور کچھ ہار آپ کے حکم کے مطابق گلے میں ڈالے۔ اس پر حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے لَنْ یَّغْلِبَ الْعُسْرُ یُسْرًا (تنگی کبھی آسانی پر غالب نہ آئے گی) کہہ کر نہایت لطیف پیرائے میں مسئلے کا حل تجویز فرمادیا۔

راضی برضا ہونے کا درس

ایک مرتبہ سیالکوٹ کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ

میرا وراثتی حصہ دوسرے حصہ دار ہڑپ کر گئے۔آپ نے اسے صبر کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ تم بچ گئے ہو تو بچے ہی رہو۔کیا معلوم جو ملنا تھا وہ تمہارے واسطے مفید تھا بھی کہ نہیں۔اس طرح آپ نے اسے راضی برضا ہونے کا درس دیا۔

روزہ

حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ رمضان المبارک کے روزوں کا خصوصی اہتمام فرماتے۔آپ گرمی سردی، بیماری، سفر غرض کسی حالت میں بھی روزہ نہیں چھوڑتے تھے۔آپ رمضان شریف میں سحری اور افطاری کا خصوصی اہتمام فرماتے۔آپ فرماتے کہ سحری اور افطاری کا اہتمام کرنا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔دربار شریف میں رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں مسافر اور بیمار کو بھی کھلے عام کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی۔آپ رمضان المبارک میں ہر جمعہ کے موقع پر خصوصی محفل برائے ایصال ثواب کا اہتمام بھی فرمایا کرتے تھے۔اس موقع پر مسافروں کے لئے افطاری اور لنگر کا سامان خصوصی طور پر پیک کروایا جاتا تھا۔حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ شوال کے روزے متفرق رکھنا پسند فرماتے تھے۔آپ یوم عاشورہ کا روزہ بھی خصوصی اہتمام کے ساتھ رکھنا پسند فرماتے تھے۔

زکوٰۃ

آپ رحمۃ اللہ علیہ زکوٰۃ پابندی کے ساتھ ادا کرنا پسند فرماتے تھے اور مریدین و متعلقین کو بھی زکوٰۃ کی بروقت ادائیگی کی خصوصی تلقین فرماتے۔آپ فرماتے کہ زکوٰۃ دینے سے مال بڑھتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے۔آپ ادائیگی زکوٰۃ کے ضمن میں علاقہ کے مستحقین و دیگر متعلقین کو ترجیح دیتے تھے۔اگر کوئی حاضر خدمت ہو کر مالی نقصان کی

شکایت کرتا تو فرماتے تم نے زکوٰۃ نہیں دی ہوگی۔آپ بیشتر دینی مدارس کی مالی معاونت بھی خصوصی طور پر فرماتے تھے۔

نماز

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نماز کی ادائیگی نہایت ذوق وشوق اور خشوع وخضوع سے فرماتے تھے۔دربار خداوندی میں آپ کی حاضری کا منظر دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔آپ فرض نمازوں کی باجماعت ادائیگی کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔تاہم تہجد، اوابین اور دیگر نوافل کی ادائیگی آپ انفرادی طور پر کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔آپ نوافل کی باجماعت ادائیگی کو مکروہ سمجھتے تھے۔حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نماز عیدین عیدگاہ میں پڑھنا پسند فرماتے تھے اور اس ضمن میں اتباع سنت کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔آپ عیدالاضحیٰ کے موقع پر خود قربانی دینے کے ساتھ ساتھ اپنے بزرگوں کی طرف سے بھی قربانی دیا کرتے تھے۔آپ قربانی کے جانور دست مبارک سے ذبح کرتے تھے اور آخر عمر تک آپ کا یہ معمول رہا۔بیشتر مریدین و متعلقین حصول برکت کے لئے آپ کے دست مبارک سے اپنے جانور ذبح کرواتے تھے۔

حج:

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہی مرتبہ سعادت حج حاصل کی۔آپ فرماتے تھے کہ فریضہ حج کی ایک مرتبہ ادائیگی کرنے کے بعد کسی دوسرے مسلمان بھائی کو حج کے لئے بھجوانا یا اس کی دیگر ضرورت کو پورا کرنا زیادہ ضروری ہے۔آپ فرماتے تھے کہ مکۃ کل حرم یعنی تمام مکہ حرم ہے۔

ذکر علی المرتضٰی

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کے خطبات میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر پاک بڑی محبت وعقیدت سے کیا کرتے تھے۔آپ فرماتے۔

کسے را میسر نہ شد ایں سعادت
بہ کعبہ ولادت بہ مسجد شہادت

کسی اور کو یہ سعادت نصیب نہیں ولادت کعبہ شریف میں شہادت مسجد میں ہو۔

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ذاتی معاملات میں نقشبندیہ سلسلہ کی امتیازی خصوصیات کی روشنی میں رخصت کی بجائے عزیمت اور فتویٰ کی بجائے تقویٰ پر عمل کرنا پسند فرماتے تھے۔

محبت خلفائے راشدین

آپ مسلک حق اہل سنت وجماعت کے علمبردار تھے۔آپ کے کردار وگفتار سے بھی اس کی جھلک نمایاں تھی۔اسی لئے آپ صحابہء کرام اور اہلبیت اطہار دونوں کی عظمت وشان بیان فرماتے اور دونوں کو اپنے دین وایمان کا مرکز جانتے تھے۔اہل بیت اطہار کے ساتھ ساتھ خلفاء راشدین کے ایام بھی مناتے اوران کی عظمت وشان بھی دل کھول کر بڑی محبت وعقیدت کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے۔بسا اوقات صحابہ کرام علیہم رضوان کا ذکر پاک کرتے سنتے حسن عقیدت سے آپ کی آنکھوں سے اشک رواں ہوجاتے۔حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کے بھی پیچھے چلو گے ھدایت پالو گے۔یہ بھی فرمان عالیشان ہے کہ میرے اہبیت کی مثال سفینہء نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہوگا وہی نجات پائے گا۔اسی لئے شیخ کامل،ولیء اکمل،پیر طریقت

رہبر شریعت، حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یقین اور عقیدہ تھا کہ

اہلسنت کا ہے بیڑہ پار اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارشادات عالیہ

حضور فخر لاثانی علیہ الرحمہ نے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ ورسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے مطابق جماعت میں برکت ہے۔ حدیث پاک میں فرمایا یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ ۔جماعت پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ یعنی جماعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت ہوتی ہے۔ اگر کوئی سفر کرے تو جماعت کے ساتھ کرے۔ اگر اکیلا سفر کرے تو راستہ میں بیماری، تکلیف، پریشانی آجائے تو کیا کرے گا۔ جماعت کے ساتھ ہوگا تو جماعت اس کی مدد کرے گی۔ اور یہ بھی لازم ہے کہ جب جماعت کے ساتھ سفر کریں تو اہلیت کے مطابق کسی کو جماعت کا امیر مقرر کرلیں تاکہ نظم ونسق کے مطابق سارے معاملات طے کئے جاسکیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اس کا ترجمہ یاد کریں، جب سمجھ کر پڑھیں گے تو تمہارے دل و دماغ پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی بارشیں ہوں گی۔ دل و دماغ روشن ومنور ہوگا۔ مزید فرمایا کہ حضور شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ کامل جب اپنے پیرخانہ چورہ شریف جاتے تو عام لوگوں میں بیٹھ کر لنگر شریف نہ کھاتے۔ کسی نے عرض کیا کہ حضور ایسا کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کہ میں اس لئے نہیں کھاتا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرے کھانے کی وجہ سے میرا کوئی پیر بھائی لنگر نہ ملنے کی وجہ سے بھوکا نہ رہ جائے اور یہ نہ کہے کہ میں چورہ شریف گیا تو مجھے لنگر نہ ملا۔ البتہ جب سب کھالیں تو بچا ہوا میں کھالیتا ہوں۔ اس کے برعکس آپ لوگوں کا یہ حال

ہے کہ اگر بس چلے تو کسی کو راستہ سے گزرنے بھی نہ دیں۔

ایک مرتبہ جمعۃ المبارک کے خطاب میں فرمایا کہ آپ لوگ جب یہاں آتے ہو تو کم از کم ایک گناہ چھوڑ جایا کرو اور ایک نیکی لے کر جایا کرو تو انشاء اللہ جلد تمہارا معاملہ درست ہو جائے گا۔

جمعہ کے بعد ایک خطاب میں فرمایا حضرت سلطان العارفین سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل کی تلاش میں 12 یا 16 سال کوشش کی۔ پھر جب دولت بیدار ملی تو پھر اس کو سنبھالنے اور محفوظ کرنے کے لئے کئی سال جستجو کرتے رہے کہ کس مرید کے سینہ میں یہ دولت زیادہ محفوظ رہے گی۔

ایک مرتبہ جمعۃ المبارک میں فرمایا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں ایک دو دن رہ کر واپس آ گئے۔ کسی نے پوچھا کہ جناب آپ جلدی واپس آ گئے ہیں فرمایا جتنی دیر وضو روک سکا اتنی دیر وہاں رہ سکا ہوں۔

ایک روز فرمایا میں سمجھتا ہوں کہ مجھے جو تکلیفیں ہیں وہ سب میری غلطیوں کی وجہ سے ہیں۔ لیکن جو میرے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور آمین کہتے ہیں۔ ان کی وجہ سے دعا قبول ہو سکتی ہے کہ یہ لوگ تو نیک ہوں گے۔ یہ سب آپ کی انکساری اور عاجزی تھی جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں جبکہ عام انسانوں کے خوابوں میں شیطان کی دخل اندازی ممکن ہے۔ خوابوں کی دو قسمیں ہیں۔ سچا خواب اور جھوٹا خواب۔ انبیاء کرام علیہم السلام اور اُن کے متبعین یعنی صالحین کے خواب سچے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی عام لوگوں کے خواب بھی سچے ہوتے ہیں اور خواب میں دیکھا گیا واقعہ حقیقت میں بھی رونما ہو جاتا ہے۔ جبکہ جھوٹے خواب وساوس شیطانی اور معدہ کی خرابی کے باعث نظر آتے ہیں۔ ان کی حیثیت محض پریشان خیالی اور وہم کی ہوتی ہے

جس پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ انبیاء کرام کے وارثین اولیائے کاملین کے خواب بھی سچے اور حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں جبکہ بسا اوقات اولیائے کاملین حیات ظاہری میں یا بعد از وصال اپنے متبعین اور مریدین کی خوابوں میں راہنمائی ورہبری کا فریضہ بھی سرانجام دیتے ہیں۔

سیّد مقبول حسین بخاری اتو کے اعوان باٹاپور، لاہور والے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی قدس سرہٗ النورانی سے عرض کی کہ یا تو مجھے اپنے دست مبارک پر تجدید بیعت سے سرفراز فرمائیں یا سلسلۂ قادریہ میں بیعت فرمائیں۔ آپ خاموش رہے اور میں اپنے گھر واپس آ گیا۔ اسی رات آپ کی روحانی توجہ کی برکت سے مجھے خواب میں حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت نصیب ہوئی جب میں صبح بیدار ہوا تو تشنگی دور ہو چکی تھی۔

فقاہت علمی

سیّد مقبول حسین بخاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی فقاہت علمی کا ایک زمانہ معترف ہے آپ نے حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تھوڑے ہی عرصہ بعد بزم لاثانی پاکستان ضلع لاہور کے زیر اہتمام جناح ہال لاہور منعقد ہونے والی ”نقش لاثانی کانفرنس“ میں آیت مبارکہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ (ال عمران:۳۱) کا بیان اس قدر مدلل، جامع اور دلنشیں انداز میں فرمایا کہ وہاں موجود سامعین کی کثیر تعداد بشمول مشائخ عظام و جید علماء کرام عش عش کر اُٹھے اور ہر ایک نے آپ کی فقاہت علمی کی داد دی۔

بخاری صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جب کبھی شیخ کامل حضور نقش لاثانی

رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر مغموم ہوتا تو میرے والد صاحب مجھے تسلی دیتے اور فرماتے کہ شکر ادا کرو کہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ مسند عالیہ پر سجادہ نشین ہیں اور حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی جانشین ہونے کا حق صحیح معنوں میں ادا فرما رہے ہیں۔وہ اپنی بات کی وضاحت اس مثال سے کیا کرتے کہ یوں تو ''برگد کے درخت کی جگہ پر کبھی برگد نہیں اُگتا لیکن آستانہ عالیہ علی پور سیّداں شریف میں برگد کی جگہ برگد ہی اُگا ہے''۔

ایک مرتبہ مقبول شاہ صاحب کے عالم فاضل چچا ان کے ہمراہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یزید پلید کے بارے میں آپ سے دریافت فرمایا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اتنے مدلل اور جامع انداز میں ان کا اشکال دور فرمایا اور یزید پلید کو ملعون اور کاذب قرار دیا کہ ان کے چچا عش عش کر اٹھے اور کہنے لگے کہ نہ تو اس سے قبل اس موضوع پر اتنی مدلل اور مبنی بر حقیقت گفتگو میں نے نہیں سنی اور آپ نے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا حق صحیح معنوں میں ادا فرمایا۔

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا لباس اور اندازِ نشست و برخاست انتہائی سادہ ہوتا تھا تاہم جب آپ مجالس میں گفتگو فرماتے یا کسی موضوع پر بیان فرماتے تو آپ کے اندازِ تکلم اور فقاہت علمی سے حاضرین متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔ایک مرتبہ آپ کمالیہ میں ایک جلسہ میں تشریف لائے۔مقامی علماء آپ کی آمد سے قبل آپ کے بارے میں مختلف قیاس آرائیاں کر رہے تھے تاہم جب آپ تشریف لائے اور آپ نے وہاں گفتگو فرمائی تو وہی علماء آپ کی فقاہت علمی، مدلل، جامع اور پُر تاثیر گفتگو اور آپ کے سادہ لباس اور شان بے نیازی کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نماز جمعہ کے موقع پر جب وعظ فرماتے تو موضوع سخن کے اعتبار سے جب آپ روتے اور تمام مجمع بھی زار و قطار رونے لگتا اور جب کبھی

آپ مسکراتے تو تمام حاضرین مسکرا اُٹھتے۔ بلاشبہ یہ تاثیر آپ کے روحانی تصرف کی برکت سے ہوتی تھی۔ سیّد مقبول حسین بخاری بیان کرتے ہیں کہ وہ جب دربار شریف حاضر ہو کر حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اقتدا میں نماز جمعہ پڑھتے تو حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بظاہر سادہ لیکن بے انتہا پرتاثیر انداز میں علمی وفقہی مسائل اور دیگر اسرار و معارف کا بیان ایسے فرماتے کہ سیدھا حاضرین کے سینوں میں اتر جاتا۔ آپ مخاطب کی ذہنی اور علمی استعداد کے مطابق اس سے گفتگو کرنے میں ملکہ رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد عالیہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عَقُوْلِهِمْ .الحدیث (لوگوں سے ان کے فہم کے مطابق بات کرو) کے مطابق گفتگو فرماتے۔ آپ کی گفتگو موقع کی مناسبت سے کبھی ہلکے پھلکے مزاح پر بھی مبنی ہوتی تھی۔ آپ گاؤں کے دیہاتیوں سے پنجابی زبان میں گفتگو فرماتے تھے۔

الحاج ایم آر روحانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرنے کے لئے دربار شریف حاضر ہوا۔ آپ موجود نہ تھے۔ اس نے روحانی صاحب کو بتایا کہ مجھے مدینہ شریف حاضری کے دوران میری خصوصی دعا کے جواب میں علی پور سیّداں شریف آنے اور حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت سے سرفراز ہونے کا حکم ہوا ہے۔ یہ سن کر روحانی صاحب نے اسے فوراً حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جڑانوالہ ضلع فیصل آباد بھجوا دیا۔ حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ پہلے ہی سے اس کی آمد پر مطلع تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے میرے پاس فوراً بھیجو۔ بعد ازاں آپ نے خلوت میں اس سے ملاقات کی اور اسے بیعت سے سرفراز فرما کر باعزت طریقہ پر رخصت کیا۔

الحاج ایم آر روحانی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ولایت میں مراتب عالیہ کے حامل تھے وہ قطب الاقطاب اور

قطب مدار تھے جب کہ حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی قطب زمانہ اور یکتائے روزگار تھے۔وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سید عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی اللہ تھے۔حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کی دستار بندی ہوئی اور آپ نے بحسن وخوبی دربار عالیہ کے تمام معاملات نبھائے اور خلق خدا کی اصلاح وفلاح کا فریضہ بھی نہایت عمدگی سے سرانجام دیا۔ایک مرتبہ روحانی صاحب دل کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے۔ڈاکٹروں نے مختلف دوائیاں تجویز کیں۔آپ ایک مرتبہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے ان کے ہاتھ میں دعائی دیکھی تو فرمایا کہ تمام دوائیاں میرے حوالے کردو آج کہ بعد تم کوئی دوائی استعمال نہیں کرو گے۔تمہاری صحت کی ذمہ داری میں لیتا ہوں پھر آپ نے حکم فرمایا کہ دربار شریف جا کر اس کے ستونوں سے اپنے سینہ ودل کو مَس کرو اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دے گا۔ان کے حکم کے مطابق عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ نے انہیں کامل صحت بخشی۔اس کے بعد عارضہ قلب والا وہ درد کبھی نہ ہوا۔

الحاج ایم آر روحانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ان کی صاحبزادی اور چند دیگر رشتہ دار امریکہ جانے کے سلسلہ میں سخت پریشان تھے۔ویزہ لگنے کی کوئی صورت ممکن نظر نہیں آتی تھی۔تمام تر کوششوں میں ناکامی کے بعد حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔آپ کی دعا اور خصوصی توجہ کی برکت سے ناممکن نظر آنے والا کام فوراً ہی پایہ تکمیل کو پہنچ گیا اور انہیں امریکہ کا ویزہ مل گیا۔

الحاج ایم آر روحانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید مرزا صاحب جوان سے نہایت عقیدت رکھتے تھے اپنے دل میں یہ خواہش رکھتے تھے کہ ان کے انتقال کے موقع پر حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ ان کی نماز جنازہ

پڑھائیں تاکہ ان کی بخشش کا باعث ہو سکے۔ایک مرتبہ وہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔تو آپ نے بذریعہ کشف ان کے دل کا حال جان لیا اور وہاں موجود پانچ اشخاص کے سامنے فرمایا کہ میں آپ کی نماز جنازہ تو نہیں پڑھا سکوں گا البتہ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب میں جنت میں جاؤں گا تو آپ سب کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا۔اس واقعہ کے ٹھیک ایک سال بعد حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ وصال پا گئے جبکہ مرزا صاحب بقید حیات تھے۔تب یہ راز کھلا کہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کیوں فرمایا تھا۔

الحاج ایم آر روحانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مخلص خادم حاجی مقبول احمد صاحب نے حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی کہ جب میرا انتقال ہو تو میری نماز جنازہ آپ پڑھائیں۔آپ نے ان سے وعدہ کیا کہ آپ ان کی نماز جنازہ پڑھائیں گے۔اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد حاجی مقبول احمد صاحب وہاڑی کے قریب اپنے گاؤں میں انتقال فرما گئے جو دربار شریف سے بہت دور ہے۔موقع پر موجود لوگوں نے ان کی نماز جنازہ جلد پڑھانے پر زور دیا۔اسی دوران حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ جو بذریعہ کشف ان کی وفات سے آگاہ ہو چکے تھے نے فون کر کے حکم دیا کہ میں ان کی نماز جنازہ خود پڑھاؤں گا۔لہٰذا آپ نے خود تشریف لا کر ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان سے کیا گیا وعدہ پورا فرمایا۔

حضور فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال شریف سے ڈیڑھ دو سال قبل ہی اپنی تمام غیر منقولہ جائیداد شریعت کے مطابق اپنی اولاد میں تقسیم فرما دی جبکہ اپنی تمام منقولہ جائیداد وصال سے چند روز قبل عین شریعت کے مطابق تقسیم کرنے کے لئے وصیت فرما دی۔تاہم آپ نے تمام مویشی اکٹھے رکھنے کی تاکید فرمائی۔

اولیائے کاملین تقویٰ اور پرہیزگاری کے اعلیٰ مدارج پر فائز ہوتے ہیں۔وہ

اپنی مرضی اور خواہش کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر قربان کر دیتے ہیں وہ ہر حال میں راضی برضا ہوتے ہیں۔ تمام دکھوں، تکالیف اور پریشانیوں کو انتہائی صبر و استقامت سے برداشت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں۔ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وصال سے قبل از وقت آگاہ ہو چکے تھے اسی لئے آپ نے اپنی تمام دنیاوی ذمہ داریاں جلد از جلد پوری فرمادیں اور یکسو ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے۔ اس عرصہ کے دوران آپ کو سخت بیماری اور جسمانی تکلیف کے امتحان سے گزارا گیا جسے آپ نے نہایت خندہ پیشانی اور صبر و شکر سے برداشت کیا اور کسی موقع پر بھی آپ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی۔ آپ کی جسمانی صحت علالت کے باعث نہایت کمزور ہو چکی تھی۔ تاہم آپ اپنی عبادات و دیگر معمولات زمانہ صحت کی طرح ہی سرانجام دیتے رہے۔ آپ مریدین اور عقیدتمندوں کے اسرار پر کبھی ڈاکٹروں سے علاج بھی کروالیتے اور ان کی تجویز کردہ دوا بھی استعمال فرمالیتے تاہم آپ دل سے اس امر پر راضی نہیں تھے۔ آپ فرماتے کہ علاج سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے لہٰذا میں بھی سنت کی پیروی میں علاج کروالیتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان دواؤں میں شفا ہے بھی یا نہیں۔ آپ شدید بیماری کی حالت میں بھی حاضر خدمت ہونے والے مریدین اور عقیدتمندوں کو تسلی دیتے اور انہیں رونے اور گریہ وزاری سے منع فرماتے۔ آپ صحیح معنوں میں تمام دنیاوی علائق سے آزاد ہو کر محبوب حقیقی سے ملاقات کے لئے تیار تھے۔ ایک مرتبہ مریدین خدمت میں حاضر تھے ایک صاحب آپ کی جدائی اور تکلیف کے خیال سے رونے لگے آپ نے دیکھا تو انہیں منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا میں تو اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی ہوں تم کس لئے رو رہے ہو جانا تو مجھے ہے۔ آپ سخت کمزوری اور نقاہت کے باوجود نماز اور دیگر اذکار باقاعدگی سے ادا فرماتے رہے۔

وصال پُر ملال

حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وصال سے چند روز قبل الحاج ایم آر روحانی صاحب کو دربار شریف روک لیا اور فرمایا کہ آپ یہیں رہیں کیونکہ میرا وقت وصال قریب آ چکا ہے۔ آپ نے حیات ظاہری کی آخری رات تہجد کے وقت روحانی صاحب سے پانی مانگا جو انہوں نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے دو گھونٹ نوش فرمائے۔ بعد ازاں حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کے مطابق روحانی صاحب نے سورۃ یٰسین بمع مبینات اور سورۃ مزمل کی تلاوت کی۔ جسے انہوں نے سماعت فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ مجھ پر سے گرم چادر ہٹا کر مجھے سفید چادر اوڑھا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ بعد ازاں روحانی صاحب نے آپ کے ہاتھوں کو بوسے دینے اور پنڈلیوں کو چھونے کی سعادت حاصل کی۔ آپ آنکھیں موند کر آرام فرمانے لگے۔ اسی دوران آپ کے صاحبزادگان تشریف لائے اور تھوڑی ہی دیر بعد آپ کی ناسازی طبع کے متعلق اہل خانہ کو مطلع کرنے تشریف لے گئے۔ حضرت فخر لاثانی زیر لب کچھ پڑھ رہے تھے مگر آپ کی آواز بہت دھیمی تھی اس لئے الفاظ سمجھ میں نہیں آ رہے تھے۔ بعد ازاں روحانی صاحب نے دربار کے ایک خدمت گار کو حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ناسازی طبع کے بارے میں اطلاع دینے ان کے گھر بھیجا۔ تھوڑی ہی دیر میں حضرت فخر لاثانی علیہ الرحمہ کے اہل خانہ تشریف لے آئے اور روحانی صاحب کمرے سے باہر نکل آئے۔ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے نماز فجر کی جماعت کھڑی ہونے سے کچھ ہی دیر قبل مورخہ 21 نومبر 1999ء کو جام وصال نوش فرمالیا اور خالق حقیقی سے جا ملے۔

نماز جنازہ

اگلے روز آپ کی نماز جنازہ آپ کے استاذ محترم شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی رحمۃ اللہ علیہ (فیصل آباد) نے پڑھائی جس میں سینکڑوں علمائے کرام و مشائخ عظام کے ساتھ ہزاروں اہل محبت وعقیدت نے شرکت کی۔

آپ کا مزار شریف آپ کے والد گرامی قطب العصر حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی بنایا گیا۔ اب موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب دامت فیوضھم نے ان دونوں مزاروں پر ایک عظیم الشان گنبد تعمیر کرا دیا ہے جو تیاری کے مراحل میں ہے۔ یہ گنبد ڈیزائن و نمونہ میں حضور شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے گنبد کا عکس جمیل ہے۔ البتہ سائز میں اس سے تقریباً دگنا ہے۔

اولادِ نرینہ

حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائیگی بھی بلندیء درجات کا باعث اور قرب الٰہی کا سبب ہے۔ اسی ضمن میں نکاح، رشتہ داریاں، والدین، اولاد اور دیگر عزیز واقارب کے حقوق وفرائض کا نبھانا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت مطہرہ کی پیروی میں اولیاء کرام نکاح اور اولاد کی پرورش بھی کرتے ہیں۔ اس لئے حضور قبلہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر کے ہر فرد کو شریعت مطہرہ پر عمل پیرا دیکھنا چاہتے تھے۔ آپ اپنے اہل خانہ کی تعلیم و تربیت کے لئے خصوصی طور پر کوشاں رہتے اور انہیں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت اور سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے معمولات کی پیروی کا حکم دیتے تھے۔ اللہ کریم جل شانہ نے آپ کو تین فرزندار جمند عطا فرمائے۔ جنکے اسمائے گرامی

یہ ہیں۔

۱۔صاحبزادہ پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب (موجودہ سجادہ نشین)

۲۔صاحبزادہ سیّد اعجاز حسین شاہ صاحب

۳۔صاحبزادہ سیّد غلام رسول شاہ صاحب

صاحبزادہ پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ مدظلہ العالی

حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے بڑے صاحبزادے اور آپ کی مسند ارشاد کے حقیقی جانشین و وارث حضرت قبلہ پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب کی ولادت باسعادت 25 اگست 1971ء بروز پیر چک 192 ر۔ب فیصل آباد میں ہوئی۔ آپ کا عقیقہ دربار شاہ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیّداں شریف میں آپ کے دادا جان قطب العصر حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا اور بہت خوشی کا اظہار فرمایا۔آپ اپنے اس لاڈلے پوتے سے بہت پیار فرماتے تھے۔آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ نگرانی ہوئی۔آپ کو نوعمری میں ہی حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خصوصی توجہ کا شرف حاصل ہوا۔آپ کے والد ماجد حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔وہ آپ کے معاملات میں بہتری کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے تھے۔حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیرِ نگرانی آپ نے ابتدائی منازل سلوک طے کیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم چک نمبر 192 رسول نگر فیصل آباد میں جناب ماسٹر عبدالستار صاحب کی نگرانی میں حاصل کی۔ بعدازاں آپ نے گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول سیالکوٹ میں حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے منظورِ نظر خادم جناب استاد اعظم

خان صاحب کی نگرانی میں میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ یہاں مروجہ سکول کی تعلیم کے ساتھ ساتھ آپ کی دینی تعلیم و تربیت کا بھی خصوصی اہتمام کیا گیا۔ اس کے بعد آپ نے لاہور میں جناب پروفیسر محمد طفیل سالک صاحب کی زیر نگرانی ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ آپکو دینی تعلیم کے لئے بمقام حضرو دریا شریف بھیجا گیا جہاں آپ نے جناب حافظ محمد سعید صاحب سے نو پارے قرآن پاک حفظ کیا اور دیگر دینی علوم حاصل کئے۔ آپ نے جامعہ رضویہ برکاتیہ لنڈا بازار، لاہور میں حضرت مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ اور جامعہ لاثانیہ حسینیہ سید پور ملتان روڈ، لاہور میں جناب مفتی سیّد مزمل حسین شاہ صاحب کی زیر نگرانی بھی مروجہ دینی علوم حاصل کئے۔

حضرت قبلہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد مؤرخہ 10 جنوری 2000ء کو ان کے چہلم شریف کے موقع پر چورہ شریف کے سجادہ نشین حضرت قبلہ پیر آفتاب احمد شاہ صاحب اور حضرت قبلہ پیر محمد بدرالدین صاحب نے اتفاق رائے سے حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب کو حضور فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا واحد سجادہ نشین مقرر فرمایا۔ آپ کی دستار بندی کے موقع پر حضرت قبلہ پیر آفتاب احمد صاحب مدظلہ العالی نے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ حضور باوا جی چورا ہی رحمۃ اللہ علیہ کے دربار سے ہمیں صاحبزادہ سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب کو ہی سجادہ نشین مقرر کرنے کا حکم ہوا ہے۔ جس کی تائید کے اشارے ہمیں مراقبہ اور استخارہ میں بھی ملے ہیں۔ لہٰذا ہم صرف آپ ہی کو دربارِ شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیّداں شریف کا سجادہ نشین مقرر کرتے ہیں تاکہ آپ اپنے بزرگوں کے سلسلہ کو کامیابی سے آگے بڑھائیں اور خلق خدا کی راہنمائی اور ہدایت کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب کو دربار کی کئی اہم ذمہ داریاں سونپ دی تھیں اور انہیں ...

کے لئے چورہ شریف ودیگر مقامات پر بھی بھیجا کرتے تھے لہٰذا آپ کی شخصیت مبارکہ کی اہلیت واستعداد کی وجہ سے صرف آپ ہی کی دستار بندی کی جارہی ہے۔

حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب نہایت تندہی اور خلوص کے ساتھ اپنے فرائضِ منصبی نباہ رہے ہیں۔آپ متقی، پرہیزگار، ہمدرد، سخی اور رحمدل ہیں۔آپ اپنے اسلاف کی روایات کے امین ہیں۔آپ اپنے جدامجد رحمۃ اللہ علیہ کے جاری کردہ ماہنامہ ''انوارلاثانی'' اور ''بزم لاثانی پاکستان'' کی سرپرستی اوران کو جاری وساری رکھنے کی بھرپورسعی بھی فرمارہے ہیں۔آپ ادارہ تعلیمات قرآن پاکستان اور جامعہ انوارِلاثانی، لاہور کی سرپرستی بھی فرمارہے ہیں۔اس کے علاوہ آپ اپنے باپ دادا کی طرح ملک بھرمیں انگنت مساجدومدارس کے سرپرست بھی ہیں۔گویا اس طرح آپ خدمت دین کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنے آباؤاجداد کے مشن کے ساتھ وفاداری کا حق ادا کررہے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو عشق نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دولت سے بھی نوازا ہے۔آپ 2003ء سے ہرسال ماہ رمضان میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حاضری کا شرف حاصل کرتے ہیں۔آپ کو دسمبر ۲۰۰۸ء بمطابق ۱۴۲۹ھ میں فریضہء حج کی ادائیگی کا شرف بھی حاصل ہوا ہے۔یہ سب باری تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم اور اکابرین کی توجہ کا نتیجہ ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے گاہے گاہے دربارِشاہِ لاثانی سے وابستہ بااخلاص اوراہل مریدین کو دستارِ خلافت واجازت سے بھی نوازا ہے۔ان میں حاجی نذیر احمد صاحب، سیّد محمد طیب شاہ صاحب، منیر احمد صاحب فیصل

آباد کے اسماء گرامی قابلِ ذکر ہیں۔علاوہ ازیں آپ نے ۲ نومبر ۲۰۰۸ کو عظیم الشان مرکزی سالانہ عرس مبارک کے موقع پر صوفی حمید اللہ نقشبندی صاحب اور محمد منیر صاحب، لاہور کی دستار بندی بھی فرمائی۔اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ خصوصی توجہ اور محبت سے اپنے بزرگوں کی سیرت مطہرہ پر مشتمل کتاب ''انوارِ لاثانی کامل'' کی ترتیب وتکمیل میں بھر پور سعی فرما رہے ہیں۔

صاحبزادہ سیّد اعجاز حسین شاہ صاحب

آپ حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے منجھلے صاحبزادے ہیں۔آپ نے ابتدائی تعلیم وتربیت حضرت نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ نگرانی حاصل کی۔آپ دربار شریف کے معاملات میں خصوصی دلچسپی لیتے تھے اور حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے تفویض کردہ ذمہ داریوں کو بحسن وخوبی سر انجام دیتے رہے۔آپ متقی، پرہیزگار اور اوصافِ حمیدہ کے مالک ہیں۔زمینداراکا کام بڑی لگن، شوق اور محنت سے کرتے ہیں۔

صاحبزادہ سیّد غلام رسول شاہ صاحب

آپ یکم جنوری 1981ء کو علی پور سیّداں شریف میں پیدا ہوئے۔آپ حضرت فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔آپ نے ناظرہ قرآن پاک گھر پر ہی مکمل کیا۔آپ نے گورنمنٹ پرائمری سکول علی پور سیّداں شریف سے پرائمری کا امتحان پاس کیا۔بعد ازاں آپ نے ہائر سیکنڈری سکول شکر گڑھ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔آپ نے جامعہ صدیقیہ حسینیہ نارووال سے ابتدائی دینی تعلیم بھی حاصل کی۔آپ پرہیزگار، مہمان نواز اور شفقت ومحبت سے بھرپور شخصیت کے حامل ہیں۔

چند معروف خلفائے عظام

حضرت پیر سیّد عابد حسین فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدین ،معتقدین کی تعداد انگنت ہے۔آپ نے کئی تربیت یافتہ حضرات کو دستار خلافت واجازت سے نوازا۔ان میں سے جن حضرات کے اسمائے گرامی اور مختصر حالات میسر آئے درج ذیل ہیں۔

☆حضرت پیر سیّد غلام محی الدین گیلانی صاحب

آپ حضرت سیّد عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے حسنی وحسینی سیّد، حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں زاد بھائی اور داماد بھی ہیں۔ضلع سیالکوٹ کے ایک قصبہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے بھائی اور والد گرامی تعلیم کے مقدس پیشہ سے متعلق تھے۔میٹرک کے بعد آپ نے ملازمت اختیار کی۔موجودہ سجادہ نشین حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب مدظلہ العالی کے پھوپھا جان اور سسر بھی ہیں۔بڑے فہم و فراست کے مالک ہیں۔بزم لاثانی پاکستان اور دربار شریف کے اکثر امور میں ان کی رائے کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے۔عرصہ دراز تک بزم لاثانی پاکستان کے مرکزی صدر رہے۔کچھ عرصہ بعد اب پھر دوبارہ صدر منتخب ہوگئے ہیں۔حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے اور ان سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے۔حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو ماہ رمضان میں دستار خلافت سے نوازہ۔اب لاہور میں اپنے دولت کدہ پر ہر ماہ گیارھویں شریف کا ختم شریف بڑے اہتمام اور ذوق کے ساتھ کراتے ہیں۔علی پور سیّداں شریف کے عظیم الشان مرکزی عرس یکم دو نومبر کے موقع پر لنگر شریف کی خصوصی نگرانی کی ذمہ داری بڑی خوش اسلوبی سے نبھاتے ہیں۔

☆الحاج محمد ثناء اللہ نقشبندی صاحب

آپ 1922ء میں نارووال کے قریب ایک معروف قصبہ "مالوکے" میں پیدا ہوئے۔آپ نے دوسری جماعت تک مقامی سکول میں تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں آپ 1930ء کے لگ بھگ مستقلاً لاہور تشریف لے آئے۔آپ کا تعلق ایک دینی، مذہبی اور انتہائی پرہیزگار گھرانے سے تھا۔آپ کے والد محترم مہر دین صاحب دینی علوم سے گہرا شغف رکھتے تھے۔آپ کی والدہ محترمہ ایک عبادت گزار اور پرہیزگار خاتون تھیں۔اپنے صالح والدین کی تربیت کے زیرِ اثر آپ بچپن سے ہی پابندِ صوم و صلوٰۃ، عشقِ الٰہی اور حبِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار تھے۔آپ گاہے بگاہے علماءِ کرام کی خدمت میں حاضری دیتے۔آپ کو اولیائے کرام سے خصوصی محبت ولگاؤ تھا۔آپ بچپن ہی سے مختلف مزارات پر باقاعدگی سے حاضری دیتے اور اولیائے کرام کی صحبت بابرکت سے مستفید ہوتے۔آپ نے مختلف جید علمائے کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل شریعت اور عربی گرائمر کا علم بھی حاصل کیا۔آپ کے دیگر تمام بھائی بھی مذہبی رجحان کے حامل نمازی اور پرہیزگار تھے۔آپ کے بڑے بھائی محمد اسماعیل صاحب اور محمد دین صاحب کو حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری دینے اور ان سے بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے گھرانے نے حضرت نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت و رابطہ برقرار رکھا۔الحاج محمد ثناء اللہ نقشبندی صاحب بھی دیگر بھائیوں کے ہمراہ حضرت نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بارہا حاضر ہوئے۔آپ نے حضرت نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و شان، متانت و وقار اور کرامات سے متاثر ہو کر ان سے بیعت کی۔آپ نہایت محبت، خلوص، عقیدت اور ادب کے ساتھ حضرت نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں باقاعدہ حاضر ہوتے رہے اور ان سے روحانی استفادہ فرماتے رہے۔آپ باقاعدگی کے

ساتھ سالانہ عرس مبارک شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوتے رہے۔آپ کا روحانی تعلق اور رابطہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا۔حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے حال پر خصوصی لطف وکرم فرمایا۔وہ جب بھی لاہور تشریف لاتے آپ کے گھر قیام فرما ہوتے اور دیگر مریدین یہیں پر ان کی زیارت سے سرفراز ہوتے۔الحاج محمد ثناء اللہ نقشبندی صاحب کے تمام اہل خانہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت محبت اور عقیدت رکھتے تھے اور ان کی زیارت وخدمت کو اپنی دینی ودنیاوی فلاح و نجات اخروی کا باعث سمجھتے تھے۔آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے علامہ بشیر احمد نقشبندی مجددی صاحب کو 1975ء میں حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت کروایا۔بعد ازاں آپ کے باقی تین بیٹے حاجی محمد ارشد،حافظ محمد طالب اور ڈاکٹر خالد محمود (آئی سپیلسٹ) بھی حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت ہوئے۔اس طرح آپ کا مرشد پاک سے روحانی تعلق اور رابطہ مزید مضبوط ہو گیا۔آپ کو 1972ء میں سفر حج پر حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمراہی کا شرف بھی حاصل ہوا۔حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ کے تمام گھرانے نے حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے عقیدت ومحبت کا رابطہ برقرار رکھا۔حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے گھرانے پر نہایت شفقت فرمایا کرتے تھے۔وہ اپنے والد ماجد حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح گاہے گاہے آپ کے گھر تشریف لاتے اور فرماتے کہ آپ کا گھر میرے اپنے گھر کی طرح ہے۔حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے 1995ء میں الحاج محمد ثناء اللہ نقشبندی صاحب کو عرس شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے موقع پر دستار خلافت سے نوازا۔آپ کا حضرت شاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خانوادے سے عقیدت ومحبت کا یہ سلسلہ تاحال جاری ہے۔

☆محترم حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے باوفا اور تقویٰ شعار مرید تھے۔آپ کی زندگی بڑی سادہ اور عبادت وریاضت سے ما مور تھی۔آپ چک ۸۹ گ ب وہاڑی کے رہائشی تھے۔اپنے گاؤں کی مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم بھی پڑھاتے رہے۔حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر 1989ء میں آپ کو دستار خلافت واجازت سے نوازا۔

☆مفتی احمد حسین صاحب نارووال

آپ ایک جید عالم دین اور مدرسہ حسینیہ نارووال کے مہتمم ہیں۔آپ مدرسہ سے ملحقہ مسجد کے امام وخطیب اور بہترین استاد بھی ہیں۔سینکڑوں طلباء آپ کے مدرسہ سے پڑھ کر حافظ وعالم دین بن چکے ہیں۔حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر 1989ء میں آپ کو دستار خلافت واجازت سے نوازا۔

☆مولانا محمد اکرم نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ

آپ دربارشاہِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ علی پور سیّداں شریف کے نہایت مخلص اور وفادار خدام میں شامل تھے۔آپ کی بیعت حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔آپ عرصہ دراز تک گوجرانوالہ کے مختلف مدارس میں اور نجی طور پر طالبات کو درس نظامی کی تعلیم دیتے رہے۔بعدازاں آپ نے مدرسہ لاثانیہ گوجرانوالہ قائم فرمایا۔آپ مدرسہ ھذا کے بانی ومہتمم تھے۔آپ نے مدرسہ ھذا میں بھی دینی تعلیم وتربیت کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا۔حضرت فخرلاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ کو دستار خلافت واجازت سے نوازا۔

☆مولانا محمد صفدر حسین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ لاہور

آپ سراجپورہ لاہور کے رہنے والے تھے۔آپ دربار شریف کے مخلص وفا شعار خدام میں شامل تھے۔آپ کی تعلیم و تربیت اور خصوصی کوششوں کی وجہ سے انصاری برادری کے اور دیگر بے شمار لوگ حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضور فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔آپ بہت محبت اور خلوص کے ساتھ دربار شریف کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔آپ اپنے اہل خانہ اور دیگر رشتہ داروں کو اکثر اپنے ہمراہ دربار شریف لے جاتے تھے۔آپ درویش صفت عالم باعمل،امام خطیب اور مدرس تھے۔آپ کی کوششوں سے آپ کے محلہ میں عظیم الشان مسجد پیراں والی اور مدرسہ قائم ہوا جس کا سنگ بنیاد حضرت قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا تھا۔قریبی ایک مدرسہ میں آپ کا مزار ہے۔آپ کا سالانہ عرس اور عظیم الشان محفل نعت آپ کے صاحبزادے اور بھائی کراتے ہیں جس کی سرپرستی حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔

☆مولانا سیّد محمد یوسف جمیل شاہ صاحب جلو موڑ لاہور

آپ ایک مشفق استاد، دلنشیں خطیب ہیں۔عرصہ دراز سے جلو موڑ کے پاس حسین پورہ بستی میں امام و خطیب ہیں۔مناواں جی ٹی روڈ پر ایک عظیم الشان مدرسہ "فیض القرآن انوار لاثانی" کے نام سے بنایا۔اس کے مہتمم ہیں اور خدمت دین میں دن رات کوشاں ہیں۔آپ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔حضرت قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دستار خلافت و اجازت سے نوازا۔مدرسہ کے اکثر پروگراموں کی صدارت حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ مدظلہ فرماتے ہیں۔

علامہ مفتی بشیر احمد نقشبندی مجددی، لاہور

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے شہر لاہور میں حضرت پیر سیّد علی حسین شاہ نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی معتمد اور منظور نظر حاجی ثناء اللہ نقشبندی کے گھر 1952ء میں بشیر احمد نقشبندی کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم مقامی سکول و دیگر اداروں سے حاصل کی۔ لاہور بورڈ سے فاضل عربی کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف سے اور پھر جامعہ نعیمیہ لاہور سے دورہ حدیث اور تنظیم المدارس اہل سنت و جماعت کے تحت شہادت عالمیہ (ایم۔اے عربی و اسلامیات) امتیازی حیثیت سے پاس کیے۔

آپ کے والد محترم کو 1972ء میں حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ حج و زیارات کی ادائیگی کا خصوصی شرف حاصل ہوا۔ علامہ بشیر احمد نقشبندی مجددی صاحب اوائل عمر سے ہی تصوف و فقر کی طرف مائل تھے۔ آپ اولیائے کرام کی خدمت میں حاضری دینا اور ان کی صحبت بابرکات سے مستفید ہونا ضروری سمجھتے تھے۔ آپ بارہا والد گرامی کے ہمراہ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور رفتہ رفتہ ان کی عظمت و شان اور فضائل و مناقب کے گرویدہ ہو گئے۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ پر خصوصی شفقت و کرم فرماتے تھے۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ بشیر احمد صاحب کے اخلاص اور محبت و عقیدت کے سبب انہیں خصوصی توجہ سے نوازتے ہوئے 1975ء میں بیعت سے سرفراز فرمایا اور اپنے سینہ مبارک کے ساتھ لگا کر روحانی انوار و تجلیات سے ان کے سینہ کو منور کر دیا۔

حضرت نقش لاثانی نے 1976ء میں علامہ بشیر احمد صاحب کو سفر حج میں ہمرکابی کا شرف بخشا اور ان کی خصوصی تعلیم و تربیت بھی فرمائی۔ دوران سفر حضرت نقش

لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا آپ کو مولوی صاحب کہہ کر پکارا جس کا مقصد آپ کو دینی تعلیم میں اعلیٰ مقام حاصل کرنے کی طرف راغب کرنا اور مستقبل کی خبر دینا تھا۔ بعدازاں علامہ بشیر احمد صاحب نے مرشد کامل توجہ اور برکت سے دینی تعلیم میں خصوصی امتیازات حاصل کیے۔

حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کو 1987ء میں تبلیغی دورہ پر اپنے ساتھ فاروق آباد، گجر اور باہڑ گاؤں لے گئے۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے باہڑ گاؤں میں تصوف کا درس دیا اور کمال مہربانی سے علامہ بشیر احمد صاحب کو بیان کرنے کا حکم فرمایا۔ بعدازاں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد میں دو افراد کو سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت فرمانے کے بعد طریقت کے اسباق بتانے اور سمجھانے کے لئے علامہ بشیر احمد صاحب کے حوالے کیا۔ اس طرح گویا آپ کو سلسلہ عالیہ کی تعلیم وترویج کی اجازت کا اظہار فرما دیا۔ بعدازاں آپ کو حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی لطف وکرم اور صحبت سے مستفید ہونے کا موقع گاؤں مانانوالہ چک مُوڑ، موضع برج وغیرہ میں بھی حاصل ہوا اور آپ نے مرشد کامل سے خصوصی فیض حاصل کیا۔

اسی طرح ایک مرتبہ دوران سفر حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ بشیر احمد صاحب کو خصوصی توجہ سے سرفراز فرماتے ہوئے انہیں تنہا مقتدی بنا کر اپنی امامت میں نماز پڑھائی اور کبھی دیگر مقتدیوں کے ساتھ شامل فرمایا اور بسا اوقات انہیں ایسے نوازا کہ دیگر بزرگ علماء کرام کی موجودگی میں علامہ بشیر احمد صاحب کی اقتدا میں نماز ادا کی۔ عطا وسخا کے یہ سب انداز درحقیقت تعلیم وتربیت اور سندِ قبولیت کے مظہر تھے۔

حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد آپ کو حضرت قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمراہی میں تبلیغی دورہ پر ساہیوال جہاز گراؤنڈ، چک نمبر 70-47-45-42 وغیرہ جانے کا شرف حاصل ہوا۔ بعدازاں دربار حضرت بابا

فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ پاکپتن شریف کا دورہ کے موقع پر حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو خصوصی انعامات وروحانی فیوضات سے سرفراز فرمایا۔ آپ کو حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا شرف بھی حاصل ہوا۔ جبکہ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا کمال لطف وکرم سے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھ کر آپ کی خصوصی عزت افزائی فرمائی۔ حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے 1989ء میں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر آپ کو دستار خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا۔ اسی طرح دربار عالیہ کے موجودہ سجادہ نشین حضرت قبلہ پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب بھی کمال لطف وکرم سے آپ کو اپنی اقتدا میں نماز پڑھنے کا شرف عطا فرماتے ہیں اور کبھی خود آپ کی اقتدا میں نماز پڑھ کر آپ کو خصوصی طور پر نوازتے ہیں۔

علامہ بشیر احمد صاحب نے موقوف علیہ تک مولانا عبدالغفور نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا اور پھر دارالعلوم حزب الاحناف میں مفتی عبدالقیوم ہزاروی کی زیر نگرانی دورہ حدیث مکمل کیا جو بعدازاں منہاج القرآن کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور شارح بخاری جناب علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سند امتیاز حاصل کی۔

دوسری مرتبہ دورۂ حدیث جامعہ نعیمیہ لاہور میں حضرت مفتی عبدالعلیم سیالوی مدظلہ العالی سے کیا اور جامعہ نعیمیہ میں دوسری پوزیشن حاصل کی۔ جامعہ نعیمیہ میں اپنے وقت کے جید علماء کرام بشمول حضرت مفتی مختار احمد درانی، حضرت مفتی سیّد شجاعت علی قادری، مفتی محمد حسین نعیمی، علامہ پروفیسر سید جمیل الرحمٰن چشتی، علامہ محفوظ الرحمٰن نعیمی اور دیگر علماء کرام سے دورہ تفسیر القرآن مکمل کیا اور پہلی پوزیشن حاصل کی۔ تقریب تقسیم اسناد میں گورنر پنجاب جناب مخدوم سجاد حسین قریشی سے سند امتیاز حاصل کی اور جامع مسجد دربار داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ میں عظیم الشان سالانہ نقش لاثانی کانفرنس کے موقع پر جناب علامہ ڈاکٹر محمد سرفراز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پرنسپل جامعہ نعیمیہ کے

ہاتھوں گولڈ میڈل حاصل اور کیا۔ جامعہ نعیمیہ میں حضرت قبلہ مفتی عبدالعلیم سیالوی صاحب کی زیرِ نگرانی تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور انعامی شیلڈ و سند حضرت علامہ محب اللہ نوری مدظلہ سجادہ نشین بصیر پور شریف کے دست مبارک سے حاصل کی۔ جامعہ رسولیہ شیرازیہ بلال گنج میں حضرت مولانا حافظ محمد علی، جناب علامہ مقصود احمد (خطیب دربار داتا صاحب)، علامہ قاری محمد طیب اور دیگر جید علماء کرام سے دورۂ تفسیر القرآن، دورہ علم المیراث اور ردّ قادنیت کورس پڑھا اور اس میں نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ اس کی سند، انعامی کتب اور دستار فضیلت جناب پیر محمد معصوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ (موہری شریف) کے ہاتھ سے حاصل کی۔

آپ نے 1999ء میں حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان اور اجازت کے مطابق دینی تعلیم بذریعہ خط و کتابت و لیکچر کے لیے "ادارہ تعلیمات قرآن پاکستان" کی بنیاد رکھی اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرز پر مختلف کورسز کے ذریعے علم دین کو پھیلانے اور گھر گھر پہنچانے کا بیڑا اٹھایا جو بفضل خدا تعالیٰ کامیابی سے جاری و ساری ہے۔ ادارہ تعلیمات قرآن کے پلیٹ فارم سے دینی معلومات پر مشتمل ماہنامہ نورالعرفان بھی تقریباً 8 سال سے شائع ہو رہا ہے۔ جس کے ناشر چیف وایڈیٹر آپ خود ہیں۔

حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے دینی تعلیمات کے اجراء و ترسیل کے لیے ماہنامہ انوارِ لاثانی جاری فرمایا اور علامہ بشیر احمد صاحب کو 1986ء میں اس کی اشاعت و نگرانی کی خصوصی ذمہ داری سونپی۔ آپ گزشتہ 23 سال سے بحسن وخوبی اس ذمہ داری کو ادا کر رہے ہیں۔ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے 1986ء میں ہی آپ کو بزم لاثانی پاکستان کا مرکزی ناظم نشر و اشاعت مقرر فرمایا۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ آپ مسلسل بزم لاثانی پاکستان ضلع لاہور کے ناظم اعلیٰ کی حیثیت سے بھی اپنی ذمہ

داریاں ادا کررہے ہیں۔

آپ 1988ء سے مختلف مساجد سے بطور خطیب منسلک رہے ہیں۔آج کل آپ مدنی جامع مسجد میں خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔آپ نے 1986ء میں حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کے مطابق نماز، ادائیگی نماز کا سنت طریقہ اور دیگر مسنون اذکار پر مشتمل انتہائی مفید کتاب "لاثانی انوارالصلوٰۃ" کے نام سے مرتب کی۔آپ نے ادارہ تعلیمات قرآن کے خط و کتابت کورسز علم القرآن، ترجمۃ القرآن اور علم شریعت کی کتابوں کی تصنیف وترتیب جانفشانی اور عرق ریزی سے کی ہے۔آپ نے "کنزالعرفان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے قرآن پاک کا آسان لفظی و بامحاورہ ترجمہ بمع مختصر تشریح جیسے عظیم اور اہم کام کو سرانجام دینے کا بیڑا اٹھایا اور اس ضمن میں اب تک پارہ نمبر 1 تا پارہ نمبر 19 اور پارہ نمبر 30 شائع ہوکر قبولیت عام حاصل کر چکے ہیں۔آپ نے علم شریعت کورس درجہ عالیہ کے لئے "فقہ اسلامی" کے نام سے ایک جامع اور مربوط کتاب شائع کی جسے قبولیت عامہ حاصل ہوئی۔آپ نے اہل سنت وجماعت کے نمائندہ دینی مجلسوں کی ترقی وترویج کے لئے تشکیل دی گئی "کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان" میں نہایت اہم خدمات سرانجام دیں اور مسلسل پانچ سال کونسل آف جرائد اہل سنت کے صدر منتخب ہوتے رہے ہیں۔آپ زیرنظر کتاب "انوارِلاثانی کامل" کی تیاری واشاعت کے لئے دیگر اراکین کے تعاون سے خصوصی کاوشیں کررہے ہیں۔

☆ پروفیسر حافظ عبدالمجید صاحب فیصل آباد

آپ ایک محنتی، مخلص اور کامیاب استاد ہیں۔عرصہ دراز سے کالج میں پڑھاتے ہیں اور مدرسہ دارالعلوم مدنیہ میں سلسلہ تعلیم وتعلم کی نگرانی بھی خود کرتے

ہیں۔ مدرسہ کا انتظام و انصرام بھی بڑی جدوجہد اور خوبی سے کرتے ہیں۔ آپ کی کاوشوں سے آپ کا مدرسہ فیصل آباد کا ایک اہم اور معروف مدرسہ ہے جہاں سینکڑوں طالبات حفظ قرآن، درس نظامی اور سکول و کالج کی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ ہر سال جلسہ تقسیم اسناد میں بہت سے طلباء و طالبات کو اسناد دی جاتی ہیں۔ آپ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ حضرت قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دستار خلافت و اجازت سے نوازا۔ مدرسہ کے اکثر پروگراموں کی صدارت حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ مدظلہ فرماتے ہیں۔

☆ الحاج بابو محمد بخش صاحب لاہور

دربار شریف کے مخلص ترین خادم ہیں۔ ان سے پہلے ان کے والد محترم حضور شاہِ لاثانی و نقش لاثانی کے خادمان خاص سے تھے۔ آپ نے حضور نقش لاثانی اور حضور فخر لاثانی اور حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ صاحب کے دور میں دربار شریف کی پرخلوص خدمت میں ایک مثال قائم کی ہے۔ ایک عرصہ دراز سے ہر اتوار یا جمعہ کو دربار شریف پر حاضری دیتے رہے۔ اب صحت و ہمت جواب دے گئی ہے مگر اب بھی حاضری میں کمی نہیں آئی۔ آپ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ حضرت قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ماہ رمضان میں آپ کو دستار خلافت و اجازت سے نوازا۔ برادران طریقت سے رابطہ اور ان کی خدمات کو اپنا فرض اولین سمجھتے ہیں۔ بائیس سال سے داتا دربار لاہور میں ہونے والی عظیم الشان سالانہ "نقش لاثانی کانفرنس" کی روح رواں ہیں۔

☆ الحاج غلام محی الدین خان صاحب (ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

آپ حضرت قبلہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر ہیں۔ آپ نے ۱۹۹۲ء میں

حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان نعیمی (گجرات) کے دستِ مبارک پر بیعت کی۔آپ کے والد گرامی کے وصال کے بعد ان کے چہلم شریف کے موقع پر حضرت قبلہ فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دستارِ خلافت سے نوازا۔علاوہ ازیں آپ کو قبلہ مفتی صاحب کے صاحبزادے مجاہدِ ملت مفتی مختار احمد نعیمی نے بھی اجازت وخلافت سے نوازا۔دربارِ شاہ لاثانی اور بزمِ لاثانی پاکستان کے معاملات میں نہایت مدبرانہ اور حقائق پر مبنی آراء سے نوازتے رہے ہیں۔حضرت قبلہ فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ خان صاحب کی صاف گوئی اور مزاح سے بڑے محظوظ ہوتے رہے۔آپ دربار شریف اور حضور فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت کے بعد بہت تبدیل ہوئے اور اب ایک کامیاب وکیل ہونے کے ساتھ ساتھ ایک باشرع صاحبِ علم وعمل بزرگ اور پیر بھی ہیں۔آپ بزمِ لاثانی کی مجلسِ شوریٰ کے اہم رکن اور حضرت سجادہ نشین وسرپرستِ اعلیٰ کے مشیروں میں شامل ہیں۔

☆الحاج رانا جماعت علی خان صاحب لاہور

آپ حضور نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے منظورِ نظر اور مقربین میں سے ہیں۔دو مرتبہ آپ حج پر حضور رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گئے ہیں۔بزمِ لاثانی کے اولین عہدیداران میں سے ہیں۔آپ نے ایم تک تعلیم حاصل کی اور ایک عرصہ تک گورنمنٹ کالج لاہور میں بطور چیف لائبریرین تعین رہے۔پھر گجرات کالج میں رہے۔اب ریٹائرڈ ہو چکے ہیں۔باشرع،صاحبِ علم وعمل درویش ہیں۔تصوف کے علوم پر کافی دسترس حاصل ہے۔علی پور شریف کے علاوہ چورہ شریف اور سرہند شریف کے ساتھ بھی گہری عقیدت ومحبت رکھتے ہیں۔ان مقامات کی حاضری بھی کئی بار ہو چکی ہے۔چورہ شریف کے بزرگانِ عالیشان کے لئے بھی کتابیں اور مقالات لکھتے رہتے ہیں۔زیرِ نظر کتاب ''انوارِ لاثانی کامل'' کی ترتیب وتدوین میں ان کی خاصی کاوشیں اور محنتیں

شامل ہیں۔

☆ حاجی خوشی محمد صاحب خانیوال

آپ حضرت قبلہ فخرِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے منظورِ نظر رہے ہیں۔ بزمِ لاثانی پاکستان ضلع خانیوال کے صدر ہیں۔ بڑی عقیدت و محبت سے دربار اور بزم کی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ احباب کو دربار شریف سے رابطہ رکھنے میں بہت مدد و معاون ہیں۔ کئی سال سے حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ مدظلہ العالی کے ہمراہ ماہ رمضان مدینہ طیبہ میں بڑی عقیدت، الفت، عاجزی و انکساری سے گزارتے ہیں۔ آپ حضرت نقشِ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں جبکہ حضرت قبلہ پیر سیّد عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دستارِ خلافت و اجازت سے نوازا۔

حضرت مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ

آپ ایک درویش صفت استاد تھے۔ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف میں جناب ابوالبرکات سیّد احمد رحمۃ اللہ علیہ سے علومِ دین کی تکمیل کی۔ اس کے بعد جامعہ نعیمیہ کے اولین اساتذہ میں شامل ہوئے جس کا چوک دالگراں لاہور میں مفتی محمد حسین نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے سنگِ بنیاد رکھا تھا۔ اس کے بعد آپ مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف میں مدت دراز تک پڑھاتے رہے۔ آپ اپنے دور میں صرف ونحو کے امام مانے جاتے تھے۔ آپ کو صرف ونحو کی بیشتر کتابیں ازبر تھیں۔ نہایت محنت خلوص اور محبت سے طلباء کو پڑھاتے تھے اور آپ کے طلباء بڑے اچھے عالم اور استاذ ثابت ہوتے تھے۔ آپ نے جامع مسجد حنفیہ رضویہ احاطہ میاں سلطان لنڈا بازار سے ملحق مدرسہ قائم کیا جس میں سینکڑوں طلباء حفظ و ناظرہ قرآن کریم اور درسِ نظامی کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ ہزاروں علماء اہلسنت آپ کے شاگردوں میں شامل ہیں۔ علامہ بشیر احمد مجددی

آپ کے ہونہار شاگردوں میں شامل ہیں جن کی وجہ سے آپ نے حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت وسن پورہ لاہور میں کی اور آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بیعت فرمالیں۔حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پھر کبھی کرلیں گے۔اس پر آپ نے عرض کیا کہ حضور زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں لہٰذا آپ مہربانی فرما کر ابھی اپنے دامن کرم میں لے لیں۔حضرت صاحب نے مہربانی فرمائی اور آپ کو بیعت کرلیا۔حضور نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد حضرت پیر سیّد عابد حسین شاہ فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے قبلہ استاذ العلماء کو دستار خلافت واجازت سے نوازا۔مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کا مزار آپ کی جامع مسجد کے احاطہ میں مرجع خلائق ہے۔آپ کا خدمت دین متین کا مشن اب بھی جاری وساری ہے۔

حضرت مولانا قاری محمد اشفاق

حضرت مولانا عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں میں جناب مولانا قاری محمد اشفاق صاحب عالم باعمل اور بہترین استاذ ہیں۔اپنے والد ماجد کی طرح صرف ونحو بہت اچھے انداز میں پڑھاتے ہیں۔مدرسہ کے جملہ معاملات اور تمام شعبہ جات کی خودنگرانی کرتے ہیں۔زیادہ تر اسباق خود پڑھاتے ہیں۔دیگر اساتذہ کے شاگردوں کے ٹیسٹ لیتے ہیں اور گاہے گاہے ان کو خود پڑھاتے ہیں۔آپ کے ساتھ آپ کے برادر مکرم جناب علامہ قاری محمود احمد نقشبندی صاحب شعبہ حفظ اور انتظامی معاملات میں بھرپور تعاون فرماتے ہیں۔دونوں بھائی حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ان کے والد ماجد کے وصال کے بعد حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علامہ قاری محمد اشفاق صاحب کو دستار خلافت واجازت سے نوازا۔

حضرت مولانا بدر منیر گلفام

صاحبزادہ مولانا بدر منیر گلفام صاحب بڑے صاحب طرز خطیب ہیں۔ضلع

سیالکوٹ اور نارووال کے ہر دلعزیز اور شعلہ بیان مشہور ہیں۔دربار شاہ لاثانی سے نسبت اور خصوصی لگاؤ کے باعث آپ کے خطابات بڑے شوق سے سنے جاتے ہیں۔گویا یہ اکثر مقامات پر دربار شاہ لاثانی ونقش لاثانی کی نمائندگی کرتے ہیں۔حضور فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دستار خلافت واجازت سے نوازا۔موجودہ سجادہ نشین بلند اقبال حضرت پیر سیّد ظفر اقبال شاہ صاحب کے منظور نظر خطباء میں شامل ہیں۔حضور شاہ لاثانی،نقش لاثانی اور فخر لاثانی کے حالات وواقعات وکرامات بڑے مخصوص انداز میں بیان کرتے ہیں۔اللہ کرے زور بیان اور زیادہ۔حضرت فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں دستار اجازت وخلافت سے نوازا۔

حضرت مولانا قاری عبدالرزاق

آپ حضرت علامہ محمد علی نقشبندی صاحب کے بڑے صاحبزادہ ہیں۔بڑے سنجیدہ،کم گو،محنتی اور اہل محبت ہیں۔ٹیکنیکل کالج میں بطور لکچرر کام ذمہ داری ادا کرنے کے ساتھ دینی تعلیم اور عبادات وریاضات کا شوق رکھتے ہیں۔دربار عالیہ کی نسبت اور تعلق والوں کا خصوصی احترام کرتے ہیں۔حضور فخر لاثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو دستار خلافت واجازت سے نوازا۔اللہ کریم آپ کے علم وعمل اور صحت میں برکتیں عطا فرمائی۔

باباصوفی محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت نقش لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کے منظور نظر خادم تھے۔لاہور کے رہنے والے تھے۔دربار شریف میں مشائخ وخادمین کے پاپوش مرمت کرتے اور دیگر خدمت کے امور میں پیش پیش رہتے۔حضرت پیر سیّد علامہ حافظ عابد حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے گھر ایک نشست میں ان کی دستار بندی فرمائی۔لاہور کے علاقہ شالامار ٹاؤن میں ان کا مزار ہے۔ہر سال ان کا عرس ان کے صاحبزادہ حاجی محمد بشیر صاحب حضرت پیر سیّد محمد ظفر اقبال شاہ مدظلہ العالی کی صدارت میں کراتے ہیں۔

منقبت حضرتِ عابد حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مرکزِ انوارِ وحدت حضرتِ عابد حسین ۔۔۔ عاشقِ شاہِ رسالت حضرتِ عابد حسین
مرکزِ مہر و مروت حضرتِ عابد حسین ۔۔۔ پیکرِ کرم و کرامت حضرتِ عابد حسین
نقشِ لاثانی کے فیضِ تربیت کا شاہکار ۔۔۔ مطلعِ نورِ بصیرت حضرتِ عابد حسین
غوثِ جیلاں کے پیارے شاہ لاثانی کے نُور ۔۔۔ نازشِ اہل جماعت حضرتِ عابد حسین
مخزنِ صدق و صفا، مصداقِ تسلیم و رضا ۔۔۔ ہادیءِ راہِ طریقت حضرتِ عابد حسین
تاجدارِ مُلکِ معنیٰ، شاہِ اقلیمِ ھُدیٰ ۔۔۔ شانِ ذیشانِ ولایت حضرتِ عابد حسین
کررہا ہے نام خود اعلانِ اوجِ بندگی ۔۔۔ قاسمِ حُسنِ عبادت حضرتِ عابد حسین
نقشبندی قادری یعنی بالفاظِ دِگر ۔۔۔ نقشبندِ فیضِ قدرت حضرتِ عابد حسین
ہر سُخن معیارِ حق، تنویرِ قرآن و حدیث ۔۔۔ ہر ادا میں شرحِ سنت حضرتِ عابد حسین
سینہءِ بے کینہ اسرار و معارف کا امین ۔۔۔ چشمہءِ صد علم و حکمت حضرتِ عابد حسین
صدقہ اپنے شیخ کا آسی پہ بھی نظرِ کرم ۔۔۔ ہے یہ محتاجِ عنایت حضرتِ عابد حسین

محمد حسین آسی

خدایا رحم کُن بر جانِ زارم ۔۔۔ کہ جُز لُطفِ تو غم خواری ندارم
نمی گویم مرا تنہا جُدا کُن ۔۔۔ خدایا حاجتِ جُملہ روا کُن

مآخذ و مراجع

☆ قرآن مجید ترجمہ کنزالایمان (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان)
☆ تفسیر خزائن العرفان (سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی)
☆ تفسیر نور العرفان (مفتی احمد یار خان نعیمی)
☆ ترجمہ و تفسیر کنزالعرفان (بشیر احمد مجددی)
☆ تفسیر ضیاء القرآن (پیر کرم شاہ)
☆ تفسیر مظہری (قاضی ثناء اللہ)
☆ معارف القرآن (مفتی محمد شفیع)
☆ اولیاءِ نقشبند (سیّد امین الدین)
☆ صحاح ستہ (احادیث رسول کریم)
☆ دیگر کتب احادیث (احادیث رسول کریم)
☆ انوارِ لاثانی (صوفی محمد رفیق)
☆ انوارِ لاثانی (محمد حسین آسی)
☆ حیات لاثانی (صائم چشتی)
☆ سیرت نقش لاثانی (محمد حسین آسی)
☆ ماہنامہ انوارِ لاثانی (بشیر احمد مجددی)
☆ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی)
☆ تذکرہ مشائخ نقشبند (علامہ نور بخش توکلی)
☆ خصائص و تسلسل سلسلہ نقشبندیہ (علامہ رشید احمد مرتضائی)
☆ سیرت رسول عربی (علامہ نور بخش توکلی)

☆ تصوف و شریعت (ڈاکٹر محمد عبدالحق انصاری)
☆ شریعت و طریقت (مولانا اشرف علی)
☆ مکتوبات امام ربانی (حضرت مجدد الف ثانی)
☆ تاریخ مشائخ نقشبندیہ (پروفیسر پیر عبدالرسول)
☆ تذکرہ نقشبندیہ (محمد حسین)
☆ کشف المحجوب (حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری)
☆ مکتوبات (خواجہ محمد معصوم)
☆ حضرات القدس (علامہ بدرالدین سرہندی)
☆ تاریخ دعوت و عزیمت (ابوالحسن ندوی)
☆ سیرت مجدد الف ثانی (سیّد زوار حسین)
☆ علمائے ہند کا شاندار ماضی (مولانا سیّد محمد میاں)
☆ جمال قرب الٰہی (سیّد غلام دستگیر نقشبندی)
☆ عمدۃ السلوک (سیّد زوار حسین)
☆ آئینۂ تصوف (پروفیسر ضیاء الحسن قادری)
☆ رسائل شاہ ولی اللہ (سیّد محمد خان القادری)
☆ انوار نقشبند (رانا جماعت علی خاں)
☆ تصوف و تصورات صوفیہ (پروفیسر ظہیر احمد صدیقی)
☆ سیرت طیبہ (غلام ربانی عزیز)
☆ انفاس العارفین (حضرت شاہ ولی اللہ)

شجرہ شریف نقشبندیہ مجددیہ

یا عمیم الفضل ذات باقا کے واسطے — رحم کرنا مجھ پہ ختم الانبیاء کے واسطے

اس شفیع المذنبین اور رحمۃ للعالمین — صاحب عالی مناقب والضحیٰ کے واسطے

ہو عطا مسکین کو یارب ترک ماسوا — حضرت صدیق اکبر ذوالفضل وعطا کے واسطے

جن کا ثانی بعد پیغمبر کے ہونا ہی نہیں — تا قیامت خاص زمرہ اتقیاء کے واسطے

فارسی سلمان و قاسم جعفر صادق امام — بایزید و بوالحسن ذوالاتقیاء کے واسطے

نیش نفس سرکش بدکیش سے رکھنا بچا — بوعلی اور یوسف صاحب صفا کے واسطے

اور خواجہ عبدالخالق خواجہء عارف بحق — خواجہء محمود عزیز الاتقیاء کے واسطے

یعنی آں حضرت عزیزان علی رامیتنی — عالم اکمل شہ جود و سخا کے واسطے

حضرت بابا سماسی خواجہء میر کلال — اور بہاء الدین امیر خواجہا کے واسطے

خواجہء اکبر بخاری یعنی شاہِ نقشبند — نور چشم اُس شہید کربلا کے واسطے

ہوں معطر عطر عرفاں سے ہمارے جان و دل — شاہ علاؤالدین عطار خدا کے واسطے

عشق اپنے میں ترقی بخش مجھ کو ربنا — خواجہء یعقوب چرخی بے ریا کے واسطے

دن بہ دن ہو یا الٰہی اتحاد و رابطہ — پیر سے خواجہ عبیداللہ ھما کے واسطے

خواجہء زاہد محمد خواجہ درویش ولی — خواجہ املنگی محمد مقتدا کے واسطے

حضرت باقی باللہ خواجہء ہمت بلند — اور مجدد الف ثانی پادشاہ کے واسطے

جو اولوالعزموں کے درجہ پر ہوئے نائب مناب — یعنی سرہندی شہ کشور کشا کے واسطے

آتش حرص و ہوا کو سرد کر دل سے میرے — خواجہء معصوم تارک ماسوا کے واسطے

جملہ دشواری و خواری حشر کی آسان ہو — حجت اللہ اور زبیر اولیاء کے واسطے

شکر ہے لاکھوں کہ یہ ہر چار قیوم زماں — پیر بخشے ہیں خدا نے بے نوا کے واسطے

یعنی فاروقی و سرہندی یہ چاروں غوث حق	کان ہیں فیضان کی خلق خدا کے واسطے
دولتِ صبر و قناعت ہو عنایت قادرا	خواجہ قطب الدین حیدر مقتدا کے واسطے
اے خدا تیری رضا کی التجا رکھتا ہوں میں	شاہ جمال اللہ آں صاحب رضا کے واسطے
یہ دل مردہ ہو زندہ اے شہ کون و مکاں	سیّد عیسیٰ چوں عیسیٰ فی السما کے واسطے
پھر بابا جی ولی اللہ جو فیض اللہ تھے	اور شہِ نور محمد پارسا کے واسطے
قبلہء عالم جناب اور کعبہء دنیا و دیں	والئے تیراہ ذی نور ضیاء کے واسطے
یعنی آں حضرت لحاظائے شہ عالی مقام	شاہباز اوجِ عرفاں باوفا کے واسطے
جن کا اصلی نام ہے نام فقیر محمدی	اور حاجی گل بھی مردِ باخدا کے واسطے
سرخروئی دو جہاں یارب ہووے میرے نصیب	مالک ملک یقین داعی ھُدیٰ کے واسطے
قبلہء دیں کعبہء ایماں شاہِ لاثانی لقب	حضرت شاہ جماعت مقتدا کے واسطے
قطب عالم غوث اعظم دستگیر بیکساں	قبلہء اہل یقیں اس رہنما کے واسطے
فاطمہ کے لعل گل از گلشن حضرت علی	لخت جگر حسنین نور مصطفیٰ کے واسطے
فیض سے جنکے ہوئے سرسبز اور تازہ قلوب	ہو خاتمہ بالخیر اس نجم ھُدیٰ کے واسطے
وہ نمونہ خلق لاثانی کا مرد باکمال	علی حسین اس سیّد فرخ لقا کے واسطے
ہے بچھا جود و کرم کا جن کے ہاں خوان کرم	ہو اشارہ بھی عطا کا اس گدا کے واسطے
نقش لاثانی کا نقشہ شاہ لاثانی کا نور	مایہء تسکین دل ہر مبتلا کے واسطے
کر عطا شوق عبادت دے مجھے ذوق سجود	سیّد عابد حسین پارسا کے واسطے
دے ظفر بھی ملت اسلام کو اقبال بھی	شہِ ظفر اقبال پیر و پیشوا کے واسطے
پھر یہ عاصی پُر معاصی بھی کریما بخش لے	حرمت حضرات شجرہ خواجہا کے واسطے
دل میرا کر پاک یارب الفت اغیار سے	قبلہ و کعبہ ولیء باخدا کے واسطے
اللھم اغفر جمیع المومنین والمومنات	انبیاء و اولیاء و اصفیا کے واسطے

شجرہ شریف قادریہ

ہے ثنا و حمد ذاتِ کبریا کے واسطے / اور ذاتِ کبریا حمد و ثناء کے واسطے

گرچہ عاصی ہوں مگر شاہِ رُسل کا ہوں غلام / ہاتھ اٹھاتا ہوں میرے مولا دعا کے واسطے

حشر میں رُسوا نہ کیجو میری مشتِ خاک کو / یا رب اپنی رحمتِ بے انتہا کے واسطے

دل عطا کر سوختہ عشقِ شہِ ابرار میں / آنکھ روتی دے جمالِ مصطفیٰ کے واسطے

شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار / حیدرِ صفدر علی مشکل کشا کے واسطے

حضرت خاتونِ جنت قرۃ العین رسول / یعنی بی بی فاطمہ خیر النساء کے واسطے

ہو گئے دونوں منور نورِ سرورِ پاک سے / مرتضیٰ اور فاطمہ اہلِ ھدیٰ کے واسطے

گلستانِ سیّدِ عالم کے دو گلہائے تر / کان ہیں فیضان کی خلقِ خدا کے واسطے

کشتۂ شمشیرِ تسلیم و رضا شاہِ حسن / گنج نورِ معرفت بدر الدجیٰ کے واسطے

مرتضیٰ خاتون سے ہو گئے منور شاہ حسن / صاحب اہلِ شفا ہیں ہر بلا کے واسطے

کر کرم کی اک نظر اور دیکھ میرا حالِ زار / یا خدا حسن مثنیٰ مجتبیٰ کے واسطے

محض عبداللہ کی برکت سے مرا دل شاد کر / اور موسیٰ الجون سیّد باخدا کے واسطے

بخش مجھ کو شاہ عبداللہ موارث کے طفیل / اُس شہِ موسیٰ امام باصفا کے واسطے

کر عطا اپنی محبت بہر داؤد ولی / خواجۂ شاہ محمد مورثا کے واسطے

مشکلیں حل ہو مری ہم غم سے ہو جائے نجات / سیّد یحییٰ کے زُہدِ بے ریا کے واسطے

دل مرے کو نورِ عرفاں سے منور رکھ سدا / شاہ عبداللہ جیلی پیشوا کے واسطے

بخش توفیقِ عبادت دور ہوں دل کے حجاب / سیّد بو صالح پیرِ ھدیٰ کے واسطے

قبلہء اربابِ عرفاں کعبہء اہلِ یقین
پیر پیراں غوث اعظم پیشوا کے واسطے

دستگیر بیکساں و پیشوائے انس و جاں
شہِ محی الدین امام اولیاء کے واسطے

کر عطا صدقِ مقال اور رزق دے مجھ کو حلال
عبد رزاق ولی صاحب عطا کے واسطے

کر مشرف مجھ کو تو دیدار پُر انوار سے
شاہِ شرف الدین امیر خواجہا کے واسطے

از طفیل پاک خواجہ سیّد عبدالوہاب
صاحب فیضان کامل ذوالعطا کے واسطے

دین و دنیا کی سعادت کر عطا یارب مجھے
شاہ بہاء الدین قطب الاولیاء کے واسطے

حشر میں زیرِ لوائے حمد ہو میرا مقام
خواجہ شاہ عقیل اہل ھدیٰ کے واسطے

بہر شمس الدین صحرائی مرا دل شاد کر
اور گدا رحمٰن اول با صفا کے واسطے

کر عطا قلب سلیم از بہر شمس الدین ولی
اور گدا رحمٰن ثانی باخدا کے واسطے

ہادی و سلطان عالم پیر کامل شاہ فضل
اور کمال کیتھلی صاحب حیا کے واسطے

رحم کر مجھ پر طفیل شاہ سکندر قادری
اور مجدد الف ثانی پادشاہ کے واسطے

حضرت قیوم ثانی خواجہء معصوم حق
حجۃ اللہ اور زبیر اولیاء کے واسطے

از طفیل شاہ اشرف یعنی قطب الدین ولی
شاہ جمال اللہ آں صاحب رضا کے واسطے

دردِ دل کی تو دوا کر اے مرے مولیٰ کریم
خواجہء عیسیٰ ولی ذوالاتقیاء کے واسطے

بہر فیض اللہ پیر و پیشوائے کاملاں
اور شہِ نور محمد پارسا کے واسطے

قبلہ گاہِ جان و دل شاہ فقیر محمدی
یعنی حاجی گل شہِ مشکل کشا کے واسطے

بہر سلطانِ حقیقت، سیّد عالی مقام
وارث تاج و سریرِ انبیاء کے واسطے

قبلہء دیں کعبہء ایماں شاہ لاثانی لقب
مالک اقلیم تسلیم و رضا کے واسطے

سایہء حق بر زمیں فرزند ختم المرسلیں
حضرت شاہ جماعت مقتدا کے واسطے